اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

تذکرہ

582/2

اولیائے نقشبند

المعروف بہ سیرتِ پاک

شیرِ ربانی

عاشق یزدانی مجددِ عصر قطبِ زمانہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری

مؤلف

ناچیز حقیر محمد امین شرقپوری

پیش کردہ:

کمترین عبدالوحید خاں ولد محمد حسین خاں

Marfat.com

POPULATED PLACES — LUOGHI POPOLATI

Marfat.com

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

582/2

تذکرہ

اولیائے نقشبند

المعروف بہ سیرتِ پاک

شیرِ ربّانی

شیخ یزدانی مجددِ عصر قطبِ زمانہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری

مؤلف

ناچیز حقیر محمد امین شرقپوری

پیش کردہ :

ملتزمین عبدالوحید خاں ولد محمد حسین خاں

Marfat.com

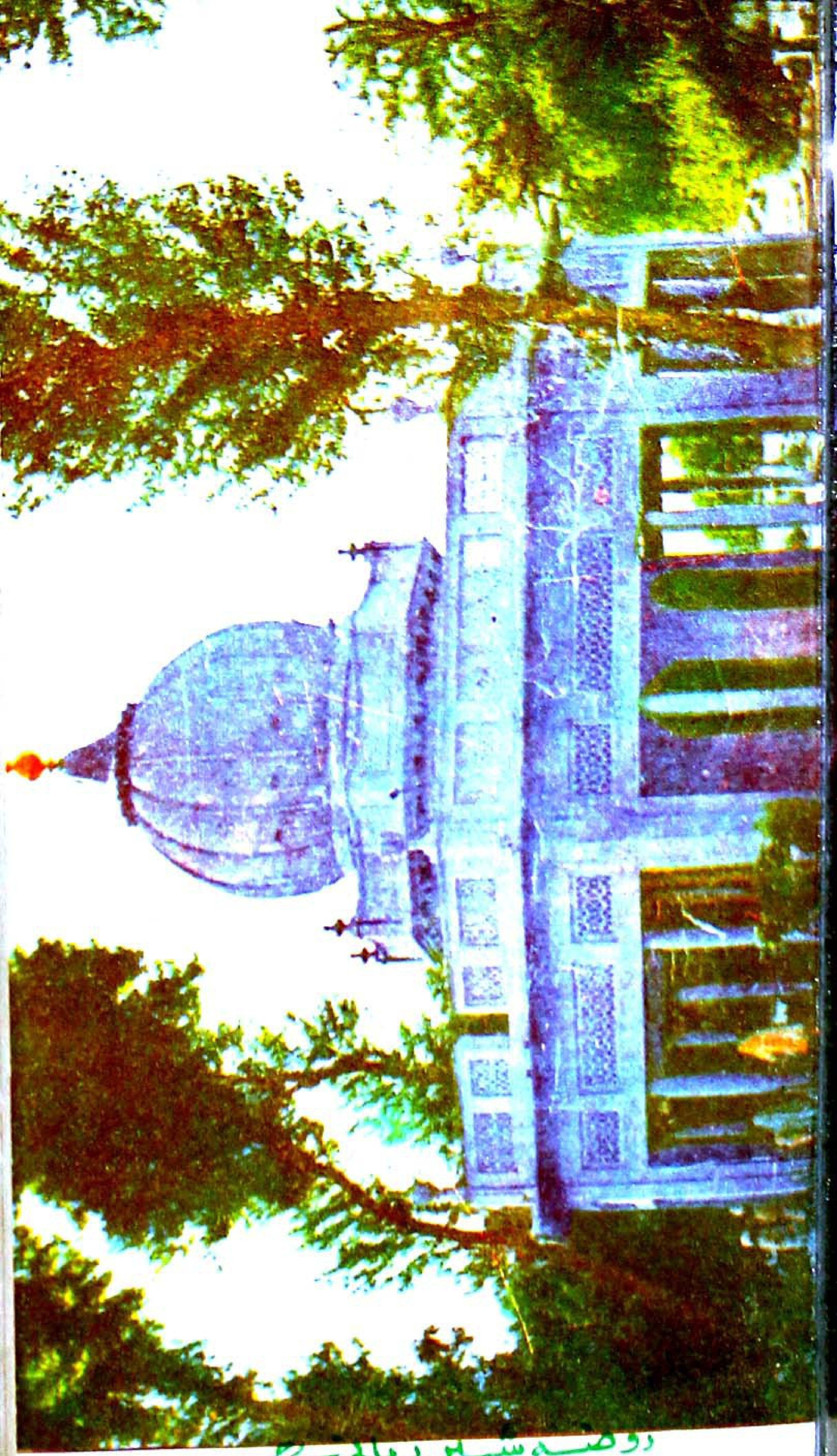

روضہ شیر ربانی رح

Marfat.com

582/2

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ؕ

تذکرہ

اولیائے نقشبند

المعروف بہ سیرتِ پاک

شیر ربانی

...یق یزدانی مجددِ عصر قطبِ زمانہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری

مؤلف

ناچیز حقیر محمد امین شرقپوری

پیش کردہ:

...کمترین عبدالوحید خاں ولد محمد حسین خاں

Marfat.com

باجازتِ خاص

53258

محمد سلیم شرقپوری پسر محمد امین شرقپوری مرحو

ایڈیٹر

ماہنامہ شمع

اور

ماہنامہ بچوں کی دنیا

تاریخ اشاعت جولائی ۱۹۸۸ء

بمطابق ذوالحج ۱۴۰۸ھ

Marfat.com

ترتیب

صفحہ	مضمون	شمار
٦	عرض حال	١
١٠	سرتاج نقشبند حضرت خواجہ باقی باللہؒ	٢
٣٠	امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ	٣
٦١	قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصومؒ	٤
٧٣	ظل وحدت حضرت خواجہ عبدالاحدؒ	٥
٨١	حضرت خواجہ محمد حنیف کابلیؒ	٦
٨٢	حضرت شیخ محمد زکی ظہریؒ	٧
٨٣	حضرت ابوالساکین شیخ محمد حیاتیؒ	٨
٨٠	سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زمان	٩
١٢٠	مخدوم ولایت حضرت خواجہ قاضی احمدؒ	١٠
١٣٠	شہباز توحید حضرت سید حسین شاہؒ	١١
١٥٥	ابوالبرکات حضرت سید امام علی شاہؒ	١٢
١٦٠	حضرت سید صادق علی شاہؒ	١٣
١٦٨	امیر طریقت حضرت خواجہ امیرالدینؒ	١٤
١٨٠	شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری	١٥
١٨١	نوشتان اعلیٰ	١٦
١٨٨	شرق پور	١٧
١٩٠	منبع نور	١٨
٢٠٢	نوجوانی	١٩

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۰	بیعت	۲۱۰
۲۱	رشد و ہدایت	۲۲۵
۲۲	فیضانِ توجہ	۲۴۴
۲۳	جانشین و ارشاد	۲۶۹
۲۴	مکاشفات	۳۰۹
۲۵	تصرفات	۳۲۱
۲۶	کرامات	۳۴۱
۲۷	معمولات	۳۸۵
۲۸	ذاتیات	۴۱۵
۲۹	ملفوظات	۴۳۱
۳۰	وفات	۴۴۴
۳۱	حضرت ثانی صاحب میاں غلام اللہ مدظلہ العالی	۴۵۵
۳۲	حضرت حاجی عبدالرحمن صاحبؒ	۴۶۳
۳۳	حضرت قاضی محمد ابراہیم صاحبؒ	۴۶۵
۳۴	مخزنِ کرم حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کرماں والے	۴۷۰
۳۵	پیکرِ نور حضرت سید نورالحسن شاہ صاحب کیلیاں والے	۵۰۰
۳۶	فاضلِ اجل حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربل والے	۵۰۸
۳۷	مظہرِ انوار حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم صاحب مکان شریف والے	۵۱۴
۳۸	ابرِ رحمت حضرت میاں رحمت علی صاحب لکھنگاں والے	۵۱۹
۳۹	اعجاز حافظ سید محمد ابراہیم شاہ صاحب سہول والے	۵۲۶
۴۰	شجرہ ہائے شریف	۵۲۹

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالقِ اکبر (جلّ شانہٗ)

ے ہی بابِ کرم کا ہر ایک ہے محتاج — جہاں کے واسطے ہے باز تیرا دروازہ

ے گدا ہیں فریدوں و دارا و جمشید — ہو کس طرح ترے لطف و کرم کا اندازہ

ی نگاہِ کرم سے نظامِ ہستی ہے — وگرنہ دہر کا سب منتشر ہو شیرازہ

حضورِ اقدس (صلّی اللہ علیہ وسلّم)

کے بعد دو عالم سے آپ افضل ہیں — شفیعِ حشر، حبیبِ خُدا، شہِ لولاک!

رے رتبۂ عالی کو صاحبِ معراج! — خراج دیتی ہے ابتک نگاہِ ہفت افلاک

ی نگاہ بصیرت فروز ہے خالد — کہ میری آنکھ کا سُرمہ ہے انکے در کی خاک

(خالد بزمی)

Marfat.com

اصحابِ رسولِ مقبول (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

زہے نصیب کہ اُن سے تھا نامِ حق روشن — نجومِ چرخِ رسالت تھے سب صحابہ کرام
خصوصاً اُن میں ابوبکرؓ و عمرؓ افضل تھے — انہیں کیساتھ ہی عثمانؓ اور علیؓ کا نام
خُدا نے ان کو کیا سرفراز دُنیا میں — اور آخرت میں بھی بخشا انہیں بلند مقام

اولیائے کرامؒ

جہاں میں جتنے بھی گذرے ہیں اولیائے کرام — عطا کئے اُنہیں حق نے مراتبِ عالی
وہ اک نگاہ میں چاہیں تو کیمیا کر دیں — نظر ہے اُنکی حقیقت کو دیکھنے والی

وُہ بارگاہِ خدا میں ہیں قابلِ انعام
کہ ذکرِ حق سے نہیں اُنکا کوئی دم خالی

(خالد بزمی)

Marfat.com

مہ تعالیٰ

اللہ حافظ؛

عرضِ حال

اس مہربان اور رحیم و کریم معبود حقیقی اللہ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے
س نے تمام مخلوق کو پیدا کیا اور سارے عالم کا پروردگار ہے۔ اُس ذات
ی تعالیٰ کا کروڑ احسان ہے جس نے سیدالاولین والآخرین حضور پُرنور
ب لولاک حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا حبیب
خلوق کے لیے نبی برحق بنا کر خلقت کی ہدایت کے لئے دنیا میں بھیجا
ور رحمۃ للعالمین پر ہزاروں درود و سلام ہوں جنہوں نے صحابہ کرام
ضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بابرکت جماعت دنیا کی رہبری اور
مائی کے لئے عطا کی۔ اور اس جماعت باوقار پر صد رحمتیں ہوں جس
ضور پرنور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان
علیہم اجمعین کی پوری پوری پیروی کی۔ اور دنیا کو صراط مستقیم پر چلنے
ہدایت دی۔ اور جو سنت نبوی کی پاسبان ہے۔

اولیائے کرام

اولیائے کرام کا یہ گروہ پرشکوہ اپنی سادہ زندگی۔ زہد و عبادت بلندی

Marfat.com

کردار و گفتار سے مخلوق میں ہمیشہ بصد عزت و احترام دیکھا گیا ہے۔ بڑے بڑے جابر شہنشاہوں اور فرعون مزاج بادشاہوں کے سر ہمیشہ ان کی بارگاہ عالی میں جھکے ہیں۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ان بزرگانِ عظام کی برکت سے مخلوق پر بے حد رحم فرماتے ہیں۔ ان کے طفیل مینہ برساتے ہیں۔ آفات و بلیات کو دور کرتے ہیں۔ قحط اور بیماری کو روکتے ہیں۔ لوگوں کے گناہ معاف فرماتے ہیں۔ دعائیں قبول کرتے ہیں۔ حاجات برلاتے ہیں دشمنوں پر انہیں فتح دلاتے اور روزی میں وسعت دیتے ہیں ؀

مجھ ایسے کم فہم اور بے عقل آدمی کے لئے یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ ان حضراتِ ذیشان و ذی جاہ کی صحیح تعریف کر سکوں۔ اور ان کی عظیم المرتبت شخصیت پر کچھ لکھ سکوں۔ کیونکہ اولیائے کرام وہ باکمال ہستیاں ہیں جن کی شان میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ بلاشبہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم ہے۔ اور حضور محبوب رب العالمین کی حدیثِ شریف ہے۔ کہ اولیائے کرام حضور کی قبا کے نیچے مستور و محفوظ ہیں ؀

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی اولیائے کرام کی شان میں فرماتے ہیں۔ کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ جن کو دوست رکھتا ہے انہیں تین خصلتیں عطا فرماتا ہے۔ سخاوت دریا کی مانند۔ شفقت آفتاب کی شفقت کی طرح۔ اور تواضع زمین کی تواضع کی مانند ؀

فرماتے ہیں عارف باللہ وہ شخص ہے۔ کہ کوئی اس کے مشرب کو

Marfat.com

اڑ سکے۔ اور جو شخص گدلا پن لے کر اُس کے پاس پہنچے۔ وہ صاف ہو۔"

فرماتے ہیں" جو عارف بحق ہے وہ کہتا ہے کہ میں جاہل ہوں۔ اور جو جاہل بحق ہے وہ کہتا ہے کہ میں عارف ہوں۔ اور عارف اُڑنے والے پرندے کی مانند ہے"۔

فرماتے ہیں:" عارف اور عاشق الٰہی کا دل اُس چراغ کی مانند ہے۔ جو صاف آئینہ کی قندیل میں دھرا ہو۔ کہ اُس کی روشنی عالم ملکوت کو روشن کرتی ہے۔ اور جب یہ حال ہو۔ تو اُسے تاریکی اور اندھیرے سے کیا خوف"۔

فرماتے ہیں" اہل محبت اپنے دلوں سے عرش الٰہی کے گرد طواف کرتے رہتے ہیں۔ اور دیدار الٰہی کے خواستگار ہوتے ہیں"۔

فرماتے ہیں۔ کہ یہ بات ہو نہیں سکتی۔ کہ کوئی شخص اللہ تعالےٰ کو پہچانے اور اُس پاک ذات کو دوست نہ رکھے۔ کیونکہ معرفت الٰہی بغیر محبت اور عشق کے بے قدر اور بے فائدہ ہے۔ اور جسے اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل ہے اس کو سوال کی حاجت نہیں۔ ورنہ ہوگی۔ اور جس نے اسے نہ پہچانا وہ حاجتمند ہی رہے گا۔ اور آگ کا عذاب ایسے لوگوں کے لئے ہے جو خدائے پاک کو نہیں پہچانتے۔ لیکن خدائے پاک کو پہچاننے والا آگ کے لئے عذاب ہے"۔

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت ممدوح سے پوچھا۔ کہ فرض اور سنت کیا ہے؟ فرمایا کہ حق تعالےٰ کی محبت فرض اور دُنیا کا ترک کرنا سنت ہے۔ اور فرض سے مراد یہ ہے۔ کہ انسان ہر کام کرے اُس کی حد کو محفوظ رکھے۔

Marfat.com

کیونکہ محبت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ اس کے داعی سے کوئی کام محبوب کی
کے خلاف نہ ہو۔ اور ترکِ دُنیا یہ ہے۔ کہ اللہ پاک نے جن کاموں
بندے کو منع کیا ہے وہ اُس سے رُکا رہے ؛

چنانچہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے یہ بڑے سالار سلطان العارفین
حضرت بایزید بسطامیؒ جب دُنیا سے رحلت فرما گئے۔ تو اُن کے ایک مُ
خاص نے عالم واقعہ میں ممدوح سے دریافت کیا۔ کہ حضرت آپ نے
کیسے کیونکر خلاصی پائی۔ فرمایا۔ میں نے اُن سے کہا تھا کہ میرے ا
جواب سے آپ کی تسلی نہیں ہوگی۔ کہ میرا خدا وہ ہے جو تمہارا بھی خدا
بلکہ یہ ٹھیک ہے۔ کہ تم واپس جاؤ۔ اور خدائے تعالے سے پوچھو۔ کہ فلاں
شخص اس کا بندہ بھی ہے۔ کہ نہیں۔ ورنہ میں سو بار بھی کہوں گا۔ کہ
خدا ہے تو کیا فائدہ ہے۔ ہاں اگر وہ مجھے اپنا بندہ اور عاشق جانے
تو پھر بات بنتی ہے ؛

یہی وہ مردِ مومن ہیں جن کے قلوب کو حق سبحانہٗ و تعالےٰ کا مقام
گیا ہے۔ اور ان کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے
کہ ان کی فراست سے ڈرو۔ یہ اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتے ہیں
صبح و شام حق سبحانہٗ و تعالےٰ کے ذکر میں مشغول رہنے سے ان کے
مثل آئینہ صاف و شفاف ہوتے ہیں۔ اور ان میں انوارِ الٰہی کا عکس
پڑتا ہے۔ جس کی بدولت ان میں صفاتِ الٰہیہ پیدا ہو جاتی ہیں جیسے
سورج کا عکس آئینہ میں آنے سے وہ روشن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قلب

Marfat.com

ن بھی ان انوار سے جگمگا اُٹھتا ہے ؎

اولیائے کرام کتاب و سُنت پر پورا عمل کرتے ہیں۔ اور حضور نبی کریم
ے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا نمونہ ہوتے ہیں۔ بغیر اتباعِ سُنت کوئی
ں ولی اللہ نہیں بن سکتا۔ اور بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تو بنیاد ہی
عِ سُنت پر کھڑی ہے۔ گویا ان حضرات عظام کا مسلک یہ ہے۔ کہ حق سُبحانہٗ
تعالےٰ کی عبادت اور حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور
ں دو چیزوں پر عمل کرنے سے اللہ پاک نے انہیں دنیا میں بھی بادشاہی
کی ہے اور آخرت میں بھی یہ فوز عظیم کے مستحق قرار دئے گئے ہیں۔
نکہ یہ مجسّم نُور ہوتے ہیں۔ اس لئے رحلت کے بعد بھی طالبین کو اُن سے
ں پہنچتا ہے۔ اور اُن کے مدفن انوارِ ربانی کے مرکز ہوتے ہیں۔ لوگ
کے مدفنوں پر زیارت اور فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوتے ہیں جو
میں سنت ہے جنہیں اللہ تعالےٰ نے کشف القبور کا ملکہ عطا کیا ہے
ان سے ملتے اور باتیں بھی کرتے ہیں ؎

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے!

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ

اولیائے کرام کے اس سلسلۂ عالیہ کے بانی اور پیش رو سیدنا حضرت
بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو بوجہ محبت آنحضرتؐ اور اتباعِ کامل
ور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابۂ کرام میں ایک بلند درجہ رکھتے ہیں۔ اور جنہیں
ور صلے اللہ علیہ وسلم کی خلوت و جلوت کی صحبتوں کا فخر حاصل ہے۔ اور

Marfat.com

جن سے حضورؐ کے غلام بے دام حضرتِ سلمان فارسیؓ نے اخذ فیض ک
وُہ عاشقِ صادق اس قافلے کے میرِ کارواں ہیں۔ اور سیدنا حضرت صد
اکبرؓ کے صاحبزادے حضرت امام قاسمؒ جس قافلے کے حدی خوان ہو
اور امام جعفر صادقؒ ایسے جواں مرد جس کے ہمنوا ہوں۔ اور حضرت
بسطامیؒ ایسے سرفروش سالارِ کارواں ہوں۔ اس قافلے کی سج دھج
کیا کہنا۔ اور عارفوں کی جس سلکِ مروارید کے گوہرِ تابناک حضرت
ابوالحسن خرقانی ایسے جانباز ہوں۔ اور حضرت ابوعلی فارمدیؒ ایسے
نایاب اور حضرت خواجہ یوسف ہمدانی و حضرت عبدالخالق غجدوانی ا
بیش بہا موتی جس کی زینت ہوں۔ اُس لڑی سے گوہر جڑی کی آب
کا بھلا کون مقابلہ کرسکتا ہے۔ اور جس بندگانِ خدا کی مجلس با اخلاص و
کے حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ ایسے مردِ باصفا صدر ہوں۔ اور حضرت
انجیر فغنویؒ اور خواجہ علی رامتنیؒ ایسے بزرگِ نیک خو رکن اعلیٰ ہوا
اور حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ اور حضرت خواجہ سید امیر کلالؒ ایسے کا
روحِ رواں ہوں۔ اس مجلسِ پاک کی ہمسری محال ہے۔

اور جس صوفیائے کرام عالی مقام کی جماعت کے امیر حضرت خوا
بہاؤالدین نقشبندؒ ایسے صاحب طریقت اور ولی کامل ہوں۔ اور حضر
خواجہ علاؤالدین عطارؒ اور حضرت یعقوب چرخیؒ ایسے فاضل اجل پا
ہوں۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ اور حضرت محمد زاہدؒ ایسے نیکو
جماعت میں شامل ہوں اور حضرت مولانا محمد درویشؒ اور حضرت خواجہ امکنگی ا

Marfat.com

آشنا رہنماؤں کے ہاتھوں میں جس کی باگ ڈور ہو۔ اس جماعت کی فتح
یقینی ہے ؛

اور بزرگانِ دین کی جس بزمِ انجم کے شہاب ثاقب حضرت خواجہ باقی باللہؒ
شیخ المشائخ ہوں۔ اور جس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ بدرِ کامل بن کر
رہے ہوں۔ اور حضرت خواجہ محمد سعیدؒ اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور
خواجہ عبدالاحدؒ ایسے روشن ستارے جس کے گرد ہالہ کئے ہوں۔ وُہ
بھُولے بھٹکوں کی بھلا کیسے رہنمائی نہیں کرے گی !

اور رشد و ہدایت کے جس گروہِ پر شکوہ کے حضرت خواجہ محمد حنیفؒ ایسے
یافتہ بزرگ تبلیغ دین کی خدمت پر مامور ہوں۔ اور حضرت شیخ محمد زکیؒ
حضرت شیخ محمد ٹھٹویؒ ایسے کُہنہ مشق اور جہاں دیدہ ولی جس کے سرپرست
اس گروہ پاک کی کوششیں کیونکر بروئے کار نہ ہوں گی ؛

اور کاملین کی جس ولایت کے حکمران حضرت خواجہ محمد زمانؒ ایسے سلطان
ہوں۔ اور حضرت خواجہ حاجی احمدؒ اور سید شاہ حسینؒ ایسے سالکان جس
ہمرواہ ہوں اس ولایت کی دُنیا میں کیوں دھُوم نہ مچے گی ؛

اور فیوض و برکات کے جس خزینۂ عالیہ کے ناظم اعلیٰ حضرت سید امام علی شاہ
اور حضرت صادق علی شاہ اور حضرت خواجہ امیر الدینؒ ایسے مقتدر ولی قائم
بحر ذخار سے کوئی پیاسا رہ سکتا ہے۔ اور جس سپہر طریقت کے آفتاب حضرت میاں
ایسے ہادی کامل ہوں۔ اور جس کی ضیا سے حضرت ثانی میاں غلام اللہ
اور حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب اور حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب

Marfat.com

اور حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب اور حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم صاحب
حضرت میاں رحمت علی صاحب اور حضرت سید حافظ محمد ابراہیم صاحب
درخشندہ چاند اور ستارے جگمگ جگمگ کرتے ہوں پھر دنیا میں تاریکی
ہے۔ آج نہیں تو کل انشاء اللہ ان کی ضیا باریاں دنیا کے گوشے گو
میں پہنچ کر رہیں گی ۔

احوالِ واقعی

زیر نظر کتاب میں اس فیض و با برکت سلسلۂ عالیہ کے بزرگان
کے حالات کی ابتدا ہندوستان میں اس سلسلہ کو رواج دینے والے
نقشبند حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی کے نام نامی سے کی گئی ہے۔
ممدوح سے لیکر امیرِ طریقت حضرت خواجہ امیر الدینؒ کے حالات اختصار
پیش کیے گئے۔ تاہم احقر نے یہ پوری کوشش کی ہے۔ کہ ان اولیائے
کی حیات مبارکہ کا کوئی اہم واقعہ ضبطِ تحریر سے رہ نہ جائے ۔

ناچیز کا اس کتاب کو پیش کرنے کا اصل مقصد حضرت قبلہ میاں
صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح اور سیرت پاک کی اشاعت
حضرت میاں صاحب قبلہ کی حیاتِ مبارکہ اور ان کے کارہائے نما
پہلے بھی چند کتابیں لکھی گئی ہیں ۔

ذکرِ محبوب جس کے مصنف ملک حسن علی صاحب ہیں۔ اس تصنیف
حضرت قبلہ کی سوانح پر اختصار سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ انقلاب حق
دوسری تصنیف ہے۔ جس کے مصنف فاضل اجل حضرت صاحبزادہ محمد

اس کتاب میں ممدوح نے حضرت میاں صاحب قبلہ اور اپنی زندگی کے
نفسیاتی پہلو اجاگر کیے ہیں۔ تیسری بڑی تصنیف "خزینۂ معرفت" ہے
کے مؤلف صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری ہیں۔ یہ کتاب پہلی کتابوں
جامع اور مکمل ہے۔ اور اس میں حضرت قبلہ کے تصوف کا عمدگی سے تجزیہ
ا ہے۔ چوتھی تصنیف "حیاتِ جاوید" ہے۔ جو ذکرِ محبوب اور قدرے
معرفت کا مجموعہ ہے ؛

ناچیز راقم الحروف ان مصنفین کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے کم تر ہے۔
ے پیرومرشد سرکار کیلیاں والوں نے ناچیز کے جذبہ سے آگاہ ہو کر حکم
تھا۔ کہ حضرت قبلہ کی سوانح مبارک جامع ہو۔ مفصل ہو اور مکمل ہو۔ جو
کتابیں لکھی گئی ہیں اُن سے بھی استفادہ کیا جائے۔ اور جو حالات اب
شائع نہیں ہوئے۔ اُنہیں بھی شریکِ اشاعت کیا جائے۔ یہ حضرت ممدوح
اؤں کا صلہ ہے۔ کہ مجھ جیسا کم علم اور تصوف سے بے بہرہ انسان
اتنی بڑی کتاب پیش کر رہا ہے ؏

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف!

حضرت ثانی میاں غلام اللہ صاحب نے بھی احقر کی نہ صرف حوصلہ افزائی
۔ بلکہ استفادہ کے لئے چند کتابیں بھی عطا کیں۔ اور کمال مہربانی سے
ظر کتاب کی چند کاپیاں بھی ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت موصوف کے صاحبزادے
ں غلام احمد صاحب بالخصوص صاحبزادہ دوم میاں جمیل احمد صاحب نے
مسودات (جو لوازمہ کتاب ہیں) فراہم کرکے فی الحقیقت احقر کی بڑی

Marfat.com

امداد کی ہے۔ اللہ پاک انہیں جزائے خیر دے ٭
ناچیز کے والد بزرگوار حاجی منشی محمد الدین صاحب نے حضرت بابا حضور
اور حضرت قبلہ کے بعض حالات سے ناچیز کو مطلع کیا۔ جن کی شمولیت سے
کتاب کی وقعت بہت بڑھ گئی ہے۔ حاجی شیخ مولوی فضل الٰہی صاحب
نے بھی حضرت قبلہ کے بعض حالات فراہم کئے ہیں۔ احقر ان کی امداد
کے لیے ان بزرگوں کا بہت ہی ممنون ہے ٭
برادر محترم ماسٹر محمد احسان صاحب بھی احقر کے شکریہ کے مستحق ہیں
انہوں نے اس کتاب کو شایان شان پیش کرنے کے لئے زر کثیر صرف
مولوی حبیب اللہ صاحب خوشنویس جو اس کتاب کے قلمکار ہیں
کا بھی شکر گذار ہوں۔ اگرچہ موصوف نے ایک جگہ بڑا کا ذکر کی کا
صراف بیا کا اسراف بیجا بنا دیا ہے۔ اور ان گنت نقطے کھا لئے
ہیں۔ اشرف پریس کے کارکنان اور پیکو آرٹ پریس کے نگران
بھی احقر شکر گذار ہے۔ کہ ان سب حضرات نے کتاب کو زیور طبع سے
آراستہ و پیراستہ کرنے میں پوری کوشش کی ہے۔ اللہ پاک اسے
قبولیت عطا فرمائیں ٭
شعراء حضرات جناب شمس مینائی۔ نصرت صدیقی اور خالد بزمی
میرے شکریہ کے مستحق ہیں۔ ان کا کلام بلاشبہ کتاب کی زینت
ہے ٭
احقر کو توقع ہے۔ کہ حضرت میاں صاحب قبلہ کے معتقدین۔ احبا

Marfat.com

ین اس کتاب کی خامیوں سے نہ صرف مجھے مطلع کریں گے۔ بلکہ جو
اُن کے علم میں ہوں اور قابلِ اندراج ہوں تحریر فرما کر بھیج دیں
ہ دوسرے ایڈیشن میں شامل کر لئے جائیں ۔

خیر میں برادرِ مکرم ڈاکٹر آزاد احمد آبادی کا بیحد ممنون ہوں۔ کہ اُن کی
ں سے مجھے سلطان الاولیا۔ حضرت خواجہ محمد زمان صاحبؒ اور حضرت
اضی احمد دمانیؒ کے مفصل حالات میسر ہوئے۔ انشاء اللہ ڈاکٹر صاحب
ب کے مسودہ سے اخذ حضرت سلطان الاولیاءؒ پر مستقبل قریب میں ایک
ل تصنیف پیش کرےگا ۔

ناچیز حقیر طالب دعا

محمد امین شرقپوری عفی عنہ

مضان المبارک ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرتاجِ نقشبند

سراجِ ملت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ

ولادت

سنہ ۹۷۱ھ

رحلت

سنہ ۱۰۱۲ھ

مزار شریف

دہلی

Marfat.com

ابتدا

خواجگان نقشبند کے سرتاج، راہِ سلوک و طریقت کے آفتاب حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آج سے پونے چارسو برس پہلے ۹۷۱ھ کابل میں پیدا ہوئے۔ حضرت کے والد بزرگوار کا اسم گرامی قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی قریشی تھا۔ بچپن ہی سے حضرت خواجہؒ کی پیشانی مبارک سے آثار بزرگی ظاہر تھے۔ اور تنہائی کو پسند کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم مولانا محمد صادق حلوائیؒ سے حاصل کی حضرت مولانا اپنے وقت کے مشہور اور جید عالم تھے۔ حضرت خواجہ بلا کے ذہین تھے، تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ساتھیوں سے بازی لے گئے۔ علوم ظاہری کا ابھی کچھ حصہ باقی تھا کہ سینہ بے کینہ میں عشق الٰہی کی سُلگتی ہوئی چنگاری بھڑک اٹھی اور حضرت خواجہؒ نے پڑھائی چھوڑ چھاڑ کر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے ناتہ جوڑ لیا۔

حضرت فرماتے ہیں کہ جب میری والدہ ماجدہ میری یہ حالت دیکھتیں تو بہت آزردہ ہوتیں، اور بارگاہ رب العزت میں گریہ وزاری سے دعا کرتیں کہ اے پروردگار میرے اس فرزند کو جو تیری طلب میں سب سے پھر گیا ہے اور دنیا سے منہ موڑ لیا ہے، اسے اپنی محبت عطا کر یا مجھے دنیا سے اٹھا لے کہ اس کی ناکامی و پریشانی کو میں نہیں دیکھ سکتی!

تحصیل علوم سے دست کشی کے متعلق جب حضرت کے ایک دوست کو معلوم ہوا تو بولے "حضرت خواجہ اور چند روز علوم وفنون کی کتب کا مطالعہ کر لیتے تو اچھا تھا، کیونکہ آپ کی تکمیل ہو جاتی اور بہت بڑے عالم بن جاتے" حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بولے "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا، جو مسئلہ مشکل ہو اور حل نہ ہوتا ہو، سامنے لے آؤ انشاء اللہ تسلی کر دوں گا"

بے قراری

حضرت خواجہ ابھی کمسن تھے کہ شوق طریقت انہیں ماوراءالنہر میں کھینچ لایا، جو اس وقت بزرگان دین کا مرکز سمجھا جاتا تھا، حضرت خواجہ وہاں بہت سے مشائخ وقت سے ملے اور ان کی صحبت سے فیضیاب

Marfat.com

ہوئے۔ ان بابرکت صحبتوں کا حال حضرت خواجہؒ یوں بیان فرماتے ہیں کہ پہلے پہل خواجہ علیہؒ جو مولانا لطف اللہ کے خلفاء سے تھے کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوا، مگر طبیعت بدستور بے قرار تھی، دوسری بار حضرت بندگان افتخار شیخ سمرقندیؒ جو حضرت احمد یسوی کے خاندان میں سے تھے، کے پاس پہنچا اور حالات گوش گذار کئے، وہ رضامند نہ ہوتے تھے چونکہ میرا ارادہ مصمم تھا، ناچار حضرت شیخؒ ادھر متوجہ ہوئے اور میرے لئے استقامت کی دعا فرمائی، کہتے ہیں کہ ان کی ملاقات سے بھی سکون حاصل نہ ہوا، اور تیسری بار حضرت امیر عبداللہ بلخیؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، جہاں دھڑکتے ہوئے دل کو قدرے سکون نصیب ہوا۔

نشانِ منزل

اسی ایام کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہؒ تصوف کی کوئی کتاب دیکھ رہے تھے کہ اچانک نگاہوں میں بجلی سی کوند گئی، یہ از خود رفتہ ہو گئے اور اس عالم میں دیکھا کہ امام طریقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ روبرو کھڑے شرف زیارت بخش رہے ہیں، اور حضرت خواجہؒ ان سے رُوحانی فیض لے رہے ہیں، بس پھر کیا تھا، یہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ دل میں اللہ اور اللہ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

بُت تھی، اور سر میں اُن کا سودا تھا، قرار ہو تو کیسے، چین آئے تو کیونکر، آج ماوراالنہر میں ہیں تو کل ملتان اور کبھی لاہور میں سرگرداں ہیں۔ حضرت خواجہ کے ایک خادم جوان ایام میں ان کی ہمراہی میں تھے آنکھوں دیکھا حال بتاتے ہیں، کہ سالکوں اور مجذوبوں کی تلاش میں حضرت خواجہ باوجود کم سنی اور نازک تنی اس قدر علو ہمتی سے مصروف تھے کہ ان کی جواں مردی پر حیرت ہوتی تھی۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ برسات کا موسم تھا، کیچڑ کی کثرت سے لاہور کے گلی کوچوں میں گذرنا دشوار تھا، تھک کر چور ہو گیا تھا، پاؤں ٹوٹ گئے تھے، مگر بوجہ پاس ادب حضرت خواجہ سے لب ہلانے کی جرأت نہ ہوتی تھی، اور حضرت خواجہ تھے کہ اس کٹھن منزل کو برق رفتاری سے طے کرتے جا رہے تھے، گویا ظاہری قدموں سے نہیں بلکہ دوسرے "قدموں" سے یہ راہیں طے کر رہے ہیں۔

لاہور کے قیام کے چند ایک واقعات حضرت کے دوسرے رفیق بیان کرتے ہیں کہ لاہور کے باہر ایک قبرستان میں ایک عجیب مجذوب رہتے تھے، حضرت کو معلوم ہوا تو حاضر ہوئے، مجذوب نے دیکھا تو گالیاں دینے لگے اور کبھی پتھر پھینکتے، وہ آگے آگے تھے اور حضرت پیچھے پیچھے، آخر حضرت نے انہیں زیر کر لیا۔ دیوانہ صورت مجذوب

Marfat.com

نے حضرت کو توجہ اور دعا سے نوازا جس کی برکت سے حضرت خواجہؒ کو بے حساب فوائد حاصل ہوئے، حضرت ایک روز لاہور کی ایک مسجد میں فریضۂ نماز ادا کرنے کیلئے تشریف لائے، قیام کے دوران میں حضرت کے سینۂ پاک سے ایک ایسی مہیب آواز نکلی کہ تمام نمازی دہل گئے، اور حضرت خواجہؒ بوجہ شرمندگی اور افشائے راز امام کے سلام پھیرتے ہی مسجد سے فوراً باہر نکل گئے ایک اور بزرگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خواجہؒ کے ساتھ جو لوگ نماز میں شریک ہوتے تھے ان میں سے ایک وہ بھی تھے یہ صاحب ایک روز کیا دیکھتے ہیں کہ قیام نماز میں حضرت خواجہ کا رُخ مبارک قبلہ کی طرف ہے اور نمازیوں کی طرف بھی گویا ہمیں دیکھ رہے ہیں مارے خوف کے یہ صاحب کانپ گئے جوں توں نماز پوری کی حضرت نے ارشاد فرمایا "نماز میں جو دیکھا ہے کسی پر ظاہر نہ کرنا" حضرت خواجہؒ میں یہ خواص بوجہ کمال محبت و اتباع جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گئے تھے کہ بحالت نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ انور سے ایک ایسا جوش اٹھتا تھا کہ جس کی آواز دُور تک پہنچتی تھی۔ اور یہ بھی حضور سرکار دو عالم ؐ کے فضائل سے ہے کہ حضورؐ جس طرح سامنے دیکھتے تھے اسی طرح پیچھے سے بھی ہر چیز حضورؐ کو دکھائی دیتی تھی لیکن حضور سرور انبیاء ؐ کو یہ

53258

Marfat.com

فضیلت ہر وقت حاصل تھی، اور حضرت خواجہ نماز کے عالم میں آ
پیچھے دو نو رُخ سے دیکھتے تھے۔

بیعت

اگرچہ تھوڑے ہی دنوں کی ریاضت و عبادت نے حضرت
خواجہؒ کو مشائخیت کی مسند پر بٹھا دیا تھا اور طالبان حق کی رہنمائی
سکتے تھے مگر سلوک و طریقت، کی جو "منزل" ان کے سامنے تھی ا
تقاضا تھا کہ حضرت خواجہ اس میدان میں چند اور بادیہ پیمائی کر
اور کاملین حق کی صحبت سے فیض حاصل کریں، چنانچہ حضرت پیر کامل
تلاش میں ماوراالنہر اور بلخ و بدخشاں کیطرف بڑھے۔ شوق کی فراوا
کا یہ عالم تھا، کہ جذبۂ صادق فرش راہ اور منزلِ مقصود مشعل راہ بنی ہوئی ت
اور مُسافر کو پکار رہی تھی کہ ادھر آؤ کہاں بھٹک رہے ہو، یہ عالم خوا
سے چونک پڑے، دیکھا کہ ماوراالنہر کے مشہور صوفی درویش حضرت
خواجہ امکنگی تشریف فرما ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ اے فرزند ہمار
آنکھ تمہاری راہ پر لگی ہے"۔ یہ خواب میں اشارہ پاتے ہی ان کی طرف بڑھے
اور تین دن اُن کی صحبت میں رہے، منزل آشنا تھے ہی، منزل ر
ہو گئے حضرت خواجہ امکنگی انہیں خلافت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ
کی برکات سونپ کر بولے" آپ ہندوستان تشریف لے جائیے کیو

Marfat.com

وہاں آپ سے اس طریقہ عالیہ کو رواج ہوگا۔"

حضرت خواجہ امکنگیؒ کی اس عنایت بے بہا کا چرچا جب ممدوح کے بعض خدمتگاروں نے سنا، تو مارے رشک کے غُل مچانے لگے کہ حضرت خواجہ کل آئے اور آج خلافت لے کر چلے گئے۔ حضرت قبلہ نے سنا تو بولے "تم لوگوں کو معلوم نہیں یہ جوان درجہ تکمیل کو پہنچا ہوا تھا۔ ہمارے پاس محض اصلاح احوال کے لئے بھیجا گیا تھا۔ یہ ضرور ہے جو طالب جیسا آئے گا ویسا جائے گا۔"

رشد و ہدایت

پیرو مرشد کے حکم کے مطابق حضرت خواجہؒ لاہور میں کچھ عرصہ قیام فرما کر دہلی کی طرف روانہ ہو گئے، اور قلعہ فیروزی میں سکونت اختیار کی، اور تادم رحلت یہیں مقیم رہے، اور طالبان حق کو ہدایت فرماتے رہے البتہ طالب حق کے جذبہ شوق کو ضرور دیکھتے، عوام سے حتی المقدور چھپنے کی کوشش کرتے۔

کہتے ہیں جب حضرت خواجہؒ شروع شروع میں دہلی میں تشریف لائے تو ایک طالب حق جو قطب الاقطاب حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت خواجہ غریب نواز ہند اجمیریؒ) کے مزار پُرانوار معتکف اور طالب مرشد کامل تھا، حضرت ممدوح نے

اسے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کی بشارت دی، وہ فی الفور حضرت کی خدمت میں پہنچا، حضرت نے فرمایا حضرت قطب الاقطاب کا اشارہ کسی اور بزرگ کی طرف ہوگا۔ میں اس لائق نہیں ہوں، وہ شخص ناکام لوٹ آیا، اور رات کو واقعہ میں دیکھا کہ حضرت ممدوح حضرت خواجہؒ کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ یہی وہ بزرگ ہیں جن کے پاس ہم نے تمہیں بھیجا تھا، وہ پھر حضرت خواجہؒ کی خدمت میں آیا اور حضرت نے دوسری مرتبہ بھی لاعلمی کا اظہار فرمایا، اور ارشاد کیا کہ اگر وہ بزرگ مل جائیں تو مجھے بھی اطلاع کرنا میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا،" اسی طرح بعض اور طالبین کے بارے میں بھی سننے میں آیا ہے، البتہ جب ان لوگوں کو "معراج شوق" پر دیکھتے تو التفات فرماتے۔

جلال و جمال

عشق الٰہی میں حضرت کے جذب و سکر کی یہ کیفیت تھی کہ اکثر طالب حضرت کا چہرہ مبارک دیکھ کر مجذوب و مغلوب ہو جاتے تھے ایک مرتبہ ایک لشکری حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، نگاہ پاک کا اٹھنا تھا کہ وہ جذب و بیخودی سے مغلوب ہو کر صحرا کی طرف نکل گیا۔ ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہوئے خطیب پر نظر پڑ گئی، فی الفور

Marfat.com

تڑپ کر نیچے گر پڑا۔ سفر میں عموماً اپنی سواری پیدل چلنے والے بوڑھوں اور کمزوروں کو پیش کر دیتے اور خود پیادہ پا چلتے۔

ایک روز درگاہ عالیہ حضرت خواجہؒ قطب الاقطابؒ پر تشریف لے گئے، خدام نے حضرت کے لئے فرش بچھا دیا، کہیں سے ایک آزاد منش فقیر بھی آ نکلا، حضرت کی اس عزت افزائی پر چین بچین ہو کر بولا "ان میں کون سا ایسا وصف ہے جو فرش بچھائے گئے ہیں؟" اور لگا واہی تباہی بکنے۔ خدام اس کی زبان درازی پر پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ حضرت نے اُسے بہت ملائمت سے فرمایا کہ بھائی تم سچ کہتے ہو، میں اس لائق نہیں ہوں۔ یہ تکلف میرے اشارے اور علم کے بغیر ہوا ہے" بوجہ غصہ اس کی پیشانی پسینہ سے شرابور تھی، حضرت خواجہؒ آستین مبارک سے اس کا پسینہ صاف کر رہے تھے۔ اور اظہار تواضع فرما رہے تھے، حتیٰ کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، اور حضرت خواجہؒ سے کچھ دام لے کر چلا گیا۔

رحم و کرم

حضرت کی شفقت و رحمدلی کا یہ عالم تھا کہ جن ایام میں لاہور میں رہتے تھے وہاں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا، جب حضرت کے روبرو طعام آتا، کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے اور فرماتے کہ یہ اخلاق اور انصاف

Marfat.com

سے بعید ہے کہ لوگ تو بھوکے رہیں اور ہم پیٹ بھر کر کھائیں، اور عوام میں تقسیم فرما دیتے۔

حضرت کے پڑوس میں ایک شرابی رہتا تھا، بحالت نشہ شور غل مچاتا، حضرت یہ سب برداشت فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت کے کسی درویش نے یہ حال دیکھکر اُسے کوتوالی میں پکڑوا دیا، حضرت نے سُنا تو درویش پر بہت بگڑے، وہ بولا "حضرت وہ شخص بڑا نالائق اور شریر تھا۔" حضرت نے سرد آہ بھر کر فرمایا "تم خود کو نیک اور صالح جانتے ہو، دوسرے شریر و فاسق نظر آتے ہیں نہیں" فرمایا "میں آپ کو اُس سے بُرا پاتا ہوں" درویش اُسی وقت شخص مذکور کو لایا، کہتے ہیں وہ شخص تائب ہو کر صالحین میں شامل ہوا۔

ایک شب تہجد کی نماز کے بعد بستر کی طرف بڑھے، دیکھا کہ بلی سردی کے خوف سے لحاف میں دبکی پڑی ہے، حضرت نے گوارا نہ فرمایا کہ بے زباں کو تکلیف دیں، بقیہ رات پٹی سے لگ کر بسر کی اور جاڑا کھاتے رہے اور بلی مزے سے حضرت کے بستر میں آرام کرتی رہی۔

زہد و اتقاء

امرائے وقت اکثر حضرت کی خدمت میں فتوحات بھیجتے تھے

مال کو محتاجوں اور مسکینوں میں تقسیم فرما دیتے۔ البتہ جس مال
شبہ ہوتا اُسے لوٹا دیتے۔
ایک دفعہ حج مبارک کا ارادہ فرمایا، رئیس خان خاناں کو جب اطلاع
زادِ راہ کے لئے ایک لاکھ کی رقم خدمت میں گزاری، حضرت بہت
ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے لئے یہ ہرگز زیبا نہیں کہ ہم مسلمانوں کا
یہ اپنی ذات پر صرف کریں اور اس سے فریضہ حج انجام دیں چنانچہ
رت نے وہ رقم خان خاناں کو واپس کر دی۔
حضرت کی مجلس میں کبھی کسی کی غیبت اور برائی نہ کی جاتی۔ بلکہ
رت الٹا "معتوب" کی تعریف کرتے۔ اور دوسروں کے عیوب
ے چشم پوشی فرماتے، کھانے میں بہت احتیاط فرماتے بلکہ کھانا
نے والے کو تاکید تھی کہ وہ باوضو رہے اور پکانے کے دوران
فضول باتوں سے پرہیز کرے، فرماتے کہ جو لقمہ بغیر اللہ کے ذکر
احتیاط سے کھایا جاتا ہے وہ پیٹ میں دھواں پیدا کرتا ہے۔
سے فیض رک جاتا ہے۔
ایک روز ایک خادم نے باطنی کدورت کی شکایت کی، حضرت
نپ کر بولے "کھانا پکانے میں بے احتیاطی ہوگی" جب خادم نے
ق کی تو پتہ چلا کہ گھر میں جو ایندھن صرف ہوا تھا۔ اس میں چند لکڑیاں

Marfat.com

بے احتیاطی سے جلائی گئی تھیں، ایک جگہ لکھا ہے کہ وہ دوسرے کی ملک تھیں۔

حضرت کے روبرو روکھا پھیکا جیسا بھی کھانا لایا جاتا، بے تکلف نوش فرماتے، اور طعام میں کبھی مین میخ نہ نکالتے گئی کئی روز ایک ہی جوڑا پہنے رہتے، اور زبان سے اسے بدلنے کی خواہش نہ فرماتے تنگ و تاریک مکان میں مقیم رہے۔ مگر نقل مکانی کی آرزو نہ کی۔

عبادت و ریاضت

حضرت ہمیشہ باوضو رہتے اور نماز باجماعت ادا کرتے، اور لذت عبادت سے لگاؤ رکھتے۔ عشا کی نماز کے بعد حجرے میں تشریف لے جا مراقبہ فرماتے۔ جب ضعف کا غلبہ ہوتا تو دوبارہ وضو کرتے اور نوافل میں مصروف ہو جاتے، اور بہت کم سوتے تھے۔

حضرت شروع شروع میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے ایک مرتبہ امام اعظم، امام الائمہ سراج الامت، امام عالم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ قصیدہ مدحیہ اپنی شان میں پڑھ رہے ہیں جس سے مقصود یہ تھا کہ حضرت خواجہ ان کی بلند مقامی، مسلک اور بزرگی کو جان لیں، کیونکہ ان سے قبل اکثر اولیا کبار حضرت امام ممدوح کے ہی پیرو ہوئے ہیں، اس واقعہ کے بعد حضرت نے امام کے پیچھے

Marfat.com

سورہ فاتحہ پڑھنی ترک کر دی۔

ادائیگی نماز کے وقت (دوران جماعت) حضرت کی عادت تھی کہ دائیں بائیں مخلصوں کو کھڑا کرتے تاکہ بسبب غفلت دوسرے کے خطرات حضرت کے پاک وصاف آئینہ دل میں منعکس ہو کر نماز میں مخل نہ ہوں، پھر بھی کوئی نہ کوئی افتادہ دل حضرت کے آس پاس کھڑا ہو جاتا۔ ایک روز ایک درویش جو لحاف کا محتاج تھا، حضرت کیساتھ نماز میں شریک ہوا لحاف نماز میں بھی ان کے "دامن گیر تھا" چنانچہ بعد نماز حضرت نے فرمایا کہ جس کو لحاف چاہیئے اُسے دے دیا جائے۔

حضرت کے خادم شیخ تاج الدین صاحبؒ (جو حضرت کے خلیفہ بھی گزرے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت نے نماز میں بہت گریۂ زاری کی اور بعد نماز اسی حالت میں حجرہ شریف میں چلے گئے میں بھی حضرت کے پیچھے پیچھے حاضر ہوا، اور سبب ملال وگریہ وزاری دریافت کیا۔ آہ بھر کر فرمایا "مت پوچھو اور مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو" بوجہ قرابت وعنایات خصوصی حضرت خواجہؒ سے مُصر ہو کر بولا "کچھ تو فرمائیے"۔

بولے "حالت نماز میں میری روح طلب مقصود میں جستجو کرتی ہوئی ورا الورا تک پہنچی۔ لیکن ناکام پلٹ کر آئی، یہی سبب ہمارے ملال کا ہے"۔

Marfat.com

حضرت خواجہؒ اٹھتے بیٹھتے شروع شریف کو ملحوظ رکھتے اور دوسروں کو بھی شریعت پر کاربند رہنے کی ہدایت فرماتے، سماع و رقص اور وجد کی حضرت کی محفل میں کوئی گنجائش نہ تھی، ایک روز مجلس شریف میں ایک درویش نے بآوازِ بلند اللہ کہا، حضرت فوراً بولے "ان سے کہہ دو کہ ہماری مجلس میں آداب کا لحاظ رکھیں" زبانی تنبیہ کے ساتھ ساتھ اگر مریدوں میں کسی سے ترکِ ادب ظاہر ہوتا تو حضرت باطنی توجہ سے بھی اصلاح فرماتے۔

خوارق

کوئی لمحہ ایسا نہ گزرتا تھا جب حاضرینِ مجلس پر حضرت کی ذات سے نت نئے انکشافات ظاہر نہ ہوتے ہوں، مگر حضرت ہمیشہ خوارق کو چھپاتے دیکھنے اور سننے والوں کو چھپانے کی ہدایت فرماتے، اور خود کو ادنیٰ اور معمولی آدمی ظاہر کرتے، بجز نمازِ باجماعت حجرہ سے باہر تشریف نہ لے جاتے۔ جو حضرت کو دیکھتا دہشت اور خوف سے نقشِ دیوار بن جاتا، تارکینِ سنت اور غافلینِ شریعتِ مطہرہ کے قلوب پر حضرت کے اکثر چہرہ مبارک کی ایک جھلک مقناطیس کا کام کرتی اور وہ اللہ کے ذِکر کی طرف مائل ہو جاتے۔

ایک مرتبہ حضرت کا گزر ایک بستی میں ہوا جہاں ہندو کسان آباد

Marfat.com

تھے، جوں ہی ان لوگوں کی نظر حضرت پر پڑی کہنے لگے یہ عجیب مردِ خدا ہیں کہ ان کے درشنوں سے خدا یاد آتا ہے"۔

ایک مرتبہ ایک بڑھیا حضرت کی خدمت میں تین چار سال کا بچہ لیکر آئی، بچہ کہیں اونچائی سے گر پڑا تھا اور سخت چوٹیں آئی تھیں، نتھنوں سے خون بھی کافی بہا تھا، دم بخود او بے حس و حرکت تھا، بڑھیا اُسے حضرت کے قدموں پر ڈالکر گریہ وزاری کر رہی تھی از راہِ ترحم ایک خادم سے بولے "حجرہ سے طب کی فلاں کتاب اٹھا لاؤ" کتاب کے ورق الٹ پلٹ کر بڑھیا سے مخاطب ہوئے "کتاب میں تو ایسا لکھا ہے کہ یہ لڑکا زندہ رہے گا" اور لمحہ بھر کیلئے سکوت فرمایا، حاضرین سوچ رہے تھے کہ ایسی کونسی کتاب ہے جس میں موت اور زندگی کو منکشف کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان باتوں سے حضرت خواجہؒ محض راز داری اور انکساری سے کام لے رہے تھے۔ اور لڑکا بھلا چنگا نظر آ رہا تھا!

ایک دفعہ ایک فوجی افسر نے حضرت خواجہؒ کے ایک پڑوسی پر ظلم کیا، حضرت نے سُنا تو فوجی افسر کو نصیحت فرمائی اور ظلم و ستم سے باز رہنے کی ہدایت کی، مگر وہ ظالم راہِ راست پر نہ آیا، آخر دو تین دن کے اندر اندر ایک جرم میں ماخوذ ہوا اور قتل کر دیا گیا۔

حضرت خواجہ نے دو شادیاں کی تھیں اور دونوں بیویوں کیساتھ

Marfat.com

یکساں سلوک فرماتے تھے، ایک روز ایک اہلیہ صاحبہ کے ہاں تشریف رکھتے تھے کہ آئینہ ہاتھ میں لے کر اُن سے مخاطب ہوئے کہ میری صورت ذرا آئینہ کے اندر تو دیکھو۔"

بیوی صاحبہ جھانک کر بولیں ایں..... اس میں تو آپ بہت ضعیف نظر آتے ہیں۔" حالانکہ حضرت خواجہ عالم جوانی میں تھے، بیوی صاحبہ کی بات پر مسکرا دئے!

ایک مرتبہ رات کے وقت حضرت کی خدمت میں چند مہمان آ گئے، حضرت نے نانبائی کو کھانا کھلانے کا حکم دیا، نانبائی خدمت سے بہت خوش ہوئے اور دام پیش کئے، نانبائی حضرت کو مہربان پا کر بولا "مجھے دام نہیں چاہئیں" حضرت مسکرا کر بولے۔

"تو پھر کیا چاہئیے؟

نانبائی "حضرت مجھے باقی باللہ بنا دیں"

حضرت اُسے حجرہ میں لے گئے، تھوڑی دیر کے بعد جب نانبائی باہر نکلا تو شکل و شباہت سے ہُوبہُو حضرت خواجہ معلوم ہوتا تھا، مگر جسم اس "روحانی تصرف" سے زندہ نہ رہ سکا۔

حضرت کی عادت تھی کہ مکشوفات کو ہمیشہ خواب سے تعبیر فرمایا کرتے تاکہ افشائے راز نہ ہو، ایک روز زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ بعض خوابیں

Marfat.com

سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ عنقریب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ایک بڑا شخص دنیا سے انتقال کرے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد بولے شہر دہلی کے باہر کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیئے جہاں تنہائی اور سکوت ہو، اور بعد اختتام عمر دفن بھی ہو سکوں " محرم راز تاڑ گئے کہ حضرت خواجہ جدائی کا پیغام دے رہے ہیں حالانکہ اس وقت عمر شریف چالیس سال کے لگ بھگ تھی ۔

رحلت

انہی ایام میں حضرت خواجہ نے خواب میں جدامجد حضرت خواجہ احرار نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ "پیراہن پہنو" احباب سے خواب کا ذکر کرتے ہوئے بولے اگر زندہ رہا تو حضرت کے ارشاد کی تعمیل کرنا گا۔ ورنہ "کفن" بھی ایک طرح کا پیراہن ہے۔ ریاضت و عبادت کی کثرت سے اکثر بیمار تو رہتے ہی تھے ۔احباب نے دیکھا کہ ان دنوں حضرت کی طبع مبارک میں نمایاں تغیر پایا جاتا ہے۔ گویا آخرت کے لئے کمربستہ ہیں اور آج کل میں تیاری ہے،

سن ہجری ۱۰۱۲ جمادی الآخر کی پچیس تاریخ تھی، ہفتہ کا روز صبح کا وقت تھا کہ ایک درویش کی زبان سے بے ساختہ کلمہ "یا الہ العالمین" نکل گیا، حضرت فوراً ادھر متوجہ ہوئے، اور آنکھوں میں آنسو بھر گئے ۔

جب دن ڈھلنے لگا تو حضرت اپنے محبوب ورد اسم ذات کے ذکر میں

Marfat.com

مشغول ہو گئے۔ اور اسی شام حق سے واصل ہو گئے ——— خادمانِ جاں نثاراں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ صدمۂ جدائی سے سب کے ہوش گم تھے۔ انہوں نے فرطِ غم سے جنازۂ مبارک قبر شریف کی بجائے ایک دوسری جگہ اتار دیا۔ مگر کیا دیکھتے ہیں کہ درحقیقت یہی وہ جگہ تھی جہاں ایک مرتبہ حضرت خواجہ نے نمازِ دوگانہ ادا کی تھی اور اس ٹکڑے کی خاک حضرت کے دامنِ مبارک پہ لگ گئی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ "اس جگہ کی خاک ہماری دامن گیر ہو گئی" خادم اس بروقت انتخاب پہ حضرت رب العزت کا شکر بجا لائے۔ اور اسی جگہ حضرت کے جسمِ پاک کو سپردِ خاک کر دیا ——!

دہلی میں حضرت کا مزار متبرک قبرستان میں چبوترے پر متصل قدم شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہے۔ اور حضرت خواجہ کی اس بے پناہ عقیدت جو قبلۂ ممدوح کو جنابِ رسالت مآب سے تھی کا شاہد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق مرنے کے بعد بھی "دیارِ محبوب" کی قربت پسند کرتے ہیں، حضرت کے مزار شریف پر حضرت کی وصیت کے مطابق گنبد تعمیر نہیں کیا گیا اور نہ کوئی پیڑ قبر شریف پہ سایہ فگن ہے، اس کے باوجود گرما اور دھوپ میں زائرین کے پیروں کو فرش کی تپش محسوس نہیں ہوتی۔

Marfat.com

علم اور مسلک

اہل اللہ میں حضرت خواجہ اس جماعت کے پیرو ہیں جو عام لوگوں کے پاس میں رہتے سہتے ہیں اور عوام سے کچھ امتیاز نہیں رکھتے۔ فرض و سنت کے پابند ہیں، اخلاص کی رعایت میں کوشش کرتے ہیں، خوارق و کرامات کے ظہور سے مخلوق میں مشہور ہونا پسند نہیں کرتے، کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے آپ کو مخلوق کی عام نظر سے پوشیدہ رکھا ہے، حضرت شیخ ابن عربیؒ نے اس جماعت کے کئی سردار ٹھہرائے ہیں، جس کے سب سے بڑے سردار عالی جناب حضور سرور دو عالمؐ ہیں صحابہ کرامؓ میں سے حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے رہنما ہیں، اور مشائخ عظامؒ میں سے حضرت بایزید بسطامیؒ، ابوسعید خرازؒ اور ابوالسعود ان کے رہبر ہیں۔ حضرت خواجہ کا بھی اسی برگزیدہ گروہ سے تعلق ہے۔ فرماتے ہیں ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کا قرب بندہ کو اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب اسے فنا کی طرف کھینچنے والی، دوام آگاہی حاصل ہو جائے، سالک اس نسبت کو پانے کے بعد ولایت سے مشرف ہوتا ہے، اسے ولایت خاصہ بھی کہتے ہیں۔ اس طریقہ کے طالبوں کا پہلا مقام فنا ہے۔

فرماتے ہیں اعتقاد درست، احکام شریعت کی رعایت اور اخلاص اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی جناب میں دائمی توجہ سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے۔

Marfat.com

"سورہ اخلاص" کے معنی کے بیان میں فرماتے ہیں کہ اس کو سورہ اخلاص، اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے سننے سے بندہ کا اعتقاد اپنے پروردگار کی نسبت شرک جلی و خفی کے غبار سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اور اس کے عمل میں اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔

فرمایا مراقبہ، کی حقیقت انتظار کرنا ہے اور انتظار کی صفائی مقصود کی طلب میں ہے، ایسی حالت میں کہ طالب اپنی قوت و طاقت سے نکل جائے اور مقصود حق ذکرہ، کے دیدار کا مشتاق اور اس کے عشق کے سمندر میں غرق ہو جائے۔ قوت و طاقت کی وجہ کوشش کا غبار ہے اور آستانہ انتظار کشش ہے۔

فرمایا توکل یہ نہیں کہ ظاہری اسباب کو چھوڑ دیں اور بیٹھے رہیں کیونکہ یہ تو بے ادبی ہے، بلکہ سبب مشروع کو اختیار کرنا چاہیئے اور نظر سبب پر ہی رکھنی چاہئے، کیونکہ سبب مثل دروازے کے ہے جو حق سبحانہ و تعالیٰ نے مسبب پر پہنچنے کے لئے بنایا ہے، اس صورت میں اگر کوئی شخص دروازے کو بند کر کے کہ خدا اوپر سے پھینک دے گا تو یہ اس کی بے ادبی ہے، دروازہ بھی تو خدا ہی نے بنایا ہے۔ البتہ حق سبحانہ و تعالیٰ کو اختیار ہے کہ رزق دروازے سے بھیجیں یا اوپر سے پھینک دیں۔

فرمایا ہمارے طریقہ کا دارومدار کمال اتباع سُنّت پر ہے۔ ایک

Marfat.com

مخلص کے استفسار پر کہ غلبۂ محبت حق سبحانہٗ تعالیٰ کی علامت کیا ہے، فرمایا اتباع کامل۔ عرض کیا گیا۔ اگر اس کا مطلب جنت یا دوزخ ہو، فرمایا اس کی اتباع کامل نہیں ہے، اتباع یہ ہونی چاہیئے کہ بجز حق سبحانہٗ تعالیٰ کے کوئی مطلب نہ ہو۔" چنانچہ یہی وہ اتباع کامل ہے جس کی بدولت حضرت خواجہ "باقی باللہ" کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت خواجہ کی تشریف آوری سے پہلے ہندوستان اور پاکستان کے لوگ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے نام سے واقف تو تھے، مگر اس کا عروج اور رواج حضرت خواجہؒ کی ذات بابرکات سے ہوا اور یہ کامیابی بھی حضرت خواجہ کی صرف دو تین سال کی توجہ کا نتیجہ تھی چنانچہ حضرت کی اس سعی بالغہ اور درجۂ کاملیت کے متعلق ایک بزرگ کیا ہی خوب فرماتے ہیں کہ بعض مشائخ صاحب حال و قال مسندِ مشائخیت پر ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر برس بیٹھتے ہیں، انہیں وہ کامیابی حاصل نہیں ہوتی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہؒ کو چالیس سال کی قلیل عمر اور رشد و ہدایت کے تین برس کے مختصر عرصہ میں عطا کی کہ ایک عالم اُن سے بہرہ مند ہُوا۔

خلفا اور اولاد

حضرت خواجہؒ کے دو صاحبزادے خواجہ عبیداللہؒ اور خواجہ محمد عبداللہؒ تھے۔ حضرت نے دونوں کو حیات مبارکہ ہی میں تحصیل علم کے لئے خلیفۂ اعظم حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے سپرد فرمایا تھا، اور خلفاء میں حضرت

Marfat.com

مجدد الف ثانی رح، شیخ تاج الدین رح، خواجہ حسام الدین رح اور شیخ اللہ داد رح
بہت مشہور ہیں، ان حضرات نے خواجہ رح کے مبارک مسلک کو دنیا بھر
میں پھیلا دیا، حضرت خواجہ نے حیات مبارکہ میں سلوک پر بعض رباعیات
بھی کہیں تھیں، جن کی شرح حضرت مجدد الف ثانی رح نے تحریر کی، اور
دنیا کو ایک گوشہ نشین بلند پایہ ولی اللہ کے کلام سے روشناس کیا۔

Marfat.com

امامِ ربّانی

د الف ثانی حضرت خواجہ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت
سنہ ۹۷۱ھ

رحلت
سنہ ۱۰۳۴ھ

مزار شریف
سرہند

Marfat.com

طلوعِ انوار

فاروقی مشائخ کے خاندان کے مشہور بزرگ شیخ العصر حضرت مولانا عبدا
جنہیں حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ سے خلافت اور سلسلہ چشتیہ اور قاد
سے بھی نسبت اور اجازت حاصل تھی ایک شب خواب میں کیا دیکھتے ہ
کہ دنیا میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے اور جنگلی درندے لوگوں کو ہلاک کر رہے ہ
یکایک اُن کے سینے سے ایک نُور نکلا، جس میں سے ایک تخت نمودار
اور اس پر ایک بزرگ تشریف رکھتے تھے، اُن کے سامنے درندے ہلا
اور ظالم ذبح کئے جا رہے تھے، اور ہاتف ندا دے رہا تھا کہ حق آیا اور باط
گم ہوا —— حضرت مولانا شیخؒ نے خواب کی تعبیر پیر و مرش
حضرت شاہ کیتھلیؒ سے دریافت کی، حضرت نے فرمایا کہ عنقریب تمہار
گھر میں ایک فرزند تولد ہوگا جس سے الحاد و کفر اور بدعت دُور ہوں
حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پیدائش کے متعلق بعض اور پیشگوئیاں بھی

Marfat.com

ہیں، روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمّت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کو صِلہ (دو چیزوں کو ملانے والا) کہیں گے، اکثر عُلما کا اجماع ہے کہ حضورؐ کے اس فرمان میں اشارہ حضرت مجدد الف ثانی رحؒ کی طرف ہے۔

حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ نے ایک بار مراقبہ کے بعد فرمایا کہ ہم نے عالمِ واقعہ میں ایک نُور کا مشاہدہ کیا اور وجہ نور پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا اور حضورؐ کے دین کی تجدید کرے گا۔ حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشیؒ نے بھی اپنے مقامات میں ذکر فرمایا ہے کہ خواجگان نقشبندیہ میں ایک عزیز ہندوستان میں پیدا ہوگا جو اُمّت کے سب اولیا کرام سے افضل ہوگا۔

۱۴ شوال ۹۷۱ھ ہجری کی شب حضرت مولانا شیخ کے گھر وہ آفتاب ولایت طلوع ہوا، جس کی تابانیوں سے تیرہ و تار جہان جگمگا اُٹھا، حضرت کا نام احمد رکھا گیا، پیدائش ہی سے شاہ کمال کیتھلی قادریؒ حضرت پر توجہ و نظرِ خاص رکھتے تھے، ایک مرتبہ بچپنے میں حضرت کو عارضہ ضعف لاحق ہوا حضرت کی والدہ ماجدہ انہیں حضرت شاہ کمالؒ کے پاس لے کر آئیں، حضرت ممدوح دُعا فرما کر بولے خاطر جمع رکھو، صاحبزادہ عمر دراز پائے گا۔ بڑا عالم اور عارف کامل ہوگا، اور ہم ایسے بہت سے لوگ اس سے ہدایت پائیں گے۔

Marfat.com

تعلیم

حضرتؒ نے ابتدائی تعلیم والد ماجد حضرت شیخ العصرؒ سے حاصل کی اور کمسنی ہی میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ حضرت نے سرہند شریف کے بعض دوسرے علماء سے بھی علوم حاصل کئے۔ حضرت کی خداداد ذہانت اور محققانہ قابلیت کا یہ عالم تھا کہ لڑکپن میں ضخیم علمی کتب پر حواشی تحریر فرماتے۔ اس استعداد کے باوجود حضرت کا علمی ذوق ابھی تشنہ تھا، چنانچہ "بحر العلوم" کی تلاش میں سرہند شریف سے باہر نکلے، لاہور، سیالکوٹ، دہلی وغیرہ علاقات کی سیر کی اور مشہور علماء سے بھی استفادہ کیا، ایک مرتبہ آگرہ تشریف لے گئے وہاں عہدِ اکبری کے مشہور علماء ابوالفضل اور فیضی سے ملاقات کی اور بعض مسائل پر تبادلۂ خیالات کیا ان لوگوں نے بھی حضرت کے تبحرِ علمی کا اعتراف کیا اور عزت سے پیش آئے، ایک روز فیضی سے ملے وہ تفسیر فیضی (بے نقطہ) لکھ رہے تھے، حضرت یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے، اسی اثنا میں ایک مقام آیا جس کی تفسیر بے نقطہ دشوار تھی، فیضی نے حضرت سے رجوع کیا۔ گو حضرت کو بے نقطہ عبارت لکھنے کی مشق نہ تھی تاہم گھنٹہ بھر میں ایک صفحہ اس خوبی سے قلمبند فرمایا کہ فیضی بھی حیران رہ گئے۔

بیعت

حضرت شاہ کمال سےؒ طفولیت میں نسبتِ قادریہ سے متصف

Marfat.com

ہوئے تھے، اور والد بزرگوار کی طرف سے انہیں سلسلۂ شریفہ چشتیہ کی برکات میسر تھیں، ابتداء میں حضرت کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ انور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیحد شوق تھا۔ بسبب ضعیفی و بیماری والد بزرگوار حضرت زیادہ وقت شیخ العصر کی خدمت میں گزارتے، چنانچہ بعد وفات والد بزرگوار ۱۰۰۸ھ میں حضرت نے سفر کا ارادہ کیا، جب دہلی پہنچے، تو حضرت خواجہ باقی باللہ رح کی بزرگی کا شہرہ سُنا کہ حضرت ممدوح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرتاج ہیں، فوراً حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ممدوح کے ارشاد پر ارادہ سفر مُبارک ملتوی کیا۔ اور سلسلۂ تلمذ قبول کیا ——— حضرت خواجہ نے بہت عرصہ پہلے اسی بارہ سے دیکھا تھا کہ ایک طوطی خوش الحان درخت کی شاخ سے اڑ کر ہاتھ پر آ بیٹھی ہے، انہوں نے اس کی چونچ میں لعاب دہن دیا ہے اور طوطی نے ان کے دہن مبارک میں شکر ڈالی ہے، حضرت خواجہ رح نے اس واقعہ کا اظہار اپنے پیر و مرشد سے کیا، ارشاد ہوا طوطی سے مُراد ہندوستان کا باشندہ ہے، جو آپ کی تربیت سے فیضیاب ہوگا اور جس سے ایک عالم روشن ہوگا۔ خواجہ ممدوح نے یہ بھی دیکھا تھا کہ انہوں نے ایک بہت بڑا چراغ روشن کیا ہے۔ جس کی ضیا باریوں سے لوگوں نے بہت سے چراغ روشن کئے ہیں، فرماتے ہیں مجھے خواب ——— میں حضرت خواجہ [illegible]

Marfat.com

کا حلیہ مبارک بھی بتایا گیا تھا، گویا حضرت خواجہ حضرت ممدوح کی آمد کے منتظر تھے، انہوں نے ممدوح کے پاس دو اڑھائی مہینے قیام فرمایا، اس دوران میں حضرت نے انہیں خصوصی توجہ اور فیضان سے بھی نوازا اور ذکر قلبی کی بھی تلقین فرمائی، حضرت ممدوح کی کیمیا صفت توجہ اور ممدوح پر فیضان کے متعلق حضرت سرہندیؒ فرماتے ہیں۔

”ذکر سے میرے قلب میں ایک لذت پیدا ہوئی، کہ کمال شوق و اشتیاق اور فرط مسرت سے گریہ زاری کرنے لگا، ایک بیخودی طاری ہوگئی، جو رفتہ رفتہ بڑھ گئی اور مجھے فنا حاصل ہوگئی، تمام عالم ایک نظر آتا تھا، اپنے علم کو نسبت حق سبحانہ وتعالیٰ حضوری میں پاتا ہوں۔ اس کے بعد ایک نور ظاہر ہوا جو تمام اشیاء کو محیط تھا۔“

اور ایک جگہ لکھتے ہیں ——

”اس فقیر کو یہ نسبت ابتدائے تعلیم ذکر سے دو ماہ اور چند روز میں حاصل ہوئی اس نسبت کے بعد ایک اور رفتہ حاصل ہوئی جسے نسبت تعمقی کہتے ہیں۔“

گویا حضرت نہایت قلیل مدت میں دامن مراد بھر کر نہایت خوشی و طم[انیت سے وطن] مالوف کو واپس چلے گئے، جہاں درس و تدریس اور رشد و ہدایت سے سینکڑ[وں] کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیضان بے پایاں سے سیراب کیا، اور تمام

کو سیدھا راستہ دکھایا۔

اکبری فتنہ

ادھر حضرت خواجہ احمد سرہندیؒ دین حق کے جھنڈے بلند کر رہے تھے کہ ادھر شہنشاہ جلال الدین اکبر بعض سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اور حواریوں کی سازشوں سے ایک نئے خود ساختہ مذہب "دین الٰہی" کی داغ بیل ڈال رہا تھا، جس کا مطلب دین حقّا کو مٹا کر غیر مسلموں کی خوشنودی حاصل کرنے کے سوا کچھ نہ تھا۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ بھلا یہ سب دیکھتے اور سنتے ہوئے کب خاموش رہ سکتے تھے، حضرت نے اکبر کے مقربین کو متنبہ فرمایا کہ "بادشاہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہو گیا ہے یاد رکھو اس کی بادشاہی اور طاقت کا گھمنڈ ایک دن مٹ جائے گا. بہتر ہے کہ وہ ملحدانہ افعال سے توبہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا انتظار کرے۔"

اکبر نے جو "دین الٰہی" کے عروج کے خواب دیکھ رہا تھا اور عیش و عشرت میں ڈوبا ہوا تھا، حضرت امام ربانیؒ کے اس "تہلکہ انگیز" پیغام کو ہنس کر ٹال دیا، اور "اکبری فتنہ" کی کامیابی کے اظہار کے لئے اس نے ایک خصوصی دربار مرتب کیا، جس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کو بھی شرکت کی دعوت

Marfat.com

دی، ایک طرف سلطانی جاہ و جلال تھا۔ اور دوسری طرف فخر الاولین والآخرین سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا علمبردار چند درویشوں کی معیت میں معمولی کپڑوں میں ملبوس الحاد و کفر سے ٹکر لینے کے لئے خم ٹھونک کر کھڑا تھا۔ کہ اچانک معبود حقیقی کی "غیرت" جوش میں آئی اس قادر مطلق خدائے لایزال نے اپنے دین کی تائید اور حمایت کے لئے دشمن اسلام پر آندھی اور طوفان کو مسلط کر دیا۔ اکبری آرائش و زیبائش خس و خاشاک میں مل گئی، خیمے پھڑپھڑانے لگے۔ اور ایک چوب زور سے اکبر کی کنپٹی پر لگی۔ وہ مجروح و مغلوب ہو گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی بفضلہ تعالیٰ اس طوفان میں ہر طرح محفوظ و مامون رہے۔ کہتے ہیں اکبر اللہ تعالیٰ کے اس لاٹھی کی ضرب سے جانبر نہ ہو سکا۔ بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ اکبر نے دم توڑنے سے پہلے توبہ کی۔ اور ملحدانہ خیالات سے باز آگیا تھا۔

الحاد کی بیخ کنی

اکبر کی موت کے بعد جہانگیر تخت پر بیٹھا تھا۔ مگر در پردہ نور جہاں کی حکومت تھی۔ مجدد الف ثانی سربلندی دین حنفاو ترویج سنت آنحضرت میں مصروف تھے۔ بادشاہ کے حواری جن کی سرگرمیاں اکبر کی موت سے قدرے ٹھنڈی پڑ گئی تھیں جہانگیر کے "شغل مے" سے پھر حرارت پکڑنے لگیں۔ وہی لوگ حضرت امام ربانی کے خلاف پھر طرح طرح کے حربے استعمال کرنے لگے۔ حضرت نے

Marfat.com

دونوں تابہ ناز تصنیف "مکتوبات شریف کی تالیف میں مشغول تھے، اُدھر جہانگیری "علما" مکتوبات میں سے عبارت توڑ موڑ کر عوام کے سامنے پیش کرتے اور انہیں امام ربانی کے خلاف بھڑکا رہے تھے۔ دشمنوں نے جہانگیر کے کان میں یہ بھنک ڈال دی، امام ربانی دربار میں طلب کئے گئے، بادشاہ نے حضرت پہ بعض سوالات کئے، معقول اور شافی جواب ملنے پر بادشاہ چپ ہو گئے، مخالفین نے یوں دال گلتی نہ دیکھی تو حضرت کو معتوب کرنے کے لئے نئے نئے ڈھونگ کھڑے کرنے لگے، آخر کار ان لوگوں نے ملکی سیاست کا سہارا لے کر بادشاہ کو سیخ پا کر دیا کہ حضرت امام ربانی حکومت کے باغی ہیں، عوام کو "ظل سبحانی" کے روبرو سجدہ کرنے سے منع کرتے ہیں، ان کے زیر اثر بہت بڑی فوج ہے وغیرہ وغیرہ...... چنانچہ بادشاہ نے حضرت کو پھر ایک مرتبہ شاہی دربار میں بُلوا بھیجا اور حضرت سے آداب شاہانہ (سجدہ) بجالانے کا مطالبہ کیا، حضرت کا سر تو خدائے پاک کے سوا کسی دوسرے کے آگے نہ جھکا تھا۔ فرمایا۔ اللہ تعالٰے کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں، پھر میں انسان کو بھلا کیونکر سجدہ کر سکتا ہوں؟ حاشیہ نشینوں نے حضرت کی اس ایمان افروز بے باکی اور جرأت پر رنگ چڑھایا اور حضرت امام ربانی کو جیل بھجوا دیا، حضرت کے خدام جن میں سے بہتیرے سلطنت کے اعلیٰ رکن تھے۔ بادشاہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا حضرت اس قید کو بھی عین مصلحت حق تعالیٰ سمجھتے تھے۔ خدام کو لکھا، کہ میں تمہارے

Marfat.com

فتنہ و فساد کو پسند نہیں کرتا، مجھے جو قید خانے میں ڈالا گیا ہے، اس میں بھی مشیت ایزدی ہے۔ تم بغاوت سے باز آؤ اور بادشاہ کی اطاعت قبول کرو۔ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد قید سے آزاد ہو جاؤں گا۔"

قید خانے میں جانے سے بہت پہلے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ مخلصوں سے فرمایا کرتے کہ ہم پر ایک بلا نازل ہوگی۔ جو ہمارے لئے ترقی درجات کا باعث ہوگی حضرت کو جس قید خانے میں نظر بند کیا گیا، وہ حکومت کے باغیوں کے لئے مخصوص تھا، جن میں ہزاروں غیر مسلم بھی محبوس تھے۔ حضرت کا داخلہ اُن لوگوں کے لئے رحمت کا باعث ہوا وہ حضرت کے دست حق پرست پر ایمان لا کر اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوئے، آخر کار فتح حق کی ہوتی ہے، کی مثل پوری کار آئی، بادشاہ اپنے کئے پر بہت پچھتایا۔ کہتے ہیں اس دوران میں بادشاہ کی لڑکی خواب میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئی تھی اور اُس نے دیکھا کہ حضور سرکار دو عالم امام ربانی کو قید کرنے کی وجہ سے جہانگیر سے بہت خفا ہیں، صبح اُس نے یہ خواب اپنے باپ جہانگیر کو سنایا، جہانگیر بہت گھبرایا، فوراً حضرت کی رہائی کا پروانہ لکھا جس کے جواب میں حضرت نے بادشاہ کو لکھا کہ وہ قید سے ان شرائط پر نکلیں گے کہ بادشاہ کو سجدہ بند کیا جائے، ذبیحہ گاؤ سے مسلمانوں کو نہ روکا جائے، جو مسجدیں شہید کی گئی ہیں نئے سرے سے تعمیر کی جائیں، کفار سے شرع شریف کے مطابق جزیہ لیا

Marfat.com

جنتے، قوانین شریعت محمدی کا نفاذ کیا جائے، قیدی رہا کئے جائیں۔" جہانگیر نے حضرت کی تمام شرائط قبول کر لیں، حضرتؒ قید خانے سے باہر تشریف لے آئے۔ گویا حضرت دین حق کی اشاعت اور استحکام کے جس مبارک فریضہ کے لئے قید خانے میں بند کئے گئے تھے وہ تمام و کمال پورے ہو گئے۔ اب جہانگیر وہ پہلا جہانگیر نہ تھا، بلکہ حضرت کے اخلاق و گفتار کا گرویدہ اور معتقد بن چکا تھا۔ ایک بار اُسے حضرت کے دستر خوان سے کھانا کھانے کی سعادت نصیب ہوئی تھی، کھانا بالکل سادہ اور معمولی تھا، مگر بادشاہ نے مزے لے لے کر کھایا اور کہا کہ مجھے آج تک ایسا لذیز کھانا میسر نہیں ہوا۔

کہتے ہیں بادشاہ آخر عمر میں اکثر کہا کرتا تھا کہ میں نے زندگی میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نجات کی اُمید ہو۔ البتہ ایک روز شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں لے جائے گا تو تیرے بغیر نہ جائیں گے۔"

مکتوبات شریف

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات شریف نہ صرف ممدوح کے تبحر علمی کے خزینے ہیں بلکہ ان شہ پاروں میں تصوف کے بڑے اہم اور باریک ترین رموز و نکات کھول کر بیان کئے گئے ہیں۔ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام عالم اس کلمہ پاک کے پہلو میں ہے۔ کاش وہ اس دریائے محیط کے سامنے ایک قطرۂ رحمت کا ہی حکم رکھتا، یہ کلمہ طیبہ

Marfat.com

جامع کمالات ولایت و نبوت ہے، اکثر لوگ تعجب کرتے ہیں کہ اس ایک کلمہ کے پڑھنے سے ہی وہ کیونکر جنت میں داخل ہوں گے۔ حالانکہ اس فقیر کا مشاہدہ ہے کہ اس ایک کلمہ میں تمام عالم کی بخشش کی گنجائش ہے" اس کا پڑھنے والا اعلیٰ مراتب و برکات حاصل کرتا ہے"

ایک خط میں لکھتے ہیں، جو علوم کہ مقام "فنا فی اللہ" و "بقا باللہ" کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے کمترین پر منکشف ہوئے اور معلوم ہو گیا کہ وجہ خاص ہر شے کی کیا ہے اور "سیر فی اللہ" کیا معنی رکھتا ہے اور تجلی ذاتی برقی کیا شے ہے اور "محمدی مشرب" کون ہے، وغیرہ وغیرہ۔

ایک جگہ فرماتے ہیں" عجیب معاملہ ہے کہ شروع میں جب کوئی مصیبت و بلا آتی تھی سرور و مسرت کا باعث ہوتی تھی بلکہ اس میں زیادتی مانگتا تھا، اور اب کہ عالم اسباب میں ہوں، اپنی عجز و انکساری پر نظر پڑتی ہے اور نقصان کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے، اگرچہ یہ خطرہ فوراً زائل بھی ہو جاتا ہے، پہلے دعا سے مقصود دفع بلا نہ تھا، اور دل کو یہ بات بھلی نہیں لگتی تھی حال غالب تھا، اب خوف و حیرت جو زائل ہو چکی تھی پھر لوٹ آئی ہے"

ایک خط میں لکھتے ہیں کہ طریقت و حقیقت خادمان شریعت ہیں اور نبوت ولایت سے افضل ہے، اگرچہ نبی کی بھی ولایت کیوں نہ ہو، فرماتے ہیں

Marfat.com

کمالات ولایت کمالاتِ نبوت کے سامنے کوئی قدر نہیں رکھتے، کاش وہ دریا سے محیط کے سامنے ایک قطرہ کا ہی حکم رکھتے۔

عنایات خصوصی

اکثر علمائے کرام اور بیشتر بزرگان عظام کے قول سے حضرت "مجدد الف ثانی" ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت کے مرشد خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت پہلے سے حضرت کی "قطبیت" ظاہر ہو چکی تھی، حالانکہ حضرت ابھی خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے بھی نہیں تھے! حضرت خواجہ کا خواب میں ایک ایسے نور شمع کا دیکھنا کہ جس کی روشنی نے تمام دنیا کو گھیر لیا ہے نیز حضرت ممدوح کا حضرت کو "شہود آفتاب" فرمانا ایک مرتبہ حضرت مجدد صاحب نے خود اپنے بارے میں ایک مخلص کو لکھا کہ تمام مشائخ طریقت نے مجھے باری باری فیوض اور برکات خصوصی سے نوازا ہے۔"

اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "اس راہ (طریقت) کا کوئی کوچہ ایسا نہیں ہے، جہاں سے یہ ناچیز اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت سے نہ گزرا ہو۔ ایک خط میں تحریر کیا ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھے آسمانی علم سکھلایا۔ اسی طرح لکھتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے علم لدنی سے روشناس کیا۔ ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے "مجتہد کلام" سے خطاب فرمایا، ارشاد ہے

Marfat.com

کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ "شریعت" ہمارے محلے میں اتری ہے۔ جیسے کوئی قافلہ کسی سرائے میں آکر ٹھہرتا ہے۔ فرمایا حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ناچیز کو بشارت دی کہ قیامت کے روز تمہاری شفاعت سے کئی ہزار آدمی بخشے جائیں گے۔"

حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت کے ہاتھوں مخلوق کو "اکبری" اور "جہانگیری" فتنوں سے محفوظ و مامون فرمایا۔

تعلیم و عادات

حضرت مجدد الف ثانی رح طالبین کو اکثر فرماتے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں جو بزرگی عطا کی ہے اس میں ہمارے علم اور عمل کو کوئی دخل نہیں بلکہ حضرت رب العالمین نے یہ عزت ہمیں محض اپنے فضل و کرم سے عنایت کی ہے، اور اس فضل و کرم کے لئے اگر ہمارے پاس کوئی بہانہ ہو سکتا ہے تو وہ اتباع جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہمیں جو عطا ہوا ہے اسی اتباع کے باعث ملا ہے۔ حضرت اتباع سنت کے زبردست حامی و پابند تھے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ کام میں بھی سرکار دو عالمؐ کی تابعداری اور ادب کو ملحوظ رکھتے، اور اگر کسی واقعہ یا معاملہ میں (بوجہ بشریت) بھول چوک ہو جاتی تو بہت پچھتاتے۔ چنانچہ ایک روز کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سہو سے پاخانہ میں جاتے ہوئے اول دایاں قدم رکھ دیا۔ جس کی وجہ سے اس روز کئی احوال

(بطور سزا) تہجد بند ہو گئے، ایک روز پاخانہ سے فوراً باہر نکل آئے، کیونکہ پاؤں کے ایک انگوٹھے پر روشنائی کا "نقطہ" لگا ہوا تھا، جسے حضرت نے دوران تحریر آیات قرآنی امتحاناً ناخن پر لگا لیا تھا مگر پانی سے صاف کرنا بھول گئے، آخر اُسے دھو کر بیت الخلا میں داخل ہوئے۔

ایک مرتبہ ایک خادم سے چند لونگیں طلب کیں وہ چھ عدد نکال کر لائے۔ فرمایا "رعایت" وتر کو ملحوظ رکھو، کیونکہ یہ مستحب ہے، لیکن لوگوں کو مستحب کی قدر معلوم نہیں، مستحب اللہ پاک کو پسند ہے۔

فرماتے چونکہ موجودہ زمانہ عہد مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہو گیا ہے اور بہت سے مفاسد بدعت و فسق و فجور اس دور میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اس لئے بغیر اتباع سنت نبویہ راستے کا ملنا دشوار ہے۔

مسائل فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے، جن مسائل میں امام عالم امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ اور صاحبین کرام کا اختلاف ہے، یہ احتراماً ہر دو کے عقائد کا لحاظ فرماتے، حضرت کی مجلس میں بوجہ رعب و دبدبہ اکثر خاموشی چھائی رہتی، طالبین کو چپ چاپ فیض سے نوازتے۔ اگر لب کشائی کرتے بھی تو اسرار و معارف بیان فرماتے۔ بے کار باتیں نہ کرتے اور نہ سننا پسند فرماتے۔ دن میں ایک بار کھانا عموماً خلوت میں تناول کرتے،

Marfat.com

اور آداب طعام ملحوظ رکھتے۔ بایاں زانو بچھا لیتے اور دوستوں کو بھی یہی تاکید کرتے، بعد طعام دُعا فرماتے، اور بطریقِ سُنّت گھڑی بھر کو قیلولہ کے لئے لیٹ جاتے۔ نمازیں پابندی سے اور مقررہ اوقات پر باجماعت ادا کرتے سنن و نوافل کی ادائیگی و اعتدال و ارکان و آداب نماز کا خاص خیال رکھتے۔ فرماتے کہ لوگ بڑی بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں کی خواہش رکھتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ احتیاط و رعایت آدابِ نماز سے بڑھ کر کوئی ریاضت و مجاہدہ نہیں۔ تشہد میں انگلی سے اشارہ نہ فرماتے تھے۔ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی خاموشی سے قرأت سنتے تھے۔ دن کا بیشتر حصہ ذکرِ حق اور ہدایتِ طالبین میں صرف کرتے۔ نمازِ عشا کے بعد بات چیت سے پرہیز فرماتے اور عموماً بستر پر لیٹ جاتے، تاکہ تہجد کے لئے اٹھنے میں دقت نہ ہو۔ درود شریف بکثرت پڑھتے، خصوصاً جمعہ کی رات، اور جمعہ کے روز تعداد بڑھا لیتے۔ اسی طرح دوشنبہ کی رات اور دوشنبہ کے دن بھی بہت کثرت سے پڑھتے۔ عمر کے آخری حصے میں یہ معمول ہو گیا تھا کہ جمعہ کی شب کو تمام دوستوں کو جمع کرتے اور کم از کم ہزار بار درود شریف پڑھتے۔ تلاوتِ قرآن پاک کے وقت حضرت کے چہرے سے ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ اسرار و رموزِ قرآنی و برکاتِ آیاتِ قرآنی حضرت پر منکشف و نازل ہوتے ہیں۔ زیارتِ قبور کے لئے تشریف لے جاتے اور ان کے لئے دعا و استغفار فرماتے۔ اوّل اوّل مزارات پر ہاتھ بھی رکھتے مگر آخر زمانہ میں ترک کر دیا تھا، کیونکہ بعض اکابرین نے ایسا

Marfat.com

نے سے منع فرمایا ہے ذکر جہری کو جائز سمجھتے تھے خواص بشر کو خواص ملائکہ سے
بہتر کو ولایت سے افضل جانتے صحو کو سکر پر ترجیح دیتے تھے تمام صحابہ
کرام کو جمیع اولیائے امت سے اعلیٰ و افضل جانتے اور ان کے باہمی اختلافات و
منازعات کو نیک نیتی پر محمول فرماتے طریق نقشبندیہ عالیہ کو دوسرے طریقوں
سے بہتر جانتے اور فرماتے کہ یہ طریقہ بعینہٖ اصحابہ کرام کا طریقہ ہے، اور سنت کے
مطابق ہے جب کوئی بلا یا مصیبت پہنچتی تو فرماتے یہ ہمارے اعمال کی شامت
کا سبب ہے، اور توبہ استغفار بکثرت پڑھتے، صدقہ خیرات بھی کرتے، اور اسے
ترقی کا زینہ سمجھتے۔

ظہور کرامات

شیخ ابوالحسن نوری علیہ الرحمتہ کا قول ہے کہ ہمارے زمانے میں یہ دو چیزیں
بہت بڑی کرامت ہیں، ایک یہ کہ عالم اپنے علم پر عمل کرے۔ دوسری عارف بیان
حقیقت کرے، حضرت مجدد الف ثانی اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ تمام کرامات
اصل معجزات پیغمبری کے ہیں اور دونوں کا مقصد ظہور تمتع و تقویت دین
ہے، البتہ زمانہ جوں جوں قیامت کے نزدیک ہوتا جاتا ہے، اسی قدر کرامات کا
ظہور گھٹتا جا رہا ہے، اور دین بھی کمزور ہو رہا ہے۔ اس لئے کرامات پر ضعف
آگیا ہے اور قرب قیامت کے وقت تو دین کی یہ صورت ہوگی کہ اندھیری رات
کی طرح لوگ صبح مومن ہوں گے تو شام کو کافر ہو جائیں گے۔ اور شب کو

Marfat.com

مومن ہوں گے تو صبح کو کافر ہو جائیں گے۔ ان تمام باتوں کے باوجود خوارق کرامات نہ ارکان ولایت سے ہیں اور نہ شرائط ولایت سے کیونکہ ولایت کی سب سے بڑی دلیل اتباع سُنّت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ولی کی یہی تعریف ہے کہ وہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کا طالب اور حضور سرکار دو عالم کا تابع ہو حضرت ممدوح کا ارشاد ہے کہ ظہور کرامات بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے جو وہ بندے کو عطا کرتا ہے۔ اور حضرت اُس صفت سے خُوب خُوب متصف تھے حضرت کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ جب سے ہوش سنبھالا کوئی کام خلاف سنت نہیں کیا، حضرت کے اکثر ملاقاتی اور احباب جو دُور دُور سے آتے، حضرت سے کہتے کہ فلاں روز آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے، اور فلاں دن مدینہ منورہ میں دیکھا ہے۔ حالانکہ حضور ان دنوں گھر پر تشریف فرما ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت مخدوم زادوں اور چند مخلصوں کے ساتھ پیدل سفر میں تھے، شدت کی دھوپ تھی حضرت نے از راہ کرم آسمان کی طرف دیکھا اور زیر لب کچھ فرمایا، ابھی چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ اچانک ایک بدلی آئی اور مینہ برسا گئی۔

بادشاہ ایک امیر سے بہت خفا تھے بلکہ اس کی طلبی ہوئی وہ شخص ڈر نے حضرت کی خدمت میں معروض ہوا حضرت نے اس کی تشفی فرمائی پہنچا۔

Marfat.com

جب وہ بادشاہ کے روبرو گیا تو بادشاہ محبت سے پیش آیا اور اُسے خلعت پہنائی۔

صوبہ دکن کے ایک خان جو صوبہ داری کے منصب پر فائز تھے بادشاہ نے انہیں کسی وجہ سے معزول کر دیا، خوف تھا کہ بادشاہ کی خفگی سے کہیں وہ منصب کی محرومی کے ساتھ ساتھ قتل بھی نہ کر دئیے جائیں۔ ان کے ایک ملنے والے نے صوبہ دار موصوف کا احوال لکھ کر حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت نے انہیں جواب میں لکھا "خان عالیشان نظر آتا ہے" لیکن خان نے تحریر دیکھی تو مایوسی سے بولا "بادشاہ سخت ناراض ہے، بہرحال دیکھئے کیا ہوتا ہے"! چند روز گزرے تھے کہ سلطان نے ان کا قصور معاف کر دیا اور منصب پر دوبارہ بحال کر دیا۔

ایک روز ایک خادم سے بولے، "بھائی شیخ محمد مسعود کو (جو تاجر تھے اور سلسلہ کاروبار قندھار کی طرف گئے ہوئے تھے) زمین پر کہیں نہیں پاتا ہوں" خادم یہ سُن کر بہت فکرمند ہوا، چنانچہ چند دنوں کے بعد قافلہ آیا اور لوگوں نے حضرت کو شیخ صاحب کے انتقال کی خبر دی۔ ایک مرتبہ حضرت رمضان المبارک کے ایام میں اجمیر شریف میں مقیم تھے۔ جس مسجد میں قیام تھا، وہ بہت مختصر تھی، نماز تراویح ادا کر رہے تھے کہ بارش آگئی جس سے نمازیوں کو بہت تکلیف ہوئی، حضرت نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اب رمضان شریف میں بارش نہیں ہوگی

Marfat.com

مسجد کی ایک دیوار بہت بوسیدہ تھی، یہ بھی خطرہ تھا کہ ابھی آپڑے گی، بولے ہمارے سامنے یہ دیوار بھی نہیں گرے گی، چنانچہ جس روز حضرت وہاں سے روانہ ہوئے اور کافی دور چلے گئے۔ حضرت کو اس کے گرنے کی اطلاع ملی۔

حضرت ایک مرتبہ اجمیر شریف میں بہت بیمار ہوگئے۔ فوراً صاحبزادوں کو طلب کیا ان کی بیماری سے سب لوگ پریشان نظر آتے تھے، حضرت نے خطاب فرمایا کہ بھائی میں ابھی نہیں جاؤں گا، ایک کام کے لئے کچھ مہلت مل گئی ہے حاضرین کی جان میں جان آئی، اس سفر سے واپس تشریف لائے تو بالکل گوشہ نشین ہوگئے، احباب سے خط و کتابت بھی کم کردی جس کسی کو خط تحریر فرماتے "استغفار کے چند کلمات ضرور تحریر کرتے۔

رحلت

جب رحلت کا وقت قریب آیا تو حاضرین سے بولے "ڈیڑھ ماہ کے اندر اندر اٹھا لیا جاؤں گا"۔ سامعین دل تھام کر رہ گئے۔ حضرت اس روز سے دل تنگ رہنے لگے، اکثر یہ مصرعہ پڑھتے — "آج ملاوا کنت سوں سکھی سب جگ دیوں وار" یعنی آج وصال یار ہے، اس خوشی سے دنیا جہاں کی نعمتیں نثار کرتا ہوں — فرماتے میری قبر کچی اور گمنام جگہ بنانا تاکہ کچھ دنوں کے بعد اس کا نام و نشان مٹ جائے!

ضعف بڑھ رہا تھا، مگر کیا مجال جو نماز باجماعت اور وظائف و اوراد میں

Marfat.com

رق آیا ہو، البتہ جب کمزوری حد سے بڑھ گئی تو کبھی کبھار نماز تنہا پڑھ لیتے۔ ان
یام میں ملنے والوں، دوستوں اور مخدوم زادوں کو جو بھی ارشاد و نصیحت
رماتے اس کا یہی مفہوم ہوتا کہ سنت کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔"

کہتے ہیں عین آخری وقت پر حضرت کو استنجا کی حاجت ہوئی طشت
حاضر کیا گیا، دیکھ کر بولے اس میں ریت نہیں ہے۔ قطرات اڑیں گے۔ واپس
لے جاؤ میں وضو نہیں توڑوں گا۔ حضرت نے وقت آخر بھی بے وضو رہنا گوارا
نہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار سال بعد وجود میں آنے والی یہ
ہستی تجدید سنت و احیائے دین میں شب و روز مصروف رہ کر بعمر تریسٹھ سال
۲۹ صفر ۱۰۳۴ھ کو اس دنیا سے رخصت ہو گئی اور سرزمین سرہند شریف
کے اس ٹکڑے میں دفن ہوئے جس کے متعلق ایک مرتبہ حضرت ممدوح نے
ایک خط میں تحریر فرمایا تھا کہ "اللہ تبارک و تعالیٰ کی عنایت اور حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں سرہند شریف میں ایک کنوئیں کو تم
کھکے نیچے ایک اونچا مقام نمایا ہے اور اکثر شہروں اور قصبوں پر
اس کو بلندی بخشی ہے، اور اس زمین میں ایک نور بطور امانت رکھا گیا، اور
وہ نور اس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ شریف کی پاک زمین سے ظاہر و روشن
ہے۔ آگے چل کر اسی خط میں ذکر فرماتے ہیں "وہ نور امانت اس فقیر کے قلبی
انوار کا لمعہ ہے، جس کو وہاں سے اقتباس کر کے اس زمین پر روشن کیا ہوا ہے

Marfat.com

جس طرح کہ مشعل سے چراغ روشن کرتے ہیں۔

اولاد و خلفاء

مکتوبات شریف، مبداء و معاد، معارف لدنیہ وغیرہ ہم ایسی بلند پایہ تصانیف کے علاوہ حضرت کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں، صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت خواجہ محمد صادق، خواجہ محمد سعید، خواجہ محمد معصوم رح، خواجہ محمد فرخ خواجہ محمد عیسیٰ رح، خواجہ محمد اشرف رح، اور شیخ محمد یحیٰ رحمتہ اللہ علیہ۔

خلفائے کرام میں حضرت قبلہ کے صاحبزادگان عظام میں سے سب کے سب ولی کامل ہوئے ہیں اور حضرت کے جانشین ہیں، ان مقتدر ہستیوں کے علاوہ حضرت قبلہ نے خلفا کی ایک بڑی جماعت کو بھی تالیف قلوب اور ہدایت خلق کے لئے تیار کیا جن میں سے حضرت خواجہ میر محمد نعمان رح، شیخ طاہر لاہوری رح شیخ بدرالدین رح، شیخ نور محمد پٹنی رح، شیخ حمید بنگالی رح، شیخ مزمل رح اور شیخ طاہر بدخشی رحمتہ اللہ علیہ کے نام نامی قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

قیومِ ثانی

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ

ولادت سنہ ۱۰۰۷ھ

رحلت سنہ ۱۰۷۹ھ

مزار شریف

سرہند

Marfat.com

پیدائش

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ اعلیحضرت امام ربانی خواجہ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ ۱۱ شوال ۱۰۰۷ھ میں بمقام سرہند شریف پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش مبارک کے متعل حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ ہمارے لئے بہت بابرکت ثابت ہوئی۔ کیونکہ انہی دنوں ہمیں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔

بچپن ہی میں اعلیحضرتِ مجدد صاحبؒ ان کی خداداد ذہانت اور قابلیت کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لڑکا محمدی المشرب ہے۔ ان کے بارے میں ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد معصوم کا کیا حال لکھوں کہ وہ دولت ولایت کے اہل ہیں۔ ابھی تین سال کے تھ

Marfat.com

حرف توحید ان کی زبان سے نکلا اور یوں کہتے تھے کہ میں آسمان ہوں، میں زمین ہوں، میں یہ ہوں میں وہ ہوں" نیز اعلیحضرت خواجہ ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ اس طریق میں پیر و جواں سب برابر ہیں، انوار و فیوض کے حصول میں عورتیں اور بچے سب یکساں ہیں۔

تربیت

حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اکثر علوم دین اعلیحضرت سے حاصل کئے اور کچھ کتابیں اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد صادقؒ اور شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے بھی پڑھیں، سولہ برس کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر تحصیل حال میں مصروف ہو گئے۔ انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک روز حضرت نے اپنے والد محترم اعلیحضرت سے عرض کیا "میں ایک نور دیکھتا ہوں جس سے تمام عالم منور ہے، اور وہ ہر ذرہ میں سمویا ہوا ہے، اور آفتاب کے مثل ہے کہ اگر غروب ہو جائے تو عالم تاریک ہے" اعلیحضرت نے جواباً فرمایا کہ تم قطب وقت ہو گے، میری اس بات کو یاد رکھنا۔"

زمانہ طالب علمی میں اپنی ذہنی استعداد اور قوت یادداشت کے متعلق فرماتے ہیں، کہ وقایہ شریف جیسے جیسے میرے جد امجد تحریر فرماتے تھے، مجھے یاد ہوتی جاتی تھی۔ اور جب کتاب شریف مکمل ہوئی تمام میرے ذہن میں محفوظ تھی۔ حضرت نے دوران تعلیم میں کلام پاک بھی حفظ کر لیا تھا۔

Marfat.com

قیومیت

ایک مکتوب شریف میں حضرت مجدد الف ثانی اپنے فرزند ثانی حضرت خواجہ محمد سعیدؒ اور فرزند ثالث حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو خطاب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

طبیعت ہمیشہ تمہارے حال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کی خواہاں رہتی ہے، پرسوں نماز صبح کے بعد خاموش بیٹھا تھا ایسا معلوم ہوا۔ جو خلعت کہ میں رکھتا تھا مجھ سے جدا ہوئی اور اس کے بجائے مجھے دوسری خلعت عطا ہوئی، اس کے بعد مجھے خیال ہوا کہ یہ خلعت کسی کو دیں گے یا نہیں؟ اگر دیں گے تو آرزو یہ ہے کہ وہ فرزند ارجمند حضرت محمد معصوم (رحمۃ اللہ علیہ) کو عطا کریں، ایک لمحہ کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پہلی خلعت فرزند ارجمند کو عطا ہوئی ہے اور وہ قیومیت کی خلعت تھی جو تربیت و تکمیل سے تعلق رکھتی تھی، اور یہ جو دوسری خلعت میرے پاس ہے اللہ تعالیٰ کی بخشش کا امیدوار ہوں کہ یہ فرزند ثانی محمد سعیدؒ کو عطا ہو۔

چنانچہ صاحبزادگان رحمہم کو جب یہ عزت نامہ ملا تو اعلیحضرت اس دنوں اجمیر شریف میں مقیم تھے، یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، اعلیحضرت نے

Marfat.com

خواجہ معصومؒ کو خلوت میں بُلا کر خلعت قیومیت سے مشرف فرمایا۔

اشاعتِ دین

حضرت ستائیس برس کے تھے کہ مسندِ ارشاد و قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے کہتے ہیں اس روز پچاس ہزار آدمیوں نے حضرت سے بیعت کی، جن میں اکثر اعلیحضرت کے خلفاء بھی شامل تھے۔ بیرونِ ہند ماوراء النہر، خراسان اور بدخشان وغیرہ ممالک کے حکمرانوں نے حضرت کی خدمت میں تحائف اور ایلچی بھیجے اور حضرت کی قیومیت کے معترف ہوئے، ہندوستان کے بادشاہ شاہجہان بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دوبارہ بیعت سے مشرف ہوئے، ملک کے اکثر حصوں میں حضرت نے اپنے نائب (خلفاء) بھیجے تاکہ مخلوق کو داخل سلسلہ کریں اور ہدایت کا راستہ دکھائیں، شام و ایران، توران، یمن، ترکستان کاشغر اور بخارا وغیرہ ممالک بھی حضرت کے فیض سے سیراب ہوئے۔ حضرت کے توسل سے ———— اسلام کی نورانی کرنوں سے چین کا خطہ بھی جگمگا اٹھا، اورنگ زیب جو بعد میں عالمگیر کے لقب سے تخت نشین ہوئے بھی حضرت کے ہاتھ پر بیعت تھے، تواریخ مرأۃ العالم و جہاں نما جو عالمگیر کے ایماء پر لکھی گئی ہیں ان میں حضرت ممدوح کے متعلق تحریر ہے کہ مشیخت کی مسند پر اب تک کوئی ایسا شخص نہیں بیٹھا جیسا کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رح کیونکہ دنیا کے تمام اطراف و جوانب کے بادشاہ علماء اور مشائخ چھوٹے

Marfat.com

بڑے سب حضرت کے مرید تھے، حضرت کی مجلس پاک کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ وہاں بڑے بڑے بادشاہ بھی باہم گفتگو نہ کر سکتے تھے، اگر کسی کو بہت ضروری کام ہوتا تو کاغذ پر لکھ کر حضرت کی خدمت میں پیش کرتے، یہاں تک کہ عالمگیر بادشاہ جن پر حضرت بہت ہی مہربان تھے بھی بوجہ پاس ادب حضرت کے روبرو کسی سے ہمکلام نہ ہوتے تھے۔

عنایات خصوصی

روضہ قیومیہ میں تحریر ہے کہ ۱۰۳۲ھ میں ایک روز حضرت نے بیان کیا کہ آج صبح حلقہ میں بیٹھا تھا کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، مجھ سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا حق تعالیٰ نے آپ کو "عروۃ الوثقیٰ" کا خطاب عطا فرمایا ہے، اس بڑی نعمت اور عنایت کے لئے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ" فرماتے ہیں اس دوران میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقرب فرشتے، انبیاء اور اولیاء میرے گرد جمع ہیں اور کہتے ہیں "السلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ" پھر ہر ایک نے میرے ساتھ مصافحہ کیا، میں نے اپنا یہ خصوصی نام عرش معلی کے گرد بھی لکھا ہوا دیکھا۔"

ایک روز کا واقعہ یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ بعد نماز فجر مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ ایسا معلوم ہوا جیسے ساری مخلوق مجھے سجدہ کر رہی ہے، بہت حیران

Marfat.com

ہوا، آخر یہ بھید کھلا کہ کعبہ میری ملاقات کو آیا ہے، اور مجھے گھیر لیا ہے، اس لئے ہر شخص کعبہ کو سجدہ کرتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا مجھے سجدہ کر رہے ہیں"

فرماتے ہیں "ایک صبح مراقبہ میں دیکھا کہ مجھے خلعت عالی شان عنایت ہوئی ہے نیز قلمدوات بھی مرحمت ہوئی ہے، گویا منصب وزارت عطا ہوا ہے اور مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے تمام مخلوق پر وزیر اعظم بنایا گیا ہے۔"

ایک مرتبہ ادائیگی فریضہ حج کے لئے تشریف لے گئے اس زمین پاک پر انوار و فیوض کا ذکر فرماتے ہوئے بیان کرتے ہیں، کہ اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ ہم سے گلے ملتا ہے، اور بڑے اشتیاق سے چومتا ہے۔"

جب حج شریف سے فارغ ہوئے تو ایک فرشتہ نے حج کی قبولیت کی مہر شدہ سند پیش کی۔

حضرت مکہ معظمہ میں مقیم تھے کہ ان کے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کی طبیعت سخت علیل ہوگئی، حضرت نے شفا کے لئے ہاتھ اٹھائے، کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہزاروں لوگ دعا مانگ رہے ہیں۔

حضرت جب روضۂ پاک کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو شوق کا یہ عالم تھا کہ راتوں کو نیند نہ آتی تھی، جب اس خطہ پاک میں داخل ہوئے معلوم ہوا کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارک سے باہر تشریف لے آئے ہیں، اور ان سے بغلگیر ہوئے ہیں، اس بیش بہا عنایت و نوازش پر حضرت

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود پاک عرش تا فرش مرکز جمیع عالمیان ہے۔ اگرچہ وہاب مطلق اللہ تعالیٰ ہے لیکن جس کسی کو فیض پہنچتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے پہنچتا ہے اور تمام ملک و ملکوت کا بند و بست بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرماتے ہیں اور شب و روز مخلوق پر فیوض و انعامات بھی حضور کے روضہ مطہرہ سے پہنچتے ہیں۔

تصرفات

کہتے ہیں ایک جوگی جادو سے آگ باندھ لیتا تھا، جس سے آگ گزند نہیں پہنچاتی تھی، اس شعبدہ بازی سے لوگ جوگی پر فریفتہ ہو رہے تھے حضرت نے سنا تو لوگوں کو ایندھن جمع کر کے آگ سلگانے کا حکم دیا، اور جب شعلے بھڑکنے لگے تو حضرت نے آیت کریمہ "اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیمؑ کے لئے سلامتی کا باعث بن جا" پڑھ کر دم کیا، اور ایک شخص سے فرمایا کہ آگ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرو، چنانچہ وہ شخص کافی دیر تک آگ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتا رہا آگ اس پر گلزار ہو گئی،

ایک شخص نے کابل میں خواب دیکھا کہ حضرت نے اُسے تبرک عطا فرمایا ہے، جب وہ بیدار ہوئے تو تبرک اُن کے ہاتھ میں تھا،

حضرت ایک روز وضو فرما رہے تھے کہ ناگاہ لوٹا اٹھا کر دیوار پر دے مارا، حاضرین نے اس امر کو ذہن میں رکھا، کچھ دنوں کے بعد ایک سوداگر حاضر خدمت

Marfat.com

جوہ یوں ہوا کہ جنگل کے ایک صحرا میں سے گذر رہا تھا کہ اچانک ایک شیر غُراتا ہوا آیا میں نہایت خوفزدہ ہوا، فوراً حضرت کی طرف رجوع کیا، دیکھتا ہوں کہ حضرت روبرو کھڑے ہیں، ایک ہاتھ میں لوٹا ہے جو شیر کی طرف پھینک کر دے مارا، شیر اسی دم بھاگ گیا اور حضرت بھی غائب ہو گئے۔

حضرت دکن سے گذر رہے تھے کہ بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر جو اس وقت شہزادہ تھے حضرت کی آمد کی خبر پا کر بارہ ہزار کی تھیلی لے حاضر خدمت ہوئے حضرت نے محبت سے لی اور سلطنت کی بشارت دی، بادشاہ ہونے کا حضور مجھے لکھ دیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ نے انہیں ایسا لکھ دیا، جب اورنگ زیب تخت نشین ہوئے تو ان کی بہن فخر سے اکثر کہا کرتیں کہ میرے بھائی نے تو سلطنت بارہ ہزار میں خریدی ہے۔

ایک شخص اپنے بیٹے کو حضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ یہ دین دنیا کے کام کاج چھوڑ کر ایک عورت پر فریفتہ ہو گیا ہے حضرت اُسے نصیحت فرمانے لگے، عاشق مزاج بولا نیکی کے کوچہ میں میرا کبھی گذر نہیں ہوا اگر حضرت میرے حال کو ناپسند فرماتے ہیں تو میری حالت کو بدل دیجئے، تاکہ نیک بن جاؤں۔ حضرت بولے ہاں میں نے بدل دی وہ فوراً تائب ہو گیا۔

رحلت

حضرت عارضہ وجع المفاصل کے مریض تھے، آخر عمر میں مرض بہت

Marfat.com

بڑھ گیا تھا، اور یہ بہت نحیف ہو گئے تھے، رحلت سے تین روز قبل احباب کو دُعا کیلئے لکھا کہ خاتمہ بخیر ہو، اور ایک روز پہلے جمعہ کے دن حضرت مسجد میں تشریف لائے اور حاضرین سے تخاطب فرمایا کہ امید نہیں کہ کل اس وقت تک دنیا میں رہوں" چند پند و نصائح بھی ارشاد فرمائے اور واپس چلے آئے، رات یوں توں بسر فرمائی صبح کو نماز فجر حسب معمول ادا کی مراقبہ میں بیٹھے، اشراق پڑھی، موت کے اثرات وارد ہونے شروع ہو گئے، زبان مبارک سے کچھ پڑھتے تھے، صاحبزادگان نے کان لگا کر سُنا، معلوم ہوا حضرت سورہ یٰس شریف کی تلاوت فرما رہے ہیں اسی روز دوپہر کے وقت (بروز سہ شنبہ) ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ہجری کو وصال فرما گئے اور سرہند شریف کی پاک زمین میں دفنائے گئے، حضرت کے مزار عالی مقام کی تعمیر کے لئے شاہزادی روشن آرا نے ایران سے خاص طور پر معمار بلوائے اور عظیم الشان مقبرہ تعمیر کروایا، جس میں فن تعمیر کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ نقش و نگار اور پچی کاری کا عمدہ کام کیا گیا تھا۔

خلفاء اور اولاد

حضرت کے چھ صاحبزادے تھے، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں حضرت خواجہ محمد صبغتہ اللہ رح، حضرت خواجہ حجتہ اللہ رح، حضرت خواجہ محمد عبداللہ رح، حضرت خواجہ محمد اشرف رح، حضرت خواجہ محمد صدیق رح، اور خلفائے کرام میں حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی رح، حضرت خواجہ عبدالاحد رح، خواجہ محمد صدیق پشاوری رح،

Marfat.com

خواجہ عبدالصمد رح، حضرت خواجہ اخون موسٰی رح وغیرہم بہت ہی مشہور ہیں
کہتے ہیں حضرت ممدوح کے خلفاء کی تعداد سات ہزار کے لگ بھگ
تھی اور نو لاکھ آدمی براہِ راست حضرت سے بیعت تھے اور دُنیا کا کوئی حصّہ
ایسا نہ تھا جہاں ان کے فیض کی مہک نہ پہنچی ہو۔

Marfat.com

گلِ وحدت

حضرت خواجہ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ

ولادت ۱۰۴۹ھ

رحلت ۱۱۲۶ھ

مزار شریف

سرہند

Marfat.com

بچپن

حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ حضرت خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید
فرزند ثانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پانچویں صاحبزادے ہیں ۱۰۴۹ھ ہجری
میں مقام سرہند شریف پیدا ہوئے، ان کے والد بزرگوار حضرت خازن الرحمۃ
کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رح کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن رحمت کے
جملہ خزانوں کی تقسیم ان کے سپرد ہوگی، چنانچہ اسی نسبت سے انہیں خازن
کا لقب عطا فرمایا، اعلیحضرت کے یہ صاحبزادے بھی بڑے عالم اور ولی کامل تھے۔
۱۰۷۰ھ ہجری میں ان کا وصال ہوا ہے، حضرت خازن الرحمۃ خواجہ عبدالاحد رح
کو دوسرے فرزندوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے اور ان پر بہت شفقت فرماتے
تھے اور ان کے رخساروں کی شگفتگی کی وجہ سے انہیں پیار سے گل کہہ کر پکارتے

Marfat.com

تھے۔ دوسرے لوگ بھی حضرت کو اسی نام سے یاد کرتے، بلکہ احتراماً شاہ گل سے خطاب کئے جاتے۔

حضرت کمسنی ہی میں تمام دینی علوم میں طاق ہو گئے تھے، نماز روزہ کی ادائیگی میں بہت مستعد اور پابند تھے۔ اس بلا کے ذہین تھے کہ پندرہ سولہ برس کی عمر میں حضرت خازن علیہ الرحمتہ کے ساتھ حج بیت اللہ شریف کے لئے گئے اور واپسی پر حالات سفر اور کشوف و فیوض حرمین شریفین سے متعلق ایک کتاب عربی میں اس خوبی سے تحریر فرمائی کہ اچھے اچھے عالم حیران رہ گئے، جو دیکھتا اور پڑھتا عش عش کر اٹھتا۔ شریعت کا بے حد لحاظ رکھتے تھے، چنانچہ حضرت خازن الرحمتہ نے پاس شریعت اور فراوانی شوق کا جب یہ عالم دیکھا تو انہیں اجازت تلقین طریقہ فرما دی۔

تربیت

جب حضرت بیس سال کے ہوئے تو حضرت خازن الرحمتہ انتقال فرما گئے، انہوں نے عم بزرگوار حضرت خواجہ قیوم ثانی رح کی صحبت اختیار کی ہر چند کہ یہ اس نوعمری میں بھی بہت قابل تھے مگر عم بزرگوار کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور ان کے روبرو زانوئے تلمذ تہ کیا، حضرت قیوم ثانی رح نے بھی ان کی تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اور تھوڑے ہی دنوں میں کامل بنا دیا، اکثر ان سے اپنے معاملات اور اسرار کا اظہار فرماتے، اور مشورہ لیتے، اور فرماتے عبداللاحد

...م عقل ہے۔ اور کبھی فرماتے عبدالاحدؒ عقلِ مجالسؒ ہے، بعض مخلص یاد رخاص ...ستوں کے حالات بھی ان سے دریافت فرماتے، کہ فلاں آج کل کس مقام ...ہے؟ فلاں آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ حضرت جو جواب فرماتے قیوم ثانیؒ رح ...تسلیم کرتے، حضرت قیوم ثانی رح کی رحلت کے بعد منصبِ قیومیت حضرت ...مدوح کے دوسرے صاحبزادے خواجہ حجۃ اللہ پر منتقل ہوا، حضرت ...بدالاحد رح ان کی صحبت میں بھی بڑے ادب سے حاضر ہوتے اور ان کی بہت ...ظیم کرتے، چچیرے بھائی حضرت خواجہ بھی ان پر بہت مہربان تھے، اور ...شفقت سے پیش آتے تھے، ایک روز ان سے فرمایا کہ جس طرح فیضِ الٰہی مجھ ...نازل ہوتا ہے اسی طرح آپ پر بھی پہنچتا ہے، اور پھر دوسری مخلوق پر۔

ایک مرتبہ حضرت نے ان سے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قیامِ جملہ ...ائنات مجھ پر ہے، اور میرا قیام آپ کی ذات پر ہے جیسے کہ یہی عالم اعلیٰحضرت ...رقیوم ثانی رح کے مابین تھا، قیوم ثالث رح بولے "ہاں میں بھی ایسا ہی ...تا ہوں" نیز فرمایا کہ آپ قیومیت میں میرے ساتھ شریک ہیں"۔

اور ایک روز فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضور سرورِ کائنات ...لی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، جدِ امجد اعلیٰحضرت مع والد بزرگوار ...ور دوسرے بھائی بھی موجود ہیں، سرکارِ دو عالمؐ نے حضرت جدِ امجدؒ کی ...یشانی پر بوسہ ... ہے اور آپ کو بھی اس عنایت سے نوازا ہے"۔ ایک

Marfat.com

مرتبہ کہا کہ مجھے الہام ہوا کہ "عبدالصمد ہمارا محبوب ہے"۔

عنایاتِ خصوصی

حضرت بہت متواضع تھے اور طبیعت میں بلا کی حلیمی اور بردباری تھی
جہاں اور جس جگہ سے "گلِ مراد" ہاتھ آتا اُسے حاصل کرتے اور اپنے کمالات میں
اضافہ فرماتے، یہی سبب ہے کہ جامع کمالات تھے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایات
خاص اور حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بکمال شفقت کے متعلق فرماتے
ہیں کہ ایک شب میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، جبرئیل علیہ السلام
بھی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے حضرت رب العالمین نے جبرئیل علیہ السلام
کچھ باتیں کیں، ایک دو باتیں مجھے بھی یاد ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل
سے فرمایا کہ سب مخلوق میری رضا کی طلبگار ہے اور میں (حضور) محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کی رضا چاہتا ہوں۔ نیز فرمایا (حضور) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
تم ایسے لوگ بطور سامانِ مغفرت دئے گئے ہیں"۔

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معروض ہوئے کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ازراہِ کرم توجہ فرمایئے کہ میرا فلاں کام ہو جائے، عیاں ہوا
حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ناچیز کی التجا پہ دونوں ہاتھ مبارک دُعا
کے لئے اُٹھا لئے ہیں"۔

انہی دنوں حضرت کے بھائی خواجہ سعد الدین رح نے خواب میں دیکھا

Marfat.com

دیا دہر کا روز و عالم قائم ہے، کسی نے حضور سے عرض کی کہ "گُل" دشت نوردی کرنا چاہتا ہے۔ حضور پُر نور نے ارشاد فرمایا کہ "گُل" سے کہہ دو کہ وہ اس ارادہ کو ترک کر دے، کیونکہ ہم نے دنیا کے کام اس کے سپرد کئے ہیں، مجھے یہ معلوم ہوا تو فوراً ارادہ بدل دیا۔

فرمایا کہ ایک شب مجھ کو جنت کے باغوں کی سیر کا اتفاق ہوا جس وقت جنت میں داخل ہوا اور ایک بڑے حوض کے پاس پہنچا اس میں فوارے جاری تھے، پانی کے اڑتے ہوئے چند قطرے میرے جسم پر پڑ گئے، ایسا محسوس ہوا کہ شیرینی سر سے پیر تک سرایت کر گئی ہے، فرمایا اس واقعہ کو گیارہ بارہ سال ہو گئے ہیں، مگر اس پانی کی حلاوت کا اثر ابھی تک اپنے وجود میں پاتا ہوں"۔

کرامات

ایک مرتبہ حضرت پر فیضِ الٰہی اس کثرت سے وارد ہوئے کہ طالبان سے منہ موڑ کر مغلوب الحال ہو گئے اور خاموشی اختیار کر لی، کسی سے بات کرنا ضروری سمجھتے تو کلام پاک کی کوئی آیت شریف نقل فرما دیتے، بات کہنے والا اس آیت پاک کے معنوں سے مطلب نکال لیتا، کچھ دنوں کے بعد جب افاقہ ہوا اور طالبان کی طرف رجوع فرمایا تو لوگوں نے سکوتِ حال کا سبب دریافت کیا، بولے "ان دنوں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے مجھے خلعت رضا سے سرفراز فرمایا تھا"۔ کہتے ہیں فتوحاتِ ظاہری و باطنی جو حضرت پر ہر کی ہوئی تھیں۔ اس

Marfat.com

واقعہ کے بعد کھل گئیں، اور خانقاہ کے اخراجات کے لئے شاہزادی زیب النساء نے پانچ ہزار کی رقم بھیج دی۔"

ایک روز فرمایا کہ میرے بھائی کے گھر دو فرزند ہوں گے، ان کے یہ نام ہوں گے اور ایسی شکل و صورت ہوگی، حالانکہ ان کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی، عرصہ کے بعد جب ان کی شادی ہوئی تو سچ مچ دو لڑکے اسی حُلیہ کے تولد ہوئے اور نام بھی یہی رکھے گئے، کہتے ہیں کہ حصول اولاد نرینہ کے لئے حضرت کی دعا مستجاب بارگاہ الٰہی تھی، حضرت بشارت کے ساتھ ساتھ طالبین کو بچے کا حُلیہ بھی بتلا دیتے تھے،

ایک مرتبہ حاکم سرہند کے مظالم سے تنگ آکر حضرت اس سے خفا ہو گئے، کہتے ہیں حاکم مذکور انہی دنوں بادشاہ کے غضب کا شکار ہوگیا، فی الفور حضرت کے روبرو حاضر ہوکر مظالم سے توبہ کی، بادشاہ نے بھی اس کا قصور معاف کر دیا، حاکم نے ایک قطعہ باغ اور کچھ سامان ضرورت حضرت کی نذر کیا، مگر حضرت نے یہ کہہ کر اس کی نذر لوٹا دی کہ یہ مال ظلم اور غضب سے حاصل کیا گیا ہے۔"

ایک مرتبہ سفر میں تھے، عصر کا وقت تنگ ہوگیا تھا، حضرت اور بعض ساتھیوں نے تو نماز ادا کر لی مگر ایک خادم وضو کے لئے پانی کی تلاش میں رہا، حضرت نے فرمایا کہ جب تک وہ نماز نہ پڑھ لے خدا کرے آفتاب غروب

Marfat.com

نہ ہو، کہتے ہیں جب تک وہ نماز سے فارغ نہ ہوئے آفتاب غروب نہ ہوا۔

شعر و شاعری

حضرت نے بہت موزوں طبع پائی تھی، اکثر شعر بھی کہتے اور وحدت تخلص فرماتے تھے، نثر بھی لکھتے تھے، اور متعدد کتب تصنیف فرمائیں، شاعری میں حضرت کا دیوان اور مثنوی چار چمن مشہور و معروف ہیں علاوہ تصانیف میں شورید التحدید، لطائف مدینہ اور جنود اللہ کا پایہ بلند ہے حضرت کی شاعری میں بھی تصوف کے رموز و نکات اس عمدگی سے سموئے ہوئے ہیں کہ گھنٹوں ان پر غور و فکر کیجئے اور گلہ ان کی نازک بیانی پر بے اختیار سر دھننے کو جی چاہتا ہے، ایک دو شعر ملاحظہ فرمائیے، ان میں حضرت کے نام اور تخلص کی رعایت بھی ہے۔

در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم — بلبل از بوئے تو جوشند بجز یافتہ ایم
دل بہ نقش نہ بندیم برنگ وحدت — نقشبند یست کزو ہیچ نہ وفا یافتہ ایم

کے شود پابند سالک از اختلاطِ خانماں — موج از خود بحرِ وحدت کی زنجیر پاست
بہر یک ناں منت دو ناں کشیدن چوں سنا نیست — دارم از نان قناعت یکجہاں خوان درست

رحلت

حضرت مسندِ رشد و ہدایت پر کم و بیش پچاس سال تشریف فرما رہے

Marfat.com

اور اس دوران میں بیشمار مخلوق نے حضرت سے ہدایت پائی، حضرت قیوم ثانیؒ کے متعدد خلفاؒ نے بھی تجدید بیعت فرمائی، جب عمر شریف اٹھتر سال کی ہوئی تو حضرت کو بوجہ ریحِ شانہ عارضہ حبس البول لاحق ہوا، ان دنوں دہلی میں تشریف فرما تھے، اور بائیس خواجہ کی چوکھٹ دہلی ہی میں انتقال فرمایا، اس روز جمعہ کا مبارک دن تھا اور چاند کی ۲۰ ذالحجہ تھی ۱۱۲۰ھ سن ہجری تھا۔ حضرت کے والد ماجد جناب خازن الرحمتہ نے بھی دہلی شریف میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا، عالمگیر بادشاہ کے اصرار پر حضرت دہلی تشریف لے آئے تھے۔ بادشاہ نے علاج معالجہ میں ہر چند کوشش کی مگر قضا الہٰی کے آگے کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی حضرت شاہ گل رحؒ کے علاج معالجہ میں بھی معتقدین نے بہت دوڑ دھوپ کی مگر کوئی پیش نہ چلی، حضرت خازن الرحمتہ کے جنازہ کی طرح آپ کا جنازہ بھی سرہند شریف لایا گیا اور حضرت قیوم ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد کے مشرق کے رخ دفن ہوئے، حضرت کی وفات پر حضرت خواجہ محمد زبیر رحؒ قیوم رابع نے بے اختیار فرمایا ع - گل بہ جنت رسید ــــــ!

خلفاء

حضرت کی بے شمار روحانی اولاد میں سے حضرت خواجہ محمد حنیف رحؒ اور شیخ محمد عابدؒ خاص طور پر بہت مشہور ہیں، چند ایک کے حالات درج ذیل کئے جاتے ہیں:

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد حنیف کابلیؒ

حضرت قیوم ثانیؒ کے خلیفہ خاص تھے، حضرت کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ شاہ گل رحؒ (عبدالاحد) کے ہاتھ پر بھی بیعت فرمائی تھی، حضرت خواجہ قیوم ثانیؒ کی قیومیت کا چوتھا سال تھا کہ یہ اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر خدام میں شامل ہوئے، اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نعمت خلافت حاصل کی، حضرت قیوم ثانیؒ نے انہیں مخلوق کی ہدایت کے لئے کابل بھیج دیا، جہاں آپ بامیان کی ایک گاؤں میں مقیم ہوئے۔ اور دین حق کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہو گئے، کابل کی پتھریلی زمین میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا فیضان حضرت ہی کے دم سے پہنچا ہے، جہاں ہزار ہا لوگ اُن کے مرید ہوئے، جن میں بیشتر صاحب حال بھی تھے، اور جن کے توسل سے اس نورانی سلسلہ کے چشمے کابل، قندھار اور سندھ میں جاری ہوئے، کابل کی وہ زمین جہاں جہاں حضرت کے قدم مبارک پڑے ہیں اور جس جگہ کو حضرت کی اقامت کا فخر حاصل ہوا ہے، کہتے ہیں وہاں ان کے فیضان کی تاثیر اب تک پائی جاتی ہے، اور ان کی کرامتوں کا شہرہ ہے، حضرت کا مدفن پاک بھی کابل کے موضع بامیان میں ہے۔

حضرت شیخ محمد زکی مظہری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ صاحب کلانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کے موجب آپ موسیٰ زئی شریف کی ایک بستی اُتفی نامی کے رہنے والے تھے، اور اس علاقہ کے مشہور

Marfat.com

معروف شیخ حضرت علی بن علم رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے، حضرت شیخؒ نے صاحبزادگان عظام سے سرہند شریف میں حاضر ہو کر اخذ طریقہ کیا تھا، خواجہ محمد حنیف رحمتہ اللہ علیہ سے بھی فیض یاب ہوئے تھے، عرب شریف میں سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت حضرت شیخ رحؒ ہی نے فرمائی تھی، اتباع سنت اور عشق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اصحابہ کرامؓ کا نمونہ تھے، حضرت شیخ کے خلفاء کی تعداد بھی بہت کثیر ہے، سندھ کے حضرت ابوالمساکین شیخ محمد ٹھٹوی رحؒ نے بھی حضرت سے خلعت خلافت حاصل کی تھی،

حضرت ابوالمساکین شیخ محمد ٹھٹوی رحؒ

حضرت قیوم ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مخدوم آدمؒ ٹھٹوی کے پوتے تھے، ان کے والد حضرت شیخ محمد اشرفؒ بھی شیخ وقت تھے، حضرت کے دادا رحؒ نے بفرمان حضرت قیوم ثانی رحؒ علاقہ سندھ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی داغ بیل ڈالی تھی، شہر ٹھٹھہ میں قیام تھا، نام کے ساتھ ٹھٹوی کی رعایت کی یہی وجہ ہے حضرت مخدوم آدمؒ نے طالبان کی ہدایت کے لئے وہاں ایک درس گاہ بھی قائم کی تھی، جہاں بعد ازاں حضرت مخدوم رحؒ کی اولاد نے بھی مدتوں طلبا کو علوم دین کی تعلیم دی، اس یگانہ روزگار درس گاہ سے ہزاروں طالب علم فاضل اور کامل ہو کر نکلے، حضرت شیخ محمد رحؒ نے تحصیل علم اور کسب فیض والد بزرگوار رحؒ سے کیا، ان کے انتقال کے بعد حضرت سجادہ امجد رحؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ ابوالقاسم رحؒ کی

Marfat.com

صحبت اختیار کی اور تکمیل کو پہنچے، کہتے ہیں جب حضرت خواجہ رح کا وقت آخر ہوا تو یہاں کے پاس موجود نہ تھے، حضرت خواجہ انہیں بار بار یاد کرتے تھے، تاکہ خواجگان نقشبند کی امانت اُن کے سپرد کی جائے، بعض معتقدین کی خواہش تھی کہ حضرت خواجہ وہ بارِ امانت، صاحبزادہ محمد ابراہیم کو سونپ دیں، لیکن حضرت خواجہ خاموش رہے اور وصیت فرمائی کہ جب شیخ محمد رح تشریف لائیں تو انہیں میرے مزار پر بھیج دیں"۔ چنانچہ واپسی پر یہ مرشد کے مدفن پاک پر حاضر ہوئے اور روحانی امانت حاصل کی۔

حضرت شیخ محمدؒ مدت تین سال سرہند شریف میں بھی رہے اور حضرت خواجہ محمد زکی رح سے فیض یاب ہوئے اور ٹھٹھہ کی خانقاہ میں واپس تشریف لاکر درس و تدریس اور تلقین وارشاد میں مصروف ہو گئے حضرت ناداروں اور محتاجوں پر بہت مہربان تھے جو پاس ہوتا، بے دریغ خرچ کرتے، عوام و خواص میں "ابو المساکین" کے نام سے مشہور تھے، حضرت خواجہ محمد زمان رحمتہ اللہ علیہ جو بعد میں سلطان الاولیاء کے لقب سے پکارے گئے حضرت شیخ محمدؒ ہی کے تربیت یافتہ تھے حضرت شیخ اُن پر بہت مہربان تھے کہ کمسنی ہی میں انہیں مسند مشائخیت پر بٹھا دیا تھا، اور خود حج کے لئے کعبہ شریف روانہ ہو گئے، جب دو سال بعد لوٹ کر آئے تو اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایک دن کعبۃ اللہ میں بیٹھا تھا، جوں ہی آپ کی طرف متوجہ ہوا، دیکھا کہ تمہیں بوجہ کمسنی چند مشکلات درپیش ہیں پس

Marfat.com

حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ فوراً تمہارے پاس پہنچوں، اور پھر واپس آکر اسی سرزمین پاک میں ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کروں۔ چنانچہ حضرت ان کی تربیت میں سلوک کی منزلیں سرعت سے طے کرنے لگے، کچھ عرصہ کے بعد جب حضرت شیخ اس کام سے فارغ ہوئے تو ایک روز حضرت خواجہ کو خوشخبری دی کہ جو نور حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلیفہ اوّل سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینۂ پاک سے منتقل فرمایا تھا، اور انہوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا، جس کی روشنی سے ایک عالم منور ہوا اور وہاں متعدد سینوں کو جگمگاتا ہوا بخارا کی سرزمین میں پہنچا اور حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ پاک میں پہنچا، جس سے تمام دنیا کی تیرگی دور ہوئی۔ وہ نور امانت الحمد للہ اب تمہارے سینہ میں گھر کر چکا ہے۔ جس سے ایک دنیا روشن ہو گی۔ نیز بشارت دی کہ خدا عزوجل نے تمہیں جملہ اولیاء کا سرتاج بنایا ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں نصیحتیں بھی فرمائیں، جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں چند ایک درج ذیل ہیں،

(۱) ہدایت کے لئے جو بھی آئے اُسے راہ حق بتانا!

(۲) دل کو ہمیشہ ذکر حق سے شاد اور آباد رکھنا!

(۳) جملہ کام خداوند کریم کے سپرد کرنا!

(۴) معاش اور روزگار کے لئے حیلہ تلاش نہ کرنا۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

آپ کو ہدایتِ خلق کی خدمت سونپی ہے، اور وہ قادرِ مطلق خود تمہاری ضروریات کو پورا کرے گا۔

(۵) آپ کا مکان ہمیشہ فیضان سے معمور رہے گا۔

(۶) ہر مہم اور مشکل میں مرشد تمہارے شاملِ حال ہے۔

ان پند و نصائح کے بعد حضرت محمدؒ کعبتہ اللہ تشریف لے گئے، اور وہیں سکونت اختیار کی، اور بعد رحلت اس سرزمین پاک میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

سُلطان الاولیأ

حضرت خواجہ مُحمد زمان رحمتہ اللہ علیہ

ولادت رحلت

۱۱۲۵ھ ۱۱۸۸ھ

مزار شریف

لواری (سندھ)

Marfat.com

ظہور

حضرتِ خواجہ محمد زمان رحمتہ اللہ علیہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۱۲۵ھ ہجری میں بمقام لواری شریف (سندھ) پیدا ہوئے حضرت کا سلسلہ اکتیس واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔

حضرت کے آباؤ اجداد نے خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں نقل مکانی فرمائی تھی اور سندھ میں سکونت اختیار کی، حضرت کے والد بزرگوار خواجہ عبدالطیفؒ بھی نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ اور عوام میں شیخ حاجی کے لقب سے مشہور تھے، حافظِ قرآن تھے، رمضان المبارک کی تمام راتیں تلاوتِ قرآن پاک میں بسر کرتے، ابتداء میں سہروردی سلسلہ میں منسلک تھے، بعدازاں حضرت شیخ فیض اللہ بن مخدوم آدمؒ کی صحبت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہو گئے۔ آپ نے حضرت ممدوح کے خلیفہ حضرت ابوالقاسمؒ سے بھی فیض حاصل

Marfat.com

کیا، حضرت خواجہ نے انہیں حضرت خواجہ محمد زمانؒ کی پیدائش کی خوش خبر دی تھی۔

کہتے ہیں حضرت کے والد بزرگوارؒ اور حضرت خواجہ ایک گھنے سایہ دار کے پیڑ تلے تشریف فرما تھے، پیڑ پہ پرندے چہچہا رہے تھے۔ کہ حضرت خواجہ متبسم ہو کر بولے "کہ ایک دن آئے گا کہ آپ کے فرزند ارجمند کے گرد ہزاروں انسانوں کا جمگھٹا ہو گا۔ لوگ حلقۂ عقیدت میں شامل ہو کر فیض حاصل کریں گے"۔

حضرت شیخ حاجی کے اور تین فرزند بھی تھے، لوگ حضرت سے رجوع ہو کر بولے کہ ان تینوں میں سے وہ کون خوش بخت بلند اختر ہیں؟ "وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے"۔ پیرو مرشدؒ بولے۔

حضرت کی پیدائش کی خوشخبری حضرت کی ولادت سے پونے چھ سو سال پہلے حضرت بہاؤالدین زکریاؒ نے بھی دی تھی، کہتے ہیں حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا۔ جب لاہوری شریف کی حدود سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوئے۔ خدام نے پا پیادہ چلنے کا سبب پوچھا تو حضرت نے فرمایا کہ میں اس سرزمین پہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کے بڑے قطرات کا مینہ برستا ہوا دیکھ رہا ہوں یہاں ایک اللہ کا پیارا بندہ پیدا ہو گا، اور یہ قطعہ ارضی ذاتِ الٰہی کی تجلیات کا مرکز ہو گا۔

ایک مرتبہ حضرت کے والد بزرگوار کے پیرو مرشد بہت سے مریدوں

ساتھ حضرت خواجہ کلاں سرہندی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ حضرت نے والد بزرگوار نے بھی ہمرکابی کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "بہتر ہے کہ آپ ٹھٹھو (نام شہر) ہی میں رہیں۔ اور خانقاہ (درس گاہ حضرت پیر و مرشد) کو خالی نہ چھوڑیں، ہم خواجہ سرہندیؒ سے آپ کی سفارش کر دیں گے" چنانچہ حضرت قبلہ واپس تشریف لائے تو حضرت شیخ حاجی صاحبؒ کو خوشخبری دی کہ حضرت خواجہ سرہندیؒ نے انہیں خوب خوب دعاؤں سے نوازا ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ آپ کی پشت سے عنقریب ایک گوہر لاثانی تولد ہوگا جس میں ہمارے سلسلہ عالیہ کی تمام صفات ہوں گی۔ غرض حضرت کی پیدائش سے پہلے بزرگانِ عظام نے ان کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

بچپن

حضرت مادر زاد ولی تھے۔ زمانہ شیر خوارگی میں ماہ رمضان المبارک کا بے حد احترام فرماتے اور سوائے رات کے دن کو دودھ نہ پیتے تھے۔ حضرت کے بڑے بھائی جو سوتیلی ماں سے تھے، حضرت سے بہت جلتے تھے، برادرانِ یوسفؑ کی طرح انہوں نے باہم فیصلہ کیا کہ اس گوہر بے بہا کو جس کے ماں باپ عاشق ہیں تو کہیں ٹھکانے لگا دیا جائے۔ چنانچہ حضرت کے والد بزرگوار ان کی بہت دیکھ بھال کرتے اور دوسرے بیٹوں سے چوکنا رہتے۔

حضرت بلا کے ذہین تھے۔ صغیر سنی ہی میں قرآن پاک پڑھ لیا تھا۔ ...

حضرتؒ کے والد صاحب کسی ضروری کام کو سفر پر روانہ ہوئے۔ بھائیوں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرت پر قابو پانے کی کوشش کی۔ مگر جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے۔ حضرتؒ کو قبل از وقت ان کے ناپاک ارادے کا علم ہو گیا اور چپکے سے گھر سے نکل گئے۔ اور جنگل کی راہ لی۔ وہاں سے مولوی محمد صدیق صاحب نقشبندیؒ (جو سندھ کے مایہ ناز شاعر اور اولیائے کرام کے معتقد خاص تھے) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں دینی علوم میں مہارت حاصل کر لی کہ مولوی صاحب قبلہ بھی آپ کی ذہانت کے معترف ہو گئے۔

بیعت

دورانِ تعلیم میں آپ کو روزانہ خانقاہ شریف حضرتِ خواجہ ابوالمساکین شیخ حضرت خواجہ حاجی محمد بنؒ شیخ محمد اشرف بن مخدوم آدمؒ کے پاس سے گزرنا پڑتا تھا۔ ایک روز حضرت خواجہ سے آپ کا آمنا سامنا ہو گیا۔ اور حضرت کی پیشانی مبارک سے تاڑ گئے کہ یہی وہ خوش نصیب نوجوان ہے۔ جو ایک روز قطب زماں ہو گا۔ نہایت تعظیم اور محبت سے انہیں خانقاہ شریف میں لے گئے۔ کہتے ہیں حضرت کے دل میں عشقِ حقیقی کی چنگاری حضرت خواجہؒ کی پہلی ہی ملاقات میں سلگ اُٹھی تھی۔ مگر اس چنگاری کو جو آہستہ آہستہ سلگ کر آگ بن چکی تھی دبائے رکھا۔ آخر کار حضرت خواجہ ابوالمساکین انہیں جیتنے میں کامیاب ہو گئے اور انہیں سلسلۂ طریقت میں داخل کیا۔

Marfat.com

کہتے ہیں زمانہ طالب علمی میں بھی حضرت شب و روز مراقبہ میں رہتے، حضرت خواجہؒ بھی حضرت پر بے حد مہربان تھے۔ ایک روز حضرت خواجہ کے جود و سخا کا خیال مع آپ کے دل میں گزرا حضرت خواجہ فوراً تاڑ گئے، اور ان سے بولے کہ ہماری نظر میں سب مُرید یکساں ہیں۔ آپ میں اور ان میں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ یہاں سے جا کر دنیاوی معاملات میں پڑ جاتے ہیں جس سے روزمرہ کی کمائی کھو بیٹھتے ہیں۔ اور آپ یاد اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس لئے ترقی کر رہے ہیں ——— "! غرض تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت خواجہ کی صحبت نے حضرت پر تصوّف کا وہ رنگ چڑھایا جو اوروں کو سالہا کی محنت سے بھی میسر نہیں ہوتا۔

حضرت عہا یک مرتبہ جدامجد مخدوم آدم رحمہ کے مزار پاک کی زیارت اور مزار پاک کی مرمت کے سلسلہ میں محافہ پر سوار تشریف لے جا رہے تھے۔ مرید پاپیادہ ہمرکاب تھے کہ یکایک حضرت خواجہ نے حضرت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آؤ تم میرے ساتھ آ کر بیٹھو، حضرت پاس ادب سے جھجکتے تھے۔ مگر حضرت خواجہ نے ہاتھ پکڑ کر انہیں بھی سواری پر بٹھا لیا ——— ہم نشینی کا یہ اعزاز حضرت کی جانشینی کا مژدہ تھا۔ چنانچہ اس کم سنی ہی میں حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں مسندِ خلافت پر بٹھا دیا۔ اگرچہ حضرت کسرِ نفسی سے کام لیتے رہے اور کم مائگی کا اقرار کرتے تھے۔ تاہم حضرت خواجہ نے فرمایا کہ "یہ اعزاز تمہیں بحکم

Marfat.com

الٰہی سونپ رہا ہوں۔ اللہ پاک نے آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ پتھر بھی یک نظر آب آب ہو جائے ــــــ"

کہتے ہیں حضرت خواجہؒ نے اپنی دستار مبارک حضرت کے سر پہ رکھی اور ان کی جوتیوں کو اپنے ہاتھوں سے سیدھی کر کے حاضرین کو حکم دیا کہ ان سے بیعت کریں۔ نیز فرمایا یہ نوجوان قطبِ زماں ہے۔ اس کا مثل دُور دور تک نہیں ملیگا۔"

خلافت

حضرت پیرو مرشد کے اس کھلے اعلان کے بعد حضرت مسندِ رشد و ہدایت پر بیٹھ گئے ان دنوں ایک شخص ملا محمد ہاشم فقیہ کا سندھ میں بہت چرچا تھا۔ جب اس نے حضرت کی مسند نشینی کی خبر سُنی تو اس نے چند ایک ظاہر پرست علماء کو جمع کیا اور وفد کی صورت میں حضرت خواجہؒ کی خدمت میں پہنچا اور حضرت کی کم سنی کی شکایت کی۔ حضرت خواجہ نے مسکرا کے فرمایا یہ معاملہ خدا کے فضل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں عمر اور کسب کا کیا سوال ہے؟ ملّا نے لاکھ حیلے کئے مگر حضرت خواجہؒ نے اس کی ایک نہ مانی، ان لوگوں کے علاوہ حضرت کے عزیز و اقارب کو بھی یہ خبر بہت ناگوار گذری، آخر وہ بھی تلملا کر رہ گئے ــــــ

حضرتِ خواجہؒ کی بیت اللہ شریف کو روانگی کے بعد حضرت بہت سال ٹھٹہ میں مقیم رہے۔ لوگ دُور دُور سے آتے اور فیض حاصل کرتے۔ البتہ مُلا محمد ہاشم کی جانب سے ریشہ دوانیاں اور تکالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت خندہ پیشانی

Marfat.com

س برداشت کرتے ۔ آخر کار خانقاہ شریف کے اس قریہ (ٹھٹھہ) سے اٹھ کر
ئی وطن لواری شریف میں تشریف لے آئے جس کی عظمت کی پیشنگوئی
پہلے حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریاؒ نے دی تھی۔ اور یہ مقام مرکز ہدایت
کہتے ہیں حضرت کا ٹھٹھہ سے اٹھنا تھا کہ سندھ پر نادر شاہ نے حملہ کر
یہ جگہ لوٹ کھسوٹ کا اکھاڑہ بن گئی۔ اور یہ قصبہ نیست و نابود ہو گیا۔

ت و ریاضت

لواری شریف میں سکونت اختیار کرنے کے بعد حضرت سلطان الاولیاؒ گوشہ
ں ہو گئے۔ مراقبہ اور استغراق میں مشغول رہتے، اکثر تہجد اور فجر کی نماز عشاءؒ
ضو سے ادا فرماتے، محویت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی تلقین ارشاد کے لئے حاضر
اس کی جانب چار و ناچار رجوع کرتے اور فرماتے "کیا کروں اس کام
لئے مجھے حق سبحانہٗ کی طرف سے حکم نہ ہوتا تو سوائے اللہ تعالٰی کے کسی دوسرے
نب آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا ۔۔۔۔۔۔۔" حضرت کی تشریف آوری سے
ے والد بزرگوارؒ "شیخ حاجی" بھی طالبانِ حق کو خود توجہ دینے کی بجائے حضرت
الے فرماتے۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے بھی حضرتؒ کے ہاتھ پر
بیعت فرمائی تھی۔ اللہ اللہ طالبانِ حق کے شوق کی ادھر یہ کیفیت اور
رحق آگاہی کی یہ شان کہ انہیں خود ذوق دینے سے فرصت نہیں تھی چنانچہ
۱۱۳۶ھ (۱۷۲۳ء) میں حضرت کے والد بزرگوار کا وصال ہوا اور لوگوں کے

Marfat.com

ٹھٹ کے ٹھٹ تعزیت کے لئے آتے تو حضرت کو مطلق ہوش نہ تھا۔ کہ کون
ہے۔ اور کون جا رہا ہے۔ ایک مدت کے بعد بزرگوارؒ کے وصال مبارک کے
میں فرمایا کہ اُس زمانے میں دبوقتِ رحلت، جو لوگ تکفین و تدفین کیلئے آ
مجھے اُن کی آمد کا کچھ علم نہ تھا"۔

"ٹھٹہ" سے آنے کے بعد حضرت جہاں اقامت پذیر ہوئے قدیم زمانے
وہ جگہ بھی لاری شریف کہلاتی تھی اور جہاں حضرت کی آج آرام گاہ (مزار مبا
ہے اس مقام کو بھی لاری شریف کہتے ہیں۔ حضرت کے ابتدائی زمانہ میں
لاری شریف کی زمین کلر اور شور زدہ ہونے کی وجہ سے بے کار ہو گئی تھی اور
بھی کھاری ہو گیا تھا تو آبادی وہاں سے اٹھ کر تین چار میل کے فاصلہ پر
کچھ عرصہ بعد حضرت بھی وہاں آ کر آباد ہو گئے۔ یہاں حضرت کا ورثہ بھی تھا
ننہال سے جاگیر ملی ہوئی تھی۔ گرد و نواح میں نہڑیا قوم آباد تھی جس کا سردار
ظالم تھا۔ کہتے ہیں لاری شریف قدیم زمانے میں بہت بڑا شہر تھا۔ جس
تینتیس کے قریب مساجد تھیں۔ جو زمانہ کی دست برد سے اُجڑ گیا تھا۔
کھنڈرات اور ٹیلے اب تک موجود ہیں۔

حضرت جب اس سرزمین میں داخل ہوئے جس کی پیشنگوئی کبھی ح
خواجہ بہاؤالحق والدین زکریا رحمۃ نے فرمائی تھی، تو یہاں نہ عمارات تھیں اور نہ
کے دوسرے سامان ہی مہیا تھے۔ بلکہ گھاس پھوس کے چند جھونپڑے

Marfat.com

جس میں حضرت کے اہل و عیال رہتے تھے۔ ایک میں فقراء مقیم تھے۔ ایک آدھ جھونپڑی سے خانقاہ کا کام لیا جاتا تھا۔ مسجد بھی گھاس پھوس کی تھی۔ فقراء کے لیے چاولوں کا دلیہ (راب) پکتا تھا۔ اس وقت حضرت کی عمر شریف صرف پچیس سال کی تھی۔ مگر زہد و تقوی پرہیزگاری اور بندگی کا یہ عالم تھا کہ مشائخ "صد سالہ" بھی رشک کرتے تھے۔ اور حضرت کے روبرو زانوئے "تلمذ تہ" کرنے میں فخر سمجھتے تھے۔"

رشد و ہدایت

طالبان اور متلاشیان طریقت گروہ در گروہ حاضر ہوتے اور توجہ سے کر جاتے بعض اوقات حضرت کے دربار میں چار چار، پانچ پانچ سو کا ہجوم بیک وقت جمع ہوتا۔ اور سب لس نوجوان، مگر معمر "صاحب نظر کیمیا اثر کی نگاہ کرم سے مالا مال ہوتے۔ بیشتر آپ کے روئے انور کو دیکھتے ہی "فیض یاب" ہو جاتے اور قلب جاری ہو جاتا اور صدہا مشائخان اولوالعزم ایسے بھی تھے جو حضور صاحب لولاک سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک اور روحانی اشارات کی تعمیل میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور گوہر مراد حاصل کرتے۔

ایک مرتبہ سندھ کے شاعر اعظم اور ولی کامل حضرت سید عبداللطیف شاہ صاحب بھٹائی رح حضرت کی خدمت میں تشریف لائے۔ حضرت شاہ صاحب عمر میں حضرت سے بتیس ۳۲ سال بڑے تھے، اور لطف کی بات تو

Marfat.com

یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے شاگرد حضرت مخدوم صادق نقشبندیؒ سے کبھی علوم ظاہری کی تحصیل بھی کی تھی، گویا شاہ صاحب حضرت کے استاد تھے آج حضرت کے روبرو دوزانو بیٹھے تھے اور حضرت مراقبہ میں مستغرق تھے۔ آخر شاہ صاحب نے لبوں کو جنبش دی اور حضرت سے گویا ہوئے، کہ فنا کے بعد بھی کوئی مقام ہے؟ حضرت نے جواباً استفسار فرمایا کہ فنا سے پہلے بھلا کیا تھا؟ شاہ صاحبؒ بولے "شوق تو یہ کہتا ہے کہ آپ کا مرید بنوں"۔ غرض دونوں میں راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہیں۔ شاہ صاحبؒ شاعرانہ کمالات کا اظہار کرتے تھے اور حضرتؒ بھی جواباً شعر ہی میں انہیں اپنے مقام سے آگاہ فرماتے، آخر کار حضرت نے انہیں خلافت کی چادر اوڑھائی۔ شاہ صاحب اس عنایت پر ہمیشہ فخر کرتے رہے اور حضرت کی شان میں یہ شعر (حضرت شاہ صاحب کی زبان سندھی تھی، وردِ زبان رکھتے تھے ——

سی نوں ڈٹھا ماء جنیں ڈٹھو پرین کھی
تہیں سندی کا کہڑی آسگھاں گالھڑی

مطلب: - اے میری (پیاری) ماں میں تجھ کو کیا بتاؤں کہ میں نے کن کو دیکھا ہے۔ میں نے ان کو دیکھا ہے جنہوں نے خدا کو دیکھا ہے، میری زبان ان کی اعلیٰ وارفع شان میں گونگی ہے۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جس سے ان کی تعریف بیان ہو سکے۔

Marfat.com

کہتے ہیں شاہ صاحبؒ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ مرنے کے بعد حضرت کی
ت کردہ چادر کا انہیں کفن دیا جائے۔ چنانچہ آپ کے ورثا نے ایسا ہی کیا،
صاحب کو اس چادر میں کفنا یا گیا۔ شاہ صاحب سندھ کے مشہور صوفی شاعر
رے ہیں جنہیں سندھ کا رومیؒ کہا جاتا ہے۔ آپ کا کلام عوام و خواص میں
حد مقبول ہے۔ سندھ کے نصاب تعلیم میں بھی داخل ہے۔

حضرت کے دربار میں صوفی شیخ، طالب علم، نوعمر۔ بوڑھے، بُرے بھلے ہدایت
لئے سبھی طرح کے لوگ آتے تھے۔ چنانچہ حضرت فرماتے کہ ہمارے پاس صرف
ی لوگ آتے ہیں جن کو حق تعالیٰ نے پہلے سے بابخت لکھا ہے۔ ایک مصاحب نے
چھا حضرت اگر کوئی بدبخت آئے تو؟ ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہمارے
س نہیں بھیجتا۔"

مصاحب بولے "قبلہ اگر ایسا آدمی آجائے؟"

فرمایا "وہ بھی ایمان کی سلامتی حاصل کرے گا، اور عذاب آخرت سے آزاد
ہوگا ہم بفرمان الٰہی کسی کو توجہ نہیں دیتے۔ اور جو لوگ یہاں آتے ہیں۔ سب اللہ
تعالیٰ کے حکم سے آتے ہیں، ہم اپنی جانب سے کسی کو نہیں بُلاتے اور کوئی آجاتا ہے
تو ہم اپنا ہاتھ اُس سے نہیں ہٹاتے۔"

حضرت مریدین سے کوئی طمع نہ رکھتے تھے، فرماتے کہ مرشد کے حقوق بہت ہیں
مگر جب تک وہ تمام حقوق پورے نہیں کرتا فیض یاب نہیں ہوتا، مگر ہم نے تمام

Marfat.com

حقوق اپنے مریدوں کو معاف کر دیئے ہیں تاکہ کوئی مرید فیض سے خالی نہ رہے، ہمیں مریدوں سے کوئی لالچ نہیں۔ ہاں وہ عقیدت درست رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کا ایمان بھی سلامت رہے گا ——— !

حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ مرید کو اپنے مرشد میں ایسا عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنے دل میں تصور کرے کہ سارے جہاں میں جو فیض ہے وہ سب میرے مرشد کا ہے۔ اور مرید کو جو فیض پہنچتا ہے وہ مرشد ہی سے ملتا ہے۔ اور مرشد حقیقی اور کامل وہی ہے جو حضور صاحب لولاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اتباع کرتا ہو اور بغیر محبت کامل مرشد کے اوصاف مرید میں ہرگز نہیں آسکتے، نہ مرید کے دل میں بغیر مرشد کی محبت کے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبؐ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

گر تو ذاتِ پیر خود کردی قبول ہم حق اندر ذاتش آمد ہم رسولؐ

ترجمہ:۔ اگر تو نے مرشد کامل کی ذات کو عقیدہ کامل اور محبت کامل کے ساتھ خود میں اپنایا تو حق سبحانہ وتعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں آگئے ——— !

سچی محبت اور راسخ عقیدہ یہ ہے جیسا کہ مشہور سندھی شاعر صوفی بیدر محمدؒ فرماتے ہیں ؎

وحی دے واتوں ایں کوئی سنتڑیا محمد عربی دی ذوق زبان آیا

Marfat.com

ترجمہ :- ہم نے اللہ کا کلام نہ جبرئیلؑ کی زبان سے سنا اور نہ آنکھوں سے حق سبحانہ و تعالیٰ ہی کو دیکھا، ہاں اتنا جانتے ہیں کہ یہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ضرور ہے۔ جس پر ہم دل و جان سے ایمان رکھتے ہیں کہ بیشک یہ خداوند تعالیٰ کا کلام ہے۔

حضرت لوگوں کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے وابستہ رکھنے کے لئے ہمیشہ ذکر و فکر کی تاکید فرماتے اور غیر ضروری گفتگو سے منع فرماتے، حضرت نے اپنے ہاں مقیم حضرات کے لئے اور انہیں بیدار رکھنے اور ذکر حق میں مشغول رکھنے کے لئے ایک چوکیدار رکھا ہوا تھا جو گہری نیند سونے والوں کو ہوشیار کرتا رہتا اور جو بغیر یاد حق سوتا دیا کوتاہی کرتا، حضرت اس پر بہت خفا ہوتے۔ حضرت کے ایک خادم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بوجہ تھکاوٹ میں مسجد کے صحن میں بچھے ہوئے گھاس پر لیٹ گیا۔ علی الصبح حضرت نے صحن پر نظر ڈالی اور بھانپ کر بولے رات کو یہاں کون سویا تھا؟ وہ خادم بھی حاضرین میں موجود تھے، دست بستہ احوال گوش گزار کیا۔ حضرت کسی قدر بگڑ کر بولے "بابا دنیا میں کیا سونے کے لئے آئے ہو؟"

حضرت کے یہ الفاظ ان کے لئے ایک ایسا تازیانہ ثابت ہوئے جنہوں نے اُن کی زندگی ہی یکسر پلیٹ دی، اور انہوں نے تادم مرگ خود پر لیٹنا حرام قرار دیدیا۔ کہتے ہیں آخیر عمر میں بوجہ ضعف و نقاہت اور شدت اسہالؒ ان سے بیٹھا نہ جاتا تھا۔ مگر کیا مجال جو کمر زمین سے لگائی ہو۔ عزیز و اقارب کے اصرار پر صرف

Marfat.com

اتنا فرماتے کہ مجھے اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا کہ تم دنیا میں سونے اور آرام کرنے کے لئے نہیں آئے ہو ــــــ؟ جب ان سے کہا گیا کہ شرع شریف میں لیٹنا اور سونا منع نہیں ہے تو فرمایا میرے بس کی بات نہیں اعلیٰحضرت کی نگاہ کرم کی تاثیر ہے کہ فقیر کی فطرت ہی بدل گئی۔ اور اس دن سے مجھے نیند ہی نہیں آتی اور نہ اس دنیا کا آرام پسند آتا ہے۔"

حضرت قبلہ اکثر شعر بھی کہتے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں، ؎

جن کسیر دی قیمت سہی سوداگر نہ جھلے   تنیں لدھا لکھ جو کے گھاں کھتیا

ترجمہ :۔ جس نے خود کی کسیر "یعنی پون پائی بھی قیمت مقرر کی وہ اس تاجر حقیقی حق سبحانہ وتعالیٰ کے پاس مقبول نہیں، ہاں انہوں نے ہی لاکھوں پائے جو اس نامقبولی سے دور ہوئے ــــــ مطلب یہ کہ جو بھی سالک اس فانی زندگی کو پائی کے پون حصہ کے برابر بھی وقعت دیتا ہے اور اس پر ناز وغرور کرتا ہے، اس کا اتنا غرور وتکبر بھی اسے حق سبحانہ وتعالیٰ کے قُرب سے محروم رکھے گا۔ البتہ وہی لوگ اس دربار عالی میں رسائی پائیں گے جنہوں نے اس فانی دنیا کو ذرہ برابر بھی وقعت نہ دی اور وہی دانا دربار خداوندی میں لاکھوں کروڑوں پائینگے۔

حضرت ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اگر انسان خدا تعالیٰ کی راہ میں چلنا چاہتا ہے تو اُسے لازم ہے کہ وہ حجاب کو دُور کرے۔ اور علوم ظاہری جیسا خدا اور بندے کے درمیان کوئی حجاب نہیں اور جب یہ حجاب دور ہوگا تب مشاہدہ حق ہوگا۔ دراصل

Marfat.com

حضرتؒ کا ہر ارشاد مصلحت سے خالی نہ ہوتا تھا حضرتؒ جس طرح دنیاوی باتوں میں وقت کو صرف کرنا پسند نہ فرماتے تھے اسی طرح بے کار کاموں کے لئے بھی ٹوکتے فرماتے زبان کا بہترین مصرف یہ ہے کہ وہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے اور ہاتھ اور پیر کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں مصروف ہوں۔

ایک دفعہ ایک عقیدت مند حضرتؒ کی خدمت میں ایک اونٹ لے کر آیا حضرتؒ اونٹ کو قبول فرماتے ہوئے بولے "اسے ذبح کر کے لنگر میں ڈال دو" خادموں نے عرض کیا "حضور! اسے رہنے دیا جائے لنگر کے لئے ایندھن ڈھونے کے کام آئے گا"

حضرتؒ بولے "مگر جس قدر تم لوگ اس سے فائدہ کی امید رکھتے ہو اس سے زیادہ تمہیں وقت کے ضائع ہونے سے نقصان ہوگا"

خادم سوچتے تھے کہ توضیع اوقات سے حضرتؒ کا مطلب؟ حضرتؒ بولے "سوچو تو اس کے کھولنے، باندھنے اور چارے کے لئے تم لوگوں کو کتنا اہتمام کرنا پڑے گا" مگر خادم کم عقل، حضرتؒ کے ارشاد کا مفہوم نہ سمجھ سکے اور اونٹ کو ذبح نہ کرنے پر ہی مصر رہے، آخر کار حضرتؒ نے فرمایا "اچھا تم جانو؟"

پہلے ہی روز جب اونٹ لے کر جنگل میں گئے، اُسے چرنے کے لئے چھوڑ دیا اور خود مراقبہ میں بیٹھ گئے، اور شام کو جب واپسی کی سوجھی تو لگے اونٹ کو تلاش کرنے آخر خالی ہاتھ لوٹ کر آ گئے! اور حضرتؒ کے فرمان پر عمل نہ کرنے سے بہت پشیمان

Marfat.com

ہوئے۔

کہتے ہیں حضرت کے ابتدائی دور میں ایک عقیدت مند حضرت کے لئے ریشم ایسی نرم اُون کی رنگی ہوئی شال لے کر آیا۔ حضرت سُوتی چادر اوڑھتے تھے، عقیدت مند کا نذرانہ قبول فرمایا اور اُسے بھی اوڑھ کر مراقبہ میں مشغول ہوگئے۔ ایک تو چادر بلا کی دلکش تھی۔ دوسرے جب طلوع ہوتے ہوئے سورج کی کرنیں جھلملائیں تو دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ کہیں ایک بدسرشت بھی بیٹھا تھا۔ اس نے جو چادر کی پھبن دیکھی تو منہ میں پانی بھر گیا۔ حضرت مراقبہ میں محو تھے۔ دنیا سے بالکل بے خبر۔ وہ آہستہ سے اٹھا اور اس نے چادر اتار لی۔ اور نو دو گیارہ ہوگیا۔ ایک خادم نے دیکھا تو تعاقب میں لپکا، مگر حضرت اشارے سے بولے: "کیا شال کے لئے ایک آدمی کو مارو گے؟" گویا حضرت شال کے چلے جانے سے ذرہ بھر بھی ملول نہیں تھے، یوں بھی طبع شریف میں بردباری اور حلیمی، بدرجہ اتم تھی، دنیاوی مال و متاع کو نفرت سے دیکھتے تھے۔

مرشد کامل کی تعریف میں حضرت کا ارشاد ہے کہ مرشد حق سبحانہ وتعالی کا خلیفہ (نائب) ہوتا ہے، مگر کروڑوں میں سے ایک کو یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے جو عام طور پر مرشد دکھائی دیتے ہیں وہ سب اس مرتبہ سے دور ہیں۔

ایک مرتبہ ایک شیخ وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر معروض ہوا کہ حضرت مجھے فنا اور محویت اس قدر حاصل ہوئی ہے کہ مجھے کسی چیز کا دھیان

Marfat.com

نظر نہیں آتا اور بقا ایسی حاصل ہے کہ سوائے حق سبحانہ و تعالیٰ کے کسی چیز کی طرف توجہ التفات نہیں کرتی۔ مجھے ارشاد و تلقین کی اجازت دی جائے۔"

حضرت نے فرمایا "کس درجہ پر پہنچ چکے ہو؟"

شیخ نے عرض کیا "حضرت کی عنایت سے جس شخص کے قلب پر توجہ کرتا ہوں، اس قلب سے ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ خشک پیڑ پر نظر کرتا ہوں تو سر سبز ہو جاتا ہے۔ اگر پتھر پر نظر کرتا ہوں تو وہ موم ہو جاتا ہے۔"

حضرت بگڑ کر بولے "بس اسی بات پر تمہیں شیخیت کا دعوےٰ ہے ـــــ؟ جاؤ اور خشک پیڑوں کو سر سبز کرو۔ یہ جدا چیز ہے اور مشائخیت دیگر چیز ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں "اپنی نیابت عطا کرتے ہیں "شیخ" وہ ہے جو فنا میں غرق رہتا ہے، اس کا کلام دوا ہے۔ نظر شفا ہے، ایک نگاہ سے سو مردہ دلوں میں دفعتاً زندگی بھرتا ہے ـــــ بندوں کو اللہ سے قریب کرتا ہے۔ اگر اسے یہ مرتبہ حاصل نہیں تو وہ نفس کا شکار ہے اور خلقت کو گمراہ کرتا ہے ـــــ" سچ تو یہ ہے کہ حضرت خود جس مقام پر تھے بس وہی مشائخیت کا مقام تھا۔

اہل سلوک حضرت کے سامنے مودب اور دوزانو بیٹھتے، اور حضرت باری باری ان پر توجہ فرماتے، حضرت کی توجہ عالیہ کی یہ تاثیر تھی کہ مد مقابل پر فنا اور بیخودی کی عجیب و غریب کیفیات طاری ہوتیں، اور وہ نہایت قلیل مدت میں سلوک کی بڑی بڑی منزلیں طے کر جاتے۔

Marfat.com

حضرت جب گفتگو فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ جہان بھر کے علوم کے مخزن ہیں دقیق مسائل آسان پیرائے میں اس عمدگی اور خوبی سے ذہن نشین فرماتے کہ جیسے کوئی چاند یا مہر سے ضیا اور روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور اسے کچھ بھی مشقت نہیں اٹھانی پڑتی، عام طور پہ حضرت کا موضوع کلام یا تو قرآن پاک کا باریک نکتہ ہوتا۔ یا حدیث مقدس کے کسی عمیق راز پر گوہر افشانی ہوتی، یا کسی بزرگ کا کوئی گرہ میں باندھنے کے قابل مقولہ ہوتا یا مثنوی شریف کے کسی چنیدہ اور مشکل شعر کی وضاحت مقصود ہوتی حضرت کوئی بے کار بات نہ کہتے اور نہ بے کار باتوں کو پسند فرماتے۔

کبھی کبھی حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایات و انعامات کا تذکرہ بھی فرماتے، فخریہ نہیں بلکہ عاجزانہ و متشکرانہ لب ولہجہ میں تاکہ سامعین کے اندر بھی اللہ پاک کی عبادت کا ذوق اور رسُول مقبُول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا شوق پیدا ہو۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو عنایات ہم پہ کی ہیں وہ اس سے پہلے صرف حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ پر فرمائی تھیں۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان اور شکر ہے کہ اس کا بے شمار اور بےحساب فضل ہم پہ ہے جس میں ہمارے مریدین کو بھی حصہ دیا گیا ہے۔ اور انہیں "ناجی" کے خطاب سے نوازا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ ہم جن لوگوں کو مرید کرتے ہیں اور جنہیں

Marfat.com

توجہ دیتے ہیں یہ بھی عین فرمودۂ حق پاک کا ہے۔ اور بدوں حکم ربی ہم کسی شخص سے متوجہ نہیں ہوتے، یہاں جو ہزاروں آدمی آتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہمارے پاس آتے ہیں۔ اور اس مکان میں جہاں ہم رہتے ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ کے انوار وتجلیات کا مرکز ہے جس پر وہ خاص عنایت کرتا ہے اسے ادھر کا راستہ دکھاتا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ مکان کشتیٔ نوح کی طرح محفوظ اور مامون ہے پس جو مسلمان اس مکان میں داخل ہوتا ہے وہ بفضلہ تعالیٰ ہر بلا اور خطرات سے محفوظ ہے، اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہے گا اور یہ فیضان اور انعامات ربی ہماری اولاد پر بھی وارد ہوتے رہیں گے۔!"

فرمایا کہ "ہم بموجب فرمان الٰہی طالب کے دل میں معرفت کا بیج بوتے ہیں جب وہ سرسبز ہوتا ہے تو اسے طالب کے حوالے کرتے ہیں۔ اُسے چاہیئے کہ اس "نخل معرفت" کی نگہبانی کرتا رہے اور ایک لمحہ بھی غفلت نہ برتے۔ اور اسے حق سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت اور متابعت سے سینچتا رہے تاکہ یہ نخل بارآور ہو اور طالب کو اس سے فائدہ پہنچے۔"

ایک مرتبہ ایک خادم نے عرض کیا کہ فلاں سالک نے تمام عمر میں دس سیر موٹھ کھائے تھے۔ (یعنی وہ بہت کم کھاتے تھے) حضرت سنتے ہی بول اٹھے "اس کے نصیب میں یہی قلیل طعام تھا، مگر ہم فاقہ کشی اور ترک دنیا کے قائل نہیں کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے "کھاؤ اور پیو" ہمارے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں دنیا کے

Marfat.com

کام کاج بھی کرتے ہیں۔ اچھا کھاتے اور اچھا پہنتے ہیں۔ البتہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہوتے اور اس کی حمد وثنا میں مشغول رہتے ہیں۔"

فرمایا ہمارے تمام کام دنیوی واخروی حق سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد ہیں، ہم نہ اس سے سوال کرتے ہیں نہ اس کا گلہ شکوہ کرتے ہیں اور ہمیشہ اس کی رضا پر شاکر ہیں۔

فرمایا وہ سالک جو اپنی عبادت کے عوض کوئی خواہش رکھتا ہے وہ تاقیامت مراد کو نہیں پہنچ سکتا، حتیٰ کہ وصال حق کی تمنا بھی نفسانی خواہش ہے۔ اور رب کریم کو حاصل کرنا تمام خواہشات سے ہاتھ کھینچنا ہے۔"

فرمایا کہ "اسم ذات کو دل میں اس طرح محفوظ اور مستحکم کرلو کہ اسے بھلانے پر بھی نہ بھول سکو۔ اور اسے نکالنے پر بھی نہ نکال سکو اور قلب کو اس کے ذکر میں ہر وقت لگائے رکھو۔ ع

ہر حال باشی با خدا باشی

فرمایا کہ "اسم ذات کے قلبی ورد میں پاکی اور ناپاکی کی کوئی قید نہیں کیونکہ انسان کا قلب پاک ہے اور یہ ذکر آسانی سے اٹھتے بیٹھتے کیا جا سکتا ہے۔"

فرمایا حق "سبحانہ وتعالیٰ" بھی انسان کو ذکر قلبی کا ارشاد فرماتے ہیں۔ "یاد کرو اپنے رب کو جی ہی جی میں (قلب میں)، عاجزی اور خوف سے بغیر آواز بلند کئے دن را[ت] ...۔" فرمایا یہ ورد اعظم ہے۔ فرمایا مولانا روم مثنوی شریف میں ارشاد فرما[تے]

Marfat.com

ہیں کہ اگر تم دل وجان سے محبوب حقیقی کے وصال کے طالب ہو تو بغیر لب وزبان ہلائے اللہ پاک کا ذکر دل میں کرو تاکہ اس فانی دنیا کی حیات چند روزہ میں اس قید وبند سے چھوٹ کر عالم ارواح سے وابستہ ہو جاؤ اس طرح تمہاری یہ مختصر سی زندگی جاوداں ہو جائے گی۔

فرمایا جو قلب ذاکر ہے وہ سلامت ہے، اور سلامتی کی علامت یہ ہے کہ اس میں کوئی نفسانی خواہش نہ رہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے جو "خدا" کا طالب ہے۔ فرمایا جو اولیائے کرام سے دوستی رکھتا ہے۔ اس سے دنیا جاتی ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے اس سے عقبیٰ جاتی ہے۔

فرمایا کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بڑی برکت اور فضیلت ہے۔ کیونکہ اس کا ظاہر و باطن متابعت حضور پر نور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے اور امام آخرالزمان (مہدی علیہ السلام) بھی اس طریقہ پر چلیں گے اور اسے فروغ دیں گے۔"

ایک روز خادمین نے عرض کیا کہ حضرت بعض مشائخ ایسے ہیں جو اپنی کرامات کے زور پر ہوا میں اڑتے ہیں اور پانی پر مانند خشکی چلتے ہیں کہ ان کا دامن تر نہیں ہوتا ——— حضرت نے فرمایا کہ یہ سب بے کار باتیں ہیں، سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ حق سبحانہٗ کا قرب حاصل کیا جائے؟ باقی رہا دامن بھیگنے کا سوال وہ یہاں بھیگا تو کیا اور خشک رہا تو کیا۔ مزہ تو جب ہے کہ قیامت کے

Marfat.com

دن ایسے مشائخ اور ان کی جماعتیں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے قرب میں ہوں اور یہ
قرب کرامات کے اظہار سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ؎

قرب حق از قید ہستی رفتن است

اور یہ قرب رب العالمین کا بجز اتباع سید الاولین والآخرین حضور رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہیں ہوتا۔

خلافِ پیغمبر کسے را گزید   کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ایک شعر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیا ہی خوب فرماتے
ہیں ؎

عجب جھڑی آہ حقیقت حبیب جی
نہیں چپئو سو دھنٹی نہ کھس مخلوق آ
شفق جی سلجان جامع لیل ونہار کھی

کہ خدا کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اس قدر عجیب
ہے کہ جس کو نہ تو خدا کہا جا سکتا ہے اور نہ مخلوق۔ جس طرح شفق کو نہ رات کہا
جائے گا نہ دن، لیکن رات اور دن کے ملنے سے جو امتیاز پیدا ہوتا ہے اُسے شفق
کہتے ہیں۔ جو رات اور دن کی جامع ہے۔ اور جیسے "مجمع اللیل والنہار" کہتے ہیں۔
حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل مرتبہ کو حق سبحانہٗ
وتعالیٰ ہی خوب سمجھتے ہیں، یا کچھ علم صحابہ کرامؓ کو ہو سکتا ہے۔ جو حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی صحبت پاک و رفاقت بابرکات اور لائق صد رشک غلامی میں رہ چکے ہیں اور ان کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج کو حضرت سلطان الاولیا جیسے عاشق رسولؐ اور عارف کامل ہی سمجھ سکتے ہیں جنہیں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری کا فخر حاصل ہے اور بوجہ کثرت وریاضت حق سبحانہ وتعالی اور اتباع نبی کریمؐ فنافی اللہ اور فنافی الرسول کے عالی درجات و بلند مقامات رکھتے ہیں۔

خوارق

ظہور کرامات و خوارق کے متعلق حضرت سلطان الاولیاؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ ولی کے لئے سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ محبوب "حقیقی" سے بے حد محبت رکھتا ہو اور پیروی سنت حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل ہو۔ دراصل ولی سے جو کرامت بھی ظاہر ہوتی ہے وہ حق سبحانہ و تعالی ہی کے حکم سے صادر ہوتی ہے اور اگر کوئی ولی صاحب کرامت نہیں ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ ولایت سے محروم ہے، ولی کی کمالیت کا دارومدار کرامات پر نہیں بلکہ اتباع سنت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اگر کرامات ولایت کے لئے شرط ہوتیں تو سب سے زیادہ کرامتیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے صادر ہوتیں جو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے صدر ہیں اور افضل بعد الانبیاؑ ہیں۔

Marfat.com

ایسی کرامات کا ظہور میں آنا جو حق سبحانہ وتعالیٰ کے فرمودہ اور خوشنودی کے مطابق ہوں وہ بمنزلہ معجزاتِ "انبیاءؑ" ہیں، اور یہ صرف اولیاءؒ ہی سے صادر ہوتی ہیں، ورنہ غیرولیوں سے جو خرق عادت فعل سرزد ہوتا ہے اسے استدراج کہتے ہیں اور اس کے محرک غیر شرعی افعال اور شیاطین ہوتے ہیں جس کا ظہور بھی اہلِ باطل ہی سے ہوگا۔

حضرت ممدوح فرماتے ہیں کہ قربِ الٰہی حاصل ہونے کے باوجود جو طالب حق کشف وکرامات کا خواہش مند ہے۔ اس کی طلب ادھوری ہے۔ ہاں اگر وہ طالب حق "کامل" ہے تو تشنہ طالبانِ حق کے قلب میں اللہ تعالیٰ کے لقا کے تصرف کے برابر کوئی بڑی کرامت نہیں ——— ! حضرت خود اس تصرف میں بہت ماہر تھے۔ جب عمر شریف چالیس سے متجاوز ہوئی تو بسبب کمال اتباع ومحبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میں یہ خاصا پیدا ہوگیا تھا آں قدس سرہٗ چپ چاپ مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور طالبین حق بھی سر جھکائے، دوزانو مؤدبانہ روبرو بیٹھے ہوتے اور مرید کو حضرت سے خود بخود فیض پہنچتا تھا ——— !

بقیہ عمر میں حضرت کا یہی طریقہ رہا اور مرید فیض یاب ہوتے رہے۔ فیض کی اس "نعمت" بے بہا اور سخاوت بے حساب کے بارے میں حضرت اکثر فرماتے کہ ہمارے فقر اور صحبت کا اثر بعینہ وہ ہے جو حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و

سے جاری ہوا ہے گو سلوک کے بعض مشاغل اولیائے کرام اور مشائخ کے بھی
ایجاد کردہ ہیں اور ہمارے لئے لائق تقلید ہیں۔ تاہم حضور سرورِ کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں صحبت پاک ہی سے زنگ آلود قلوب معرفت کی
ضیا پاتے۔ یاران طریقت جو اکثر حضرت قبلہ سے تصوف کے اسرار و رموز اور
معرفت کے بھیدوں کے متعلق استفسار کرنے کے عادی تھے۔ ایک مرتبہ
بولے، حضرت عارف کسے کہتے ہیں؟

حضرت نے فرمایا "جس کے متعلق ہزار مقبول صدیق یہ شہادت دیں
کہ یہ زندیق ہے"، احباب دم بخود رہ گئے۔

ایک مرتبہ حضرت کے روبرو شہباز قلندر شیخ عثمان کا ذکر چھڑ گیا کہ وہ
مجذوب تھا۔ سلام زمین تکبیر کہتے ہی اس کے ہر رونگٹے سے خون پھوٹ نکلتا تھا۔"
حضرت بولے" کیا اس وقت کوئی ایسا مرد خدا موجود نہ تھا جو اسے اس حالت
سے نکال لیتا"۔ قدرے توقف کے بعد فرمایا" اگر اس وقت حضرت خواجہ
عبدالخالق رحؒ (جدامجد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ) کا ایک بھی فرزند موجود ہوتا تو
منصور علیہ الرحمتہ کو پھانسی پر جان نہ دینی پڑتی، کیونکہ وہ اسے" انا الحق کی
منزل سے نکال لے جاتا"۔ اور اسی ضمن میں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ وہ منصورؒ
ہی تھے جنہوں نے ملاؤں کے فتوے پر خود کو قتل ہونے دیا۔ مگر ہم اپنے مریدوں
کو ان لوگوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے نہیں دیں گے"۔ چنانچہ حضرت کے یہ

Marfat.com

الفاظ مریدین کے لیے مستقل کرامت بن گئے۔ کہ وہ جب بھی حضرت کے تصور کے ساتھ کسی سے مناظرہ کرتے مخالف پہ غالب اور فتحمند رہتے۔

حافظ عبدالمالک عرف سائیں ڈنہ رح حضرت کے خادم بیان کرتے ہیں کہ جس گاؤں میں میرا قیام تھا وہاں ایک امیر آکر بس گئے، ان کی عیاشانہ زندگی نے میرے سکون میں ایک ہلچل ڈال دی، میں اس گاؤں سے نکل کر ویرانے میں چلا گیا، ایک روز کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے کی زمین پھٹ گئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا، میں نے تعجب سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ "سلطان محمود غزنوی نے جب سومنات پہ حملہ کیا تھا میں ان دنوں اس کے لشکر میں تھا، جب وہ واپس لوٹا تو راستے میں میرا اس جگہ انتقال ہو گیا، لوگ مجھے یہیں دفن کر کے چلے گئے، اسی روز سے عذاب میں مبتلا تھا۔ جب سے آپ نے یہاں حق سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر شروع کیا ہے میرے عذاب میں کمی ہو گئی، حتیٰ کہ مطلقاً آزاد ہو گیا ہوں۔ اور آج (تین روز کے بعد) آپ کے ذکر کے تصرف سے میری روح کو اتنی تقویت ملی ہے کہ بے اختیار آپ کے روبرو حاضر ہو گیا ہوں ———— بشارت ہو کہ آپ کے مرشد کامل کے مرید جنت میں داخل ہوں گے"۔

حضرت کے ایک درویش صفت خادم نے کہا کہ میں حضرت قبلہ کے فرمان سے ایک قریبی گاؤں میں معلمی کرتا تھا۔ ایک روز وہاں ایک شخص آیا اور مجھ سے بولا کہ میں کیمیاگر ہوں۔ تمہیں بھی سونا بنانا سکھلا سکتا ہوں، میرے انکار پہ بولا

Marfat.com

...ئی اور عمل جاننا چاہو تو ۔۔۔۔۔ ہر روز مصلے کے نیچے سے رقم ملے گی، میں ...اس کی یہ پیش کش بھی رد کر دی، بولا" خدا کو یاد کرنے والے تارک دنیا معلوم ...تے ہو۔ خیر مجھے ایک ترکیب آتی ہے جس پر عمل کرنے سے تمہیں جناب رسالتماب ...ی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں نصیب ہو سکتی ہے۔ اس خوشخبری سے البتہ ...جھے بہت مسرت ہوئی، اور کہا کہ یہ وظیفہ، ضرور آپ سے سیکھوں گا"! اگلے روز ...ب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت خود ہی فرمانے لگے "ہمارے اکثر ...حباب کو جاگتے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا فخر حاصل ہے۔ انسان ...و چاہیئے سب باتوں سے منہ موڑ کر "حق" کی طرف جھک جائے۔ اُسے حضور ...صاحب لولاک کی زیارت بھی ہو گی اور جو چاہے گا حاصل ہو گا۔ کیا یہ تم نہیں ...جانتے کہ جس کو خدا ملتا ہے اس کو سب کچھ مل جاتا ہے"۔ سبحان اللہ حق پرستی کی کیا عمدہ تیر بہدف تعلیم ہے۔ وہ درویش اسی وقت راہ راست پر آ گئے اور غیر ...سے منہ موڑ کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا۔

ایک مرتبہ ایک غیر مسلم اپنی برادری کے لوگوں سے چھپ کر حضرت کے پاس آیا اور ملتجی ہوا کہ مجھے اسم اعظم کی تلقین کیجئے ۔۔۔۔۔ حضرت نے تنہائی میں اسے کلمہ توحید اور دیگر اذکار کی تلقین فرمائی جب وہ جانے لگا تو مزید ہدایت کی کہ ظاہر میں خواہ کیسے بھی رہو مگر باطن میں جو امانت ہم نے تمہیں دی ہے اسے حفاظت سے سنبھالے رکھنا۔

Marfat.com

ایک حافظ صاحب جو حضرت کے احباب میں شمار ہوتے تھے ـــــــ

ان الفاظ پر بول اٹھے کہ حضرت یہ کس قسم کی مسلمانی ہے؟ حضرت نے انہیں محبت بھری نگاہوں سے دیکھا اور بولے "میاں مسلمانی کی تمہیں کیا خبر؟" مولف مرغوب الاحباب کے بزرگوار حاجی شمیم صاحب روایت کرتے ہیں کہ جب میں پہلی مرتبہ چند عزیزوں کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو حضرت خانقاہ شریف میں تشریف رکھتے تھے حضرت بڑی محبت اور شفقت سے پیش آئے، اور اندرون خانہ سے ہم لوگوں کے لئے اعلیٰ قسم کا کھانا بھجوایا۔ میرے (حاجی صاحب موصوف کے دل میں خیال گذرا کہ بظاہر تو حضرت کا کوئی ذریعہ معاش نظر نہیں آتا، انہیں اس نوع کے کھانے کہاں سے میسر آتے ہیں۔ حضرت کے خدام بھی بجز ذکر و فکر کوئی کام نہیں کرتے ـــــــ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت تشریف لائے اور میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولے "والدین اپنے بچوں کو اکثر لذیذ اور مزیدار کھانا پکا کر کھلاتے ہیں۔ بچوں کا دھیان کھانے میں ہو یا نہ ہو ـــــــ وہ پیار اور محبت سے ہی ان کے منہ میں نوالے دیتے ہیں"۔ میں حضرت کی اس انتباہ پر جی ہی جی میں شرمندہ ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت نے کسی دکاندار سے کچھ سامان منگوایا، وہ دام لینے کیلئے حضرت کے پاس آیا۔ حضرت مجلس میں بیٹھے تھے۔ اسے دیکھتے ہی اٹھ کر اندر چلے گئے۔ اور روپوں سے دونوں مٹھیاں بھر لائے۔ وہ شخص شمار کر کے بولا۔ ابھی !

روپے اور چاہئیں"۔ حضرت پھر اندر گئے اور مٹھی بھر لائے۔ لینے والا مطلوبہ رقم لے کر چلا گیا۔ مجلس میں سے ایک صاحب قاضی زکریا نامی نے جو حضرت کے تمول کا یہ عالم دیکھا تو جی ہی جی میں سوچنے لگے کہ ہو نہ ہو کمرے میں حضرت نے روپوں کی بوریاں لگا رکھی ہیں جو یوں سہج سے جا کر مٹھیاں بھر لاتے ہیں۔ اندر جا کر دیکھنا چاہیئے! حضرت نور باطن سے ان فاسدہ خیالات سے آگاہ ہوئے اور بولے میاں زکریا اندر کمرے میں تو جاؤ۔ وہاں جو مٹی کا برتن پڑا ہے اس میں سے مصری نکال لاؤ" حضرت نے ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا، وہ کمرے میں گئے ایک خالی مٹی کا برتن رکھا تھا جس میں تھوڑی سی مصری پڑی تھی —— چاروں طرف نظر دوڑا کر بھونچکا کر رہ گئے۔ آخر مصری اٹھا کر حضرت کے روبرو آئے حضرت نے کنایتہً فرمایا۔ میاں فقیروں کے گھر میں بجز خالی برتن کے کیا دھرا ہے؟"

حضرت کے ایک خلیفہ خواجہ ابو طالبؒ جو اپنے وقت کے مشہور بزرگ تھے ابتدائی زمانہ کا ایک واقعہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت کے روبرو دو زانو بیٹھا تھا حضرت کے بے شمار خدام اور وسیع لنگر کے بارے میں معاً میرے دل میں خطرات گزرنے لگے کہ حضرت تنہا یہ سب شاہانہ خرچ کیونکر برداشت کرتے ہوں گے۔ اگر ارشاد فرمائیں تو احقر انہیں کیمیا گری سکھلا دے تاکہ اخراجات کثیرہ سے سکون میسر ہو۔ حضرت نے مجھ پر ایک غائرانہ نگاہ ڈالی۔ گویا وہ میرے دل میں امنڈے ہوئے خیالات سے کماحقہ واقف ہو چکے تھے۔ میں نے ندامت سے سر جھکا لیا اور

Marfat.com

حالتِ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کے مکانات کی کچی دیواریں اور گھا
پھوس کے جھونپڑے مع فرش سب کندن کے ہیں۔ خواجہ صاحبؒ پانی پانی ہ
گئے ——— اور عالم ندامت میں حضرت کے رُوئے مبارک کو دیکھا حضر
متوجہ ہو کر بولے "بے کار خطرات اور وسوسوں کو دل سے نکال دینا چاہیۓ
ہم راضی بر رضا خداوند تعالیٰ جل شانہٗ ہیں، اور فقر و فاقہ کو اس لئے پسند کرتے
ہیں کہ ہمارے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پسند
فرماتے تھے۔ ورنہ جو تم نے دیکھا ہے وہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہمارے تصرف
میں بخشا ہے"۔

ایک شخص بنگلہ فقیر نامی "ذہرہ" سے بغرض بیعت حضرت کی خدمت م
روانہ ہوا۔ راستے میں بنگورہ گاؤں میں نماز کے لئے ٹھہرا، مسجد کے امام حافظ
قرآن تھے انہوں نے فقیر سے سبب سفر کا دریافت کیا، جب یہ معلوم ہوا ک
وہ حضرت قبلہ کی خدمت میں جا رہا ہے۔ اس سے بولے بھائی ان سے میری جانب
سے دریافت کرنا کہ وہ آج کل نماز باجماعت کیوں ادا نہیں کرتے؟ فقیر دل میں سوچ
لگا کہ بھلا اس میں کیا جرأت جو حضرت قبلہ سے ایسا سوال دریافت کرے۔
بوقت نماز حافظ صاحب کے پیچھے نیت باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ حافظ صاحب باوجود
قرآن پاک فرفر پڑھتے تھے کچھ اس طرح بھول بھلیوں میں کھو گئے کہ آیت پاک
پورے طور پر ادا نہیں ہوتی تھی۔ آخر انہوں نے جوں توں نماز پوری کی اور فقیر

مخاطب ہوئے کہ بھائی ان سے وہ سوال دریافت نہ کرنا مجھے بدگمانی کی سزا مل گئی ہے۔" جب وہ حضرت کے پاس آیا تو وہ یوں گویا ہوئے " بھائی تم در بہرہ سے آئے ہو۔ نماز باجماعت ہی پڑھنی چاہئے۔ میں بوجہ بڑھاپے اور کمزوری کھڑا نہیں ہو سکتا مجبوراً بیٹھ ادا کر لیتا ہوں۔"

ایک روز شیخ المشائخ سلطان الاولیاء قطب دوراں حضرت خواجہ محمد زمان رحمتہ اللہ علیہ سرکار لواری شریف (سندھ) صبح کے وقت کعبہ کی طرف رُخ کئے مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ خادم اور درویش کہیں کام کاج میں مصروف تھے کہ ایک اجنبی مسافر نے حضرت سے "وڈیرہ محمد" نامی گاؤں کا راستہ دریافت کیا۔ حضرت نے ہاتھ سے سامنے اشارہ فرمادیا، مسافر نے ادھر ادھر دیکھا تو متعجب ہو کر بولا۔ میاں یہ تو کوئی بہت بڑا شہر ہے، اور مجھے تو ایک چھوٹے سے گاؤں ہی میں جانا ہے۔"

حضرت چونک کر بولے "بابا ہم نے وڈیرہ (سردار) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، ان کا گاؤں (مدینہ منورہ) تو یہی ہے۔"

گویا حضرت نے مسافر کو وہیں بیٹھے بیٹھے سرکار دوجہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وطن پاک کی زیارت کرا دی تھی۔

حضرت کے ایک مرید تقدیر الٰہی سے نابینا ہو گئے۔ تین چار سال کی دوڑ دھوپ کے بعد حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہو کر ملتجی ہوئے، اور اقرار کیا کہ وہ

Marfat.com

بقیہ عمر یاد حق میں گزاریں گے۔ اسی رات خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ مسیحا صفت ہاتھ ان کی آنکھوں پہ پھیر رہے ہیں، چنانچہ جب علی الصبح سو کر اٹھے تو ہر چیز روز روشن کی طرح نظر آ رہی تھی مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے تھے۔ اور پکار پکار کر گھر والوں کو حضرت قبلہ کی اس کرامت سے باخبر کر رہے تھے کہ ان کی دعا سے حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ گنہگار کو نور بصارت سے نوازا اور حضرت قبلہ سے کئے گئے وعدہ کے مطابق ذکر حق میں مشغول ہو گئے، ایک روز ان کی اہلیہ نے بہت دق کیا کہ نری اللہ اللہ کرتے ہو کھیتی باڑی کے کام کاج کی طرف دھیان نہیں دیتے، نیک طینت مرد نے زوجہ کے کہنے کے مطابق درانتی ہاتھ میں لے کر کھیت پر پہنچ گئے اور اس کام میں کچھ ایسے مصروف ہوئے کہ یاد حق سے غافل ہو گئے اور آنکھیں پہلے کی طرح اندھی ہو گئیں، بہت روئے پیٹے اور عہد شکنی سے توبہ کی، رات کو حضرت قبلہ کے التفات سے پھر بینائی حاصل ہوئی اور جب تک زندہ رہے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کوئی کام نہ کیا۔

حضرت ممدوح کے ایک خادم شیخ ابراہیم ملاحؒ کو زیارت حرمین شریفین کا بے حد شوق تھا، ایک روز حضرت قبلہ کے روبرو مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ کعبۃ اللہ شریف اور روضہ منورہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شوق سے بے چین و بے تاب ہو گئے، حضرت ممدوح پر جب ان کی حالت منکشف ہوئی تو ہر دو مقامات مقدسہ شیخ صاحب کے روبرو تھے، انہوں نے گردن اٹھا

Marfat.com

کہ حضرت ممدوح کو دیکھا۔ حضرت مسکرا کر بولے جب آدمی کا کام سہولت سے ہو جائے تو پھر ظاہری تکلیف نہیں اٹھانی چاہیئے۔"

شیخ صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت قبلہ کی عنایت سے حرمین شریفین کی زیارت کا شرف مجھے ہمیشہ حاصل رہا۔

حضرت کا وجود اپنے خادموں کے لئے خیر و برکت کا موجب تھا۔ حضرت کے ایک خادم ایوب نامی کاشتکار تھے، ایک مرتبہ فصل پر کل اڑھائی من جو انہیں ہاتھ آئے، حضرت سے عرض کیا کہ عیالدار ہوں اور غلہ بہت ہی کم ہے دعا فرمائیں کہ اللہ پاک اناج میں برکت دیں۔ تاکہ سال بھر کو ہو جائے حضرت نے ان سے مٹھی بھر جو لئے اور فرمایا کہ جس جگہ (یا برتن) میں اناج جمع کرنے ہو یہ جو وہاں ڈال دو اور اس کا منہ بند کر دو، البتہ نکالنے کے لئے برتن کے نیچے سے راستہ نکالو، جہاں سے ضرورت کے مطابق غلہ نکال لیا کرو۔ انشاءاللہ کمی نہیں ہوگی خادم مذکور نے ایسا ہی عمل کیا۔ اور سال بھر کنبے نے مزے سے اناج کھایا غلے کی کوئی دقت پیش نہ آئی، مگر اپنی زوجہ کی بے عقلی سے وہ اس خیر و برکت سے آئندہ سال کے لئے محروم ہو گئے کیونکہ اس نیک بخت نے اس راز کو بعض اقربا پر ظاہر کر دیا تھا اور اناج کے برتن کا منہ کھول دیا تھا، لیکن غلہ جوں کا توں رہا جیسے ابھی ابھی ڈالا گیا ہے۔ البتہ اس روز کے بعد پھر گھٹتا چلا گیا۔ بھلا وہ خیر و برکت کی بات اناج میں پھر کیونکر پیدا ہو سکتی تھی۔

Marfat.com

حضرت کو بحکم حق سبحانہٗ و تعالیٰ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بے بسوں ناداروں غریبوں اور محتاجوں کی دستگیری کی غائبانہ خدمت بھی سونپی تھی۔

ایک مرتبہ چند مسافروں نے لواری شریف میں منزل کی، ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی، جب اس کی نظر حضرت کے روئے انور پر پڑی تو ساتھیوں سے بے ساختہ بول اٹھی کہ یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے ایک دفعہ مجھے نادر شاہ کے ظالم سپاہیوں کے پنجے سے رہائی دلائی تھی جب ظالم سپاہی مجھے کشاں کشاں لے جا رہے تھے تو یہ گھوڑے پر سوار میرے قریب آئے اور ان سے چھین کر مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا اور گھر پہنچا دیا۔ اس وقت یہ جوان نظر آتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہی وہ محسن ہیں" اجنبی عورت کی اس حیرت انگیز داستان کی بھنک گاؤں کے بعض لوگوں کے کان میں بھی پڑ گئی۔ تصدیق کے لئے حضرت قبلہ سے معروض ہوئے، فرمایا وہ عورت درست کہتی ہے اُن دنوں ہم جوان تھے۔ ایک روز اچانک حضور رسالتماب علی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہمارے کان میں پڑے کہ فلاں مقام پر ایک بیکس لڑکی کو نادر شاہ کے سپاہی بھگا کے لئے جا رہے ہیں تم اس کی دادرسی کو فوراً جاؤ ———— کیونکہ اس کی چیخ و پکار کی درد بھری آواز ہم تک آرہی ہے ————"

بڑے بڑے کوڑھی اور جذامی حضرت کی ایک نگاہ کرم سے شفایاب ہوتے تھے چنانچہ حضرت کے ایک خادم عرض کرتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں حضرت قبلہ کے

Marfat.com

روبرو ایک ایسے جذامی کو لایا گیا جس کے ہاتھوں کی انگلیاں بالکل سڑ گئی تھیں حضرت کی نگاہِ کرم کا پڑنا تھا کہ وہ جذامی فی الفور اچھا ہو گیا۔

حضرت کے ہاں کھانے میں بھی یہ خاصیت تھی کہ مایوس العلاج مریض محض اس بابرکت طعام کے کھانے سے بھلے چنگے ہو جاتے، چنانچہ ایک کوڑھی کے متعلق کتاب "مرغوب الاحباب" میں مرقوم ہے کہ ایک کوڑھی بغرض علاج حاضر خدمت ہوا اور بولا کہ حضرت کیا چیز کھاؤں اور کیا نہ کھاؤں؟ حضرت نے فرمایا جو چیز تندرست آدمی کھاتا ہے تمہیں کھانے کی اجازت ہے اتفاق سے اس روز لنگر میں بڑے گوشت کا سالن پکا تھا۔ اس کوڑھی نے بھی پیٹ بھر کر کھایا۔ اور اسی طعام کی برکت سے اللہ پاک نے اُسے صحت عطا کی، حالانکہ طبیبوں کی نظر میں ایسے مریض کے لئے گوشت کا استعمال سخت منع ہے۔ مگر حضرت قبلہ کو تو حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے مخلوق کے جسمانی اور روحانی امراض کے علاج پر مامور کیا تھا جہاں اچھے بُرے زہر اور تریاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ دنیا کی ہر چیز حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی مخلوق ہے اور حضورِ پُرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تابع ہے۔ اور جس بندے نے خالق باری تعالیٰ کو پہچان لیا اور اسے معبود حقیقی مان لیا اور اس کے حبیب پاکؐ کی اتباع کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا تو اس "عبد" حق سبحانہ و تعالیٰ اور تابع رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیلئے دنیا جہان کی مخلوق کو زیر کر لینا کونسی بڑی بات ہے!

Marfat.com

ملفوظات

حضرت کا سینہ علم معرفت کا خزینہ تھا۔ فرماتے ہیں مبتدی کو چاہیئے کہ شرعی کاموں کے علاوہ دوسرے کاموں سے آزاد رہے اور اسم ذات کے ورد میں مشغول رہے، گویا دل یار کی طرف ہو اور ہاتھ کار کی طرف!

(۲) طالب کے دل میں اسم ذات کی میخ اس مضبوطی سے لگی ہو کہ اگر وہ اسے نکالنا چاہے تو بھی نہ نکال سکے۔

(۳) حق سبحانہ وتعالیٰ نے بھی ذکر قلبی کی ہدایت فرمائی ہے، جناب رسالتماب صلعم بھی غار حرا میں ذکر قلبی فرماتے تھے اس کا ذکر کا علم سوائے حق سبحانہ وتعالیٰ اور ذاکر کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ہوتا، حتیٰ کہ قیامت کے دن اس ذکر پاک کے طفیل جب وہ ذاکر کو اپنی رحمت سے نوازے گا تو کراماً کاتبین استعجاب و حیرت میں پڑ جائیں گے، کیونکہ اس ذکر کا عمل ان کے اعمال ناموں میں نہیں ہوگا، تب حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے انہیں جواب دیا جائے گا کہ ان کے اعمال نامے میرے پاس ہیں!

؎ میان عاشق و معشوق رمزاست
کراماً کاتبین را خبر نیست

(۴) قلبی ذکر کرنے والے کے دل میں جب اللہ تعالیٰ وارد ہوتے ہیں، تو وسوسے از خود باہر نکل جاتے ہیں، جس طرح کوئی بادشاہ کسی مکان میں آ جاتا

Marfat.com

ہے تو عام لوگ وہاں داخل نہیں ہوتے،

(۵) نفس اور دنیا سے مراد خدا تعالیٰ سے غافل ہونا ہے۔ ع چیست دنیا از خدا غافل بدن، سالک کی نظر میں خدا سے ایک لمحہ بھی پہلو تہی کرنا کفر ہے۔

(۶) جس طرح دو بڑے خربوزے ایک ہاتھ میں نہیں سما سکتے، اسی طرح ایک آدمی کے لئے دنیا و آخرت دونوں پر قابو محال ہے،

(۷) جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں، اور جس کو طاعت نہیں اس کا ذکر نہیں؛

(۸) مومن وہ ہے جو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔

(۹) شب معراج کو حق تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان انسانیت کے بجز کوئی پردہ نہ تھا،

(۱۰) دین لڑائی فساد سے قائم نہیں بلکہ نیک بندوں کی وجہ سے ہے،

(۱۱) ہمارے طریقہ عالیہ میں عبادت کے لئے دو وقت فجر سے طلوع آفتاب اور عصر سے مغرب تک بہت اعلیٰ اور افضل ہیں، انہیں کسی حالت بھی ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

(۱۲) ہمارا طریقہ سالک کو بہت جلد حق سے ملاتا ہے، مگر اس میں عجز و نیاز ادب اور ارادت کی سخت ضرورت ہے،

Marfat.com

(۱۳) دنیا میں خدا سے غافل لوگ اکثر "بھوک" سے جان دیتے ہیں مگر خدا کے طالب کبھی "بھوک" سے نہیں مرتے،

(۱۴) سیر اور سلوک کی منزل کے متلاشی ہو تو مٹی کی خاصیت پیدا کرو،

وصال

حضرت کی عمر شریف جب باسٹھ سال کی ہوئی تو بخار اور کھانسی کا عارضہ لاحق ہوا، جوڑوں میں بھی درد رہنے لگا، ایک ساتھ دو دو بیماریاں اس پہ کثرت ریاضت، صحت بگڑ گئی، ایک روز ایک مخلص کو فرمایا "معلوم ہوتا ہے آخری وقت آ پہنچا ہے، جس کسی نے ہماری صحبت سے فائدہ اٹھانا ہو اٹھا لے۔"

ایک مرتبہ یاران طریقت کے مجمع عام میں فرمایا "یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئیگا، جو لینا ہے لے لو" حضرت جس حجرہ میں اقامت پذیر تھے اور جہاں زیادہ وقت گذارتے تھے، وہ شکستہ ہو گیا تھا، اس کی از سر نو تعمیر شروع کرا دی، اور کاریگروں کو عجلت کی تاکید فرماتے لگے، ایک خادم کو کچھ خیال پیدا ہوا حضرت اس کے تردد سے آگاہ ہو کر بولے "بابا اس مکان (حجرہ) کی تعمیر میں جو جلدی کی جا رہی ہے اس میں بھی راز پوشیدہ ہے"، چنانچہ جب حجرۂ شریف دوبارہ تیار ہوا تو خلوت نشیں ہو گئے، چند خاص دوستوں کے سوا کوئی اندر نہ جاتا تھا، حضرت نے ان ایام میں خصوصیت سے بہت عبادت کی اور ملنے والوں سے عبادت میں کثرت کرنے کو فرماتے، جمعہ کی رات حضور سرور کائنات صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم پر بکثرت درود شریف بھیجتے، ماہ شعبان میں مرض نے شدت اختیار کی اور کمزوری نے گھیر لیا۔ پورے رمضان المبارک اور شوال المکرم میں صاحب فراش رہے، جاڑے کا موسم تھا، سردی زوروں پر تھی، جس سے تکلیف اور بڑھ گئی۔ خادموں نے عرض کیا "حضور کسی حکیم کو بلائیں" تو ارشاد فرمایا نہیں ــــــ جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے وہ ہمیں پسند ہے، ہم اسباب سے ہرگز کام نہیں لیں گے۔"

حضرت کے بشرہ مبارک سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ سے ملنے کے لئے بے چین ہیں، اور "وصل" کا شوق کچھ ایسا دامن گیر ہے کہ وجود عنصری کے پیرہن کو بوجھ سمجھ رہے ہیں آخرکار ایک روز خادم "طبیب" کے بلوانے پر مصر ہوئے، حضرت نے قریب ہی پڑی ہوئی کتاب "دیوان حافظ" کی طرف اشارہ فرمایا اور بولے "اس سے فال لیکر دیکھو؟" جب کتاب شریف کھولی گئی تو یہ شعر نظر پڑا۔

ے خوش خبر دار اے نسیم شمال
کہ بما می رسد زمان وصال

حضرت نے متبسم ہو کر فرمایا تو حافظ صاحب بھی یہی کہتے ہیں!" اور ۲ ذیقعدہ ۱۰۵۱ھ ہجری کے مبارک دن کو بعمر ترسیٹھ خواجۂ زمان ہمیشہ کے لئے مالکِ زمین و آسمان کے پاس پہنچ گئے ــــــ!

Marfat.com

اولاد و خلفا

حضرت کی نرینہ اولاد میں سے ایک صاحبزادے حضرت محبوب احمد نولیہ گلؒ محمدؒ تھے جو وصال کے وقت صرف گیارہ سال کے تھے مگر حضرت نے بوقتِ وداع اس گلِ نودمیدہ کو توجہ اور فیضان سے گلِ صد رشک بنا دیا تھا، حضرت کے بے شمار خلفاؒ تھے جن میں مخدوم حاجی، قاضی احمد دائیؒ، شیخ الاسلام میاں عبدالرحیم گرہوڑیؒ، حاجی ابو طالب اگھمیؒ، شیخ محمد صالح گھرائیؒ، شیخ حاجی الیاسؒ اور شیخ شعیب کشتیؒ، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مخدومِ ولایت

حضرت خواجہ قاضی احمد دمائی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت | رحلت

۱۱۱۷ھ | ۱۲۲۳ھ

مزار شریف

قاضی گوٹھ احمد

(سندھ)

Marfat.com

آغاز

حضرت مخدوم قاضی احمد رحمتہ اللہ علیہ سن ہجری ۱۱۱۱ھ کے لگ بھگ مقام احمد فتح ضلع دادو (سندھ) میں پیدا ہوئے، حضرت مخدوم کے والد خواجہ محمد صدیق بھی خدا دوست، متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے، بچپن ہی سے حضرت کا میلان، فقر کی طرف تھا، ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی اور تکمیل علوم موضع کی تحصیل سوہن کی مشہور درس گاہ میں ایک فاضل ابتق استاد کے ہاتھوں فرمائی، جہاں کچھ مدت حضرت نے بھی معلمی کی مسند کو زینت بخشی، حکومت وقت کی نگاہوں میں حضرت کے خاندان کی بہت وقعت تھی، جب فارغ التحصیل ہوئے تو انہیں "قضاۃ" کا عہدہ سپرد ہوا، حضرت معہ کنبہ لکی سے دم میں آ کر بس گئے، ملک بھر میں حضرت کے فتاوے چلتے تھے اور عوام وخواص میں

Marfat.com

"قاضی احمد کے نام سے مشہور تھے۔ کہتے ہیں حضرت کو دورانِ تعلیم میں ایک مرتبہ اَنْتَ رَسُوْلٌ کی بشارت ہوئی۔ یہ استادِ محترم سے رجوع ہوئے، انہوں نے توضیح فرمائی کہ آپ اتباعِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل ہوں گے۔"

بیعت

حضرت کے آباؤ اجداد سلسلۂ قادریہ میں بیعت تھے، ابتدا میں حضرت کا سلسلۂ طریقت بھی یہی تھا۔ ایک مرتبہ دم کے قیام کے دوران میں حج بیت اللہ شریف پر روانہ ہوئے۔ دم سے آٹھ سات میل ہی چلے ہوں گے کہ اس قطعہ ارضی پر انوارِ الٰہی برستے دیکھے۔ ساتھیوں سے فرمایا حج سے واپسی کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ پر ہی قیام کریں گے۔ جب لواری شریف کی حدود میں داخل ہوئے تو سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ جن کا شہرہ بہت پہلے سے سن رکھا تھا، سے ملاقات کے لئے بے چین ہو گئے۔ ہمراہیوں نے ذکر کیا، انہیں بالکل انکار تھا۔ یہ حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نگاہوں کا چار ہونا تھا کہ حضرت گھائل ہو گئے ادھر حضرت سلطان الاولیاء کے فیضان کا سمندر موجزن تھا۔ حضرت مخدوم نے بے اختیار دستِ طلب بڑھا دئے، شوقِ خدمت گاری سے مغلوب ہو کر عرض گزار ہوئے کہ حضور کے حلقہ عالیہ میں داخل ہونے کا ازحد شوق ہے۔ اس وقت البتہ حج مبارک کے ارادہ سے نکلا ہوں۔ واپسی پر انشاء اللہ العزیز خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر یہ سعادت حاصل کروں گا۔

Marfat.com

حضرت سلطان الاولیاء بولے "بہت نیک ارادہ ہے، شوق سے جاؤ، مگر اس کے اہل بن کر۔" حضرت مخدوم سوچ میں پڑ گئے۔ سلطان الاولیاء نے فرمایا۔ "جانے والے میں کم از کم اتنی صلاحیت تو ہو کہ وہاں جا کر حقیقت کعبوی کا آنکھوں سے مشاہدہ کر سکے۔ اور جب دربار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو تو وہاں اس کی کوئی جان پہچان ہو اور حاضری کا شرف حاصل کر سکے۔" ان کلمات مبارکہ کا سننا تھا کہ حضرت مخدوم نے ارادہ سفر ملتوی کر دیا اور غلامی کا پٹہ قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ ارشاد ہوا "تم کو تین مہینے رکنا ہوگا۔" بولے "بسر و چشم منظور ہے۔"

حضرت مخدوم فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ کو بے حد مہربان پایا۔ احقر کو تین روز متواتر توجہات خصوصی اور عنایات شاہانہ سے بے حساب نوازا۔ کہ میرے قلب سے علم و عرفان کی ندی بہہ نکلی۔ اور اس قدر انوار پھوٹ پڑے کہ سالہا سال کی ریاضت و عبادت سے بھی ہرگز یہ انعام و کرام مجھے میسر نہ ہوتے۔ حضرت قبلہ نے تین ماہ کا کام تین ہی روز میں انجام فرما دیا اور مجھے اناڑی سے کامل بنا دیا۔ نیز ارشاد فرمایا کہ "اب تم جا سکتے ہو۔"

عرض کیا "اگر سفر میں کوئی عارف ملے تو اس سے استفادہ کروں؟"
فرمایا "اس ملک میں تو کوئی ایسا شخص مجھے نظر نہیں آتا۔ ہاں یمن میں ایک صاحب ہیں وہ خود تم سے ملیں گے۔" حضرت مخدوم سفر پر روانہ ہو گئے

Marfat.com

فریضۂ حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے بعد دربار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضور صاحب لولاک سید البشر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ منورہ سے باہر تشریف لائے ہیں اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے ہیں حضرت مخدوم رح فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضور پر نور کی یہ عنایت ہمیشہ اس ناچیز کے شامل حال رہی اور فخر حضوری جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس عاصی کو ہمیشہ میسر رہا۔

فرماتے ہیں میں جب اس مبارک سفر سے واپس ہوا تو میں نے حضرت قبلہ کے فرمودہ کے مطابق ایک صاحب شیخ محمد علی دستارؒ کی بہت شہرت سنی جو وہاں "شیخ المشائخ" کے لقب سے مشہور تھے۔ یہ شخص ان کے اوصاف حمیدہ کا معترف تھا۔ ایک روز ساتھیوں کے ہمراہ جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لئے بیٹھا تھا، وہاں لوگوں کے ٹھٹ لگے تھے اور باہم سرگوشیاں کرتے تھے کہ حضرت شیخ المشائخ جو حجرہ سے بہت ہی کم نکلتے ہیں ابھی ابھی مسجد میں تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ صورت ہجوم کو چیرتے ہوئے میری طرف آرہے تھے۔ تعظیماً اٹھا مگر انہوں نے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ اور قریب آکر اس محبت سے بغلگیر ہوئے کہ حاضرین تعجب میں رہ گئے، کیونکہ ہم لوگ وہاں بالکل اجنبی تھے، بعد ملاقات مجھ سے

Marfat.com

بولے "آپ کا قیام کہاں ہے؟ تاکہ صحبت کا شرف حاصل کروں" انہوں نے جائے رہائش کا پتہ بتایا، اگلے روز وہ صاحب گاڑی میں سوار ہو کر تشریف لائے اور ان سے سلسلہ میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت مخدومؒ نے ان کی درخواست بخوشی قبول فرمائی، اور جب انہوں نے جانے کے لئے اجازت چاہی تو بہ اخلاقاً چند قدم ہمراہی میں جانا چاہتے تھے اور شیخ المشائخ روکتے تھے، آخر وہ خوشی خوشی روانہ ہو گئے۔

مسئلہ اعانت

حضرت سفر حج کا ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں نے روانگی سے پہلے حضرت قبلہ سے دریافت کیا تھا کہ مرشد کیا مصیبت میں بھی کام آتے ہیں؟ جواب میں حضرت قبلہ نے حافظ شیرازیؒ کا یہ شعر نقل فرمایا ؎

دراں غوغا کہ کس کس را نہ پرسد

من از پیرِ مغاں منت پذیرم

چنانچہ جہاز پر سوار تھا کہ اچانک ایک روز مسافروں میں چیخ و پکار ہونے لگی، گو مراقبہ میں مشغول تھا مگر شور و غوغا کی پیہم آواز سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے، ایسے میں چین اور سکون کسے تھا، اٹھ کر باہر تختہ پر آیا اور صورت حال دریافت کی۔ معلوم ہوا آگ لگ گئی ہے، گھڑی بھر میں جہاز جل کر خاکستر ہو جائے گا، شعلے اٹھ رہے تھے سب کی زندگی خطرہ میں،

Marfat.com

تھی ہوئیں نے گھبرا کر کہا "سمندر کے پانی سے سب مل کر بجھا کیوں نہیں دیتے آگ؟" ایک نے کہا "یہ تو اور جلتی پر تیل کا کام دے گا" میں مایوس ہو کر دبک کر بیٹھ گیا، توجہ حضرت پیر و مرشد سلطان الاولیا کی طرف لگی ہوئی تھی، چند لمحے ہی گزرے تھے کہ بھڑکتے ہوئے شعلے سرد پڑ گئے۔ سب کی جان میں جان آئی، اور جہاز سلامتی سے کنارے پہنچ گیا۔

یہاں سے کچھ فاصلہ ہم لوگوں کو پیدل طے کرنا تھا، ایک روز ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر پہاڑی کے دامن میں، نماز عصر ادا کر رہا تھا کہ ناگاہ چند بدو ہاتھ میں نیزے لئے اور قطار باندھے پہاڑی سے اتر کر سیدھے میری طرف کو چلے آ رہے تھے روپیہ پیسہ تو میرے پاس نہیں تھا۔ مگر جان کسے پیاری نہیں ہوتی۔ جی ہی جی میں تھرانے لگا۔ اعانت کے لئے فوراً حضرت قبلہ سے رجوع کیا، بدو بالکل قریب پہنچ گئے تھے، ایک بدو جو آگے آگے آ رہا تھا اُن کا سردار معلوم ہوتا تھا میں نے کانپتی ہوئی آواز میں اُسے "السلام علیکم" کہا اس نے سلام کا جواب دیا اور ساتھیوں سمیت برابر سے چپ چاپ نکل گیا، جہاں سے وہ لوگ واپس چلے گئے، میں نے اطمینان کا سانس لیا، حضرت قبلہ نے انتہائی شفقت سے ہر دو مصیبتوں میں میری مدد فرمائی، اور اعانت کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔

حضرت نے سفر حج سے مراجعت فرمائی تو حضرت سلطان الاولیا کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے اور کئی برس اس آستانہ عالیہ پہ گزار دیے۔ حضرت سلطان الاولیا حضرت مخدوم پر بہت مہربان تھے، ایک روز متبسم ہو کر فرمایا "قاضی صاحب ہم سے آج جو مانگنا ہو مانگ لو، ہمیں امید ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ضرور قبول فرمائیں گے"۔ حضرت پیرو مرشد کو جو یوں مائل بہ کرم دیکھا تو انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے، یہ مانگ رہے تھے اور حضرت قبلہ "آمین" فرما رہے تھے، اور دونوں جگ کے داتا حق سبحانہ و تعالیٰ دے رہے تھے، سبحان اللہ!

مسندِ ہدایت

حج مبارک پہ جاتے ہوئے حضرت نے مقام دم، کے جوار میں جو قطعہ زمین رہائش کے لئے پسند فرمایا تھا کچھ عرصہ بعد وہاں حضرت نے ایک قصبہ کی بنیاد رکھی اور وہیں آباد ہو گئے اور لوگوں کو بھی وہاں آباد ہونے کی دعوت دی اور انہیں خوشخبری دی کہ اس بستی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کبھی وبائی مرض ہیضہ نہیں پھیلے گا اور اگر کسی وجہ سے کوئی آدمی شکار بھی ہوا تو وہیں تک محدود رہے گا۔ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے، نیز فرمایا کہ اس قصبہ میں آگ سے کوئی مالی یا جانی نقصان نہیں ہو گا۔ کہتے ہیں حضرت کے اس فرمودہ کی تاثیر آج تک اس عالی مقام میں (جو بعد رحلت حضرت قاضی احمد کے نام سے مشہور ہوا اور اب تک اسی مبارک نام سے ملقب ہے) موجود ہے اور لوگ بفضلہ تعالیٰ ہیضہ اور آگ کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت سلطان الاولیاؒ کی رحلت کے بعد سندھ میں حضرت کی ولایت کی دھوم تھی کہتے ہیں ایک عالم سو جو حضرت کا بہت مخالف تھا ایک مرتبہ مناظرہ کے لئے حاضر ہوا، حضرت دوسری منزل پر تشریف رکھتے تھے، جب ملا فانی کی آمد کی اطلاع ہوئی تو دریچہ سے جھانک کر انہیں دیکھا اور فرمایا "یہ تو وہی ہیں جو مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں" حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ عالم چوکڑیاں بھول گئے اور توجہ پاک کی برکت سے بیخود ہو کر زمین پر لوٹنے لگے، اور اسی بیقراری کے عالم میں حق کا نعرہ لگاتے جنگل کی طرف نکل گئے۔!

حضرت کے ہاتھ پر لوگ بڑی تعداد میں بیعت ہوئے، اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیضان سے مالا مال ہوئے حضرت نے دین کی اشاعت کے لئے متعدد مقامات پر خانقاہیں بھی قائم کیں جہاں طالبان ہدایت علم حاصل کرتے، اور اللہ کے دین کو پھیلاتے، بوجہ عزت و احترام حضرت کا آستانہ معتقدین میں "مکان شریف" کے نام سے مشہور ہوا۔

خلفاء

حضرت کا ارشاد ہے کہ میرے جانشین صاحب کمال ہوں گے، براہ راست جو بزرگ حضرت سے فیض یاب ہوئے ان میں شہباز توحید حضرت شاہ حسینؒ سید میاں نوشاہ کنڈائیؒ مخدوم میاں عبدالوالیؒ اور میاں عبدالکریمؒ تنگارہ شریف، ان صاحب کمال بزرگوں کے طفیل پنجاب اور سندھ کا چپہ چپہ فیضان

Marfat.com

سرمدی سے سرشار اور نور محمدی کی روشنی سے مالا مال ہو گیا، کہ آج حضرت مخدومؒ کی جاری کردہ "انہار رابع" سے بے شمار فیض اور نور کے چشمے جاری ہیں۔ ما شاء اللہ ماشاء اللہ۔

انتقال

حضرت کی عمر شریف سو سال سے کچھ اوپر تھی اور پیش روؤں میں غالباً سب سے زیادہ عمر پائی ــــــ اس طویل عمر میں بڑی خلقت نے ہدایت بھی پائی کیونکہ اولیائے کرام کی زندگی بالکل حق سبحانہ و تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ہوتی اور گزرتی ہے۔ یہ جب اپنا کام کر چکتے ہیں تو واپس بلا لیے جاتے ہیں۔

حضرت ۱۶ ذیقعدہ سن ہجری ۱۲۲۳ھ کو واصل بحق ہوئے، حضرت کی تاریخ رحلت پر چند قطعات کہے گئے تھے جن میں سے ایک دو ذیل میں ہدیہ قارئین ہیں،

شنید و گفت خود مخدوم مرحوم
بجنت رفت رب اغفر و ارحم
چو در علم طریقت پیشوا بود
شد تاریخ وصلش پیر اعظم ۱۲۲۳ھ

نیز ان ہر دو مصرعہ سے تاریخ رحلت بھی نکلتی ہے۔
"شاہ شمس جہاں بود سایہ فردوس" اور "لقد جاءت رسل ربنا بالحق"

Marfat.com

شہبازِ توحید

حضرت سید شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ

(المعروف کھوڑے والے)

ولادت
سنہ ۱۱۸۰ھ

رحلت
سنہ ۱۲۴۴ھ

مزار شریف
رتڑ چھتر
(مکان شریف)

Marfat.com

ابتداء

حضرت سید حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ ذیقعد ۱۱۸۰ھ کو مقام رتڑ چھتڑ ضلع گورداسپور (پنجاب) میں پیدا ہوئے، حضرت کے والد بزرگوار کا نام سید شاہ کریم تھا، حضرت کے جد امجد سید شاہ محمدؒ متقی بزرگ تھے جس روز رات کو انہوں نے دنیا سے انتقال فرمایا، اسی رات حضرت شاہ حسینؒ دنیا میں تشریف لائے، حضرت کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ دانیالؒ اُن کی پیدائش سے ساڑھے تین سو سال قبل بحکم حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عرب شریف سے تشریف لائے اور رتڑ چھتڑ کو آباد کیا، کہتے ہیں حضور سرکار دو عالم نے انہیں روانگی سے قبل از راہ عنایت دو دانہ انگور عنایت فرمائے تھے، اور ارشاد کیا کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ بیج پھلیں پھولیں گے؛ چنانچہ حضرت شاہ حسینؒ

Marfat.com

وہ پہلے نونہال تھے جن کی بشارت حضور صاحب لولاکؐ نے دی ان کے مورثِ اعلیٰ کو فرمائی تھی۔ حضرت شاہ حسینؒ نو سال کے تھے کہ حضرت کے والدِ بزرگوار جو بسلسلہ فوجی ملازمت بھری شاہ رحمان میں مقیم تھے قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے، حضرت دھرم کوٹ کے دینی مدرسہ میں داخل ہوئے، ابتدائی تعلیم مولوی عبدالغفور صاحب سے حاصل کی، عمر شریف اکیس سال کی ہوئی تو خانگی حالات سے مجبور ہو کر تلاشِ روزگار کی فکر ہوئی، علوم دین کی تکمیل کا شوق بھی تھا حضرت پشاور تشریف لے گئے، جہاں تکمیل علوم بھی فرماتے اور معاش کے لئے گھوڑوں کی خرید و فروخت کا کام بھی کرتے۔ وہاں چار سال گزرے تھے کہ ایک روز جب حضرت بازار سے گزر رہے تھے حفیظ نامی ایک رنگریز مثنوی شریف کے چند اشعار درد بھری آواز اور انتہائی سوز و گداز سے پڑھ رہا تھا حضرت جوں جوں سنتے عالمِ محویت میں ڈوبے چلے جاتے تھے، بے ساختہ فرمایا "میاں حفیظ واللہ کیا تاثیر پائی ہے زباں میں" عشق کی دبی ہوئی چنگاری ہوا پاتے ہی بھڑک اٹھی، تعلیم اور کاروبار کو چھوڑ چھاڑ کر مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تاکہ سوز و ساز سے صحیح معنوں میں شناسائی اور درِ محبوب تک رسائی ہو۔

رہروِ عشق۔

حضرت جہاں کسی اللہ والے کا ذکر سنتے ادھر کو چل دیتے۔ کابل، غزنی،

Marfat.com

قلات وغیرہ سب علاقے چھان مارے، در مقصود ہاتھ نہ آیا۔ مایوس ہو گئے تھے کہ ندائے غیب نے ہمت باندھی کہ اے رہرو جادۂ عشق جذبۂ شوق کو ابھی فراوانی درکار ہے، ابھی دوری پر منزل یار ہے۔ یہ خم ٹھونک کر پھر آگے صحرا نوردی میں چھ سال بیت گئے۔ نہ کھانے کی رغبت نہ پہننے کی فکر، ایک دھن سوار تھی، ایک روز سخت گرمی کا دن تھا۔ تھک ٹوٹ کر ایک پیڑ کے گھڑی بھر کو ستانے کے لئے بیٹھ گئے، دھیان حضرت رب العالمین کی طرف تھا۔ کہ یا باری تعالیٰ مشکل آسان کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی خستہ حالی پر کمال مہربانی کی اور ہاتف غیبی کو بھیج دیا۔ حضرت نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ ایک دبلا پتلا شخص کھڑا ہے، اور سلام کہتا ہے۔ حیرت سے پریشان حال ہوا۔ یہ ہاتف کا بھیجا ہوا تھے ہی، غمگسار کو پاکر بہہ نکلے۔ انہوں نے پرزۂ کاغذ پہ کچھ لکھا۔ اُسے لپیٹا اور حضرت کو تھما دیا اور اشارہ کر کے بولے " اس طرف چلے جائیے۔ دھیان رہے کہ راستے میں ایک رات سے زیادہ قیام نہ کرنا، اور یہ خط تیسرے روز پڑھنا" کہا اور غائب ہو گئے۔ انہوں نے وہ پرزۂ کاغذ جان سے عزیز جان کر چھاتی سے لگا لیا اور ہاتف کے ارشاد پہ چل دئے، تین شب و روز کی مسافت کے بعد ایک مسجد میں اترے اور کمال اشتیاق سے اس کاغذ کو کھولا۔ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کاغذ پہ بجز چند القاب نباز مند کے کچھ تحریر نہ تھا۔ یہ جی ہی جی میں پیچ و تاب

Marfat.com

کھا رہے تھے کہ مسجد کے دوسرے کونے میں امام صاحب بیٹھے ان کی بے تابی کو بھانپ رہے تھے، آخر قریب آئے اور بے چینی کا سبب دریافت کیا، یہ محبوب کی تلاش میں دیوانے ہو رہے تھے، سرد آہ بھر کر قصہ درد سنانے لگے، امام صاحب محبت سے بولے گھبرائیے نہیں، مجھے آپ کے حالات کا علم ہے، یہاں سے قریب ہی ایک گاؤں شالا نامی مشہور ہے، وہاں مسجد میں ایک حافظ نابینا رہتے ہیں یہ خط انہیں دے دیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ آپ کی رہنمائی کریں گے۔

حضرت کی جان میں جان آئی اور اللہ کا نام لے کر حافظ صاحب کی طرف چلے، حافظ صاحب قبلہ جن کی دل کی آنکھیں روشن تھیں، حجرہ میں تشریف رکھتے تھے، یہ داخل ہوئے تو کیواڑ بند کر لئے، خط کو ہاتھ میں لے کر بولے "حضرت راقم الحروف نے پاس ادب سے مکتوب الیہ کا پتہ تحریر نہیں کیا، یہ خط جس بزرگ ہستی کو لکھا گیا ہے، ان کا اسمِ گرامی حضرت حاجی قاضی احمد ہے اور وہ گوٹھ قاضی احمد (نزد دم شریف (سندھ) میں رہتے ہیں یہاں سے آٹھ یوم کی مسافت ہے اور انہیں دعا دے کر رخصت کیا۔

اللہ اللہ جس راہرو جادۂ عشق نے بغیر شناسائی منزل چھ سال صرف تلاش اور ابید پر صرف کر دئے ہوں۔ آٹھ روز کا سفر اس کے لئے کیا مشکل ہے، منزل سے آگاہی پاکر خوشی خوشی روانہ ہوئے، ہر قدم پر دل کو دھوکا ہوتا کہ وہ رہی منزل سامنے ——— لیلائے شوق کو بہلاتے پھسلاتے

Marfat.com

آخر انہوں نے منزل کو جا لیا ۔

منزل

حضرت قبلہ جب حضرت قاضی احمد صاحبؒ کے مبارک دیس میں وارد ہوئے تو رات کا وقت تھا ، اندھیری رات بارش ہو رہی تھی ، راستے پانی اور کیچڑ سے اٹے ہوئے تھے ، مگر یہ تھے کہ شوقِ دید میں بے تاب مردانہ وار آگے بڑھے جا رہے تھے ۔ جب دیارِ محبوب کے پاس پہنچے تو گلی میں تین آدمیوں سے مڈ بھیڑ ہو گئی ، ایک کے ہاتھ میں مشعل تھی ، حضرت نے سلام میں پہل فرمائی جواب ملا ، کہ حضرت قبلہ کے حکم سے ہم لوگ آپ ہی کی راہ دیکھ رہے ہیں ۔ چلئے اندر تشریف لے چلئے ! یہ عزت افزائی ـــــ مارے خوشی کے سب مصیبتیں اور تھکن بھول گئے ۔ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ بڑے تپاک سے ملے ارشاد فرمایا کہ اب آرام کیجئے صبح ملیں گے ، خدام سے معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ بھی نہ صرف ان کی آمد کے منتظر تھے بلکہ فرماتے تھے کہ پنجاب سے ایک صاحب بلند استعداد طالب حق آنے والا ہے ، بارگاہ رب العزت میں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے ! یہ اس قدر افزائی پر سجدہ شکر بجا لائے ،

بیعت

صبح جب یہ حضرت قبلہ کے روبرو ہوئے تو انہیں کمال محبت سے سلسلۂ عالیہ میں داخل فرمایا ، اور خوشخبری دی کہ جب ہم مدینہ منورہ میں تھے تو ہمیں

Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارا ایک عزیز علاقہ پنجاب سے بڑی مصیبت جھیل کر تمہارے پاس آئے گا وہ مرست مقبول بارگاہ اور مخمور بادۂ وحدت ہوگا، نیز حکم فرمایا تھا کہ جب وہ بلند ہمت تمہارے پاس پہنچے تو وہ امانت جو تمہیں سونپی گئی ہے اس کے حوالے کر دینا۔"

حضرت ایک حجرہ میں بیٹھ کر ذکر قلبی میں مشغول ہو گئے تھوڑے ہی دن مشق کی تھی کہ آتش عشق کے شعلے تیزی سے بھڑک اٹھے۔ اور جذب کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ سوائے باری تعالیٰ کے کسی چیز کی خواہش نہ رہی، ایک روز حضرت قبلہ کی حاضری میں تھے کہ انہوں نے فرمایا "بعض لوگ آکر کہتے ہیں کہ ہم سید ہیں ہمیں تعظیم کرنی پڑتی ہے مگر دل قبول نہیں کرتا کہ یہ سید ہوں گے۔"

ان کے دل میں خیال ہوا کہ شاید حضرت قبلہ کو شبہ ان کی وجہ سے پیدا ہوا ہے؟ جھٹ حضرت قبلہ نے فرمایا "تمہارے سید ہونے میں کوئی شبہ نہیں؟" حضرت قبلہ کا آنکھیں چار کر کے یہ فرمانا تھا کہ بے ہوش ہو گئے، کوئی سُدھ نہ رہی، دیوانہ وار کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل گئے۔ حالتِ جذب و مستی میں پھرتے۔ جب ذرا افاقہ ہوتا تو سوزِ فراق میں ڈوبے ہوئے عاشقانہ اشعار پڑھتے، طبیعت جو نا موزوں ہوتی، غزلیں خود بخود ذہن سے ڈھل کر نکلنے لگیں، مرست تخلص فرماتے تھے۔ عجیب توحید آمیز کلام تھا آپ کا، چند شعر

Marfat.com

ملاحظہ ہوں،

اے ز حسن بے حجابت در جہاں افسانہ ہا
وے ز شمع روئے تو سوزیست در ہر خانہ ہا
صد ہزاراں عاشقانت مست جرعہ وحدت اند
سر بصحراء دادہ بہر قصد چوں مستانہ ہا

اور کبھی یوں ارشاد فرماتے ہیں،

بہر سوئے کہ رو آرم جمال یار مے بینم
بہر چیزے کہ اندیشم رخ دلدار مے بینم
تجلی عارض شمسش چناں جلوہ نمایاں شد
ہزاراں نازنیں گل رو پری رخسار مے بینم

اور کبھی وحشت زدہ ہو کر سمندر کی طرف دوڑتے اور پلٹ آتے اور کبھی پیر و مرشد کی زیارت کا شوق غالب آتا تو دیارِ محبوب کی طرف رخ کرتے، جونہی نگاہ در و دیوار پر پڑتی بسمل کی طرح زمین پر لوٹتے اور جنگل کو بھاگ جاتے جب جوشِ جنوں میں کمی ہوتی تو حاضرِ خدمت ہوتے۔ ان دنوں حضرت قبلہ انہیں دیکھ کر احباب سے فرمایا کرتے "شہباز توحید بلند پرواز واپس آیا ہے" حضرت قبلہ ممدوح کی مجلس میں حاضر ہوتے تو حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی؛

Marfat.com

گویہ عالم جذب و سکر غیر اختیاری تھا، مگر حضرت کو اس میں بھی کمال لذت محسوس ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ فرماتے ہیں کہ مکڑی کا طمطری دل آیا اور میں نے چند مکڑی بھون کر کھا لیں۔ اسی وقت شوقِ محبت اور ذوقِ مستی سب جاتے رہے۔ حالت غیر ہو گئی۔ رات بھر گریہ زاری کرتے، اور اس جنون و مستی کے لوٹ آنے کی حق سبحانہ و تعالیٰ سے دعائیں مانگتے۔ ایک روز مسجد میں بیٹھ کر روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

ز جام احمدی گر باز یک جرعہ بکام افتد۔
نماے اوج اہوتی ہماں ساعت بدام افتد

کہ حضرت قبلہ تشریف لائے اور مخاطب ہو کر فرمایا "کیوں روتے ہو؟" عرض کیا "حضور جس کا تمام عمر کا اثاثہ لٹ گیا ہو۔ وہ رونے نہ تو اور کیا کرے؟" ارشاد ہوا "وہ شخص مکڑی سے توبہ کیوں نہ کرے"؟ جب قصور سے آگاہ ہوئے تو فی الفور تائب ہوئے حضرت قبلہ نے بھی ازراہ کرم ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ فیض کا دروازہ کھل گیا، اور رحمت کا دریا امنڈ آیا، اور یہ کیف و مستی سے پھر جھومنے لگے۔

حضرت جذب و مستی ہی کے دوران کا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ ایک دن ایک کسان اپنے بیل کو مار رہا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا اور اسے منع کیا مگر وہ سنگ دل حیوان کو اور شدت سے مارنے لگا کہ خود بیہوش ہو کر گر پڑا

Marfat.com

لوگ اُسے اٹھا کر حضرت قبلہ کے پاس لائے۔ اور شکایت کی کہ آپ کے درویش نے اس شخص کا کلیجہ نکال لیا ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "حسین شاہ کلیجہ نہیں نکالتے۔ یہ حالت بتا رہی ہیں" اور اس شخص کو ایک نظر دیکھا۔ وہ فوراً ہوش میں آ گیا۔ اور جب میں سامنے ہوا تو از راہ شفقت میرے جسم پر ہاتھ پھیر رہے تھے کیونکہ کسان نے جس قدر ڈنڈے مارے تھے وہ سب نشانات میرے جسم پر موجود تھے۔ ایک روز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ شعر و شاعری چھوڑ دو کیونکہ یہ چیز ترقی کے راستے میں حائل ہے۔

خلافت

ان کے جذب و سلوک میں کمی واقع ہوئی تو حضرت قبلہ نے ان پر کمال مہربانی کی۔ اور ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک نے تمہیں اس مکان میں ہمارے ساتھ رہنے کی توفیق دی، انہیں تو بہت سے منصب ملے ہیں اس فنا کے دریا میں غرق ہو گئے ہیں۔ انہیں خلافت کی دستار و جبہ عنایت کی نیز وطن مالوف کو رخصت کی تلقین فرمائی۔ حضرت ممدوح نے خط و کتابت میں بڑی محبت سے خطاب کیا اور ان کی محنت شاقہ اور ریاضتوں کا ان الفاظ میں اعتراف فرمایا ہے کہ

سید حسین شاہ نے حق سبحانہ و تعالیٰ کی مہربانی سے احدیت کی کشش کے حاصل کرنے کے بعد امکان کے دائرہ کو پورا طے کیا ہے اور سیر

الی اللہ کو بھی پورے طور پر ختم کرکے فنا مطلق حاصل کی ہے اور مرید کے
درجہ سے مراد کے درجہ پر پہنچ گئے اور اتنی استعداد رکھتے ہیں کہ اگر بندگانِ
خدا میں سے کوئی طالب ان کی بیعت کرکے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل
ہوگا بڑے بڑے فیض سے مستفید ہوگا،،

حضرت جب وطن شریف میں آئے تو ان کی آمد کو نعمت سمجھ کر لوگ پروانہ وار
سلسلۂ مریدی میں داخل ہوئے۔ اور مقصود کو پہنچے۔

سفر حجاز

وطن میں تشریف لانے کے بعد فرماتے ہیں کہ ایک روز جذب کے عالم
میں بیت اللہ شریف کو چل دیا، مگر جب سمندر کے کنارے پر پہنچا تو
یہ حالت جاتی رہی، اور طبیعت میں بیزاری اور بیقراری پیدا ہوگئی۔ کسی پہلو
چین نہ تھا، ناچار حضرت قبلہ کی خدمت میں واپس چلا آیا۔ دیکھ کر فرمایا " بلا
اجازت جارہے تھے ورنہ ہلاک ہوجاتے۔ ابھی اس لائق نہیں ہو، قدرے
توقف کرو۔

آخر کار حضرت قبلہ نے ایک روز انہیں خود ہی حج بیت اللہ پر جانے
کی اجازت مرحمت فرمائی، فرماتے ہیں بظاہر میرے پاس سفر کا سامان ندارد
تھا، لیکن وفور مسرت سے جذبۂ محبت الٰہی اور شوقِ زیارت کا گنجِ فراواں
سنبھالے نہ سنبھلتا تھا، پیادہ پا چل دیا، پیر سوجھ گئے بعد ازاں ان سے خون

Marfat.com

بننے لگا۔ کوئی دن ایسا نہ تھا جب کوئی مصیبت نہ ٹوٹتی تھی، لیکن زیارتِ حرمین شریفین کے شوق کا غلبہ اس بہتات سے تھا کہ ہنسی خوشی سب مصائب برداشت کر رہا تھا۔ سبحان اللہ عشق ہو تو ایسا ہو! ع

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

مختصر یہ کہ حضرت افتاں وخیزاں ایک روز مکہ معظمہ کی پاک سرزمین میں داخل ہو گئے ـــــ اور جب حرم پاک کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حقیقتِ کعبوی آشکار ہونے پر کچھ اور ہی کیفیت ہو گئی، بیخودی اور جذب شکر کی کیفیت ذا لذتیں پھر لوٹ آئیں کہ بے اختیار شعر کہنے لگے، معاً خیال ہوا کہ حضرت قبلہ نے شعر گوئی سے منع فرمایا ہے۔ ”کہیں مبادا خفگی کا شکار نہ ہو جاؤں۔ جب طواف کر رہا تھا تو حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، حضرت قبلہ بھی حضور کی غلامی میں تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا، حسین شاہ گھبراؤ نہیں، خوشی سے طواف کرو۔ میرا ہاتھ تمہاری پشت پر ہے“ فرماتے ہیں اس مژدہ جانفزا سے میری ڈھارس بندھ گئی، بے اختیار نعرہ مارا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا ـــــ“ اور جب حضرت نے ذرا ہوش سنبھالا اور آنکھیں کھول کر عالی مقام کو دیکھا تو انوارِ تجلیاتِ الٰہیہ نے ایسا پکڑا کہ بیقراری سے زمین پر لوٹنے لگے۔ دیگر زائرین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، ایک صاحب پٹیالہ کے رہنے والے مرزا ہمگیس بیگ جو خدام

کعبۃ اللہ میں شمار ہوتے تھے، ان کی مجنونانہ اداؤں پر فریفتہ ہو گئے اور حضرت کی ہمراہی میں رہنے لگے،

فریضۂ حج سے فراغت پا کر حضرت مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے، بہ قدم بہ صاحب لولاکؐ پر جان چھڑکتے اور حضورؐ کی مدح فرماتے جا رہے تھے، اور ایک طویل نعت شریف بھی مرتب فرمائی ذیل میں چند اشعار تبرکاً پیش کئے جاتے ہیں۔

مستم نگِ جنابت یا سید المدینہ
جانم فدائے خاکت یا سید المدینہ

مسکین و مستمندم محزون و دردمندم
سوزندہ چوں سپندم یا سید المدینہ

بے حد گنہگارم جائے اماں ندارم
شرمندہ شرمسارم یا سید المدینہ

عرض حسین مسکیں بہ پذیر بادشہ دیں
کن کرم حال ما بیں یا سید المدینہ

اور جب روضۂ اقدس حضور سرکار دو عالمؐ کے بالمقابل پہنچے تو نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے، کہتے ہیں حضرت بار بار ہوش میں آتے اور بے ہوش ہوتے تھے۔ عاشق صادق تھے۔ ہوش بجا بھی کیونکر ہوتے!

مدینہ منورہ ہی کے قیام میں مرزا ہمگیں بیگ نے حضرت سے سلسلہ

Marfat.com

عالیہ میں داخل ہونے کی درخواست کی حضرت نے ایک خط تحریر کیا اور انہیں پیر و مرشد کے پاس بھیج دیا۔ کہتے ہیں اس مبارک قیام میں حضرت زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جی بھر کر مشرف ہوئے اور عنایات و انعامات شاہانہ سے خوب مالا مال ہوئے اور پختہ ارادہ کر لیا کہ بقیہ عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قدموں میں بسر کریں گے۔ لیکن حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اُن پہ ہزار بار درود و سلام ہو انہیں ارشاد فرمایا کہ وطن میں واپس چلے جائیے وہاں کے لوگ آپ سے ہدایت پائیں گے۔

یہ عرض پرداز ہوئے کہ "میرے دل و جان کی راحت حضورؐ کے دربار گوہر بار میں رہنے سے ہے اور لمحہ بھر کو بھی جی نہیں چاہتا کہ حضور کے ذی جاہ قدموں سے جدا ہوں"۔ حضورؐ گویا ہوئے "تمہارے واپس جانے میں بھی کمال حکمت پوشیدہ ہے، علاوہ مخلوق کو فیض پہنچنے سے آپ کے دامن کی برکت سے ایک ایسا غنچہ پیدا ہوگا کہ چمکتا ہوا سورج بھی اس سے روشنی حاصل کرے گا ـــــ"۔ نیز ارشاد فرمایا کہ "اگر تمہیں کسی خدا رسیدہ سے ملاقات کا اشتیاق ہو تو جہلم کے کنارے گھڑی گھربالی کے علاقہ موضع ممولال میں ایک بزرگ حافظ محمود نامی سکونت رکھتے ہیں، ان کے پاس چلے جانا"۔

دربارِ نبوی سے یہ پیغام ملا تو حضرت بلادل نخواستہ آنکھوں میں آنسو بھر کر دُربارِ محبوبؐ سے چلے آئے۔ اور حضرت قبلہ پیر و مرشد کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہوئے اور وہاں سے برکات حاصل کرتے ہوئے واپس وطن شریف میں پہنچ گئے۔

مُلاقات

کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حضرت حافظ محمود رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، اور دیکھا کہ حافظ صاحب قبلہ سچ مچ منزل رسیدہ اور صاحب کمال بزرگ ہیں، اور مقام تجلی صمدی پر فائز ہیں جہاں عارف کھانے پینے کی فکر سے آزاد ہوتا ہے حافظ صاحب قبلہ بھی کھانا پینا چھوڑ چکے تھے، حضرت ہر چند کھانے اور پینے کا اشارہ کرتے تھے مگر وہ ادھر التفات نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ ان کی مدت عمری بھی گذر گئی۔ حضرت نے حافظ صاحب سے کہا کہ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع لازم ہے، اگر آپ نے طعام کی طرف توجہ نہ کی تو میں ترک صحبت پر مجبور ہو جاؤں گا۔ یہ کہتے ہوئے حضرت نے ایک لقمہ اٹھا کر ان کے منہ میں ڈالا، جسے حافظ صاحب نے قبول کیا، حضرت ہر روز ایک لقمہ ان کے منہ میں ڈال دیتے، باطنی توجہ بھی فرماتے آہستہ آہستہ اُنہیں کھانے کی خواہش ہونے لگی، اور وہ کھانا نوش فرمانے لگے، اس طعام کی برکت سے انہیں مزید ترقی اور عروج حاصل ہوا،

Marfat.com

رشد و ہدایت

حضرت کا زمانہ بڑت پُر آشوب تھا، بندہ بہادر نے ملک میں لُوٹ مچا رکھی تھی، سرہند شریف کی بے حرمتی ہو رہی تھی، مزارات ایسی پاکیزہ جگہ پہ گھوڑے باندھے جاتے تھے، مسلمانوں کے گھروں کو برباد کرنے کے لئے وہاں ہل چلائے جاتے تھے یا انہیں غیر اسلامی شعار قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ غیر مسلموں کی طرح مسلمان عورتیں بھی سر کے بال چوٹی پہ باندھتی تھیں حضرت تشریف لائے تو اس علاقہ سے نہ صرف کفر و شرک کی ان رسومات کو دُور کیا، بلکہ جابجا ذکر و شغل تسبیح و تہلیل کی بنیاد ڈال دی اور یہ فیض مکان شریف دڑنڈہ جھبتڑاں سے دُور دور تک پھیلا۔ ویران مسجدیں بھی نئے سرے سے آباد ہوگئیں پنجاب میں سلسلہ عالیہ حضرت کی سعی جمیلہ سے جاری و ساری ہوا، کہتے ہیں شروع شروع میں حضرت کسی کو بیعت نہ کرتے تھے اور گاہے گاہے اب بھی جذب و سکر سے بیہوش رہتے کہ ایک روز حضور سرکار دو عالم ﷺ نے حکم دیا کہ "فلاں فلاں شخص کو داخل سلسلہ کرو"، چنانچہ جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلے اُن حضرات کو بُلا کر داخل طریقہ فرمایا، بعد ازاں یہ فیض عام ہوگیا۔

حضرت نے بعض مخلصوں کے کہنے سننے پہ عمر کے اواخر حصہ میں نکاح کیا عالم ضعیفی میں اللہ تعالیٰ نے انہیں یکے بعد دیگرے دو فرزند عطا فرمائے خلف میں سید محمد حسن شاہ اور ابو برکات سید امام علی شاہ صاحب رح؟

Marfat.com

مشہور ہیں۔

وصال

حضرت بعمر ترسٹھ (۶۳) سال، صفر ۱۲۴۴ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے مرزا سہگین بیگ رحہ نے حضرت کو غسل دیا اور نزد چھپتڑ کی زمین جو بوجہ حصول برکات اور مناسبت مسکن مبارک حضرت پیر و مرشد (حضرت قاضی احمدؒ) مکان شریف کے نام سے بھی پکاری جاتی ہے دفن ہوئے،

کہتے ہیں جس وقت انہیں قبر میں اتارا گیا تو مرزا صاحبؒ حضرت کے چہرہ مبارک سے کفن اٹھا کر جب آخری بار زیارت سے مشرف ہوئے تو گلوگیر آواز میں فرمایا کہ "جس پایہ کے آپ بزرگ تھے افسوس کہ دنیا نے ان کی قدر نہ کی" ابتداء میں حضرت کی قبر شریف بہت سادہ اور کچی تھی کسی قدر گہرائی میں ہونے کی وجہ سے حضرت کا مدفن بھورے کے نام سے بھی مشہور ہے، اسی سبب حضرت قبلہ کو بھی اکثر لوگ "بھورے والے" کہتے ہیں۔

حضرت کے وصال پر حضرت کے جانشین حضرت سید امام علی شاہؒ نے ذیل کا قطعہ موزوں فرمایا جس سے تاریخ رحلت بھی نکلتی ہے۔

در ماہ صفر چو حضرت مخدومی — بیخود سفر از ایں دائرہ موہومی
تاریخ وفات آں کامل اکمل — دل گفت بگو مرشد مخدومی

۱۲۴۴ھ

ابوالبرکات

قطب الاقطاب حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ولادت
۱۲۱۲ سنہ ھ

رحلت
۱۲۸۲ سنہ ھ

مزار شریف
رتڑ چھتڑ
(مکان شریف)

Marfat.com

بچپن

حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۲۱۲ھ ہجری مقام رتڑ چھتڑ میں ہوئی۔ حضرت کے والد بزرگوار سید حیدر علی شاہ رح طبابت فرماتے تھے۔ حضرت ابھی بچے تھے کہ ان کے سایۂ عاطفت سے محروم ہوگئے۔ دین کی ابتدائی تعلیم مولانا فقیر اللہ دین کوٹی سے حاصل کی اور آبائی پیشہ طبابت کی کتب حافظ محمد رضا اور مولانا نور محمد چشتی سے مطالعہ فرمائیں۔ بچپن ہی سے حضرت کی طبع مبارک میں عشق و گداز اور سوز و ساز بھرا ہوا تھا۔ اور شاعری کی طرف مائل تھے۔ زمانہ تعلیم میں بھی فی البدیہ اشعار کہتے تھے، اس عمر میں ایک مرتبہ شیخ الشیوخ عالم حضرت بابا فرید گنج شکر رح کے مزار پر حاضر ہوئے وہاں ایک منجم بیٹھے تھے، فرماتے ہیں وہ میری طرف غور سے دیکھ کر بولے "اس

Marfat.com

صاحبزادے کا رتبہ بہت بلند ہوگا، اور خاندان کے ایک سن رسیدہ بزرگ سے فیض حاصل کرے گا" یہ ان کی بات پر بہت متعجب ہوئے، خاندان کے تمام لوگ آنکھوں کے آگے گھوم گئے، آخرکار انہی ایام میں فخرِ خاندان حضرت شاہ حسین سے ملاقات ہوگئی حضرت کے بشرے پر فیوضِ رحمانی و تجلیات نورانی کی جلوہ ہوئی کرنوں کو دیکھ کر فرمانے لگے "صاحبزادے کون سی کتاب پڑھتے ہو" یہ ابھی جواب نہ دینے پائے تھے کہ ارشاد فرمایا "مثنوی شریف پڑھا کرو، اس کے مطالعہ سے عمل میں صلاح، اعتقاد میں سچائی، قلب میں روشنی اور روح میں قوت پیدا ہوتی ہے"۔ گویا اعلیحضرت یہ سبق اس بچہ کو دے رہے تھے جس نے ایک دن سرتاج علماء اور امام الاولیا بننا تھا، اور جس کی آمد کی بشارت حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جدِ اعلیٰ کو دی تھی اور جن کی تربیت کے لئے حضرت شاہ حسین رح کو سید الاولین والآخرین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خاص احکام ملے تھے۔

اگلے روز اعلیٰ حضرت نے انہیں طلب کیا اور مثنوی کے چند اشعار کی تشریح فرمائی، حضرت کلیجہ مسوس کر رہ گئے، اس روز کے بعد انہیں بھی کچھ ایسا عشق سا ہوگیا کہ روزانہ کتاب لے کر اعلیٰ حضرت کے پاس جاتے اور باقاعدہ سبق لینے لگے۔ کہتے ہیں مثنوی کی تشریح اور فصاحت اعلیٰ حضرت پر ختم تھی، اس دل نشیں انداز میں بیان فرماتے کہ حاضرین بیخود ہو کر جھوم

Marfat.com

جھوم جاتے۔

بیعت

ادھر تو اعلیٰ حضرت مثنوی شریف کا درس دیتے تھے۔ ادھر ان کے دل میں ان کی عظمت گھر کر رہی تھی۔ فرماتے ہیں کہ دوران تعلیم میں ایک دفعہ اعلیحضرت کے ساتھ حافظ محمود صاحبؒ کے پاس جہلم جانے کا اتفاق ہوا، دونوں اولیاء کاملؒ کے ملاپ سے عجیب و غریب مشاہدات دیکھنے میں آئے۔ گرد و نواح کے لوگ قبلہ حافظ صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ انہوں نے بھی تلقین ارشاد کے لئے درخواست گزار دی، حافظ صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ اللہ پاک تمہیں اپنے مرشد کی محبت کمال عطا کریں۔ ان کا اشارہ اعلیٰ حضرت کی طرف تھا۔ کہتے ہیں اس روز سے میرے دل میں سچ مچ اعلیٰ حضرت کی محبت امنڈ آئی۔ جب واپس ہوئے تو میں نے بیعت کی التجا کی۔ انہوں نے ازراہ عنایت درخواست قبول فرمائی اور مجھے سلسلہ میں داخل کیا، نیز ذکر کی تلقین فرمائی تھوڑے ہی عرصہ کی ریاضت عبادت اور اعلیٰ حضرت کی توجہ سے انہیں وہ مقام حاصل ہو گیا، جس کے لئے سالک سالہا سال مجاہدے کرتے ہیں۔ حضرت کی نظر پارس کی تاثیر رکھتی تھی جدھر نظر اٹھتی مس خام زر خالص بن جاتا، آبادی سے دور ڈھولی ڈھاب تالاب پر کئی کئی رات مراقبہ میں مشغول رہتے اور تنہائی میں اللہ اللہ کرتے۔ اوراد و وظائف کا جو معمول حضرت کے پیر و مرشدؒ نے ان کے لئے مقرر فرمایا تھا اس کی

Marfat.com

تمام عمر کاربند رہے، اعلیٰ حضرت کا از حد احترام فرماتے، اور خوشنودیٔ طبع مبارک کے لئے ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے، کہتے ہیں کہ اعلیحضرت اور ان کی سواری کے گھوڑے کا بول و براز مٹی کے برتن میں بھر کر سر پر رکھتے اور ہر روز دریا میں بہا دیتے، اور طبیعت میں کبھی کراہت محسوس نہ فرماتے، بلکہ جب لوگ طنزاً دریافت کرتے کہ سر پر کیا چیز لئے جاتے ہو؟ تو فرماتے "اس میں" عطر ہے" سنا ہے ایک مرتبہ کسی نے بھرے ہوئے مٹکے کو ان کے سر پر پھوڑ دیا۔ حضرت کا چہرہ مبارک اور کپڑے آلودہ ہو گئے ـــــ جب اعلیٰ حضرت کو اس واقعہ کا علم ہوا تو حضرت پر بے حد مہربان ہوئے ـــــ حضرت کو ان بے بہا خدمات کے صلہ میں حق سبحانہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا، اور حضرت کے چہرے پر ہر وقت ایک نور برستا رہتا تھا۔

حضرت نے احترام پیر کے مبارک جذبہ کو مرشد کے وصال کے بعد بھی ملحوظ رکھا۔ ان کا ایک مشہور خانگی واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ صاحبزادہ حضرت صادق علی شاہ، آپ سے کسی بات پر خفا ہو گئے، مخلصوں نے ہر چند حضرت کی ناراضی کو دور کرنے کی کوشش کی، مگر کامیابی نہ ہوئی، آخر حضرت صاحبزادہ صاحب اعلیٰ حضرت کے مزار پاک پر حاضر ہو کر ملتجی ہوئے کہ اگر کسی کا باپ اپنے بیٹے سے ناخوش ہو تو دین دنیا میں اس کا ٹھکانا نہیں رہتا میرے والد بزرگوار میرے باپ ہیں اور مرشد بھی، خدارا اس ناچیز کی امداد فرمائیے

Marfat.com

حضرت قبلہ کو علم ہوا تو صاحبزادہ صاحب کو بلوا کر فرمایا "تم نے اعلیٰ حضرت سے کیا کہا ہے؟" وہ بولے "آپ پر روشن ہی ہے" حضرت قبلہ فوراً راضی ہو گئے اور فرمایا چونکہ تم بڑی درگاہ پہ پہنچے ہو اس لئے معاف کرتا ہوں۔"

مسندِ ہدایت

کہتے ہیں اعلیٰ حضرت نے اپنی زندگی میں ہی حضرت کو بیعت کی اجازت دے دی تھی۔ رشد و ہدایت کی مسند پر تشریف فرمانے کے بعد حضرت نے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کو بہت فروغ دیا۔ حضرت نے مریدین اور طالبین کو جو ارشادات فرمائے وہ جواہرات سے تولنے کے قابل ہیں۔

احترام پیر کے متعلق فرماتے ہیں "مرید کے دل میں شیخ کا ادب اس درجہ تک چاہیئے کہ پیر کے روبرو بغیر اجازت بات نہ کرے۔ پیر کی طرف بے باکانہ دیکھے، پیر کی محبت کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دے۔ طریقت ادب کا نام ہے۔ بے ادب دین و دنیا کی نعمتوں سے محروم رہتا ہے۔"

مریدین سے خطاب فرماتے ہیں "شیخ کا کلام ہمہ تن گوش ہو کر سنو کیونکہ ان ارشادات کا سننا ہزاروں کتابوں کے مطالعہ سے بڑھ کر ہے اور پیر جس کام کا حکم دے اسے دل و جان سے بجا لاؤ۔"

مرید کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ "مرید وہ ہے جس کی نفسانی خواہشات کو محبت اور شوق الٰہی کی آگ نے جلا کر راکھ کر دیا ہو۔ جب صبح

Marfat.com

سویرے اٹھے تو حسرت اور افسوس کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوں۔ عاجزی اور ناکامی اس کا شعار ہو، گذشتہ اعمال پر نادم ہو اور آئندہ کے لئے پناہ مانگتا ہو۔ نیک کاموں کے لئے تقسیم اوقات کا پابند ہو، جو مصیبتیں، تکلیفیں اور سختیاں پہنچیں صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے جانے۔ اپنے قصور کا اقرار کرتا رہے اور بخشش کا طلبگار رہے کوئی سانس ذکر الٰہی کے بغیر نہ ضائع کرے، بلکہ یہی سمجھے کہ یہ اس کا آخری سانس ہے شاید پھر دم کا آنا ہو نہ ہو۔

حصول فیض کے بارے میں یوں کہتے ہیں کہ "پیر پر جو فیوض اور انوار الٰہی نازل ہوتے ہیں مُرید پر بھی وہی انوار چمکتے ہیں، مرید کو باری تعالیٰ کی بارگاہ سے براہ راست اس لئے فیض حاصل نہیں ہوتا کہ مرید کی ترقی میں اربعہ عناصر اور شہوانی جذبات حائل ہوتے ہیں، پیر چونکہ ان بندھنوں سے آزاد ہو چکا ہوتا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے وابستہ ہوتا ہے اس لئے مرید بھی اس سے فیض پا سکتا ہے۔"

فرماتے ہیں توبہ اس طرح کرے کہ گناہ کا خیال ہی دل میں نہ آئے ——

فرماتے ہیں کل عبادات کا مقصود اللہ جل شانہ وحق سبحانہ کا ذکر ہے۔ پس کسی حالت میں بھی اس سے غافل نہ رہے"، فرمایا "ذکر کی بے شمار فضیلتیں ہیں ذاکر کا دل غیر اللہ سے پاک ہوتا ہے، اس لئے دنیا کی ہر چیز اس کے تابع

Marfat.com

ہوتی ہے" ارشاد کیا "بوجہ فضیلت حضور سید البشر امت محمدی کے جسموں یا چہروں کا مسخ ہونا حق سبحانہ وتعالیٰ کو منظور نہیں۔ البتہ معبود حقیقی سے نہ ڈرنے اور توبہ توڑنے سے لوگوں کے دل مسخ ہو جاتے ہیں لہٰذا وہ گناہوں سے باز نہیں رہتے"

فرماتے ہیں ہر حالت میں توکل اور کام کاج میں مشغول رہنا چاہیے بے کار نہ بیٹھے اور رازق پروردگار کو سمجھے۔ وہ بندے کو ہر حالت میں نفع پہنچاتے ہیں البتہ مقسوم سے زیادہ نا ممکن ہے اس کی شکایت سے حق سبحانہ کی نافرمانی نہ کرے کیونکہ اس میں دو جہان کی خرابی ہے۔ زیادہ لالچ حرام ہے

کرامات

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت کو بسبب اتباع کامل جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو نعمتیں خصوصیت سے عطا فرمائی تھیں، ایک اکسیر حکم نگاہ اور دوسرا نورانی چہرہ ـــــــــ کیونکہ حضرت کی نگاہ مبارک جس کو بھی باطن پر پڑتی اس کی سیاہی دور ہو جاتی۔ اور جو حضرت کا روئے منور دیکھتا اس کا قلب زندہ ہو جاتا۔

چنانچہ ہزاروں غیر مسلم صرف حضرت کی زیارت سے مشرف باسلام ہوئے اور نام کے لاتعداد مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بن گئے ـــــــ اس سے بڑی کرامت اور کیا ہو گی؟

Marfat.com

ایک مرتبہ ایک عورت اپنی بیمار لڑکی کو لے کر حضرت کی خدمت میں دعا کے لئے چلی۔ مگر راستہ میں مریضہ فوت ہوگئی۔ عورت کی ایک ہی اولاد تھی۔ روتی پیٹتی حضرت کی خدمت میں پہنچی۔ حضرت نے ایک نظر مسیحی صفت لڑکی پر ڈالی اور اسی ساعت وہ بھلی چنگی ہوگئی۔

ایک شخص مرض فالج کا پرانا مریض اٹھنے بیٹھنے سے لاچار، گھر والے اسے چارپائی پر ڈال کر حضرت قبلہ کے پاس لے آئے۔ مریض نے حضرت کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور اٹھ کر بیٹھ گیا اور ہمیشہ کے لئے ان کا غلام بن کر رہ گیا۔ کہتے ہیں اس کی تندرستی اور صحت کا یہ عالم تھا کہ سخت جاڑوں میں سرد پانی میں نہاتا، کبھی گرم پانی استعمال نہ کرتا اور کہتا تھا کہ جب سے حضرت کی نظر کیمیا اثر غلام پر پڑی ہے سرد چیزوں کے استعمال کے علاوہ کسی چیز سے چین نہیں پڑتا ——— اور میرے بدن میں ایک آگ سی لگی رہتی ہے۔ حضرت کے در دولت پر روحانی اور جسمانی بیماریوں کے مریض کثرت سے پڑے رہتے۔ آنجناب کی زیارت سے مشرف ہوتے اور صحت پاتے، اکثر جذامی اور کوڑھی حضرت کے وضو کا استعمال شدہ پانی لے کر بدن پر ملتے اور تندرست ہو جاتے۔ اور روحانی امراض میں مبتلا حضرت کی توجہ سے فیض حاصل کرتے۔

ایک روز ایک شخص اپنے نابینا بیٹے کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت میرے اندھیرے گھر کا یہی ایک چراغ ہے۔

Marfat.com

اسے روشن کردیجئے، حضرت نے لعاب دہن اس کی آنکھوں میں ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ دوایک بار یہی "دوائی" استعمال کرو اللہ نے چاہا تو فائدہ ہوگا" چنانچہ دو تین روز ہی میں وہ آنکھوں والا بن گیا ——

ایک روز ایک ساربان در دولت پر حاضر ہو کر معروض ہوا کہ حضرت میری روزی کا سہارا اونٹ اچانک بیمار ہو گیا ہے، اور تھر تھر کانپتا ہے، دعا فرمائیں کہ تندرست ہو جائے۔ حضرت بولے "وہ تو بھلا چنگا ہے" ساربان نے کہا "حضرت یہ بات نہیں ہے وہ دراصل بیمار ہے" جب تیسری بار اس نے یہی بات دہرائی، اور اونٹ کو حضرت کے دروازے پر لا کھڑا کیا، حضرت نے حاضرین میں سے چند ایک سے فرمایا کہ دیکھو تو اونٹ بھلا ماندہ ہے! لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے حضرت وہ تو بالکل تندرست ہے" ساربان مذکور نے بھی اعتراف کیا اور حضرت کی سبحانی کے گن گاتا ہوا چلا گیا ——

حضرت کے ایک خادم میاں دل احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے گھر میں سخت بیمار ہو گیا، عزیز واقارب زندگی سے مایوس تھے۔ میں نے حضرت کا تصور کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضور تشریف لے آئے ہیں، اور چہرہ مبارک اس قدر روشن ہے کہ تمام گھر منور ہو گیا، میں نے فرط انبساط سے اٹھنا چاہا کہ حضرت نے ہاتھ سے منع فرمایا کہ بیٹھے رہو اللہ پاک نے تمہیں صحت دے دی ہے، چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد میرا مرض کافور ہو گیا

Marfat.com

اور میں بالکل تندرست تھا۔ سبحان اللہ تصور میں بھی یہ تاثیر! ع مسیحا ہو تو ایسا ہو!

مرأۃ المحققین

ابوالبرکات حضرت سید امام علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات گوہر بار کی ایک جھلک مضمون ہذا میں درج ہو چکی ہے تاہم حضرت کی مایہ ناز تصنیف بزبان فارسی مرأۃ المحققین کا ذکر یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اولیائے کرام جس طرح گفتار میں بہت محتاط ہوتے ہیں اور بلا ضرورت ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالتے اسی طرح ان کے قلم صد رشک سے بھی کوئی حرف بغیر ضرورت ترشح نہیں ہوتا۔ حضرت ممدوح کی اس تصنیف کے ایک حصہ میں قطب الاقطاب شہباز توحید حضرت سید حسین شاہ رح کے حالات مبارکہ درج ہیں اور دوسرے حصہ میں حضرت ممدوح کے کلمات متبرکہ پیش کئے گئے ہیں۔ جن سے حضرت قبلہ کی تحریری اور فن کارانہ صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے۔ کتاب نہایت دلکش اور موثر انداز میں لکھی گئی ہے کہ بار بار اس کے مطالعہ کو جی چاہتا ہے۔ شہباز توحید حضرت حسین شاہ صاحبؒ کے جذبات کی ایک جگہ کیا ادیبانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے فرماتے ہیں،

"عشق وہ شعلہ ہے کہ جب روشن ہوتا ہے جو کچھ محبوب کے سوا ہو اُسے جلا دیتا ہے، اور لا کی تلوار غیر کے قتل کے لئے لٹکتا ہے۔

Marfat.com

پس دیکھ کہ لا کے بعد کیا رہتا ہے؟ اللہ کے بجز کوئی چیز نہیں رہتی"

حضرت قبلہ اس عالم رنگ و بو کے طلسمی ماحول سے گلوخلاصی پانے کا کیا عمدہ نسخہ بیان فرماتے ہیں — کہ

حق سبحانہ و تعالیٰ جل شانہ اور بندہ کے درمیان اس موجودات کی صورتیں جو دل پر منقش ہیں بہت بڑا حجاب ہیں اور یہ نقوش لوح دل پر بری صحبتیں اختیار کرنے، سیر سپاٹے کرنے اور طرح طرح کے رنگوں اور صورتوں کے دیکھنے سے اور گہرے ہوتے ہیں اور دل میں گھر کر لیتے ہیں۔ اور گلوخلاصی پانے کے لئے بڑی محنت اور مشقت سے ان کی نفی کرنی چاہئے —!

ان نقوش میں مزید ترقی کی بڑی وجہ اخلاق بگاڑنے والی کتابوں کا مطالعہ اور ادھر ادھر کی بیکار باتیں، اور راگ رنگ کی محفلوں میں شرکت کرنا ہے۔ یہ سب مشاغل حق سبحانہ و تعالیٰ سے دوری اور غفلت کا باعث ہیں۔ جو چیزیں ان نقوش کو تقویت دینے والی ہیں ضرورت ہے کہ ان سے پرہیز کیا جائے اور دماغی قلب کے ساتھ ساتھ خداوند کریم کی طرف بھی رجوع ہو۔ کیونکہ قانون قدرت یہی ہے کہ بغیر محنت اور مشقت اور ترک لذت اور تمام شہوتوں کے مراد حاصل نہیں ہوتی۔

آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اے عزیز آرام تو آخرت میں ہے۔ چند روزہ اس سرائے فانی میں بجا لاتا کہ تجھے ہمیشہ کا آرام ہو۔ پس تمام احوال میں بزرگان قدیم کی پیروی کر اور طریقہ اہل سنت والجماعت کو لازم پکڑ فقہ اور حدیث کا علم حاصل کر، ہمیشہ نماز باجماعت ادا کر شہرت سے اجتناب کر کیونکہ شہرت حاصل کرنے میں آفت ہے، مرتبہ پر فخر نہ کر، ہمہ گمنام رہ۔"

خلفا اور رحلت

حضرت بھی آخری ایام میں اکثر بیمار رہتے تھے۔ ۱۴ شوال ۱۲۸۲ھ بروز جمعرات اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے اور مکان شریف میں دفن ہوئے حضرت کے وصال کے بعد صاحبزادہ سید صادق علی شاہ مسند ہدایت پر رونق افروز ہوئے حضرت بابا انبرالدین رحمتہ اللہ علیہ کو بھی خلعت خلافت حاصل تھی۔ ان کے علاوہ حضرت نے اور متعدد خلفا کو بھی اجازت بیعت دے رکھی تھی۔

حضرت سید صادق علیشاہ

حضرت قبلہ قطب الاقطاب کے فرزند دلبند تھے، حضرت کے معتقدین اور خلفاء عظام ان کا بہت احترام کرتے تھے، سید صاحب حضرت قبلہ کے فرامین پر پابند اور ان کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ پینتیس سال مسند ہدایت پر تشریف فرما رہے اور اس عرصہ میں بیشمار مخلوق کو راہ ہدایت دکھائی۔ نورانی صورت باکرامت بزرگ تھے۔ شعبان کے مبارک مہینہ ۱۳۱۷ھ میں اس مقام فنا سے عالم بقا کو تشریف لے گئے ان کا مدفن بھی مکان شریف میں حضرت قبلہ کے مدفن کے برابر میں ہے۔

Marfat.com

امیرِ طریقت

حضرت خواجہ بابا امیر الدین رحمتہ اللہ علیہ

رحلت	ولادت
۱۳۳۱ھ	۱۲۰۷ھ

مزار شریف
کوٹلہ پنج بیگ
(ضلع شیخوپورہ)

Marfat.com

ابتداء

حضرت بابا امیر الدین رحمتہ اللہ علیہ ایک معزز ککے زئی پٹھان خاندان میں مقام دھرم کوٹ متصل مکان شریف ضلع گورداسپور (پنجاب) میں ۱۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے، معمولی تعلیم حاصل کی۔ حضرت کو اوائل عمر سے ہی مکان شریف سے از حد محبت تھی، حضرت قبلہ سید امام علی شاہؒ اگرچہ عمر میں حضرت خواجہ سے پانچ چھ برس چھوٹے تھے، تاہم بوجہ شرفِ بزرگی حضرت ان کا بیحد احترام فرماتے بیعت کا شرف بھی انہیں حضرت قبلہ ہی سے حاصل ہوا۔ وہ بھی ان سے بہت محبت فرماتے تھے اور ان پر بہت مہربان تھے، یہ ہر دم حضرت قبلہ کی چوکھٹ پر پڑے رہتے، ایک لمحہ کی جدائی بھی گوارا نہ فرماتے، دراز قد اور خوبرو جوان تھے۔ صحت اور تندرستی قابلِ رشک تھی، حضرت قبلہ نے فرمایا۔

Marfat.com

ملازمت کر لو"۔ انہیں کیا عذر تھا، حضرت قبلہ کے حکم کے آگے سر جھکا دیا۔
حضرت قبلہ نے سفارش فرمائی انہیں تھانیداری مل گئی۔ لاہور سے جو سڑک
سیدھی ملتان کو جاتی ہے، وہاں ہیں کے پاس ایک گاؤں ہلہ آباد ہے۔ وہاں
پولیس کی چوکی تھی اس چوکی پر حضرت کا بعہدہ انچارج تقرر ہو گیا۔ چوکی کے
قریب ایک ٹیلہ تھا حضرت نے پنجگانہ نماز کی ادائیگی کے لئے وہاں پر ایک مسجد
بنوائی، اور دعا فرمائی کہ "یا باری تعالیٰ یہ جگہ آباد ہو تاکہ لوگ کثرت سے مسجد میں
آئیں اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت بجا لائیں۔ چنانچہ حضرت کی دعا سے
وہاں آبادی ہو گئی اور وہ جگہ ہلہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس جگہ نہر کا ہیڈ
بھی ہے۔

عبادت و ریاضت

حضرت کی ملازمت کو تین برس ہوئے تھے کہ طبیعت بھر گئی، طبیعت کا
میلان یادِ الٰہی کی طرف تھا۔ دل "اسم ذات" کا گھر بن چکا تھا، غیر کی ملازمت
پر کتے بھی تو کیونکر، جب دل میں معبودِ حقیقی سما جائے تو کسی دوسرے کے
لئے جگہ ہونا مشکل ہے، حضرت اس سرکاری ملازمت سے مستعفی ہو گئے۔ غیر
کی غلامی سے منہ موڑ کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ حاضری
ایسی تھی کہ حضرت کو سچ مچ عمر بھر کسی غیر کی ملازمت کی ضرورت نہ رہی۔ حضرت
قبلہ منبعِ فیض تھے، ولایت نقشبندیہ کا تاج سر پر تھا۔ ان کا رجحان حق سبحانہ

Marfat.com

وتعالیٰ کی طرف دیکھی تو آپ کو خصوصی عنایات سے نوازے۔ تلقین ارشاد فرماکر دریا کے کنارے پر متکف ہونے کا حکم دیا اور دو آدمی بطور حفاظت ہمراہ کر دیئے گئے کہ حالت وجد و سکر میں کہیں دریا میں نہ گر پڑیں۔ آپ وہاں تمام تنہائی میں مصروف "یادِ خدا" میں اس قدر دلجمعی حاصل ہوئی کہ حضرت پر فیوض و برکات کی بارش ہونے لگی کہتے ہیں ان دنوں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی زیارت بھی ہوئی اور حضرت شب و روز ذکرِ حق میں مصروف رہنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت قبلہ نے انہیں واپس بلوا لیا۔

نئی تعیناتی

یہ وہ زمانہ تھا جب سکھوں کی بدامنی کا دور ختم ہو رہا تھا اور انگریزی حکومت پنجاب پر تسلط جما رہی تھی۔ حضرت قبلہ امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کی زمانے میں دھوم تھی۔ انگریز نے ان کی زندگی کے اعتراف میں تحصیل شکرگڑھ میں نو سو گھماؤں اراضی کا ایک قطعہ خدمتِ اقدس میں گزارا جسے حضرت ممدوح نے بخوشی قبول فرمایا۔ حضرت نے اس جاگیر کا قبضہ لینے کے لئے چند درویشوں کو بھیجا مگر وہ لوگ قبضہ نہ دیتے تھے۔ حضرت قبلہ کی مردم شناس نگاہیں حضرت خواجہ پر پڑیں، انہیں وہاں جانے کا حکم دیا۔ حضرت خواجہ تن و توش میں قوی الجثہ تھے۔ حضرت ممدوح کی دعائیں بھی شریکِ حال تھیں، لہٰذا ظاہری اور باطنی قوتوں سے تھوڑے ہی دنوں میں ان لوگوں پر قابو پا لیا۔ مقبوضہ

Marfat.com

قطعہ زمین جو کوٹلہ پنجو بیگ کے نام سے مشہور ہے ۔ ہاں کا شتکاروں کو دیکھنے کے بعد حضرت خواجہ بھی اس جگہ مقیم ہو گئے ۔ روایت ہے کہ ایک شوریدہ سر مزارعہ نے شروع شروع میں حضرت خواجہ کو پریشان کرنا چاہا مگر جلد ہی کیفر کردار کو پہنچا اسے بیماری نے آدبوچا اور جسم میں کیڑے پڑ گئے ۔ اور اسی حالت میں دنیا سے چل بسا اور حضرت خواجہ بحمد اللہ وہاں کے لوگوں کو مشغول کرنے کے بعد انہیں روحانی نعمتوں سے بھی مالا مال کرنے لگے اور اس "بنجر" علاقہ میں ذکرِ حق کی پھر اس طرح تخم ریزی کی کہ دُور دُور تک حضرت خواجہ کی بزرگی کا شہرہ ہو گیا اور لوگ جوق در جوق داخلِ سلسلہ ہونے لگے۔

خوارق و عادات

سب سے بڑی کرامت تو یہ ہے کہ ولی اللہ بھی تو ذو تعالی کا برگزیدہ اور اس کے برگزیدہ نبی برحق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع ہو اور خلقت کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے ۔ حضرت خواجہ نے نہ صرف ولایت کے منصب کو کمال خوبی سے بحال رکھا بلکہ دنیا کو ایک ایسے ولی کامل سے روشناس کیا کہ ولایت کے منکرین بھی تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکے ۔ اور یہ حضرت خواجہ کی یہ سب سے بڑی کرامت ہے کہ انہوں نے **دنیا کو** حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری سے روشناس کیا اللہ پاک نے بہت پہلے سے حضرت پر ان کی پیدائش کا سال منکشف کر دیا تھا چنانچہ حضرت شرقپور میں تشریف

Marfat.com

ہوتے اور حق سبحانہ تعالیٰ کے اس پیدا ہونے والے دوست اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس "بہادر شیر" کی آمد آمد کی خوشبوئیں سونگھتے۔ اور اس بڑے اعزاز کے حصول پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر بجا لاتے۔

فرمایا کرتے کہ "جب حق سبحانہ و تعالیٰ آخرت میں مجھ سے سوال کریں گے کہ دنیا سے کیا لے کر آئے ہو تو میں یہ محمد کو پیش کر دوں گا۔"

ایک روز فرمایا "میری اور حضرت میاں صاحب کی مثال حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی کی سی ہے۔"

جب حضرت میاں صاحب قبلہ ان سے بیعت ہوئے تو شرقپور اور گرد و نواح کے چند اور لوگ بھی حضرت خواجہ رح کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔ لوگ انہیں بلحاظ عمر اور چہرہ کی نورانیت کے ازراہ محبت "بابا صاحب" کہتے تھے۔ حضرت بابا صاحب بہت خلیق اور باوضع بزرگ تھے عقیدت مندوں کے ہاں جانے سے گریز نہ کرتے بلکہ ان سے ملنے کے لئے اک دور دور جگہ پر تشریف لے جاتے۔ جہاں جہاں حضرت بابا صاحب رح کے مبارک قدم پڑے وہ جگہیں ان کے "خوارق و کرامات" کا مرکز بن گئیں۔ شرقپور شریف جس سے حضرت بابا صاحب رح کو دلی لگاؤ تھا، بکثرت تشریف لا شہر دریائے راوی کے کنارے پر آباد ہے۔ جب کبھی دریا میں طغیانی آتی تو

Marfat.com

پھر بھی زد میں آجاتا۔ ایک مرتبہ طغیانی کے دنوں میں لوگوں نے حضرت بابا صاحبؒ
سے دُعا کے لئے درخواست کی۔ حضرت بابا صاحبؒ نے اپنا رومال انہیں دے
کر فرمایا کہ دریا کو سلام کہو اور میرا رومال اُسے دکھا دو انشاء اللہ کبھی گزند نہیں
پہنچائے گا۔ لوگوں نے حسبِ ارشاد تعمیل کی۔ دریا ایک ہی رات میں دو میل
پیچھے ہٹ گیا۔

راقم الحروف کے والد بزرگوار منشی محمد الدین صاحب جو قبلہ حضرت میاں صاحبؒ
کی عنایت سے حضرت بابا صاحبؒ کے مرید ہیں آج سے پچاس سال قبل کا
ایک عجیب واقعہ بیان کرتے ہیں کہ موضع پچہ نگر [illegible] منتظم رائے ونڈ میں اُن دنوں
وہ نئے مختار ہو کر گئے تھے۔ جب گئے تو موجودہ مالک دیوان [illegible] صاحب کے
بزرگوں کو انگریزی حکومت سے ملی تھی۔ اور جب ان کی عملداری میں آئی تو
مزارعین نے مالک کو حصہ دینے سے انکار کر دیا اور فساد پر آمادہ ہو گئے۔ قبلہ
والد بزرگوار بہت گھبرائے آخر کار ان لوگوں سے مقدمہ بازی کی نوبت ہوئی۔
اور وہ دشمن ہو گئے۔ انہوں نے قبلہ حضرت بابا صاحبؒ کو حالات سے آگاہ
کیا اور استمداد کی درخواست کی۔ حضرت قبلہ نے جواباً ہمت افزا خط تحریر
فرمایا اور فتح کا مژدہ دیا۔ چنانچہ مقدمہ کا فیصلہ ان کے حق میں ہوا۔ حکومت
نے پولیس کی وساطت سے مزارعوں کو اراضی سے بے دخل کر دیا۔ اور یہ
امن وامان سے رہنے لگے۔ اور مالک کی نظروں میں بھی کھب گئے۔ بعض لوگ

Marfat.com

میں قریب پر لطف بھی کہتے کہ مختار صاحب کے مرشد چونکہ باکمال ہیں لہٰذا انہوں نے ہندو کو یہی "تعویذ دھاگہ" انہیں دے رکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ تعویذ کے لئے میں بھی گیا تو لوگوں نے میری جامہ تلاشی کرا دی کہ کچھ پاس ہوتا تو نکلتا ـــــ وہ تو حضرت قبلہ بابا صاحبؒ کی مقطع و عاشقی اور بس۔ حضرت قبلہ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اس تاریخی خط کا عکس کتاب کے آخری حصے میں کہیں موجود ہے۔

والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت بابا صاحب رح بااطلاع مجھ سے ملنے کے لئے پریم نگر تشریف لے آئے۔ میں ایک مقدمہ میں قصور گئے ہوئے تھے اور وہاں سے اگلے روز انہیں سیدھے لاہور عدالت کی پیشی میں حاضر ہونا تھا۔ جب قبلہ بابا صاحبؒ نے ان کے نائب سے والد صاحب کے متعلق دریافت فرمایا تو اس نے واقعات سے مطلع کیا۔ حضرت قبلہ سن کر بولے کہ نہیں وہ آج ہی واپس آئیں گے۔ اس روز شام کو لاہور جانے والی گاڑی جب رائے ونڈ اسٹیشن پہ رکی۔ تو قبلہ والد صاحب یاد کرتے ہیں کہ بابا صاحب ان کے ڈبے کی طرف چلے آرہے ہیں۔ وہ آتے ہی انہیں پریم نگر جانے کی تاکید کی۔ یہ صبح عدالت میں حاضری کا عذر کرنے لگے۔ بتایا کہ ٹکٹ بھی لاہور ہی کا لیا ہے۔ دام بیکار جائیں گے مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور لگے کہ بولے تمہیں جو کہا جاتا ہے وہی کرو۔" چنانچہ یہ اس گاڑی سے اتر کر پریم

Marfat.com

جانے والی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ اور جو عشا کے لگ بھگ گاؤں میں پہنچتے ہیں تو
وہاں قبلہ حضرت باباصاحب رونق افروز ہیں۔ اور جب اس راز سے آگاہ ہوئے
کہ انہیں بھیجا نہیں گیا بلکہ بلوایا گیا ہے تو شام کو راولپنڈی کے اسٹیشن پر
جو مالک سے کشمکش ہوئی تھی اس کی اصلیت کھل گئی۔

والد صاحب بتاتے ہیں کہ موضع مذکور میں ایک دفعہ طاعون کی بیماری
پھیل گئی۔ یہ حضرت باباصاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کاغذ
پر ایک دعا تحریر فرمادی کہ اسے اپنے مکان کے دروازے پر لگا دینا اور پانچ
پیسے فی سبیل اللہ کسی مسکین کو خیرات کر دینا۔ انشاء اللہ وہ مکان اس آفت سے محفوظ
رہے گا۔ نیز فرمایا کہ تمہیں اس کے تحریر کرنے اور دوسروں کو دینے کی بھی اجازت ہے
جو اسے گھر کے دروازے پر لگائے گا اللہ پاک اُسے طاعون سے امن دے گا۔
چنانچہ انہوں نے اس دعائے پاک کو جہاں اور جب بھی استعمال کیا،
درست پایا۔

بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت باباصاحبؒ کے ایک خادم شامتِ اعمال سے
ہڈ پھنسی میں مبتلا ہو گئے۔ ان کی اہلیہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معروض
ہوئی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ تم گھر جاؤ وہ راہِ راست پر آجائے گا۔ کہتے ہیں
خادم مذکور کو پیشاب کی سخت تکلیف لاحق ہو گئی۔ ان کی عورت دوبارہ
حضرت قبلہ کے پاس آئی اور دعا کی طلبگار ہوئی۔ حضرت نے ایک خادم کو

Marfat.com

تم لو جیسی کہ مریض کے گرم رنگ سے ٹکور کرو، اور ساتھ ساتھ یہ آیت شریف پڑھو نعم المولیٰ ونعم النصیر انشاءاللہ سے آفاقہ ہوگا۔ حضرت کے فرمودہ پر عمل کرنے سے مریض شفایاب ہوگیا۔ اور بدچلنی سے توبہ کر لی۔ اس کی بیوی بہت خوش ہوئی۔ مگر حضرت قبلہ نے اسے فرمایا کہ آئندہ کبھی اس طرح فتنہ کے پاس نہ آنا۔ میاں بیوی میں ایسی صلح ہوئی کہ اُسے پھر شکایت کی ضرورت ہی نہ پڑی۔

قبلہ بزرگوار کہتے ہیں کہ دورانِ ملازمت میں جب کبھی مالک سے ان بن ہو جاتی تو حضرت بابا صاحبؒ سے رجوع کرتا اور حضرت قبلہ رح فرماتے کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو وہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہو سکتا۔ تم جاؤ اپنا کام کرو۔ وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ چنانچہ جب یہ لوٹ کر آتے تو حالات معتدل ہوتے گویا پہلے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

حضرت بابا صاحبؒ جب کسی ملنے والے کو رخصت فرماتے تو اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرماتے "جان و مال خدا کے حوالے" وداع ہونے والے پر ان الفاظ کا بہت اثر ہوتا اور اس پر ایک کیفیت سی طاری ہو جاتی۔

تصورِ شیخ کے بارے میں حضرت بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح کونجیں پہاڑوں میں انڈے دے کر دور نکل جاتی ہیں اور انڈوں کا خیال دل میں رکھتی ہیں اور اس تصور ہی سے ان کے بچے نکل آتے، یہی صورت

Marfat.com

ی کی ہے کہ وہ جو بیج مرید صادق کے دل میں بوتا ہے۔ خواہ وہ دیر ہی کیوں
ہو ضرور پودا بن کر بار آور ہوتا ہے۔ البتہ مرید کے اعتقاد میں استقامت
ضروری ہے۔

وصال

حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سو سال کی طویل عمر پائی بے حد
عبادت گزار تھے، گھنٹوں دو زانوں بیٹھ کر درود شریف پڑھتے اور دیگر اوراد
بجالاتے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے عاشق تھے۔ عمر کے اواخر میں
فالج کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے جس سے اڑھائی سال بیمار رہے۔ طوالتِ
عمر کے متعلق فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی درازیٔ عمر کی دعا بھی بعض اوقات آفت
بن جاتی ہے، حقیقت میں یہ دعا نہیں "بددعا" ہوتی ہے ـــ بیماری کے باوجود
حضرت بابا صاحبؒ عبادت و ریاضت میں بدستور مشغول رہتے، آخر ایک
روز بتاریخ ۹ ذیقعد ۱۳۲۱ ہجری کو جامۂ ظاہری چھوڑ کر اللہ پاک
سے مل گئے اور کوٹلہ پنجو بیگ ہی میں دفن ہوئے۔

اولاد و خلفاء

حضرت قبلہ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے تھے۔ خواجہ
کرامت اللہ صاحب کے ذمہ جاگیر کا انتظام تھا اور دوسرے صاحبزادہ
نعمت اللہ صاحب محکمہ پولیس میں اسسٹنٹ تھے آج کل حضرت خواجہ کرامت اللہ

Marfat.com

کے صاحبزادے خورشید محمد صاحب حضرت بابا صاحبؒ کے سجادہ نشین ہیں
البتہ روحانی سلطنت کی باگ ڈور قبلہ حضرت بابا صاحبؒ نے شبیر با
حضرت میاں شیر محمدؒ شرقپوری کو سونپی تھی۔ حضرت بابا صاحبؒ
شاعری سے بھی شغف تھا۔ عموماً پنجابی زبان میں شعر کہتے تھے۔ پیرو مرشد حضرت
سید امام علی شاہ صاحبؒ کی تعریف میں پنجابی میں ایک کتابچہ "چشمہ فیض" کے
نام سے لکھا تھا جسے بعد ازاں حضرت قبلہ میاں صاحبؒ نے شائع فرمایا تھا
حضرت بابا صاحب کا تصنیف کردہ دعائیہ شجرہ شریف بھی اس میں شامل
ہے۔ تبرکاً دو شعر پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھتے ہیں:

بندہ اس دی صفت نوں کیہہ کجھ کرے بیان
جس دی صفت لولاک ہے کہہ دا خود سبحان

اور حضرت پیرو مرشد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

خلقت وچہ ولائیتاں پایا فیض تمام
روشن کیتا دین نوں حضرت علے امام

Marfat.com

شیرِ ربّانی

مجدّدِ عصر قطبِ زماں حضرت میاں شیر محمّد رحمتہ اللہ علیہ

رحلت	ولادت
۱۳۴۷ھ	۱۲۸۲ھ

مزار شریف

(قصبہ) شرق پور

Marfat.com

مورثانِ اعلیٰ

باندہ نسبی

مجدد عصر، قطب زمانہ، عاشقِ ربانی، شیر یزدانی حضرت قبلہ میاں
شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حالات مبارکہ قلمبند کرنے سے پہلے بہ ضرور
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قبلہؒ کے اجداد عظام کے حالات مختصراً ہدیۂ قارئین
کرام کئے جائیں نیز حضرت شیر ربانیؒ کے اس خطۂ پاک کے متعلق بھی کچھ
عرض کیا جائے جسے حضرت ممدوح کے وطن مالوف ہونے کا شرف حاصل
ہوا۔ حضرت قبلہ کے آبا و اجداد کابل کے رہنے والے تھے، بوجہ علم و فضل لوگ
انہیں "مخدوم" کے عزت نام سے یاد کرتے تھے۔ افغانستان کے یہ لوگ شاہی
خاندان کے استاد بھی تھے۔ جب برِاعظم ہندوستان میں اسلام کا پرچم بلند
ہوا اور جا بجا اسلامی سلطنتیں قائم ہوئیں تو اور لوگوں کی طرح حضرت

Marfat.com

قبلہ کے مورثِ اعلیٰ بھی پٹھانوں کے ساتھ شہر قصور میں آکر بس گئے، قصور اس زمانہ میں ہر اعتبار سے قابلِ رشک شہر تھا۔ ہر جگہ دینی درس گاہیں کھلی تھیں۔ چنانچہ حضرت ممدوح کے اجداد نے یہاں آکر بھی اس باوقار آبائی شغل کو جاری رکھا، درس و تدریس و کتابت قرآن پاک سے کسب معاش فرماتے۔ ایک روایت ہے کہ ان کے بزرگ افغانستان سے پہلے دیپال پور میں آئے اور یہاں سے بوجہ قحط سالی بعض افراد شہر قصور کے مختلف حصوں میں آکر آباد ہو گئے، ان میں سے ایک صاحب کوٹ پکا کے قلعہ میں مقیم ہوئے تھے جن کا نام ہاشم تھا، ان کے بیٹے حافظ محمد تھے اور ان کی پشت سے حضرت صالح محمد ہوئے ہیں یہ صاحب قرآن پاک کی کتابت سے گزر اوقات کرتے تھے، چنانچہ جب ذات کے بارے میں ان سے پوچھا جاتا تو فرماتے "ما خوشنویسیم" حضرت صالح محمد اسم بامسمیٰ تھے کہتے ہیں ایک مرتبہ قصور کے نواب صاحب نے حضرت سے کہلا بھیجا، کہ ہماری گائے ابھی بیاہی ہے مگر نہ بچے کو دودھ پینے دیتی ہے نہ ہمیں ہی دودھ پلاتی ہے؛ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ گائے سے کہئے کہ ہم نے تمہاری خدمت کی، پالا پوسا، اب تو ہمیں دودھ کیوں نہیں دیتی؟! اس روز سے گائے دودھ دینے لگی۔

نقل مکانی

حضرت صالح محمد کے بعد اُن کے بیٹے حافظ محمد عمر صاحب بھی جد بزرگوار

کی طرح بہت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے طبابت فرماتے تھے مگر فن خطاطی کے بھی ماہر تھے، ان کے ایک چھوٹے بھائی حضرت مولوی غلام رسول تھے جو کوٹ حاجی راںجھے خاں میں رہتے تھے ان کے مکان میں ایک تہ خانہ تھا، جس میں یہ چلہ کشی اور عبادت فرماتے تھے۔ کہتے ہیں جب اس معزز خاندان نے کابل سے نقل مکانی کی تو حضرت قبلہ کے آباؤ اجداد میں سے ایک صاحب کے نرینہ اولاد نہ تھی، ایک روز ان کی اہلیہ نے سنا کہ یہیں کہیں غار میں کوئی بزرگ معتکف ہیں، اور ان کی دعا سے اللہ پاک اولاد عطا کرتے ہیں انہوں نے اپنے شوہر سے ذکر کیا، اور ان بزرگ کے پاس جانے کی اجازت چاہی، وہ بولے "اگر یہ بات ہے تو میں خود وہاں حاضر ہوتا ہوں" چنانچہ وہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور دُعا کے لئے التجا کی، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند سے نوازے گا۔ اس کا نام "شیر محمدؒ" رکھنا۔ چنانچہ جب صاحبزادہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام کسی وجہ سے غلام رسول رکھا، اور یہ وہی صاحب تھے جو بڑے ہوکر مولوی غلام رسول صاحب کے نام سے ملقب ہوئے، اپنے وقت کے فاضل اجل تھے اور ان کے فتوے چلتے تھے، حاکم قصور نواب الدین خاں کے کسی وجہ سے رنجیت سنگھ سے تعلقات خراب ہوگئے۔ راجہ کی قصور پر آنکھ تھی، اس نے یورش کی اور شہر کو تخت و تاراج کیا، دو تین سال بعد نواب قطب الدین قصور کے حاکم مقرر ہوئے، ان کے عہد میں بھی راجہ نے فوج کشی کی اور شہر کا رہا سہا سہاگ بھی

Marfat.com

لوٹ لیا، وہاں کال پڑ گیا اور باشندے تتر بتر ہو گئے۔ مولوی غلام رسول صاحبؒ بھی افتادِ زمانہ کے ہاتھوں اس شہر سے حجرہ شاہ مقیم میں چلے آئے، اور یہاں ایک مسجد میں اُترے۔ خوبیٔ قسمت سے وہاں دو نو عمر صاحبزادے تختی پر خوشخطی کی مشق کر رہے تھے، مولوی صاحبؒ بھی آباؤ اجداد کی طرح اس فن میں مہارت رکھتے تھے، لڑکوں سے تختی لے کر "ا۔ب" برائے مشق لکھ دیا، بچے تختیاں لیکر گھر پہنچے تو ان کے والد صاحب سجادہ حضرت شیخ قطب علی امامؒ نے جب خط پر نظر ڈالی تو "فن" نے صاحب کمال کا پتہ دیا، فوراً بچوں کے بتانے پر مسجد میں تشریف لائے اور صاحب فن سے اتہ پتہ دریافت کیا، قبلہ مولانا صاحبؒ غم کے ستائے ہوئے تھے ہی، حضرت شیخ امام صاحبؒ نے ڈھارس باندھی انہیں اپنے ہاں ٹھہرا لیا، اور بچوں کو اُن کے سپرد کر دیا، حضرت شیخ امام صاحبؒ بزرگ تھے، اس پر مہربانی مولانا صاحب نے ان کے ہاتھ پر بیعت بھی فرمائی، مگر وہ جو کہتے ہیں کہ قسمت کا لکھا ہو کر رہتا ہے، گردشِ ایام نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا، دشمنوں نے حجرہ شاہ مقیم پر بھی حملہ کر دیا۔ اور مولانا غلام رسول صاحب کو وہاں سے بھی نکلنا پڑا۔ کہتے ہیں قبلہ مولوی صاحب دو سید زادوں کے ہمراہ جب وہاں سے نکلے تو جان کے خوف سے ایک اجڑے کنوئیں میں چھپ گئے، جہاں ان کے شاگرد انہیں کھانا پہنچا دیتے، آخر چند یوم کے بعد حضرت شیخ قطب امام صاحبؒ کے فرمان پر اس پناہ گاہ سے نکلے اور شرقپور میں آکر

Marfat.com

اطمینان کا سانس لیا۔ ان کے ہمراہ حجرہ شاہ مقیم کے کچھ زرگر صاحبان بھی تھے، جن کی اولاد شرقپور میں اب بھی موجود ہے

جائے عافیت

اہالیانِ شرقپور نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب کی آمد پر اظہار خوشنودی کیا اور ان کی رہائش کے ضروری انتظامات کر دئے۔ زمینداروں نے وہ جگہ جہاں اب حضرت میاں صاحب رح کی مسجد ہے اور ان دنوں وہاں پر کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا تھا، حضرت قبلہ مولانا صاحب کو دے دی۔ انہوں نے لوگوں کی مدد سے یہ جگہ صاف کرائی اور ایک "قلمی حمائل شریف" جو ان کے فنِ خطاطی کا نادر نمونہ تھی، سوا سو روپیہ میں ہدیہ کی۔ اور اُن داموں سے وہاں کنواں کھدوایا اور "مسجد" کے نئے لکڑی کی چوکھٹ بنوائی، کچھ اور لوگوں نے بھی حضرت مولانا کی امداد کی اور مسجد تیار ہوگئی جہاں حضرت مولانا نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ کہتے ہیں مسجد کی پیشانی پر حضرت مولانا نے "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للّٰہ" جلی حروف میں لکھوایا تھا

ان کے پاس ایک اونی کمبل تھا جس میں عید کے روز سویاں اور دودھ ڈال لیتے تھے مگر وہ ٹپکتا نہیں تھا۔

ایک مرتبہ شرقپور میں طاعون کی بیماری پھیل گئی لوگوں نے حضرت مولانا سے استدعا کی، حضرت نے ایک دعا نقاسے پر لکھ دی اور

Marfat.com

فرمایا کہ اسے مسجد کی چھت پر لے جاکر خوب بجاؤ، اور چند آدمیوں سے کہا کہ رات کو منڈی والے دروازے پر کون سا چوکیدار پہرہ دیتا ہے اسے کہہ دو کہ علی الصبح کوئی چیز دیکھے تو ہمیں خبر دے، چنانچہ اگلے روز اس نے بتایا کہ سیاہ فام عورت منہ اندھیرے دروازے سے باہر نکلی ہے، حضرت مولانا نے فرمایا کہ مژدہ ہو وہ عورت، طاعون تھی، اب انشاء اللہ العزیز لوگ امن میں رہیں گے۔

ایک روز تھانے کے کسی سپاہی نے حضرت کی مسجد کی ٹونٹی پر حقہ تازہ کیا، حضرت کو خبر ہوئی تو بہت بگڑے، اور اسے مارا پیٹا بھی، وہ تحصیلدار کے رُو برُو پیش ہو کر عذر خواہ ہوا، اُس نے حضرت مولانا کو بُلوا بھیجا، مگر مولاناؒ کی غیرت ایمانی نے دنیا کے حاکم کے رُو برُو جانے سے انکار کر دیا، جب تحصیلدار کو معلوم ہوا تو اُس نے سپاہی مذکور کو بہت ڈانٹ ڈپٹ دی اور ملازمت سے برطرف کر دیا۔[1]

دیگر حالات

حضرت قبلہ مولانا جب شرق پور تشریف لائے تو نا کتخدا تھے، حضرت کی شادی شرق پور کے ایک زمیندار کے گھر میں ہوئی، انہوں نے بیٹی کو جہیز میں ایک کنواں دبنام ڈیک والا مع اراضی دیا تھا، حضرت

[1] حضرت مولاناؒ کی کرامات شیخ حاجی فضل الٰہی صاحب سے منقول ہیں۔

Marfat.com

کی اولاد میں ایک لڑکی بی بی آمنہ [illegible] انہوں نے ان کا نکاح میاں محمد حسین قصوری سے کیا، یہ حضرت کے [illegible] سے تھے، حضرت نے بعد نکاح انہیں بھی اپنے پاس شرقپور بلوا لیا تھا، [illegible] راقم الحروف کے عم بزرگوار ملک عطا محمد صاحب نمبردار موضع کوٹ محمود کے دادا ملک محمد الیاس صاحب ماہوں صاحب ملک محمد اسمٰعیل مرحوم کے دادا حکیم شیر علی صاحب اور راقم منظفر علی صاحب کے دادا حافظ احمد یار صاحب شرقپور کی نمک تھے، اور علاقہ کے رؤسا میں ان کا شمار تھا، یہ تینوں بزرگ قبلہ حضرت مولانا رح کے شاگردوں میں سے تھے، اور ان کے آسائش و آرام کا بہت خیال رکھتے تھے، اللہ اللہ کیسے بھلے لوگ تھے، حضرت مولانا کا وصال ماہ رجب ۱۲۸۰ھ میں ہوا، ایک روایت ہے کہ ان کا وصال شریف ۱۲۹۲ھ میں ہوا[ف]، حضرت کے بعد اُن کے داماد حافظ محمد حسین صاحب قصوری نے شرقپور میں درس و تدریس کے سلسلہ کو جاری رکھا، ان کے تین بیٹے تھے، میاں عزیز الدینؒ، میاں حمید الدینؒ، اور میاں نظام الدینؒ، ان میں میاں نظام الدینؒ لاولد تھے، بڑے میاں اور منجھلے میاں صاحب اولاد ہوئے ہیں، حضرت شیر ربانیؒ بڑے میاں عزیز الدین رح کے لختِ جگر تھے۔

ف: یہ روایت درست معلوم ہوتی ہے۔

Marfat.com

شرقپور

ارضِ پاک

اولیائے کرام کے پسندیدہ پاکستان و ہندوستان کے سب سے بڑے ولی اللہ حضرت سید مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پنجاب کے سب سے بڑے شہر المعروف بہ لاہور سے بیس میل دور غربی کونے پر ایک بارونق و بابرکت قصبہ آباد ہے جس کے ارد گرد اور بیچوں بیچ کچی پکی سڑکوں کا جال بچھا ہے۔ جس کے مغرب کے رخ ڈیک نالہ بہتا ہے، جس کے چپہ چپہ پر دل سوز لے میں رہٹ چلتے ہیں، جس کا بال بال ہری بھری کھیتیوں سے لدا پھدا ہے، جہاں پیڑ جھومتے ہیں اور سبزہ لہلہاتا ہے۔ جس کی بنیاد تین ساڑھے تین سو سال پہلے حافظ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ ایسے درویش صفت زبدۂ کے مبارک ہاتھوں نے رکھی تھی

Marfat.com

جس کے حسن و جمال کی آرائش و تزئین میں ملک محمد الیاسؒ، حکیم شبیر علیؒ اور حافظ احمد یارؒ ایسے ذی اثر، علم دوست، نیک اور باہمت بزرگوں کا بیش از بیش حصہ ہے ـــــ جسے مجددِ عصر، قطبِ زمانہ، عاشقِ یزدانی، شیرِ ربانی حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مولد، مسکن اور مدفن ہونے کا فخر حاصل ہے، جس کے اُلٹے ہوئے ذرے حضرت قبلہ ممدوحؒ کے پیروں سے چھُو کر کندن بن گئے ہوں، جس کی عطر بیز ہوائیں حضرت قبلہ کے دم سے مسیحائی لیے ہوں، جہاں "شیرِ ربانی" کی عبادت و ریاضت سے روحانیت کے چشمے اُبل رہے ہوں، جہاں صاحب لولاک حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے جذبۂ پیروی سنت کو زندہ کیا ہو، جہاں اس مردِ مومن نے دینِ حقا کا پرچم بلند کیا ہو، جہاں اس عارفِ کامل نے لوگوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا ہو، اور جہاں اس حکیمِ اُمت نے مردہ دلوں کو تازگی بخشی ہو، جہاں اُس نباضِ زمانہ نے لوگوں کو باہم شیر و شکر کیا ہو، جہاں اس ہادئ اکمل نے شریعت محمدی کا نفوذ کیا ہو، جہاں اُس شیخ المشائخ نے علمائے زمانہ کو درسِ حیات دیا ہو۔

مرکزِ مشائخ

یہی وہ خطۂ پاک ہے جہاں صدیوں پہلے حضرت ہاشم شاہ سندھی

Marfat.com

قادری تشریف لائے تھے اور زہد و ریاضت سے اس سرزمین کو سینچا تھا،
در جو شرقی کونے پر سرِ راہ آسودۂ خواب ہیں، جہاں حضرت قبلہ **شبیرِ ربانی**
راتوں کو چھپ چھپ کر جاتے تھے اور قبلہ سندھی سے اکتسابِ فیض کرتے
تھے، حضرت کے آستانہ پر ایک عجیب یکسوئی حاصل ہوتی ہے ——— !

اور جہاں مدتوں پہلے سخی شاہ بخاری قلندرانہ شان سے وارد ہوئے،
اور غربی کونے پر ڈیرے ڈال دئے، جن کے قدموں میں حضرت شاہ دولا گجراتی رح
کے خادمِ خاص نیر گنگرج لیٹے ہوئے ہیں، جنہیں بارہ برس کی بے لوث
خدمت کے بعد حضرت شاہ دولا نے راوی کے دیس جانے کا حکم دیا، اور فرمایا
کہ پاؤں کھلے رکھنا اور جوتا نہ پہننا، ہاں کپڑے تّتے صاف ستھرے رکھنا، جو
مانگو گے تمہیں اللہ تعالیٰ اپنے خزانوں سے عطا کرے گا۔

کہتے ہیں یہ درویش شرقپور کے متصل ایک بستی ماڑی میں اُترے،
ماڑی کا مالک شاہ بیگ رانگڑ زندہ تھا، درویش اس سے سوالی ہوئے کہ تم
بادشاہ ہو، "مجھے ایک سونے کا مگرمچھ" بنوا دو، شاہ بیگ رانگڑ نے درویش کی
رمز کو نہ سمجھا اور انکار کر بیٹھا، انہوں نے جب قلندرانہ شان کا مظاہرہ کیا
تو مغرور ہو کر بولا "جاؤ دریا سے کہو کہ ہم پر چڑھائی کر دے ——— آیا
بڑا درویش"۔

درویش غصہ کو پی کر رہ گئے، ماڑی سے نکل کر سید ھے راوی کے

کنارے پر آکر بیٹھ گئے، اور خواجہ خضر علیہ السلام کی دہائی مچانے لگے، بیس روز کے بعد خواجہ خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے، اور فرمایا، کہو تم کیا چاہتے ہو، یہ بولے "حضرت ماڑی ہو دریا کو چڑھانا ہے"۔ ارشاد ہوا، بہت بہتر! تم آگے آگے لکیر کھینچتے چلو دریا تمہارے پیچھے پیچھے بڑھتا چلا آئے گا۔

حضرت خضر علیہ السلام یہ کہہ کر غائب ہو گئے، میر صاحب لکیر کھینچ رہے تھے اور بھاگ رہے تھے، دریا بھی ادھر ہی لپکا جا رہا تھا، آخر کار ماڑی کو دریا نے گھیرے میں لے لیا، رانگڑ بہت سٹ پٹایا، اور چلایا، مگر میر صاحب ایک نہ سنتے تھے، آخر دریا نے ماڑی کی اینٹ سے اینٹ بجادی، پانی کا بڑا ریلا آیا اور اسے بہا کر لے گیا، اس کام کو تمام کر کے دریا تو اپنی جگہ پر واپس چلا گیا، اُدھر بارش برسنے کے دن تھے، زمینداروں کی نگاہیں آسمان پر لگی تھیں، دنوں سے ہفتے اور مہینے گزر گئے، لوگ چیختے چلاتے میر صاحب کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ اللہ کے نیک بندے ہیں دُعا فرمائیں کہ بارش ہو، ورنہ مخلوق قحط سے بھوکوں مر جائیگی، میر صاحب کو ترس آگیا، اور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دئے، اللہ پاک نے مینہ برسا دیا زمیندار بولے "میر صاحب آپ جو مانگیں گے ہم دیں گے"۔ میر صاحب نے دل میں سوچا کہ یہ لوگ تو خود محتاج ہیں مجھے کیا دیں گے، تھوڑی دیر کے بعد بولے "اچھا اس خدمت کے صلہ میں فقیر کی اولاد کو ہر فصل پر ایک گٹھا

Marfat.com

اناج، اور ہر شادی پر ایک روپیہ دیا جائے" - زمینداروں نے بخوشی قبول کیا، چنانچہ میر صاحب کی اولاد اب تک موجود ہے، پیر سے ننگے رہتے ہیں، اور ہر فصل پر گھوڑے پر چڑھ کر کھیتوں پر پہنچتے ہیں اور ایک گٹھا اناج وصول کرتے ہیں ـــــــ !

مگر جب میر صاحب نے اولاد کے لئے تجویز پیش کی تھی، اس وقت وہ خود "بے اولاد" تھے، اولاد کی خواہش کے لئے حضرت سخی شاہ بخاریؒ کے دربار میں دھرنا مار کر بیٹھ گئے اور عرض گزاری کہ سخی کے دروازے سے اُس وقت تک نہیں اٹھونگا جب تک "بیٹے کی مراد" نہ پاؤں گا اور وہ بھی اس طرح کہ سخی داتا کا دربار کا ایک کواڑ کھلا ہو اور سخی بادشاہ کا ہاتھ باہر نکلا ہو، اور یہ زبان سے فرما رہے ہوں کہ ہم نے میر کو بیٹا دیا ـــــــ " اللہ کے گھر میں کس بات کی کمی ہے، سخی داتا نے میر کی خواہش لفظ بلفظ پوری کر دی، اللہ تعالیٰ نے میر صاحب کو فرزند عطا کیا، جس سے میر گٹھ گج کا خانوادہ چلا گٹھ گج، قلعہ کے اس حصہ کو کہتے ہیں، جہاں توپیں چڑھائی جاتی ہیں، ان کے چلنے سے گڑگڑاہٹ اور گونج ہوتی ہے، عام طور پر یہ لوگ بھی بہت، بلند آواز سے صدا لگاتے ہیں، غالباً اسی مناسبت سے انہیں "گٹھ گج" کہتے ہیں - آگے اللہ بہتر جانتے ہیں !

Marfat.com

مخزنِ انوار

حضرت سخی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ذرا ورے لب سڑک حضرت سکھا نوالہ صاحب آسودۂ خواب ہیں۔ سُنا ہے یہ مزار بھی بہت پر تاثیر اور کیف انگیز ہے۔ ان سے آگے شرقپور کی جانب لوٹیے۔ شمال مغربی رُخ کی طرف کھیتوں میں حضرت خواجہ محمد سعید چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ٹھنڈی چھاؤں تلے فروکش ہیں۔ حضرت خواجہ نو مسلم تھے، ابتداء میں قوم شیخ کلبیشہ کاروبار تجارت کرتے تھے، ایک بیل اور ایک گون باردانہ رکھتے تھے، جس میں غلہ بھر کر بیل پر دھرتے اور راتوں رات شرقپور سے لاہور منڈی میں لے آتے، اور اس ہیر پھیری سے جو یافت ہوتی، اس سے گذر اوقات فرماتے تھے۔

کہتے ہیں ایک رات گون بیل پر دھرے چلے آتے تھے کہ جب موضع نادر بیگ کے پاس آئے، تو ان کے بیل کو ٹھوکر لگی اور گر پڑا، معلوم ہوا بیل کا پیر ٹوٹ گیا ہے، یہ ہمراہیوں سے درخواست کرتے تھے کہ بھئی میرا بیل ماندہ پڑ گیا ہے، میرا غلہ بانٹ کر اپنی سواریوں پہ رکھ لو، مگر وہ نہ مانے اور انہیں تنہا چھوڑ کر چل دیے۔ گھٹا ٹوپ اندھیری رات، لنگڑے بیل اور غلے کا ساتھ، اجاڑ چٹیل میدان، چوروں ڈاکوؤں کا خوف الگ تھا، حضرت بارگاہِ ربّ العزت میں جھک گئے اور گڑگڑا کر دعا مانگنے لگے کہ یا باری تعالیٰ اس لق و دق میدان میں

Marfat.com

تو ہی محافظ ہے، غائب سے اس بوجھ کو منزل پر پہنچانے کے سامان کر دے۔

رات آدھی گزر رہی تھی کہ ایک شہسوار گھوڑے پر نمودار ہوئے، اور گرج کر بولے "یہ کون پڑا ہے یہاں اندھیری رات میں"؟ یہ کانپ گئے، اور رُک رُک کر بولے "غریب مسافر ہوں۔ محمد سعید نام ہے، بیل کا پیر ٹوٹ گیا ہے، غلہ لئے پڑا ہوں۔"

شہسوار بولے "غلہ کی گون میرے پاس لاؤ"؟

انہوں نے کہا "جناب گون میں بہت وزن ہے، اور بیل بے کار ہو گیا ہے۔"

ارشاد ہوا "بیل کو سہارا دو کھڑا ہو جائے گا۔"

انہوں نے جوں ہی بیل کو ہاتھ لگایا وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے بھلا چنگا تھا، شہسوار کے ہاتھ میں نیزہ تھا، انہوں نے اس کی نوک سے گون اٹھا کر بیل کی پیٹھ پر ڈال دی، حضرت خواجہ نے شہسوار کے جب یہ بل خم دیکھے تو نورِ باطن سے تاڑ گئے کہ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے ہاتھ باندھ کر بولے "حضرت آپ کا نام؟"

فرمایا "کیوں پوچھتے ہو"؟ انہوں نے عاجزی سے عرض کیا۔ "جی چاہتا ہے کہ دنیا سے بے نیاز ہو کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاؤں، کسی رہبر کی تلاش میں ہوں، حضرت مجھے رہبر کامل معلوم ہوتے ہیں!"

Marfat.com

شہسوار مسکرا کر بولے "میرا نام شیر خدا (حضرت) علی کرم اللہ وجہہ ہے، میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہاری مدد کے لئے آیا ہوں، جا تجھے خدا رسیدہ کیا۔ فرما کر غائب ہو گئے، حضرت خواجہ علیہ بیچ کر جب لوٹے تو دنیا سے جی اچاٹ ہو گیا تھا گھر میں تھوڑا بہت جو اثاثہ تھا بیچ کر راہِ مولا دے دیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے، حضرت شاہ مراد ملتانی رح کے بیعت تھے، حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دعائے پاک سے انہیں چند دنوں ہی میں ولی کامل کر دیا۔

کہتے ہیں حضرت خواجہ ایک مرتبہ لاہور کے ایک بازار میں خربوزے بیچ رہے تھے، برابر میں رنگریز کی دکان تھی، اس کا نیل کا ماٹ دکان کے آگے بازار ہی میں پڑا تھا، اُسے خطرہ ہوا، کہ خربوزوں کے گرنے سے کہیں ماٹ خراب نہ ہو جائے، حضرت اس کے خطرے سے آگاہ ہوئے، اور خربوزے اُٹھا کر ماٹ میں ڈال دیئے، اور فرمایا اب تمہیں زندگی بھر اس ماٹ میں نیل ڈالنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، جب چاہو اور اس میں سے جتنا چاہو رنگ لو۔ چنانچہ حضرت کے فرمودہ کے مطابق اس رنگریز کو آئندہ ماٹ میں کبھی رنگ ڈالنے کی ضرورت نہ پڑی، حضرت ۱۲۱۴ھ ہجری میں واصل الحق ہوئے۔

معدنِ برکات

ان کے مزار شریف سے آگے بڑھیئے تو حضرت شاہ ہاشم سندھی رح کے

Marfat.com

آستانہ کے قرب میں ایک اور بزرگ جو نوشاہی قادری سلسلہ کے ہیں "ادر حجرہ والے" کے نام سے مشہور ہیں اُن کی آرام گاہ ہے، یہ بھی بہت بافیض بزرگ ہیں، راقم الحروف کے والد بزرگوار بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی عمر میں جب وہ سکول میں تعلیم پاتے تھے، اکثر وہاں حاضری دیتے، جدِّ امجد کاشت کاری کرتے تھے، ان کی تعلیم کے اخراجات جب برداشت نہ کر سکے تو انہیں بھی کھیتی باڑی کے کام کی طرف راغب کرنا چاہا مگر یہ بوجہ نازک تنی، زراعت کے مشقت طلب کام سے گھبراتے تھے، چنانچہ حضرت کے مزار پاک پر جا کر رو تے کہ حضرت رب العالمین ان کے طفیل کوئی لکھنے پڑھنے کا سہل کام دلا دیں، تاکہ کاشتکاری کی مشقت نہ اٹھانی پڑے، چنانچہ فرماتے ہیں اللہ پاک نے بحرمت حضرت حجرہ والے صاحب میری سُن لی اور کام مل گیا۔

آبادی کے اندر اسی نوشاہی قادری سلسلہ کے ایک اور بزرگ بنام حضرت ہرنی شاہ کا مزار شریف ہے، اس احاطہ میں چند اور مزارات بھی ہیں، جو پُر تاثیر اور بابرکت ہیں، گویا یہ ارض پاک عرصہ دراز سے "اولیائے کرام کی پاسبانی احیطہ اختیار اور تصرف میں ہے، انوار الٰہی اور فیوض رحمانی کا مخزن ہے، اے ارض پاک حق سبحانہ وتعالیٰ کی تجھ پر کروڑ ہا رحمتیں ہوں !!

Marfat.com

صُبحِ نُور

آمد آمد

مجدد عصر، قطب زمانہ، عاشقِ صادق، شیر ربانی، حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت کی خوشخبری حضرتِ ممدوح کے جدِ اعلیٰ کو کابل کے ایک بزرگ نے ایک صدی پہلے دی تھی، اور حضرت قبلہ کا نام بھی تجویز کیا تھا، تاہم حضرت قبلہ مولانا غلام رسول صاحبؒ کا سرزمین شرقپور کو مسکن بنانے کے بعد جس طرح سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانیؒ کی پیدائش سے پہلے خرقان میں تشریف لے جاتے تھے اور لمبے لمبے سانس لے کر "بوئے آمد دوست" سونگھا کرتے تھے، بعینہٖ امیرِ طریقت حضرت بابا امیر الدینؒ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کی پیدائش سے بہت پہلے شرقپور میں تشریف لاتے اور فرماتے کہ ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ

Marfat.com

نے کشف سے بتایا ہے کہ اس بلادِ پاک میں ایک "شیرِ خدا" پیدا ہوگا، چنانچہ حضرت بابا صاحب قبلہ یہاں سال بسال تشریف لاتے، اور دیار محبوب کی زیارت کرتے۔

کہتے ہیں حضرت قبلہ "شیرِ ربانی" کی ولادت سے بہت سال پہلے ایک مجذوب بھی حضرت قبلہ کے مولدِ پاک کے اردگرد چکر لگایا کرتے تھے، لوگوں کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ اس محلہ میں ایک مقبول بارگاہ رب العلیٰ پیدا ہوگا، میں اس کی بوئے مست سے روح کو مسرور اور دل و دماغ کو تازہ کرتا ہوں۔

بالآخر ۱۲۸۳ھ ہجری میں وہ گلِ نوشگفتہ، رشکِ صد بہار، مضطرب و شکستہ دلوں کا قرار بحکم پروردگار حضرت میاں عزیز الدین صاحب کے گھر میں پیدا ہوا، حضرت قبلہ میاں صاحب کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب "شیرِ ربانی" پیدا ہوئے تو گھر بھر میں عجیب کیفیت پائی جاتی تھی، "ایسا معلوم ہوا کہ آسمان سے ایک تخت اترا ہے، فرشتے میرے بھائی کو اس پر بٹھا کر اوپر لے گئے ہیں، اور جب واپس لے کر آئے تو گویا یہ شاہی ملبوس زیب تن کئے ہیں ——!

ان کی ولادت پر حضرت مولانا غلام رسول صاحب نے جو زندہ تھے، حضرت قبلہ کو گود میں لے کر بہت پیار کیا اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ

Marfat.com

میں ڈال دی، جسے انہوں نے چوسا، وہ انہیں سینہ سے لگاتے اور بار بار چومتے۔ بزرگوں کے فرمان کے مطابق ولادت کے ساتویں روز ان کا نام مبارک "شیر محمدؒ" رکھا گیا۔

بچپن

حضرت مادر زاد ولی تھے کم سنی ہی میں کھیل کود سے بیزار نظر آتے، تنہائی کو پسند فرماتے، اور حضرت رب العالمین کے نام نامی اسم گرامی "اللہ" کے بیحد شیدائی تھے، اور یہ نام انہیں دنیا کی ہر شے سے زیادہ پسند اور عزیز تھا۔ والد بزرگوار کے اصرار پر دنیوی مدرسہ میں صرف ابتدائی پانچ درجہ تک تعلیم حاصل کی تھی کہ اسے چھوڑ دیا۔ مسجد میں چچا میاں حمید الدین صاحبؒ سے کلام مجید اور فارسی کی چند درسی کتابیں پڑھیں، حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت، جب مجزن ہوتی تو والدہ شیخ حاجی فضل الٰہی صاحب کے بقول پانچ چھ سال کی عمر میں ہی قبرستان، میں چلے جاتے، اور جب حضرت قبلہ کی والدہ ماجدہ دریافت فرماتیں کہ کہاں گئے تھے، تو فرماتے بزرگوں سے ملنے کے لئے گیا تھا۔ کبھی کبھی جوش عشق الٰہی میں ٹوٹے ہوئے کوٹھے پکڑ لیتے اور انہیں نگلنے لگتے اور کبھی کھولتی ہوئی ہنڈیا منہ سے لگا لیتے، اور فرماتے یہ چیزیں بھی تو "اللہ" ہی کی ہیں۔ گھر والے انہیں "دیوانہ" سمجھتے! حالانکہ ع جنوں کا نام خرد، خرد کا نام جنوں رکھ دیا کس نے! جب ذرا جذبۂ شوق و محبت فرو ہوتا تو دینی تعلیم کے

Marfat.com

حصول میں لگ جاتے، مولانا سید الدین صاحب کے علاوہ حضرت مولانا غلام رسول کے شاگرد رشید حکیم شیر علی صاحب سے بھی حضرت قبلہ نے تعلیم پائی، آباواجداد کی وراثت "خطاطی" خاص طور پر حضرت قبلہ کو ورثہ میں ملی تھی، مدرسہ میں بھی حضرت قبلہ کی "خوشخطی" کی دھوم تھی، مدرسہ چھوٹنے کے بعد بھی حضرت قبلہ نے چندے خطاطی کی مشق جاری رکھی۔ اچھے اچھے کاتب حضرت کا "خط" دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ مگر اس شوق میں بھی حضرت کا مقصود واحد ذات حق سبحانہ تعالیٰ کا "حصول" تھا، اللہ پاک کی شان میں لکھی گئی حمد و ثنا کی نظمیں نقل کرتے۔ یا حضور پرنور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم جن کے حضرت جان و دل سے والا و شیدا تھے ان کی تعریف میں نعتیہ کلام قلمبند کرتے۔ بقول بنیوں کے نقش و نگار میں حق سبحانہ و تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ جل شانہ، اور حضور صاحب لولاک سرکار دو عالم کا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کو بصد شوق لکھتے۔ فن کار کی صلاحیتوں اور خوبیوں کا اظہار اس کے فن سے ہوتا ہے۔ گویا آرٹسٹ کا فن اس کی ذات کا مظہر ہے، اور وہ "خود" کو نمایاں کرنے کے لئے اپنی تمام قوتوں کو بروئے کار لاتا ہے، تاکہ دنیا جان لے کہ یہ شاہکار اس فن کار کی کاوشوں کا نتیجہ ہے، اور اس کی بلند شخصیت تسلیم کر لی جائے ـــــ حضرت قبلہ رحمۃ بحیثیت نوعی قدرت کا بہترین شاہکار تھے اور بہت وہ آن اس سب سے بڑے فنکار

Marfat.com

کو نمایاں کر رہے تھے۔ جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو گوشہ میں بیٹھ
کر اللہ کا نام پکارتے، جب لکھنے بیٹھتے تو اسم اعظم "اللہ" اور اسم
مبارک "محمد" کے حروف قلم بند فرماتے، اور جب انہیں ہمجولیوں سے
مل کر بیٹھنے کا اتفاق ہوتا تو سب مل کر بلند آواز سے اللہ کا ذکر کرتے۔

راقم الحروف کے والدِ بزرگوار حاجی منشی محمد الدین صاحب جو بچپن ہی سے
حضرت قبلہ رح کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ رح
لوگوں کو بھی عشا کی نماز کے بعد مسجد کی چھت پر لے جاتے اور اس ذوق
شوق سے اللہ کا ذکر کرتے کہ حضرت پر کیفیت طاری ہو جاتی، اور جوشِ
عشقِ الٰہی میں اس زور سے اُچھلتے کہ چھت سے نیچے گر پڑتے، اور گاہے
ہم سب رات کے وقت شہر سے باہر نکل جاتے، اور کہیں سڑک کے کنارے
بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کرتے، حضرت قبلہ رح کی جب حالت متغیر ہوتی تو بے اختیار
کسی ساتھی کو سینہ سے لگاتے، حضرت قبلہ کے سینۂ پاک سے "اللہ"
کی آواز برابر سنائی دیتی۔ سبحان اللہ!

نوجوانی

جس محب صادق اور عاشق ازل نے دنیا میں قدم رکھتے ہی اُس معشوق حقیقی کے عشق میں آنکھیں کھولی ہوں، بات کرے تو اس کی، مکتب میں جائے تو یہی سبق وردِ زبان ہو، لکھنے بیٹھے تو اس کا نام لکھا جائے، دوستوں کے ساتھ مل بیٹھے تو رگ و ریشہ میں "وہ" سمایا ہو، اس عاشق "نادیدہ" کی جوانی کیسی ہو گی؟

ع۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

جوشِ جنوں

حضرت قبلہ جب بچپن سے نکل کر حدِ جوانی میں داخل ہوئے، تو ان کے بچپن کی طرح یہ میدان بھی عام لوگوں سے بالکل مختلف تھا، پہلے قبرستانوں میں اس لئے جاتے تھے کہ بڑوں سے ملیں جُلیں، اور خیر صلا

Marfat.com

دریافت کریں، اب قبرستان کی چُپ چاپ اور خاموش آبادی میں بیٹھنے
اور لیٹنے کو جی چاہتا تھا۔ حضرت قبلہ وہاں جاتے اور ٹوٹی پھوٹی قبروں
میں لیٹ جاتے اور انتہائی کیف و لذت محسوس کرتے۔

حضرت قبلہ کے ایک ہمجولی شیخ غلام محمد کشاریہ بہت خوبصورت
تھے اور انہیں بہت عزیز تھے، حضرت قبلہ کو ان سے انس سا ہو گیا
تھا، جب کبھی وہ نظر نہ پڑتے یہ بیکل ہو جاتے، اور جب مل جاتے تو انہیں
ہاتھ کا انگوٹھا دکھاتے اور فرماتے "تو کچھ بھی نہیں ہے" یہ کتنی بات تھے ا
روز رات کو حضرت قبلہ رح کے خیالوں میں آگئے، فوراً ان کے گھر کی طرف
چل دئے، انہیں وہاں نہ پایا تو اُنکی کپڑا بننے کی کھڈی میں پاؤں
کر بیٹھ گئے، اور خالی ہاتھ کے اشاروں سے لگے فرمانے کہ پیار
بھائی بیٹھ کہ کتنی بنتا ہے، کسی نے معلوم ہوا کہ وہ موضع فیض پور
عزیز کی برات میں گئے ہیں۔ رات آدھی ہو چکی تھی، حضرت قبلہ پید
فیض پور کی طرف روانہ ہو گئے، موضع مذکور میں پہنچے تو وہاں طوائف
ناچ ہو رہا تھا، شیخ غلام محمد بھی اکھاڑے میں کھڑے تھے۔ حضرت قبلہ
حالت غیر ہو گئی، لا حول اور استغفار پڑھتے اُلٹے چلے آئے، روتے
بارگاہِ رب العزت میں گڑگڑاتے کہ یا باری تعالیٰ اس بندے کو اپنی
دے۔ شیخ غلام محمد بہت خوش گلو تھے، نعت رسول اکرم صلی اللہ

Marfat.com

ت سوز سے پڑھتے تھے، اسی سبب حضرت قبلہؒ بھی ان سے غایت درجہ
بت فرماتے تھے۔ کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد انہوں نے حضرت قبلہ سے
ملنا چھوڑ دیا تھا، جب اُن سے اس جدائی کا سبب پوچھا گیا تو بولے
یا آؤں، حضرت کے روبرو ہونے سے ایسی محویت طاری ہوتی ہے کہ دُنیا
سب کاروبار بھول جاتا ہوں"۔ حضرت قبلہ اُن کے رخ روشن میں
ت باری تعالیٰ کی شان دیکھتے تھے، کیونکہ انسان کو اللہ پاک نے اپنی
ورت پر بنایا ہے، گویا شیخ غلام محمد صاحب سے حضرت قبلہ کی بے پناہ
ت کی یہی وجہ تھی کہ وہ انہیں دیکھ کر عشق حقیقیؒ کو ہوا اور تقویت
تے تھے، یہ کچھ انسان کی صورت کے دیکھنے پر ہی منحصر نہ تھا، عشق الٰہی
ں حضرت قبلہ کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ کسی کے ہاتھ میں 'بوتل' دیکھتے
حالت سکر میں گر پڑتے، کہیں جلتی دیا سلائی دیکھ پاتے تو یہی کیفیت
جاتی اور چرکھڑی کی آواز سُن پاتے تو بھی جذب طاری ہوجاتا، اور
نٹوں بے ہوش پڑے رہتے، اس حالت میں حضرت قبلہ کی
ردں میں بجلیاں سی کوندتی تھیں، جس پر پڑتیں بے خود بنا دیتیں،
روز ایک عربی حضرت قبلہ کی مسجد میں تشریف لائے اس عاشق
ادق پر نظر ڈال کر بولے "یہ مجنوں ہیں" حضرت قبلہ نے جو مے توحید سے
رشار تھے مخمور نگاہوں سے انہیں دیکھا، ان پر وجد طاری ہوگیا ـــــ!

Marfat.com

غرض محبوب حقیقی کی صناعی انہیں کائنات کی ہر چیز اور ہر ذرہ میں نظر آتی اور یہ بے خود ہو ہو جاتے۔

احساس

ایک رات والدہ محترمہ سے فرمایا کہ مجھے جاڑا لگتا ہے، انہوں نے لحاف اوڑھا دیا، بولے۔ سردی اب بھی ستا رہی ہے۔ انہوں نے ایک اور لحاف اوپر ڈال دیا، بولے "جاڑے میں کمی نہیں ہوئی" فرمایا "آج کیا بات ہے تمہیں" بولے "کوئی مہمان تو نہیں آیا گھر میں؟" فرمایا "آیا ہے" بولے "اُسے چارپائی وغیرہ تو دی ہو گی؟" "کیوں نہیں" والدہ ماجدہ بولیں۔ انہوں نے کہا اس کے ساتھ گھوڑا بھی ہے؟" مائی صاحبہ نے فرمایا "ہاں ہے، اور باہر بندھا ہے۔ بولے "اسے سردی نہیں لگے گی تو میرا جاڑا بھی کم ہو جائے گا۔"

حضرت قبلہ کسی کو کپڑے لتے کا حاجتمند دیکھتے تو مائی صاحبہ سے آنکھ بچا کر اسے گھر سے ضرورت کا کپڑا لا کر دیتے۔ اگر وہ بھوکا ہوتا تو کھانا بھی کھلا دیتے۔ حضرت قبلہ کی مسجد میں فضلدین نام کے ایک درویش رہتے تھے، نہایت متقی اور نیک آدمی تھے۔ مشتبہ گھر کا کھانا نہیں کھاتے تھے بلکہ جن لوگوں پر انہیں اعتماد ہوتا کہ یہ اکل حلال کھاتے ہیں ان کے گھر سے ضرورت کا آٹا مانگ لاتے، اور اپنے ہاتھ سے روٹی پکاتے۔ حضرت قبلہ اکثر اپنی روٹی انہیں لا دیتے اور ان کی خود کھا لیتے۔

Marfat.com

حضرت قبلہ چونکہ احباب نوازی اور غربا پروری میں سب سے پیش پیش
انہیں بازار سے اکثر سودا ادھار لینا پڑتا اور حضرت قبلہؒ کے والد بزرگوار
ملازمت سے رخصت پر گھر تشریف لاتے تو انہیں یہ اُدھار چکانا پڑتا،
سے وہ حضرت قبلہ پر خفا بھی ہوتے اور فرماتے، "عجیب بات ہے ایک لڑکا
وہ بھی شاہ خرچ اور دیوانہ!" چنانچہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ کر حضرت کے
بزرگوار نے لاہور میں دوسری شادی کر لی۔ حضرت قبلہ کے چچا حمیدالدین
ب بھی حضرت کو باولا کہتے تھے۔

ایک مرتبہ اخراجات سے مجبور ہو کر حضرت قبلہؒ نے ملازمت کی ٹھانی،
نویس اور پاکیزہ خط لکھتے ہی، لاہور کے ایک 'پریس' میں تشریف لے گئے
والوں نے کہا کچھ عرصہ چھاپہ خانے میں کام کیجئے، بعدازاں ملازم
یں گے، حضرت قبلہؒ نے اس در پردہ انکار کو بھی تقاضائے ایزدی سمجھا
واپس چلے گئے۔

کہتے ہیں انہی ایام میں حضرت قبلہ کے والد بزرگوار ایک مرتبہ منہ
ہیرے گھوڑے پر سوار ہو کر ملازمت پر جا رہے تھے کہ کسی نے صبح کے
ند لکے میں راستہ روک کر گھوڑے کی باگیں تھام لیں، اور فرمایا کہ
لڑکے کو آپ دیوانہ سمجھتے ہیں اور انہیں ناراض ہوتے ہیں وہ ایک دن
بلند اقبال ہوں گے، اور ان کے بڑے چرچے ہوں گے، اگرچہ آپ

Marfat.com

نہیں دیکھیں گے۔ حضرت قبلہ کے والد بزرگوار اس تائیدِ غیبی سے جب اُن کے شاندار مستقبل سے آگاہ ہوئے تو حضرت قبلہ سے مطمئن ہو گئے، اس روز کے بعد ان کے فرضے بھی ادا کر دیتے۔

حیاداری کا یہ عالم تھا کہ حضرت قبلہ جب گھر سے باہر نکلتے تو چہرہ مبارک پہ رومال ڈال لیتے، اڑوس پڑوس کی عورتیں انہیں دیکھ کر کہتیں ہمارے محلے میں ایک لڑکا نہیں بلکہ لڑکی رہتی ہے، جو غیروں سے منہ چھپاتی پھرتی ہے۔

راقم الحروف کے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ موسم گرما میں حضرت قبلہ دوستوں کے ساتھ مسجد کی دھوپ میں تشریف رکھتے تھے، کہ یکایک سائے سے اٹھ کر دھوپ میں لیٹ گئے۔ اور زبان سے فرماتے تھے کہ مولا کریم کی گرمی کا بھی لطف اٹھانا چاہیئے، تھوڑی ہی دیر میں گرمی اور دھوپ کی شدت سے پسینے چھوٹ گئے۔ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان پر نگاہیں گاڑ کر بولے "اللہ کریم اب مینہ برسا کر ٹھنڈ فرما دے، تمہارے لئے کیا مشکل ہے" کہتے ہیں اُسی وقت آسمان پر ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا اور بارش ہونے لگی، ہم لوگ چھت کے نیچے چلے گئے، حضرت قبلہ رو رہے تھے اور استغفار پڑھتے تھے اور فرماتے تھے۔ "پتہ نہیں اللہ کریم کو مینہ برسانا منظور تھا کہ نہیں، میں نے ایسی خواہش کیوں کی" کئی روز حضرت قبلہ کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری رہے، اور اپنی کم مائیگی پر آنسو بہاتے۔

Marfat.com

شہسوار

حضرت قبلہ کو ابتدا ہی سے گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا، اڑیل سے اڑیل جانور کو بھی مطیع کر لیتے، شرقپور کے لوگ حضرت قبلہ کو گھوڑیوں کے ملک الموت کہتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک برات باہر سے آئی ہوئی تھی، براتیوں کے پاس ایک "بدخو" گھوڑی تھی، جب انہوں نے حضرت قبلہ کی شہسواری کے قصے لوگوں سے سنے تو امتحاناً وہ گھوڑی کو حضرت کے روبرو لائے، جب آپ سوار ہوئے تو براتی حیرت میں رہ گئے کہ وہی بدمزاج، گھوڑی اب نہایت آسانی سے اشاروں پہ چل رہی تھی، حضرت قبلہ اُسے جدھر اور جیسے چاہتے چلا رہے تھے۔

قاضی ضیاء الدین صاحب لاہوری مولوی یار محمد صاحب مرحوم کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ بڑی عمر میں بھی منہ زور گھوڑیوں کے ملک الموت تھے۔ اگرچہ عمر کے تقاضے سے ہاتھ پیر اور دیگر قواء میں وہ پہلا سا بل خم نہیں رہا تھا مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ چونیاں میں تشریف رکھتے تھے، جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو ایک شخص بڑی منہ زور گھوڑی حضرت قبلہ کی سواری کے لئے لے کر آیا، حضرت قبلہ نے پہلے تو اُسے پچکارا، پھر تھپکی دی اور سوار ہو گئے، کہتے ہیں سارے سفر میں

Marfat.com

نہ اس نے منہ زوری کی، اور نہ تیزی دکھائی بلکہ سہج سے چلتی رہی۔
نفس امارہ جسے زیر کرنے کے لئے انسان کو بڑی کڑی مشقت اور سخت سے سخت ریاضت و مجاہدے کرنے پڑتے ہیں اور تب کہیں جا کر اُسے رام کرتا ہے۔ حضرت قبلہؒ جنہوں نے بچپن ہی سے اس سرکش کو زیر کر لیا تھا اُن کے لئے منہ زور اور اڑیل جانوروں کو رام کر لینا کونسی بڑی بات تھی یہی وہ زورِ شہسواری تھا کہ حضرت قبلہ کے روبرو بڑے بڑے سرکش اور منہ زور انسان آتے اور گردن ڈال دیتے۔ اور منہ زور جانوروں کی طرح راہِ راست پر چلنے لگتے۔ سبحان اللہ!

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی • لاہور پاکستان •
ذخیرہ

بیعت

ارشادِ باری تعالیٰ

حضرت میاں صاحب قبلہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے سچے عاشق تھے۔ ان کا کوئی سانس اور کوئی لمحہ معبودِ حقیقی کے ذکر سے خالی نہ گزرتا تھا۔ مگر اس عشق کی تکمیل کیونکر ہو؟ حق سبحانہ و تعالیٰ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب سب لوگ میرے عاشق ہیں اور میں آپ کا شیدا ہوں، سب میری رضا کے طالب ہیں، اور میں آپ کی رضا چاہتا ہوں اور قرآن پاک میں عشاق سے اپنے محبوب کی زبانی خطاب فرماتے ہیں کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔ گویا حق سبحانہ و تعالیٰ نے عشاق کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ اور اُن کی تابعداری کو لازم و ملزوم

Marfat.com

قرار دیا ہے۔ اور یہ تابعداری حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمالِ محبت کئے بغیر حاصل نہیں ہوتی جس کے لئے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا دل، سیدنا حضرت عمر فاروق رضؓ کا حوصلہ اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضؓ کا ایثار درکار ہے، اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جان و مال، اولاد بیوی اور ماں باپ غرض دنیا کی ہر چیز پر مقدم سمجھا جائے۔

محبوبِ حق تعالیٰ

صاحب مقاصد السالکین لکھتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صفت سے موصوف کیا ہے جو اس کے نزدیک مقبول و محبوب ہے لہٰذا کوئی عبادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے بہتر اور خوش تر نہیں ہے۔ جو شخص ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے عشق کا داعی ہے اس پر لازم ہے کہ محبوب حق تعالیٰ کی اتباع میں کوشش کرے تاکہ محب کی نظروں میں پسندیدہ ہو۔ یہی لوگ انوارِ الٰہیہ کے جواہر اور اسرارِ ربانی کے گوہر محمدی گنجینہ سے حاصل کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقبول اور خادم حضرتِ رب العالمین کی درگاہِ عالی کا مقبول ہے۔ اور دونوں جہان کا مخدوم ہے، عزت و اقبال کا تاج محض حضور سرورِ کائنات کی پیروی سے ملتا ہے، اور عام لوگوں میں جو خاص کا درجہ حاصل کرتا ہے اور نیکوکاروں میں جو مرتبہ

Marfat.com

ولایت کو پہنچتا ہے، محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور وساطت سے ہی یہ اعزاز پاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم محبوبوں کی مجلس کے سردار اور مقبولوں کے دفتر کے صدر اعظم ہیں، جو محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی صفات میں خود کو فنا کرتا ہے وہ محبتی کے رتبہ سے محبوبیت کے منصب کو پہنچتا ہے، اللہ پاک متبع جناب نبی کریمؐ کے دل میں ایک نور پیدا کرتے ہیں اور اس کے ظاہر و باطن میں صفائی اور روشنی بخشتے ہیں، اس کے بُرے خصائل کو نیک اوصاف سے بدل کر اُسے نفس قدسی عطا کرتے ہیں. اگر کوئی سالک بغیر اتباع نبی کریمؐ خدا رسیدہ ہونا چاہے تو ہرگز نہیں ہوسکتا۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اور یہی وہ اتباع ہے جسے قرآن پاک نے صراطِ مستقیم قرار دیا ہے۔

ضرورت مرشد

حق سبحانہٗ و تعالےٰ کی محبت کو جیتنے اور حبیب رب العالمین جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کاملیت حاصل کرنے کے لئے سالک کو ایک ہادی اور رہبر کامل کی ضرورت درپیش ہوتی ہے جو اُسے اندرونی اور بیرونی خدشات و خطرات سے بچا کر منزل مقصود پر لے جائے

Marfat.com

ظاہر ہے ایسا رہبر حق سبحانہ وتعالٰی کے عشق میں دل گرفتہ اور اتباعِ سنت حضور صاحبِ لولاکؐ میں کامل اور منزل آشنا ہوگا اس کا ظاہر و باطن حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں رنگا ہوگا۔ حق سبحانہ وتعالٰے اس کا مقصود اور اُسکی رضا اس کا مطلوب ہوگا۔ ورنہ ہزاروں سالک علم و عمل سے بہرہ ور ہادی و مرشد کے بغیر وادیٔ عشق میں تڑپ تڑپ کر جان بحق ہوگئے اور انہیں شاہدِ مقصود کی ایک جھلک نصیب نہ ہوئی۔ اور بہتیرے خدا رسیدہ بھول بھلیوں میں پھنس کر گمراہ و زندیق ہوگئے۔ ایک مرتبہ ایک دوست کے استفسار پر حضرت سلطان الاولیا مکرّر گولڑوی شریف نے کیا ہی خوب فرمایا تھا کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کا ایک بھی فرزند اگر منصورؒ کے پاس موجود ہوتا تو انہیں ہرگز پھانسی کی سزا نہ ہوتی۔ کیونکہ وہ انہیں انا الحق کی منزل سے نکال لے جاتا ——!

تلاشِ مُرشد

حضرت قبلہ میاں صاحبؒ بھی مرشد کی ٹوہ میں تھے، جو انہیں منزلِ مقصود پر پہنچا دیں، حضرت قبلہ کے خاندان کے بزرگ حجرہ شاہ مقیمؒ سے روحانی تعلق رکھتے تھے، ابتداء میں حضرت قبلہ کی توجہ بھی حجرے شریف کی طرف مبذول ہوئی، حضرت پیر سعادت علی سجادہ نشین حجرہ شاہ مقیم رحہ کی خدمت میں حاضر بھی ہوئے، ایک ہی نظر میں وہ حضرت کے بلند عزائم

Marfat.com

سے آگاہ ہوئے اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ کوئی بلند آشیاں صاحب باطن مرشد ڈھونڈیں چونکہ ان میں بہت سی بدعلت آگئی ہیں۔ اس لئے دستگیری سے عاجز ہیں۔ آخر ایسا شاہباز کون ہوگا۔ کہاں سے ملے گا۔ حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ حضرت بابا امیر الدین رحہ اکثر کوٹلہ شریف سے شرقپور جد امجد کے پاس مسجد میں تشریف لاتے، وہاں ٹھہرتے اور چلے جاتے، کچھ عرصہ کے بعد پھر لوٹ آتے، اس آمد و رفت سے ان کا مطلب صاف تھا، مگر یہ شاہین بلند پرواز ان ضعیف اور عمر رفتہ بزرگ کے قابو میں آنا پسند نہیں کرتے تھے بعض اور سجادہ نشینوں نے بھی انہیں دام میں لانے کی کوشش کی مگر یہ کسی صورت قابو میں نہ آتے تھے، آخر اس ضعیف مگر جوان ہمت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی برکات کے امین، امیر طریقت نے روحانی تصرف سے ان پر قابو پالیا، اور انہوں نے حضرت باباصاحب کے در پر گھٹنے ٹیک دئے!

بیعت

حضرت باباصاحبؒ نے بیعت کے بعد جب حضرت قبلہ کو ذکر کی تلقین فرمائی اور خصوصی توجہ سے نوازا تو جذب و سکر کی کیفیتیں امنڈ آئیں، حضرت قبلہ بے خودی میں تڑپتے، لوٹتے اور گریبان چاک کرتے۔ بیقراری کے عالم میں مسجدوں کے دروازوں پر جا کھڑے ہوتے اور

Marfat.com

"اللہ کریم" کا نام لے کر آوازیں دیتے، اور کبھی جنگل کی طرف نکل جاتے، اور جو ملتا اس سے اللہ رب العزت کا اتہ پتہ دریافت کرتے۔ اور کبھی حالتِ جذب میں اُچھل اُچھل پڑتے، گاہے جھاڑیوں اور کانٹوں پر جا پڑتے، اور بدن لہولہان کر لیتے، جب ہوش سنبھلتا تو حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر معروض ہوتے، کہ مجھے کیا ہو گیا ہے، حضرت بابا صاحبؒ خاموش رہتے اور حضرت قبلہ پھر عالمِ جذب و سُکر میں کھو جاتے، کئی کئی روز اسی حالت میں گزر جاتے، بدن کے کپڑے پھٹ جاتے، مسجد کے فرش پر دیوانہ وار لوٹتے۔ جب طبیعت میں قدرے سکون ہوتا تو جسم میں نقاہت محسوس کرتے، اکثر قبرستان کی طرف چلے جاتے اور کسی ٹوٹی پھوٹی قبر میں چھپ کر بیٹھ جاتے، ایک روز ایک عزیز مولوی چراغ دین سکنہ اٹاری نے دیکھا کہ حضرت بازار میں حلوائی کے چُولھے میں پڑے ہیں۔

ایک مرتبہ بحالتِ سُکر حضرت قبلہ کی زبان سے نکلا "اب میں کچھ اور ہی ہو گیا ہوں۔ مجھے کون پہچانے گا ـــــ" یہ کلمات تین مرتبہ فرمائے اور ہوش میں آ گئے، ہوش میں آتے ہی لاحول پڑھا۔

مولوی چراغ دین صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قبلہ ان کو ہمراہی میں فیض پور کلاں حکیم کرم الٰہی سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے حکیم صاحب قادری سلسلہ کے تھے، اکثر بیٹھے پانی پر وظیفہ پڑھتے تھے

اس روز بھی وظیفہ ہی کے لئے کہیں باہر گئے ہوئے تھے، فصل کی کٹائی شروع تھی، ایک کٹائی شدہ کھیت میں سے گزرے تو فرمایا کہ لوگ اللہ اللہ کرنے کے لئے مجلسیں منعقد کرتے ہیں۔ اس کٹے ہوئے کھیت سے وہ بات پیدا ہو تو مزہ ہے، چنانچہ حضرت قبلہ کو اسی ساعت وجد ہوا اور دیر تک کھیت میں لوٹ پوٹ ہوتے رہے۔ اسی طرح ایک روز کنکروں کے ڈھیر کو دیکھ کر حضرت قبلہ نے یہی الفاظ دہرائے، چنانچہ وہاں بھی ان پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔

مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ قرآن پاک سُن کر حضرت قبلہ کو اکثر وجد ہو جاتا تھا۔ مغرب کی اذان کہنے کے لئے کھڑے ہوتے تو عشا کا وقت ہو جاتا، ایک مرتبہ سخت جاڑوں میں عشا کی نماز کی امامت فرما رہے تھے کہ انہیں وجد ہو گیا، صفیں پھلانگ کر مسجد سے باہر نکل گئے اگلے روز صبح ملے تو فرمایا کہ رات قبرستان میں تھا، گرمیوں میں اکثر حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو سایہ کے نیچے تشریف فرما ہوتے اور یہ شدت کی دھوپ میں زمین پر لیٹے بیٹھے روتے اور آہیں بھرتے تھے، ملنے والے کہتے ان کے پاس کیا جائیں وہاں تو ماتم برپا ہے سخت گرمیوں میں جب کہ حبس ہوتا ہے اور مکانوں کے اندر دم گھٹنے لگتا ہے۔ حضرت قبلہ بعد مغرب مسجد کے اندر چلے جاتے، اور گھنٹوں اندر

Marfat.com

پڑے رہتے۔

ایک روز بیٹھے بیٹھے فرمانے لگے "اللہ بھائیا" اور زور سے ہنسنے لگے، کہ حاضرین کو خوف ہوا کہ کہیں شادیٔ مرگ نہ ہو جائے۔ جب طبیعت سکون پذیر ہوئی تو پھر یہی الفاظ دہرائے، اس مرتبہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب ہنس رہے ہیں اور آنکھیں اشک آلود ہیں۔ احباب کو پھر خطرہ لاحق ہوا مگر تھوڑی دیر کے بعد حالت درست ہو گئی۔ جذب و سُکر کی ان کیفیات کے متعلق اولیائے متقدمین کے رہنما حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے سیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالحسنؒ فرماتے تھے کہ گاہے میں اس کا ابوالحسن ہوں اور گاہے وہ میرا ابوالحسن ہے۔ حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ عارف اور عاشق کی حالت بالکل ایک سی ہوتی ہے، دونوں نہ بھادوں سوکھے نہ ساون ہرے، دھوپ ہو تو کیا بارش ہو تب کچھ نہیں ان کی آنکھ روتی ہے اور لب ہنستے ہیں۔

ایک مرتبہ محرم کے ایام میں ایک جگہ گاؤں کی چند لڑکیاں حُسنا حُسنا (یا حسین یا حسین) کہتی تھیں، حضرت قبلہ کا ادھر گزر ہوا تو وہ بھی دیوانہ وار وہاں کھڑے ہو کر چھاتی پیٹنے اور زبان سے یہی الفاظ دُہرانے لگے، لڑکیاں ڈر کر گھر کو بھاگ گئیں۔

ایک روز عید کے موقع پر مسجد میں تشریف لائے، میلے کچیلے کپڑے

Marfat.com

ان پر تھے، آنکھوں میں بے چینی اور بے خوابی کی کیفیتیں تھیں، چہرے
رنگ متغیر تھا، لوگ انہیں حیرت سے دیکھ رہے تھے فرمایا میاں عید
تب ہے جب دل خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے ورنہ عید کیسی!

ایک مرتبہ عالم بیقراری میں آبادی سے باہر نکل گئے، سرود کی آواز کان
میں پڑی، یہ آواز کی طرف بڑھے اور حضرت خواجہ محمد سعید کے مزار شریف
پہنچ گئے، معلوم ہوا گانے کی آواز مزار شریف کے اندر سے آ رہی ہے۔ صاحبِ
مزار سے مخاطب ہو کر فرمایا "ابھی تک سرود میں ہی پڑے ہو" حضرت قبلہ وہاں سے
آگے کو حضرت سخی شاہ بخاریؒ کے دربار میں حاضر ہوئے، ابھی جا کر کھڑے
ہوئے تھے کہ وجد میں آ گئے اور گر پڑے، جب ہوش سنبھلا تو صاحب مزار سے
خطاب فرمایا کہ گرانا ہی جانتے ہو، ناگاہ خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا، معلوم
ہوا یہ فیضان الٰہی ہے۔

ایک مرتبہ بابا صاحب کی معیت میں کوٹلہ شریف کے تالاب میں نہانے
کے لئے اُترے، کنارے پر کوئی کتا بھونکا، اور حضرت قبلہ کو وجد ہو گیا،
پانی کی سطح سے گز دو گز اوپر اُچھلتے تھے، حضرت بابا صاحب ساتھیوں سے
فرماتے کہ انہیں پکڑو، مگر یہ ہاتھ نہ آتے تھے، مچھلی کی طرح ادھر اُدھر نکل جاتے۔

ایک مرتبہ حالت جذب میں آگ کے سلگتے ہوئے انگاروں کو پکڑ کر منہ میں
ڈالتے اور فرماتے کیسے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

ایک دفعہ فرمایا کہ مجھے زمین پر چلنا پھرنا اور پیشاب پاخانے کے لیے
بیٹھنا مشکل ہو گیا ہے کیونکہ ہر جگہ اسم ذات روشن نظر آتا ہے۔
حضرت بابا صاحب سے توجہ لینے کے بعد حضرت قبلہ پر جذب و سکر کی
بعینہٖ شاہبازِ توحید حضرت سید حسین شاہؒ کی سی تھیں جو حضرت
احمدؒ سے اخذِ فیض کرنے کے بعد کپڑے پھاڑ کر جنگلوں میں نکل جاتے تھے
حضرتِ رب العزت کو آوازیں دیتے تھے۔ اگرچہ حضرت پیر و مرشد سے فیض
حاصل کرنے سے پہلے بھی ان پر جذبی اور سکراتی کیفیتیں طاری رہتی تھ
فنا فی الذات شائخ اکثر جذب و سکر میں رہتے ہیں۔ حضرت شبلیؒ اسم اللہ
ایسے فنا تھے کہ لڑکے بالے آپ کے پتھر مارتے جس سے بدن زخمی ہو جا
خون بہنے لگتا۔ کہتے ہیں خون کا جو قطرہ گرتا اس سے لفظ اللہ بن جاتا
مرتبہ لوگ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر شفا خانے میں لے گئے۔ مگر کوئی ا
نہ ہوا، ایک بار انہیں مکان میں بند کر دیا گیا۔ عوام میں دیوانے تو مش
ہی تھے۔ گاہے گاہے لوگوں سے فرماتے "دیوانہ میں نہیں بلکہ تم ہو"
ہے ع دیوانہ بکار خویش ہشیار!

رعایت شیخ

ایک وقت تھا کہ حضرت قبلہ بابا صاحبؒ کے دام میں ان کی پیر سالی
وجہ سے آنا نہیں چاہتے تھے اور جب اس تجربہ کار اور جہاں دیدہ شیخ

...تا تو پا لیا، تو حضرت قبلہ میاں صاحبؒ ایسے زیر ہوئے کہ ان کے لئے
...ادب دو زانو بیٹھتے، ایک مرتبہ حضرت پیر و مرشد کو رخصت کرنے کے
ہمراہ جا رہے تھے، کہ راستے میں کسی وجہ سے حضرت باباصاحبؒ کو ایک عنی
...مکان میں ٹھہرنا پڑا، وہ چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور حضرت قبلہ
...پر دوزانوں بیٹھتے تھے، اکثر ان کی سواری کے ساتھ ساتھ پیدل دوڑتے
حضرت پیر و مرشد تشریف لاتے تو ان کی خوشی کا کچھ ٹھکانا نہ رہتا، دل
...ل کر خاطر و مدارات کرتے بلکہ مقروض ہو جاتے، کیا مجال جو ان کی طبیعت
...ذرہ برابر بھی ملال ہوتا ہو۔ ان کی آمد کو باعث برکت و موجب مسرت
...ے۔

ایک مرتبہ حضرت باباصاحبؒ نے چائے پینے کی خواہش ظاہر فرمائی،
...ت قبلہ ان کے استعمال کے لئے عموماً ایندھن اپنے ہاتھ سے چن کر لایا کرتے
... ان دنوں برسات تھی۔ اور ایندھن نادار تھا، حضرت قبلہ نے اپنی
...ر مبارک کو جلا کر چائے تیار کی، جب حضرت قبلہ اُن کے وطن تشریف
...تے تو حضرت پیر و مرشد کی ہر طرح کی خدمت بجا لاتے، جنگل سے
...ں چن کر لاتے، چکی پیستے، اور ہر قسم کے دیگر کام بخوشی انجام

ایک مرتبہ حضرت پیر و مرشد کے پاؤں دبانے کے لئے ہاتھ بڑھانے

تو بابا صاحب نے فرمایا "ہوں ہوں" (منع فرمایا) حضرت قبلہ فرماتے ہیں مجھے
سعادت کی محرومی سے ایسا معلوم ہوا جیسے دوزخ میں جا پڑا ہوں"

ایک مرتبہ حضرت پیرومرشد کی سواری کی اونٹنی کے گھٹنوں
بندھے ہوئے دیکھ کر معروض ہوئے کہ حضرت اسے گستاخی خیال نہ فر
تو یہ اونٹنی (ڈاچی) کے گھنگروں کا باندھنا خلاف سنت ہے، حضرت
حضرت قبلہ کو سینہ سے لگا کر بولے" آپ کی اور میری مثال حضرت خواجہ
باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی کی ایسی ہے"۔ حضرت پیرومرشد نے
اتحاد کے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ "میرے اور (حضرت) شیر محمد
رحمۃ اللہ علیہ) کے درمیان جو فرق سمجھے گا وہ بے ایمان ہے"۔ نیز لوگو
کہا کہ میاں شیر محمد کی فقیری آج کل کی سی نہیں، بلکہ ان کا
سلف صالحین کے مطابق ہے"۔

ایک مرتبہ حضرت پیرومرشد شرقپور میں تشریف فرما تھے
کی ایک عمدہ گھوڑی بھی ہمراہ لائے تھے، حضرت قبلہ نے ایک
کو کہیں بھیجنا تھا، کسی کی معرفت حضرت ممدوح سے گھوڑی
کی، انہوں نے انکار کر دیا، گھوڑی یکدم بھاگ کھڑی ہوئی
کے لئے دوڑے، مگر وہ ہاتھ نہ آئی تھی، حتّٰی کہ ایک ہفتہ گزر گیا
مرشد ... نے ایک ... کو حضرت قبلہ کے پاس بھیجا کہ گھ

Marfat.com

ہیں۔ حضرت قبلہ نے سہج سے فرمایا "جا کر پکڑ لو" چنانچہ جب وہ گھوڑی کو پکڑنے کے لئے گئے تو وہ جہاں تھی کھڑی ہو گئی، اور انہوں نے سہولت سے پکڑ لی۔ حضرت پیر و مرشد کے پاس لے کر آئے، حضرت ممدوح حضرت قبلہ سے مخاطب ہو کر بولے "آپ زبان سے بات سوچ کر نکالا کریں" حضرت قبلہ پاس ادب سے خاموش تھے۔

خلافت

حضرت قبلہ میاں صاحب نے نہایت قلیل عرصہ میں اشغال نقشبندیہ میں کمال حاصل کر لیا تھا، لطائف ششگانہ بھی مفتوح ہو گئے۔ سلطان الذکر کی منزل بھی طے کر چکے تھے۔ نفی اثبات اور طریقہ یادداشت میں بھی مشاق ہو گئے تھے، اتباع سنت میں بھی حد درجہ رعایت فرماتے تھے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں معراج کمال پر دیکھا تو ایک روز بڑی شفقت اور مہربانی سے عطاء خلافت کی تحریر ان کے حوالے کی مگر یہ ہاتھ کھینچ کر بولے "میں خلیفہ بننے کے لئے مرید نہیں ہوا ہوں میرا مقصود بیعت تو معبودِ حقیقی کا بندہ بننا تھا" حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ کے بعد یہ تحریر دوبارہ پیش کی، مگر حضرت قبلہ انکار پر اڑے رہے، اس کشمکش میں اڑھائی سال بیت گئے، حضرت پیر و مرشد مخدومیت کی سند پیش کرتے تھے مگر یہ خادمیت کے درجے سے بڑھنا نہیں چاہتے تھے، آخر

Marfat.com

ایک روز حضرت بابا صاحب رح نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا "میں آپ کا مرشد ہوں، تعمیل ارشاد لازم ہے" حضرت قبلہ رح نے بادلِ نخواستہ اجازت نامہ حضرت ممدوح کے ہاتھ سے تھام لیا، اس ذمہ داری کے بوجھ کو ایسا محسوس کرتے گویا کسی نے پہاڑ انڈیل دیا ہے۔ عطائے خلافت کی اہم ذمہ داری کے بعد جوں جوں لوگوں کو علم ہوتا، جوق در جوق حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب مریدانہ بجا لاتے، مگر حضرت قبول نہ کرتے اور کہتے میں خود کو ہرگز اس منصب کا اہل نہیں پاتا ہوں اور میری حالت خارش زدہ کتے سے زیادہ نہیں ہے، کیا کروں حضرت پیر و مرشد ناحق مجبور کرتے ہیں ——— کہتے ہیں حضرت قبلہ نے سب سے پہلے ایک صاحب مولوی یار محمد سکنہ چوہنیاں کو بیعت کا شرف بخشا تھا۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری مرحوم "خزینۂ معرفت" میں لکھتے ہیں کہ انہی ایام میں مجھے ایک مرتبہ حضرت قبلہ کے ساتھ کسی گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک نوجوان ملا، استفسـ پر پتہ چلا کہ وہ حضرت قبلہ کے پاس بیعت کے لئے کئی بار حاضر ہو چکا ہے، مگر حضرت قبلہ نے التفات نہیں فرمایا، آخر وہ نوجوان کسی ایسے درویش کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا جس نے پہلے تو اُسے حکم دیا کہ وہ اپنے

Marfat.com

باپ کو سجدہ کرے، پھر اپنے تئیں سجدہ کرنے کو کہا، صوفی صاحب کو یہ سب سُن کر بہت دُکھ ہوُا، اور حضرت قبلہ سے رجوع ہو کر بولے آپ کے انکار سے دنیا شرک میں مبتلا ہو رہی ہے اور نوجوان کا واقعہ گوش گزار کیا۔ حضرت قبلہ اس روز کے بعد بیعت کرنے لگے۔

بیعت کے متعلق حضرت قبلہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اب یہ ایک رسم رہ گئی ہے ـــــ بیعت کے معنی ہیں بک جانا، اب کون کسی کے ہاتھوں بکتا ہے سب نفس کے تابع ہیں۔

Marfat.com

رشد و ہدایت

مسلک

حضرت میاں صاحب حنفی المذہب تھے، طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے پیرو تھے۔ اٹھتے بیٹھتے اتباع سنت جو کہ اس سلسلہ عالیہ کا نصب العین ہے ملحوظ رکھتے، کسی سے خلاف سنت فعل صادر ہوتا تو بہت خفا ہوتے۔ محمدی المشرب تھے اور مسلمانوں کو اس مشرب پر عمل پیرا دیکھنا چاہتے تھے۔ اگر کوئی صاحب حضرت قبلہ کے روبرو ان کی شان میں مبالغہ سے کام لیتے تو ان سے بہت بگڑتے۔ فرماتے کہ یہ ہستی ہرگز پیر بننے کے لائق نہیں ہے۔ اسی طرح لفظ مرید کا برا مناتے، صاف اور سادہ لباس شرع شریف کے مطابق زیب تن فرماتے اور ملنے والوں سے بھی یہی لباس پہننے کی تاکید فرماتے، انگریزی بود و باش اور انگریزی وضع

Marfat.com

قطع کے لباس کو بہت ناپسند فرماتے، قبلہ رخ مؤدب اور دو زانو بیٹھتے اوروں کو بھی اسی بیٹھک کی تلقین فرماتے کہ شریعت کے مطابق کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا عین دین ہے، علماء دین کی عزت اور بزرگوں کا احترام کرتے۔

تبلیغ دین

مروجہ تعلیم کے اعلیٰ تعلیم یافتہ جب حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہوتے تو ان کی نصرانی وضع قطع سے جی ہی جی میں کڑھتے اور ان سے فرماتے "کیا تمہارے آباؤ اجداد کی یہی شکل و شباہت تھی۔ سکھ بھائی تو ایسا نہیں کرتے انہیں جو گرو صاحب نے تعلیم دی ہے، اس پر چلتے ہیں۔ ہائے مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے۔ ہمارا قانون تو الٰہی ہے، سکھ کیا ملازمتیں یا کاروبار نہیں کرتے انہیں گرو کی پیروی کے جرم میں کوئی نکال تو نہیں دیتا۔ مسلمان قیدیوں کی ڈاڑھی بھی مونڈی جاتی ہے۔ انگریز جان گیا ہے کہ مسلمان مذہب کے کچے ہیں"۔

فیشن زدہ انگریزی خواندوں سے حضرت قبلہ اکثر دریافت فرماتے کہ کہاں تک تعلیم پائی ہے۔ کوئی چودہ بتاتا کوئی سولہ (بی۔اے یا ایم۔اے، حضرت فوراً سوال کرتے بسم اللہ اور کلمہ شریف ہی کے معنی بتادو؟ مد مقابل خجالت سے گردن ڈال دیتے۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ حجرہ شاہ مقیم تشریف لے گئے، بزرگوں کا

Marfat.com

پیر خانہ تھا، گدی نشین صاحب کی ڈاڑھی غائب، نماز کے اوقات کی پابندی نہ ہونے کے برابر۔ شکار کے لئے کتے پال رکھے تھے، بندوقیں بھی رکھتے تھے حضرت قبلہ نے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ کون سا طریقہ ہے؟ کیا یہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے؟ سجادہ نشین صاحب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور آئندہ نیک چلنی کا وعدہ فرمایا۔

میاں سر محمد شفیع مرحوم حضرت قبلہ کے خانہ زاد بھائی تھے۔ ایک دفعہ لاہور میں ان کے روبرو خالہ صاحبہ سے فرمایا کہ کیا مخنث بنا جا رہا ہے؟ ڈاڑھی اور مونچھ غائب ہے آج ان کے ڈاڑھی ہوتی کونسل میں بیٹھے کیا اچھے لگتے، اسلام کا رعب ہوتا انگریزوں کو بھی پتہ چلتا کہ مسلمان ایسے بارعب اور باوقار ہوتے ہیں، افسوس کہ یہ عیسائی ہو گئے ---!

ایک مرتبہ سر محمد شفیع صاحب سے فرمایا کہ تمہارا نام لینے کو جی نہیں چاہتا، تمہارا کیسا اچھا نام ہے۔ اپنے نام ہی کی کچھ شرم کرو۔ کچھ سوچو اور سمجھو۔ تمہارے والد صاحب کی صورت کیسی بھلی تھی آج وہ صورتیں اور شکلیں تمہیں بری لگتی ہیں۔ دراصل اس میں قصور بھی بڑوں کا ہے تمہیں وہ نہ ولایت بھیجتے اور نہ تمہاری صورت و شکل بگڑتی۔

ایک مولوی صاحب حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہدایت کے لئے ہماری طرف رسول مقبول کو دین حق

Marfat.com

دے کر بھیجا تھا، آج اس پر کس قدر عمل ہو رہا ہے؟" مولوی صاحب نے نگاہیں نیچی کر لیں۔ فرمایا سب ایک ہی ڈگر پر جا رہے ہیں، دین کی طرف کوئی راغب نہیں ہوتا۔ عالموں اور مولویوں نے اپنی اپنی خواہش کے مطابق قرآن پاک کے معنے گھڑ لئے ہیں اور اپنے وقار کے لئے فرقہ بندی میں اُلجھ گئے ہیں، اصل اسلام چھوڑ بیٹھے ہیں۔"

فرماتے جس کلمہ شریف کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خون بہا کر حاصل کیا تھا، آج اس کو مسلمان مفت دے رہے ہیں، اور جس ڈاڑھی کے لئے جناب سرورِ کائنات نے مصائب جھیلے تھے آج مسلمان اس کی ذرہ برابر قدر نہیں کرتے۔ فرنگیت کے غلبہ نے اسلام کو تباہ کر دیا ہے۔

تادیب

ایک دن محکمہ ریلوے کے ایک سپرنٹنڈنٹ صاحب خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے۔ انگریزی وضع قطع کے تھے۔ فرمایا کیا تنخواہ ملتی ہے آپ کو؟ جواب ملا، ہزار بارہ سو مل جاتے ہیں۔ حضرت نے زور سے ایک طمانچہ دیا، ہیٹ اُتر کر دور جا پڑی۔ فرمایا یہ روپیہ آپ کو منکر نکیر سے بچا لے گا؟ کیا پُل صراط سے اس کے سہارے پار اُترو گے؟ یا حساب کتاب کے وقت رشوت سے کام چلاؤ گے؟ یہ مسلمانی ہے، انگریز کے بچے بن گئے ہو،

فرمایا قانون خداوندی بھی کوئی چیز ہے. جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اُسے بھی کچھ جانو پہچانو۔"

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ ایک نوجوان کو بڑی تن دہی سے تلقین فرما رہے تھے کہ میاں دین میں سعی اور کوشش کرو، صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ میں سوچنے لگا کہ بھلا یہ نو عمر اسلام کی حقیقت کو کہاں سمجھتا ہوگا. مگر حضرت قبلہ بار بار یہی تکرار فرما رہے تھے کہ دین میں کوشش کرو، اس وقت حضرت کے چہرے مبارک کی رنگت متغیر تھی، ایک روز حاضرین سے جوش و خروش سے فرماتے تھے کہ حدیث شریف میں دیکھا ہے کہ بے راہ رویوں کے سبب مسلمان بھی یہودیوں کی طرح ذلیل و خوار ہوں گے، صحابہ کرام رض نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ حضور آخر ایسا کیوں ہوگا؟ ارشاد گرامی ہوا کہ یہودیوں میں ۷۲ فرقے ہیں اور مسلمانوں میں ۷۳ ہوں گے!

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربل والے لکھتے ہیں کہ ایک صاحب شاہ ابوالخیر رح کے متوسلوں میں سے تھے، اور قبرستان میں قیام رکھتے تھے، کسی زمانے میں محکمہ پولیس میں بھی ملازم رہ چکے تھے اور اب فقیر بن گئے تھے. حضرت قبلہ کی خدمت میں اکثر آیا کرتے تھے، ایک روز قمیص پہن کر آئے حضرت نے نہ ٹوکا، اگلے روز آئے تو فرمایا یہ انگریزی وضع کی

قمیص، خلافِ سنت ہے، انہوں نے کچھ غور نہ کیا، حضرت قبلہ نے آگے بڑھ کر ان کی آستینوں کے کف پھاڑ ڈالے۔ وہ ہر چند کہتے کہ حضرت میں پھاڑے دیتا ہوں، فرمایا "یہ تکلیف میں ہی کر لیتا ہوں، آپ کیوں اٹھائیں"۔

حضرت صاحبزادہ صاحب ایک جگہ اور "انقلاب الحقیقت" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ بالاخانہ سے تشریف لائے۔ مکان کا نچلا حصہ زائرین سے پُر تھا، حضرت قبلہ دو زانو بیٹھ گئے اور ایک طرف سے ملاقات فرمانے لگے، ایک صاحب قریب آئے اور پوچھا کیا نام ہے، عرض کیا بہاؤلا۔ فرمایا "بہاؤلا کیا بہاؤالدین ہوگا نام" اُس کی مُنڈی ہوئی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "بہاؤالدین یہ کیا؟ نام بہاؤالدین اور یہ چہرہ، مسلمان کے مسلمان اور بے ایمان کے بے ایمان، اس کی دونوں مونچھیں پکڑ کر زور سے کھینچنے لگے اور فرمانے لگے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور طمانچے بھی مارے۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا کس کے ساتھ آئے ہو" میاں صاحب کے ہمراہ آیا ہوں" ایک نوجوان کی طرف اشارہ کر کے بولا، حضرت قبلہ اس کی طرف بڑھے، یہ چوبیس پچیس سال کے خوبرو جوان تھے۔ ڈاڑھی مونچھ صفاچٹ، حضرت قبلہ نے نام دریافت کیا، بولا حسین، حضرت نے فرمایا کیا حسین ہے؟ اس نے کہا جی ہاں حضرت قبلہ اس کی ٹھوڑی کو ادھر ادھر گھما کر

Marfat.com

فرمانے لگے "دیکھو یہ حسین کی شکل ہے، یہ حسین ہے" اسی اثنا میں اس کے تین چار طمانچے رسید کئے۔ اور فرمایا کہو "لا الہ الا اللہ انگریز رسول اللہ" "لا الہ الا اللہ لندن کعبۃ اللہ"۔ وہ بیچارہ مارے خوف کے کانپ رہا تھا۔ حاضرین بھی دم بخود تھے۔ اس سے پھر ارشاد کیا "اپنے باپ دادا بھی دیکھے تھے، سنا ہے وہ بزرگ تھے۔ لوگ ان کے مزار پر حاجات طلب کرنے کے لئے جاتے ہیں، کیا وہ اسی شکل و صورت کے تھے۔ کہتے ہوئے دو تین طمانچے اور جڑ دئے، اس سے دریافت فرمایا "کتنی زمین کے مالک ہو" عرض کیا چودہ مربعے ہیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "اتنا دے رکھا ہے اور پھر یہ حالت ہے" دریافت کیا "کیا کام کرتے ہو" اس نے کہا "ذیلدار ہوں"۔

فرمایا "یہاں کس کام کے لئے آئے ہو"۔

عرض کیا "کپتان صاحب آئے ہوئے ہیں ان سے ملنے کے لئے یہاں آیا ہوں"۔

ارشاد فرمایا "لوگوں کے فیصلے گھر پر ہی کر دیا کرو، صورت و سیرت مسلمانوں کی اختیار کرو۔ انگریزوں کے افسر جو گھر آجائیں ان کی خدمت کر کے ٹال دیا کرو، ان کے پیچھے دوڑنے کی ضرورت نہیں" نیز فرمایا "آج دوپہر کا کھانا یہیں کھانا" تھوڑی دیر کے بعد اس کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر لے گئے۔ رازدار تاڑ گئے کہ حسین نے مار تو کھائی لیکن جس کام کے لئے

Marfat.com

تھے وہ بن گیا۔

حضرت قبلہ نماز باجماعت کے بہت پابند تھے، خلاف شریعت امور سرزد گی پر فرماتے "مسلمان جب کسی خلاف شریعت امر کو دیکھے تو ایسا ہائے جیسے بھو کا بھیڑیا۔"

ایک دن امام دین[1] صاحب خادم نل سے پانی بھر رہے تھے، عصر کی ان ہو چکی تھی، حضرت قبلہ کسی کام کو نیچے تشریف لائے اور اس سے طب ہو کر فرمایا "تو نماز کے لئے نہیں گیا؟" وہ بہرے تھے، جواب کیا دیتے، رت قبلہ خفا ہو رہے تھے اور فرما رہے تھے "تم نے نماز باجماعت کی پرواہ ں کی اس لئے تمہارے یہاں رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

تھوڑی دیر کے بعد خادم دین محمد آئے تو ان سے بھی یہی فرمایا۔ وہ بولے ام دین بہرہ ہے، حضرت کا ارشاد سُنا نہیں ہوگا، قصور معاف فرمایا ئے" فرمایا "اس سے کہہ دو اگر آئندہ جماعت فوت ہوئی تو نکال ں گا، امام دین صاحب آئندہ بہت محتاط رہتے اور ہمیشہ نماز با جماعت ادا کرتے۔

ایک مرتبہ ہندوستان سے صابری سلسلہ کے ایک بزرگ حاضر مت ہوئے، اور دعا کے لئے درخواست کی، حضرت قبلہ نے انکار کیا،

---

[1] یہ صاحب ابھی زندہ ہیں اور حضرت قبلہ کے آستانہ پر جاروب کشی کرتے ہیں۔

Marfat.com

وہ اصرار کر رہے تھے۔ آخر ہاتھ اوپر اُٹھا دیئے، اور انہیں جانے کی اجا
دیتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تھے کہ حضرت قبلہ کی نگاہ ا
کے سیاہ رنگ کے انگریزی جوتے پر پڑ گئی، چہرے کا رنگ بدل گیا،
کہتے ہیں بزرگوں سے تعلق ہے، اور یہ بڑی من ہے، پھر بھی انگریزی ج
پہنتے ہیں" وہ معذرت کرتے ہوئے بولے حضور۔ پھر کبھی نہ پہنوں گ
حضرت قبلہ جوتا ناپ کر خادم دین محمد سے بولے کہ جوتا جو اندر رکھا
اٹھا لاؤ! خادم جوتا لے کر آئے حضرت قبلہ نے ناپا، اور ان سے
یہ پہن لو پیر میں درست آئے گا" ان کے سامنے رکھ دیئے۔ جب
جھکے تو بڑے میاں کر گابی اٹھانے کے لئے جُھکے حضرت قبلہ نے
دبا، وہ اصرار کرتے تھے اور وعدہ کرتے تھے کہ اسے پھر نہ پہنوں گا
انہیں جوتا لے جانے کی اجازت دے دی۔

تربیت

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ کے
ایک مرتبہ قصور کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک جگہ چند لڑکے
گودیں مشغول تھے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "یہ جو لڑکے کھیل رہے
ان میں بھی استعداد موجود ہے کہ یہ محنت اور کوشش سے حافظ
اور ولی بن سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب خدمت عالی میں حاضر ہوئے، ناقدریٔ زمانہ کی شکایت فرماتے تھے، اور کہتے تھے آج کل مسجدیں تو ماشاءاللہ بہت ہیں مگر نمازی غائب ہیں، حضرت قبلہ ان کی باتیں سننے کے بعد بولے "مولوی صاحب اگر نہر بہہ رہی ہو اور اس میں جابجا سوراخ ہوں اور پانی ادھر ادھر بہتا ہو تو کدال لے کر ان سوراخوں کو اور کھولنا چاہیئے یا بند کرنا چاہیئے تاکہ پانی ضائع نہ ہو"

مولوی صاحب بولے "بند کرنا ہی بہتر ہوگا میرے خیال میں"۔

حضرت قبلہ نے فرمایا "ہاں اصلاح ہی کرنی چاہئے۔ اس دور میں سنت کی نگرانی کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ ایسے گندے وقت میں بھی جو سنت کا لحاظ رکھے گا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے شخص کے متعلق بشارت دی ہے کہ وہ قیامت کے روز ان کے ساتھ ہوگا، بلکہ اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

صوفی صاحب فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت قصور میں تشریف رکھتے تھے، میں نے بعد نماز عصر خدمت اقدس میں دعا کے لئے درخواست کی، حضرت قبلہ ہاتھ اٹھا کر بولے "تمہارا کچھ نہ رہے" میں نے فوراً کہا "آمین" حاضرین سناٹے میں رہ گئے، حالانکہ ان کلمات سے حضرت قبلہ کا مقصود ناچیز سے خودی دور کرنا تھا اور فی الحقیقت اپنی اصلاح کے

Marfat.com

لئے مجھے اس دعا کی ضرورت بھی تھی۔

ایک مرتبہ ایک متمول حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کھانے کا وقت ہوا تو حضرت نے ان سے دریافت کیا۔ "آپ کے ساتھ کوئی اور آدمی بھی ہے؟"

بولے "جی ہاں میرا نوکر ہے اور نیچے بیٹھا ہے۔"

حضرت قبلہ کو اُن کا یوں حقارت سے جواب دینا بہت ناگوار گزرا انہیں کچھ نہ کہا، تو وہیں کھلا دیا اور ان کی موجودگی ہی میں نوکر کو اوپر بلوا کر اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا لیا، حضرت قبلہ دنیاوی جاہ و مال کو کبھی وقعت نہیں دیتے تھے، بلکہ اسے نہایت حقیر سمجھتے تھے۔ اور متاع و مال کو عاقبت کے لئے وبال جان خیال فرماتے۔

صوفی صاحب حضرت قبلہ کی زبانی ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں، کہ ممدوح سفر میں تھے۔ ایک جگہ گاڑی میں سوار ہونے لگے، بھیڑ بہت تھی، ادھر بتی ہو رہی تھی، یہ گھبرا کر آگے بڑھے اور مجبوراً گارڈ کے کمرے میں بیٹھ گئے، گارڈ نے دیکھا تو بہت سٹپٹایا اور حضرت قبلہ کو سخت سست کہنے لگا۔ حضرت قبلہ سنتے رہے، آخر ایک "توحید نگاہ" اس پر ڈالی۔ پھر کیا تھا فوراً مطیع ہو گیا۔ گاہے گاہے حضرت قبلہ کو خط بھی لکھتا اور خود بھی حاضر ہوتا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا لکھنا چاہتے ہو؟ اس نے جیب سے رقعہ نکالا، حضرت قبلہ بولے میں رقعہ وغیرہ نہیں جانتا، جو لکھنا ہے کہہ ڈالو وہ کہتے ہوئے جھجک رہا تھا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، حضرت قبلہ نے فرمایا، ہر کام سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لیا کرو، مجھے رقعہ دکھانے کی ضرورت نہیں۔

حضرت قبلہ کے روبرو جب کوئی شخص آتا تو ایک نگاہ میں سر تا پا اُسے دیکھ لیتے۔ کوئی فعل خلاف سنت نظر آتا تو بلا جھجکے تنبیہ فرماتے۔

صاحبزادہ حضرت محمد عمر صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ کی مجلس میں حاضر ہونے والے کے لئے ضروری تھا کہ وہ پہلے دایاں قدم لگائے، دو زانو بیٹھے، سینہ پر نظر جمائے رکھے۔ سر پر خالی ٹوپی یا محض پگڑی کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اکثر ارشاد ہوتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ صرف ٹوپی نصرانی پہنتے ہیں، اور خالی پگڑی یہودی استعمال کرتے ہیں، مسلمان کو چاہئیے کہ وہ ایک ساتھ دونوں استعمال کرے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ جو شخص پگڑی باندھے ہوتا اور سر کی چوٹی کھلی ہوتی تو اُسے ہدایت فرماتے اور اکثر کو ململ یا لٹھا کی ٹوپی پہنا دیتے اور اس کے اوپر پگڑی بندھواتے۔ ایک مرتبہ ایک بوڑھے ساربان کو حضرت قبلہ نے ٹوپی پہنائی۔ کہتے ہیں اسی وقت

Marfat.com

اُن کے چہرے پہ نور آگیا، حضرت قبلہ نے فرمایا میں تو پیروی سنت کے لئے ٹوپی پہنتا ہوں، لیکن بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کلاہِ خلافت ہے، حالانکہ مجھے خلافت سے کیا واسطہ۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ پانی پت میں تھا، امام صاحب نماز کے لئے تشریف لائے، سر پہ نصف ٹوپی اوڑھے تھے، میں نے کہا عمامہ کہاں ہے؟ تو بولے یہ ٹوپی مختصر سی ہے، میں نے پوچھا کہاں سنت کی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ٹوپی اور پگڑی سے استعمال فرماتے تھے۔ امام صاحب بولے یہ سر کم ٹوپی سے لی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے اسی وقت اپنی پگڑی کے دو ٹکڑے کئے، نصف اپنے سر پر باندھی اور نصف ان کو دی، بہت حیران ہوئے، جب آگاہ ہوئے تو سنت کے عاشق ہو گئے۔

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ انہیں اکثر مسجد کی صف کے تنکے توڑنے کی عادت تھی، ایک مرتبہ جب حضرت قبلہ کے روبرو حاضر ہوئے تو منع کر کے فرمایا کہ صف کے تنکے توڑنا مسجد کے آداب کے خلاف ہے۔ لوگوں کو مسجد میں دو زانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے۔

طعام کے وقت بھی آداب ملحوظ رکھتے، پہلے ہاتھ دھونے کی تلقین فرماتے، دسترخوان پر ایک زانو بیٹھنے کی ہدایت فرماتے، کھانا دو چار آدمیوں کو ایک ہی برتن میں، جو کہ مٹی کا ہوتا تھا، اور ایک ساتھ بٹھا کر کھلا

Marfat.com

ن جو بچ رہتا، اسے پینے کی ہدایت فرماتے، اور پھر برتن صاف کرنے کو
، یہ وہ باتیں ہیں جو مسنون ہیں۔

ایک صاحب تلقین ذکر کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور
فرمائیں کہ دنیا سے الگ ہو بیٹھوں، حضرت قبلہ بولے، کہاں جاؤ گے؟
ی تو آخر دنیا ہی میں ہو گی۔ حضرت قبلہ ترک و تیاگ کو ہمیشہ برا سمجھتے تھے

ایک صاحب معروض ہوئے کہ حضرت چلہ کی تلقین فرمایئے، ارشاد
یا ہم چلہ کشی کو پسند نہیں کرتے، اتباع سنت ہمارے لئے بہت کافی ہے
حان اللہ سنت کی اہمیت پر کس خوبی سے روشنی ڈالی ہے۔

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے پختہ مکان کی تعمیر کا
شتیاق تھا، جب حضرت قبلہ کی خدمت میں آیا تو حضرت مجلس سے
مطاب فرما رہے تھے کہ لقمان سے کسی نے سوال کیا کہ گھر کیوں نہیں بناتے
نہوں نے مٹھی بھر مٹی لے کر کہتے ہوئے پانی میں ڈال دی، اور کہا کہ کیونکہ
بناؤں، مطلب یہ کہ عمر رواں پر کیونکر بھروسہ اور قیام ہو، حیات چند
روزہ اور دنیا کی بے ثباتی کی اس سے بہتر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک مرتبہ آٹا پیسنے
کی چکی لگانے کا خیال ہوا، حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ممدوح
ایک صاحب سے مخاطب ہو کر بولے کہ انگریزی کلوں نے رہا سہا کام بھی

Marfat.com

بگاڑ دیا ہے۔ جب سے مشینی چکی چلی ہے اس نے خراس بند کر دیے ہیں۔ جسے دیکھو انگریزی ایجاد کو اپنانے کی دھن میں ہے۔

حضرت قبلہ کا دوسرے کو بات سمجھانے اور سوجھانے کا بھی خاص ڈھنگ تھا۔ بات کہہ بھی دیتے تھے اور دوسرا سمجھ بھی لیتا تھا، ہاں وہ راست قائل سے خطاب نہ فرماتے تھے تاکہ وہ ناحق خفیف نہ ہو۔

حضرت قبلہ پیر و مرشد سرکار کرمانوالے فرماتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضرت ممدوح کے پاس تشریف رکھتے تھے کہ اعلیٰ حضرت کی نگاہ ایک کونے میں پڑے ایک شیشہ کے گلاس پر جا پڑی۔ خدام سے بولے۔ یہ گلاس یہاں کون لایا ہے؟ جواب نہ ملا تو بے چینی سے فرمایا "اسے ابھی باہر لے جاؤ آئندہ کوئی ایسی چیز میرے ہاں نہ لائے۔"

ایک مرتبہ بھیرہ کمیٹی کے پریذیڈنٹ خدمت عالی میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا، آپ کہاں سے آئے ہیں؟ کہنے لگے "بھیرہ کمیٹی کا پریذیڈنٹ ہوں" حضرت جوش میں آگئے، فرمایا کہ میں ڈنڈ ونڈ نہیں جانتا، رکتے ہوئے بولے "میری پیدائش عرب شریف میں ہوئی تھی۔" فرمایا "ہاں جنت البقیع سے اونٹ بھی لدے ہوئے گزرتے ہیں۔"

ایک صاحب میاں رمضان حاضر ہو کر معروض ہوئے کہ میرا بھائی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا ہے۔ حضرت قبلہ بولے، کتوں کی طرح پیسہ پر

Marfat.com

ایک بھائی دوسرے بھائی سے لڑتا ہے اور پھر میرے پاس آ جاتے ہیں" بھائی کے مقابلہ میں زرکشی کی لعنت کو کس عمدگی سے بیان فرمایا ہے، ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک وہ شخص اچھا ہے جو معاملات دین میں اچھا ہے۔ فرمایا نقل والے پیسوں (سکوں) نے ہمارے اندر بھی محبت رکھ دیئے ہیں، ہم میں سے خدا خوفی اور خدا ترسی اٹھ گئی ہے اور بتوں کی پوجا ہونے لگی ہے۔ پستی کی اس سے بہتر تشریح ناممکن ہے۔

حضرت قبلہ اپنی مسجد میں نماز جمعہ خود پڑھاتے تھے۔ جمعہ کے روز دور دور سے لوگ آتے اور حضرت قبلہ کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے اور ان کی امامت میں اقتدا کرتے۔ گرمیوں میں جب لوگ دھوپ میں بیٹھنے سے گھبراتے اور جاڑوں میں مسجد کے اندر بیٹھنے سے گریز کرتے۔ حضرت قبلہ عوام کی اس کمزوری اور تن آسانی پر فرماتے "پہلے مسلمان تو اسلام کی خاطر خون بہاتے تھے۔ اور اف نہ کرتے تھے، لیکن آج کا مسلمان پسینہ بہانے سے بھی گریز کرتا ہے، مسجد میں گھڑی بھر کو بیٹھتے ہیں تو گھبراتا ہے۔"

ایک مرتبہ ایک نوجوان کو کھڑا ہونے کا حکم فرمایا اور آپ نے ان کے دونوں پاؤں کا فاصلہ ناپا اور ارشاد فرمایا کہ نماز پڑھتے وقت دل میں کہا کرو، کہ اے الہ العالمین میں نے اپنا منہ تو تیری طرف کیا ہے، اب تو میرے دل کو بھی اپنی طرف پھیر دے کیونکہ وہ میرے اختیار سے باہر ہے

Marfat.com

سبحان اللہ! عبادت میں خلوص اور نماز میں حضوریٔ دل کی اہمیت کو کس موثر اور سادہ انداز میں واضح فرمایا ہے۔

ایک روز سانگلہ ہل سے بڑی عمر کے ایک امام صاحب حاضر ہوئے، حضرت قبلہ نے فرمایا "کیا کام کرتے ہو؟" بولے "امام مسجد ہوں، لیکن دوسرے ملاؤں کی طرح نہیں ہوں" حضرت بولے "یہ کیونکر؟" انہوں نے کہا "وہ مسجد کا مال کھاتے ہیں"۔ یہ بولے "تو کیا مضائقہ ہے، آخر آپ کیا کھاتے ہیں" کہا "حاجی صاحب خرچ دیتے ہیں" فرمایا "تو یہ کیا ہے، یہ بھی مسجد ہی کا مال ہوا"

فرمایا "آج کل اللہ پاک کے ذکر کو قضائے حاجت کے فریضہ جتنی بھی اہمیت نہیں دی جاتی۔ بیمار ہوں، گرمی کا موسم ہو یا سردی کا، بیت الخلا میں جانا نہیں چھوڑتے۔ لیکن نماز کے لئے معمولی بہانہ ہاتھ آ جائے تو چھوڑ بیٹھتے ہیں" [illegible] غفلت کی اس سے بہتر مثال نہیں ہو سکتی۔

فرمایا "فقیری ویری نہیں جانتے۔ ہم تو صرف سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہیں" سبحان اللہ! پیرویٔ سنت میں دونوں جہان کی [illegible]۔

فرمایا "ہمیں تو ایک ہی شجرہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کافی ہے اور کسی شجرہ کی ضرورت نہیں، ہم فقیر تو بنتے ہیں، مگر مسلمان نہیں بنتے" کلمہ توحید کی تعریف کس انداز میں فرمائی ہے، اہل اللہ اپنی فقیری کے

Marfat.com

از میں کوئی نہ کوئی شجرۂ طریقت پیش کرتے ہیں، حالانکہ لا الٰہ الا اللہ کی کسوٹی پہ پورا اترنا شرط ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے۔

ایک روز ایک صاحب بولے "حضرت صفائی حاصل نہیں ہوتی" فرمایا "ہاتھ بھی ہیں، پاؤں بھی ہیں، آنکھ بھی ہے، اور زبان بھی ہے، پھر صفائی کس طرح حاصل ہو" سبحان اللہ چند لفظوں میں معرفت کی پوری تعلیم بیان فرمادی اور جسم کے ان اعضا کو جو حق دیا ہے ان کا کام یہی ہے کہ وہ اگر کام کریں تو اللہ کی راہ میں، اٹھیں تو اس کے راستے میں، دیکھیں تو اس کا مشاہدہ کریں، اور بولیں تو اس کا ذکر ورد زبان رہے۔

فرمایا "بہر رنگے کہ باشی با خدا باش" حضرت قبلہ با خدا بودن کو پسند کرتے تھے کسی خاص صورت اور کسی خاص قطع اور خاص چیز سے تعلق نہ تھا۔ یعنی حضرت قبلہ تصوف کی کسی مروجہ وضع قطع کے حامی نہ تھے، اور نہ اسے خدا پرستی کا ذریعہ قرار دیتے تھے، سبحان اللہ ہر رنگ اور ہر ڈھنگ میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر کو لازم و ملزوم سمجھتے۔

فرمایا اللہ کے لفظ کے حروف نہایت بابرکت ہیں اور ان کی بے شمار برکات ہیں، لیکن خود ذات بابرکات کے بغیر اسم کا کیا فائدہ اور اس کے

Marfat.com

مقابلہ میں اس کی کیا حقیقت؟ حضرت قبلہ صرف نام رٹنے کو پسند
فرماتے تھے بلکہ عمل پر زور دیتے تھے۔

فرمایا سو برس کی عبادت ہو اور نیک عمل نہ ہو تو یہ بے کار
ہے، ہاں عمل بھی ہو اور عبادت بھی تو یہ سونے پر سہاگہ ہے۔ در
عبادت عمل ہی کے لئے ہے۔ بغیر خوشبو کے پھول کسی کام کا نہیں ہوتا۔
نہ ہو تو جسم مردہ ہے!

Marfat.com

فیضانِ توجّہ

یدِ بیضا

حضرتِ قبلہ تالیف القلوب میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ نگاہ کیمیا صفت جس پر پڑتی وہ خدا آشنا ہو جاتا۔ بہتوں کو ہاتھ سے چھو دیتے تو حالت غیر ہو جاتی۔ بعض کو زبان مبارک سے راہِ راست پر لے آتے۔ اکثر کو مصافحہ اور معانقہ سے فیض پہنچاتے۔ حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ ایک سید صاحب اور ایک مولوی صاحب کے ساتھ حضرتِ قبلہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرتِ قبلہ نے ایک ہاتھ شاہ صاحب کے زانو پر رکھا۔ اُن کے آنسو فوراً بہہ نکلے۔ دوسرا ہاتھ مولوی صاحب کے زانو پر رکھ دیا۔ ادھر بھی یہی حالت تھی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اس عنایت پر رشک فرما رہے تھے کہ حضرت قبلہ نے شاہ صاحب کے زانو

Marfat.com

سے ہاتھ اٹھا کر ان کے زانو پر ٹکا دیا، یہ بھی زار و قطار رونے لگے، رو
سے جی تو ہلکا ہو ہی جاتا ہے، مگر عصیاں کے داغ بھی دھل جا
ہیں یہ خاصیت صرف حضرت قبلہ کی صحبت بابرکت میں تھی کہ ند
سے چند آنسو بہا لینے ہی سے حضرت ربی کے باب رحم و کرم پر تلا
بہا ہو جاتا تھا اور بیرتی دل کی آنکھوں کے سامنے دنیا کا نقشہ بدل
جاتا تھا، دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت امڈ آتی او
ساری دنیا فنا ہی فنا نظر آتی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ کے ملنے والوں میں سے ایک روز ایک صاح
علم کے بزرگ تشریف لائے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اللہ الصمد تک پڑ
ہے؟ لیکن وہ نہ سمجھ سکے۔ تو پوچھا "پیر صاحب کے پیر سیال شر
والے تھے"۔ انہوں نے کہا "جی ہاں"۔ فرمایا وہ بظاہر اگرچہ بزرگوں کی عظم
میں تھے۔ مگر باطن میں ان سے نسبت رکھتے تھے یہ فرمایا اور حضرت اق
تو دل ربا آواز کہتے ہوئے ہاتھ مبارک ان کے چہرے پر پھیرنے لگ
فرماتے "یہ نور ایمان ہے" یہاں تک کہ ان کا چہرہ سچ مچ بدل گیا
گھڑی بھر میں آفتاب کی طرح چمکنے لگا۔

حاجی محمد زرگر ساکن منڈی مولا بخش مقیم قصور بیان کرتے ہ
کہ میں جاڑوں میں حضرت قبلہ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر

Marfat.com

حضرت ممدوح منی کی بگیشمی آگے رکھے کرتے کی آستین سینک رہے تھے، بڑی دار ٹوپی سر مبارک پر تھی۔ میری منڈی ہوئی ٹھوڑی دیکھ کر بولے "یہ کام نہ کیا کرو" قمیص پہنے ہوئے تھا، کالر پکڑ کر فرمایا "یہ کام بھی نہیں کرنا چاہئے" تھوڑی دیر کے بعد بالاخانہ سے اٹھ کر نیچے تشریف لے آئے۔ وہاں ایک بڑے میاں بیٹھے تھے، کہنے لگے "حضرت میں رات جاڑے سے مرگیا" حضرت قبلہ نے حاجی عبدالرحمٰن صاحبؒ (حضرت قبلہ کے صاحب خاص تھے اور مسجد میں رہتے تھے) ارشاد کیا انہیں کمبل دے دیں نیز فرمایا "بوڑھے اور بیمار کو دیکھ لیا کریں، اور حسب ضرورت انہیں کپڑا لتا دے دیا کریں تاکہ جاڑا نہ لگے" حاجی صاحب موصوف نے انہیں اندر سے نیا کمبل لا کر دے دیا، بڑے میاں خوش ہو گئے اور حضرت قبلہ سے بولے کہ پہلے میرا قلب جاری تھا اب رک گیا ہے۔ حضرت بابا جمن شاہ کے مزار پر رہتا ہوں" حضرت قبلہ نے ان کا دامنا ہاتھ پکڑ کر زبان سے فرمایا "الا اللہ" اسی وقت اُن کا قلب جاری ہو گیا۔ سبحان اللہ! مسیحا ہو تو ایسا ہو!

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ مولوی محمد صدیق صاحب ساکن علاقہ گوجرانوالہ کے بڑے بھائی نماز روزہ کے پابند نہ تھے، اور داڑھی منڈاتے تھے۔ انہیں دیکھ کر مولوی صاحب کو بڑا دکھ ہوتا

ایک مرتبہ انہیں کہیں سفر پہ جانے کا اتفاق ہوا، کچھ مدت کے بعد لوٹے تو بھائی صاحب یکسر بدل گئے تھے۔ دریافت کیا یہ کیونکر! بھائی صاحب نے بتایا کہ ایک دن حضرت قبلہ نے میری صورت دیکھی تو زمین پر لٹ دیا اور چھاتی پہ چڑھ کر بیٹھ گئے۔ دل پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ خدا کا راستہ اس طرف ہے۔ حضرت نے یہ ذکر کر کے مجھے چھوڑ دیا۔ اُس دن سے اللہ نے ہدایت دے دی ہے۔ سبحان اللہ! دل کو راہ راست پر ڈال دیا تھا۔ پھر بھلا ہدایت کیوں نہ پاتے۔

نظرِ کرم

مولوی اصغر علی صاحب روحی سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کے ایک شاگرد جو عربی میں فاضل اور انگریزی میں ایم۔اے تھے۔ دہریت کی طرف مائل تھے، اور خوب بحث مباحثہ کرتے کہ اچھے اچھے مقررین بھی عاجز آ جائیں۔ ایک دن روحی صاحب نے ان سے فرمایا کہ ذرا شرق پور شریف ہو آؤ۔ چنانچہ وہ ان کی ہمراہی میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت قبلہ نے ایک ایسی توجہ ڈالی کہ اُن کے دل پر بجلی سی گر پڑی ذہن میں جو خیالات فاسدہ تھے سب جل کر بھسم ہو گئے۔ اور صدق دل سے ایمان لے آئے۔ اور نیک ہو گئے۔

راقم الحروف کی ایک عزیزہ نے جو اس وقت کافی معمر ہیں ایک مرتبہ بتلایا

Marfat.com

ہ اپنے لڑکے کو جو اس وقت چھ سات سال کا تھا لے کر حضرت قبلہ کی خدمت
میں حاضر ہوئیں۔ حضرت قبلہ کی مائی صاحبہ حیات تھیں۔ زنانے میں تشریف
لے گئے، لڑکے کو دیکھ کر عزیزہ محترمہ سے فرمایا کہ انہیں کمائی حلال کی کھلایا
کرو۔ وہ بولیں "ہم عورت ذات تو کماتی نہیں۔ یہ تو مردوں کا کام ہے۔ وہ
جانیں"۔ وہ لڑکے اب جوانی سے گزر رہے ہیں اور چالیس کے لگ بھگ
ہیں الحمدللہ کہ نیک ہیں۔

میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ دفعتہ ہم لوگوں کی بڑی جاگیر سے
تمام کا گزارہ جو حضرت باباصاحبؒ کی دعاؤں اور حضرت میاں صاحب
قبلہؒ کی عنایات سے انہیں حاصل رہا اور جس کے متعلق حضرت قبلہ
محبت سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ پیڑ میرے لگائے ہوئے ہیں ——
وہاں ایک کرم دین لوہار ان کے دوست تھے۔ بہت قدآور اور طاقتور
جوان تھے۔ چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی علیک سلیک رکھتے تھے۔ دین
اسلام سے بالکل ناواقف اور نماز روزہ سے بے بہرہ تھے۔ ان کی جسمانی
طاقت کا یہ عالم تھا کہ ریل گاڑی کا آہنی دھرا جو بہت ہی وزنی ہوتا
ہے ریلوے اسٹیشن سے جو کہ کافی فاصلہ پہ تھا بغل میں دبا کر لاتے اور لے
جاتے تھے۔ والد بزرگوار جی ہی جی میں کہتے کہ کسی صورت یہ ہدایت پا جائیں
آخر کار حضرت قبلہ سے رجوع کیا۔ حضرت ممدوح نے اپنا سر مبارک

کو جنبش دے کر فرمایا جب ہم گاؤں میں آئیں تو بتایئے گا۔"

کچھ عرصہ کے بعد حضرت قبلہ وہاں تشریف لائے، اور ان سے فرمایا "کہاں ہے وہ کرم دین" والد صاحب نے انہیں بلوایا اور ایک نگاہ ڈالی، وہ دھڑ سے زمین پر گر پڑے، کافی دیر بے ہوش رہے، جب سنبھلے تو دیوانوں کی طرح روتے تھے، اُس روز سے ایسی محبت ہوئی کہ گھربار چھوڑ کر مسجد ہی میں بیٹھے رہتے، حضرت قبلہ بھی ان پر بہت مہربان تھے، کہ جب خط تحریر فرماتے تو والد بزرگوار کو ان کا خیال رکھنے کی تاکید فرماتے۔

گاؤں میں پلیگ کی بیماری پھیل گئی کرم دین صاحب اس کا شکار ہو گئے۔ وقتِ آخر بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھتے تھے اور حاضرین میں سے ایک ایک سے کہتے تھے کہ میرے کلمہ کا گواہ رہنا والد صاحب نے حضرت قبلہ کو صورتِ حالات سے مطلع کیا مگر موت کے آگے کس کا چارہ ہے! سبحان اللہ انجام بھی کیا عمدہ ہوا!

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت قبلہ امرتسر تشریف لے گئے کہ چند سکھ انہیں دیکھ کر بولے کہ آپ کی چپ خاموشی ہمیں کھائے جاتی ہے، کچھ تو فرمایئے! انہوں نے ان سے چند باتیں کیں، سکھ زار و قطار رونے لگے، فرمایا سچ تو یہ ہے انہیں اپنے

Marfat.com

گھوڑے سے محبت ہے۔ اس لئے وہ لوگ رقیق القلب ہیں اور ہمیں اپنے "گھوڑے" سے محبت نہیں ہے" اتنا بھی کیونکہ ہو" سبحان اللہ! بیگانوں سے یہ شفقت۔

مولوی فضل الٰہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ ایک مرتبہ سرہند شریف تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک اسٹیشن پر وضو فرمانے کے لئے پانی لینے گاڑی سے اُترے، جب واپس ہوئے تو دروازے پر ایک سکھ جوان ملٹری کی وردی میں ملبوس کھڑے تھے، فرمایا "تمہاری صورت تو مسلمانوں ایسی ہے" وہ تنک کر بولے۔ "جائیے اپنا کام کیجئے" اور بدستور راستہ روکے کھڑے رہے، گاڑی نے سیٹی دی حضرت قبلہ دوسرے ڈبے کی طرف بڑھے، ابھی اندر بیٹھے ہی تھے کہ وہی سکھ نوجوان انہیں تلاش کرتے ہوئے وہیں پہنچ گئے، اُن کا قلب جاری تھا اور زبان سے فرما رہے تھے کہ مجھے مسلمان بنا دیجئے! سبحان اللہ! ۔ ع

ایک ہی جلوے میں ہم بن گئے سودائی!

ایک مرتبہ ایک ڈاکخانے کے ہندو بابو صاحب حاضرِ خدمت ہوئے فرمایا "کیسا حال ہے، کوئی تکلیف تو نہیں"، بابو صاحب بولے "طبیعت خراب ہو جاتی ہے تو حاضر ہو جاتا ہوں" حضرت قبلہ دستِ مبارک سے

Marfat.com

اُن کا سر دبانے لگے۔ کچھ دیر کے بعد فرمایا "طبیعت اب کیسی ہے"۔ بولے "اب اچھا ہوں" فرمایا "اگر اسی طرح ہر وقت رہے تو بہت اچھا ہوگا۔ آپ کو لوگوں سے کم واسطہ پڑتا ہے، بیٹھے بیٹھے لکھتے رہتے اور جی ہی جی میں کہتے رہیے تو ہی تو"۔

ایک مرتبہ لدھیانہ سے چند آدمی حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، فرمایا "کیا کام کرتے ہو"۔ انہوں نے عرض کیا کہ کپڑا بنتے ہیں۔ فرمایا "یہ تو خوب بات ہے۔ ایک طرف نال ڈالی تو یا رحیم کہہ اور دوسری طرف ڈالی تو یا کریم"۔ اسی طرح دیر تک ہاتھوں کو حرکت دیتے رہے۔ سبحان اللہ! عجب کیفیت طاری تھی۔ حضرت قبلہ کی آنکھیں بند تھیں اور ہاتھ زبان کے ساتھ باہم چل رہے تھے۔

ایک مرتبہ دو جوان خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے، ایک سے فرمایا "کیسے آئے ہو" اس نے کہا "گنہگار ہوں" فرمایا "آئندہ گناہ نہ کرنا"۔ "بولا "آئندہ کے لئے تو گھر سے توبہ کر کے چلا ہوں اور گذشتہ کی بخشش کے لئے حاضر ہوا ہوں"۔

حضرت قبلہ بولے "تم نے مجھے کیا سمجھا ہے؟"

عرض کیا "شبیر سمجھ کر آیا ہوں" بس یہ کہنا تھا، چہرہ مبارک تمتما اٹھا جیسے چاند! فرمایا "میں تو آل ہوں" عرض کیا "نہیں آپ تو شبیر

Marfat.com

ہیں۔ جود وسخا کی ندی جوش پر آگئی۔ ہاتھ پکڑ کر اوپر لے گئے، اور نہایت محبت سے تلقین فرمائی۔

ایک دفعہ ایک ڈاکو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھ کر بولے "تم یہاں کیوں آئے ہو، جاؤ اور ڈاکے ڈالو، خلقِ خدا پر ظلم کرو۔" ڈاکو کے دل پر ان الفاظ کا ایسا اثر ہوا کہ اسی وقت تائب ہو کر نیک ہو گیا۔

پسِ پردہ

امرتسر کے ایک صاحب ذکر کرتے ہیں کہ اُن کا ایک قریبی عزیز حضرت قبلہ کا معتقد تھا، شرقپور شریف میں بکثرت آتا جاتا تھا۔ حضرت قبلہ نے آپ سے فرمایا کہ "یہاں بار بار آنے کی ضرورت نہیں، جب تم کبھی چاہو تو کسی کونے میں نظر باندھ کر بیٹھ جانا۔" کہتے ہیں جب کبھی وہ اس فرمودہ پر عمل کرتے، زیارت حضرت قبلہ سے مشرف ہوتے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ قصور میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک صاحب میاں نور الحسن عطار حاضر ہو کر بیعت ہونے کے ملتجی ہوئے۔ تو آپ نے بیعت کے بعد فرمایا گھر جا کر سو رہیے۔ چنانچہ میاں نور الحسن صاحب اٹھ کر چلے گئے

Marfat.com

اگلے روز صوفی صاحب سے ملاقات ہوئی اور بتایا کہ رات وہ بموجب تعمیل ارشاد گھر جا کر سو گئے تھے، خواب میں حضرت قبلہ تشریف لائے اور بیعت سے مشرف کیا اور معانقہ بھی فرمایا، نیز زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالی جسے وہ چوستے رہے، جیسے بچہ ماں کا دودھ چوستا ہے۔ اس وقت ان کے ہر عضو سے ذکر کی آواز بلند ہو رہی تھی۔

صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ میاں اللہ دتا صوفی کا بیان ہے کہ وہ حضرت قبلہ کی حیات مبارکہ میں کچھ عرصہ تک قصور شریف میں تحصیلدار کے یہاں ملازم رہے تھے، وہ کہتا ہے کہ حضرت قبلہ کبھی ہو آتے۔ ایک روز ان سے فرمایا تمہارا نام اللہ دتا ہے تمہیں پابندی سے نماز پڑھنی چاہئے مگر انہوں نے غور نہ کیا۔

انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک دن ان کے وطنی ہمسائے محمد عثمان صاحب شرقپور شریف میں حاضر ہوئے، میاں اللہ دتا نے انہیں کھانے کے لئے کہا۔ وہ رضامند ہو کر بیٹھے۔ کھانا حضرت میاں صاحب قبلہ کے ہاں سے آئے گا، چنانچہ وہ کھانا لے کر وہاں گئے تو حضرت قبلہ بھی ان کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھ گئے۔ تناول فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے حرام میں بہت مزہ ہے۔ کہتے ہیں ان الفاظ کا بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ ہاں جب جانے لگے تو فرمایا نماز باناغہ پڑھا کرو، چنانچہ وہ کبھی کبھی پڑھ لیتے۔ ایک مرتبہ

Marfat.com

حضرت قبلہ قندھو میں تشریف لائے۔ محمد عثمان صاحب بھی ہمراہ تھے میاں اللہ دتہ کے مکان کے آگے سے گزرے تو وہاں ڈاک کے چند پھٹے پرانے استعمالی کارڈ پڑے تھے۔ حضرت قبلہ نے اٹھا کر احتراماً کہیں اونچی جگہ پر رکھ دیئے جب واپس تشریف لائے تو ایک آدمی کے ہاتھ اللہ دتا صاحب کو پیغام بھیجا کہ آکر مل جاؤ۔ یہ آئے تو فرمایا، تمہارے گھر کے سامنے ہم جدھر دیکھتے تھے اللہ ہی اللہ نظر آتا تھا۔ کتنا بڑا نام ہے تمہارا اور پاؤں کے نیچے آئے۔ اللہ دتا کہتے ہیں وہ اس پوائنٹ کو بھی سمجھ سکے اور واپسی کی اجازت چاہی۔ فرمایا اب وقت ہے کچھ کر لو۔ گو انہوں نے ابھی غور نہ کیا۔ آخر قصبہ میں آئے تو گھر سے کارڈوں کے متعلق دریافت کیا۔ مگر کوئی جواب نہ ملا۔ دل گرفتہ ہو کر دوبارہ شرقپور پہنچے، حضرت قبلہ نے حسب حالت سے واضح فرمایا، کہتے ہیں تب ان کی آنکھیں کھلیں اور پابندی سے نماز پڑھنے لگے۔ حقہ بھی چھوڑ دیا۔ پھر تو وہ مزہ آیا کہ دو تین ماہ کے بعد نوکری بھی چھوڑ دی اور گھر میں رہ کر کپڑا بننے کا کام کرنے لگے ـــــــ

ایک صاحب میاں نادر بخش بیان کرتے ہیں کہ خواب میں کسی شخص نے ان سے کہا کہ تم اور بھی وظائف پڑھتے ہو، یہ وظیفہ بھی پڑھا کرو، کہتے ہوئے ایک تختی ان کے سامنے کر دی۔ انہوں نے تختی کو غور سے دیکھا اور وظیفہ کی عبارت کو پڑھا بھی مگر صبح جب اٹھے تو وظیفے کے

Marfat.com

صرف دو الفاظ "صدائی کمالی" ذہن میں رہ گئے، گاؤں کے مولوی صاحب سے دریافت کیا، انہوں نے یاد کر کے بتانے کا وعدہ فرمایا۔ یہ دو چار روز کے بعد شرقپور شریف میں حضرت قبلہ کے پاس آئے، صبح نماز کے بعد حضرت قبلہ نہایت شفقت سے پیش آئے اور فرمایا "وظیفہ پڑھا کرو" جب الفاظ زبان مبارک سے ادا فرمائے تو یہ وہی تھے جو انہیں خواب میں بتلائے گئے تھے اور جو قصیدہ غوثیہ کا ایک شعر تھا۔ یہ بولے "حضرت قبلہ یہ تو خواب میں مجھے بتا گیا تھا" فرمایا "میں بھی تمہیں اسی لئے بتا رہا ہوں" تو خواب اور خواب کی تعبیر دونوں کا تعلق حضرت قبلہ ہی سے تھا نیز خواب کی وضاحت بھی فرما دی۔ سبحان اللہ!

تیر بہدف

حضرت نور الحسن شاہ صاحب کیلیانوالے ابتدا میں اہل شیعہ میں سے تھے، ایک مرتبہ شرقپور شریف میں مرثیہ خوانی کے لئے تشریف لائے حضرت قبلہ کا ادھر سے گزر ہوا، کان میں ان کی آواز پڑی۔ دوستوں سے فرمایا "کیسی بھلی آواز ہے"۔

خوش قسمتی سے یہ بازار میں سے گزر رہے تھے کہ آمنا سامنا ہو گیا حضرت قبلہ نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر فرمایا "کیا نام ہے تمہارا؟" بولے "نور الحسن" فرمایا "تجھے نور الحسن بنا دیں؟" شاہ صاحب قبلہ فرماتے ہیں میں اُ

وقت اعلیٰ حضرت کی یہ رمز سمجھ نہ سکا، تاہم گھر جا کر احساس ہوا اور دوبارہ خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر داخل سلسلہ ہو گیا۔"

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری فرماتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم صاحبؒ (سجادہ نشین مکان شریف) ایک مرتبہ شرقپور شریف میں تشریف لائے اور اُن سے فرمایا کہ حضرت قبلہ سے میری سفارش فرمائیں کہ اس نسبت عالیہؒ جس کے آج کل حضرت قبلہ امین ہیں مجھے بھی بہرہ ور فرمائیں، چنانچہ انہوں نے خدمت اقدس میں درخواست گذاری، فرمایا میں نے تو یہ نسبت اُنہیں القا کر چھوڑی ہے صاحبزادہ صاحب کو پتہ نہیں چلتا ہو گا، خواب میں کچھ دیکھتے ہیں یا نہیں؟ خیال سے دیکھیں تو انہیں پتہ چل جائے گا انشاء اللہ۔ صوفی صاحب مرحوم نے یہ باتیں حضرت صاحبزادہ کے گوش گذار کیں۔ انہوں نے فرمایا "حضرت قبلہ بالکل درست فرماتے ہیں۔"

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربل شریف والے فرماتے ہیں کہ ابتداء میں بوجہ خیالات تعلیم جدید اولیا کرام کی طرف راغب نہ ہوتا تھا۔ مگر جب حضرت قبلہ کے روبرو حاضر ہوا اور انہوں نے توجہ عالیہ سے نوازا تو حضرت قبلہ کچھ اس طرح سرکش نفس پر بیٹھ گئے کہ عجیب کیفیت تھی، احباب سے بے تعلقی اور خواہشات پر پژمردگی چھا گئی، خاموشی

Marfat.com

سے تنہائی میں بیٹھ گیا، گھنٹوں گزر جاتے، دنیائے فانی کا نقشہ سامنے کھچ جاتا ۔۔۔ سبحان اللہ کیا تاثیر تھی حضرت ممدوح کی توجہ پاک میں کبھی محسوس اور کبھی غیر محسوس طور پر طالب کی دستگیری فرماتے!

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب لکھتے ہیں کہ میاں احمد دین کھجر ضلع شاہپور ان کے برابر کے گاؤں میں رہتے تھے، فرماتے ہیں وہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ کی خدمت میں جا رہے تھے اور ان کا ابھی تعلق نہیں ہوا تھا موصوف کچھ اس طرح گاڑی میں بیٹھے تھے کہ صاحبزادہ صاحب کو رشک ہونے لگا اور دل ہی دل میں سوچتے کہ عجیب مستی میں ہیں، کاش میری حالت بھی ایسی ہوتی!

ایک مرتبہ میاں احمد دین ان کی موجودگی میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ارشاد فرمایا "مزار شریف پر رہو" نیز جیب سے انہیں کرائے کے لئے پانچ روپے عطا فرمائے، لکھتے ہیں چند یوم کے بعد جب ہم دوبارہ حاضر خدمت ہوئے تو وہ مرد خدا پھر شرق پور شریف میں موجود تھا، خادموں نے انہیں کہا کہ چونکہ حضرت قبلہ کی مرضی کے بغیر چلے آئے ہو لہٰذا دوبارہ نہ جانا ورنہ بہت خفا ہوں گے، یہ بیچارے ناراضی کے خوف سے شرق پور شریف کی دیواروں سے بغل گیر ہو کر واپس چلے آئے، عجیب عاشق تھے، جھڑکیاں کھاتے اور پھر وہیں آتے ۔

Marfat.com

یہ ایک بار پھر تشریف لے گئے، صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی بھی حاضر خدمت تھے، حضرت قبلہ بالاخانے سے نیچے تشریف لائے، اور اُن سے نگاہیں چار ہوئیں خادم سے فرمایا "اسے نکال دو" میاں احمد دین مرحوم حضرت قبلہ کے رُخ مبارک کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے کُتے کو کہاں تک دھتکارو گے، تھوڑی دیر بعد پھر چلا آئے گا" ان کا یوں کہنا تھا کہ حضرت قبلہ کو رحم آگیا، عاشق کا ہاتھ پکڑ کر دسترخوان پر بٹھا لیا، پھر تو ان کی یہ کیفیت تھی کہ ایک ماہ میں کئی کئی پھیرے کرتے، پلے ناتواں نہ ہوتا تو پیدل ہی چل دیتے، رات ہو یا دن نکل کھڑے ہوتے، راستے میں دریا پڑتا اور کشتی کا موقعہ نہ ہوتا تو دریا میں کود جاتے ہر صورت در یہ محبوب پر پہنچ جاتے۔

ایک مرتبہ حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ حاضرین سے فرما رہے تھے کہ مرید صادق وہ ہے جو اپنی جان و مال پیر پر نثار کر دے، یہ لوٹ کر گھر میں آئے اور جو سامان ہاتھ لگا گٹھڑیاں بنالیں، ان کے اور احباب بھی ہمراہ ہو گئے۔ غرض سامان سروں پر رکھے خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور قدموں میں ڈال دیا، فرمایا "یہ سب کیوں لے آئے" میاں احمد دین صاحب بولے "حضور جان تو پہلے ہی حاضر کر چکا ہوں۔ مرید صادق بننے کے لئے یہ کمی رہ گئی تھی، سو حاضر ہے"۔

Marfat.com

حضرت قبلہ بولے "اوہو تم نے سمجھا نہیں میرا مطلب۔ کوئی بیٹے سے بھی مال لیتا ہے۔ لے جاؤ یہ زیورات اور اپنے گھر میں دو جاکر، وہ ہماری بہو ہے اور یہ دوسرا سامان اپنی ماں کو دے دو ——— وہ ہماری بہن ہے۔ مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں"۔ ادھر یہ بے نیازی اُدھر یہ ایثار کہ سارے گھر کی پونجی سر پر لاد کر چلے آتے ہیں اور آتش عشق میں گھل رہے ہیں، کثرت ریاضت و مجاہدت سے بتیس تینتیس کی عمر میں ہی ساٹھ سالہ معلوم ہوتے تھے بدن کو ہاتھ لگاؤ تو پتہ چلتا تھا کہ اندر آگ دہک رہی ہے، جو دن بدن تیز تر ہوتی تھی۔ آخر صاحب فراش ہو گئے مگر ہمت تو دیکھئے، عاشق صادق نے اس حالت میں بھی محبوب کی جدائی گوارا نہ کی اور زیارت کے لئے دو مرتبہ چارپائی ہی پر منزل عشق طے کی ع

درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

ایک مرتبہ مکان شریف میں حاضر ہوئے اور ایک مرتبہ شرقپور شریف میں پہنچے ——— یہ آخری دیدار تھا۔ کشتۂ محبت تھے، دور ہی سے تاب نظارہ نہ تھی، یہاں تک کہ وہیں بیہوش ہو جاتے۔ والد محترم بھی ہوش آنے پر دریافت کیں "بیٹا! گھر لوٹ جاؤ یہی بہتر ہے" بولے "کیوں، شرقپور شریف میں مر کر پڑا رہوں تو بھی واپس ہونا پسند نہیں کروں گا جو ہوگا دیکھ لوں گا" اب چارپائی پر ڈال کر جب حضرت قبلہ کے روبرو

Marfat.com

لئے تو فرمایا "ان کو جلد گھر واپس لے جاؤ، تنور گرم ہے، اب پانی بھی چھڑکا تو آگ اور تیز ہو گی اور حرارت بڑھے گی" چنانچہ جب گھر پہنچے تو جان بحق ہو گئے۔

وقت نزع کسی نے پوچھا "کچھ چاہیئے؟" ہاتھ اٹھا کر کہا "اللہ اللہ سبحان اللہ"

عاشق صادق کی ابتدا دیکھئے اور انتہا پر غور فرمائیے، بھر پور جوانی میں چور تھے اور ڈاکے ڈالتے تھے۔ حضرت قبلہ کی نگاہ مبارک کا رخ پر پڑنا تھا کہ کایا ہی پلٹ گئی، جس جس کا مال چرایا تھا، ان سے معافی چاہی کسی کو مال یا دام لوٹا دئے۔ اکثر ان کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر بنا کچھ لئے دئے بولے تمہیں معاف کیا ـــــ مگر یہ کہتے "مفت کون بخشتا ہے۔ مال کی قیمت بھر لو اور قصور بخش دو۔ بعض مان گئے، اور بعض دام لینے پر رضامند نہ ہوئے۔ تاہم یہ سرخ رو ہو گئے۔

جس گاؤں میں رہتے تھے اس کی یہ کیفیت تھی کہ وہاں لوگ شریعت کے نام تک سے ناواقف تھے، اکثر شیعہ مذہب رکھتے تھے۔ جب یہ تائب ہوئے تو ان کی کوششوں سے بہت لوگ سدھر گئے۔ بالکل حضرت قبلہ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے، وہی بول چال، ویسا ہی لباس اور وضع قطع، نشست و برخاست میں بھی حضرت قبلہ کی پیروی ملحوظ رکھتے تھے ـــــ غالباً یہی وہ مقام ہے جسے فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ مدظلہ العالی ایک اور صاحب کا واقعہ بیان فرماتے ہیں، ان کا نام نور محمد تھا۔ بٹالہ کے تھے اور نوجوان تھے، لکھتے ہیں انہیں ایک قیام کے دوران میں چار پانچ مرتبہ حاضر ہوتے دیکھا، حضرت قبلہ نے ایک مرتبہ تو زیارت سے مشرف فرمایا، بعدازاں جب بھی آتے نکال دیے جاتے، ع

جی بھر کے نہ دیکھا تھا ہونے لگی سوائی

جب دوبارہ حاضر ہوتے تو خادم ہی کہہ دیتے کہ حضرت قبلہ تم سے بہت خفا ہیں فوراً چلے جاؤ!

ایک مرتبہ حاجی عبدالرحمٰن صاحبؒ نے مسجد سے رخصت کیا، اگلے روز جمعہ تھا، دیکھا تو یہ حضرت مسجد میں موجود ہیں جب حضرت قبلہ تشریف لائے تو ڈر کر ایک کونے میں دبک گئے کہ مبادا آپ کی نظر عالی نہ پڑ جائے اور خفگی کا باعث نہ ہو، لیکن جب حضرت قبلہ نماز میں مشغول ہو گئے تو دُزدیدہ نگاہوں سے حضرت قبلہ کو دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ حالانکہ دوسرے نمازی نماز میں مشغول تھے اور یہ "اپنی نماز" میں مشغول تھے۔

دوسرے روز گئے اور راستے ہی میں سے لوٹ آئے، خادم ٹوکتے تھے مگر یہ اپنے حال میں مست تھے کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

ایک روز صبح کے وقت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ، مگر

Marfat.com

یہ تھے کہ اطمینان سے غسل خانے میں گئے، نہائے دھوئے، اور مسجد میں آکر درود شریف اور تلاوت کلام پاک میں مصروف ہو گئے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ میں نے جب ان سے وارفتگی کا سبب دریافت کیا تو بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ مکان شریف عرس پر تشریف لے گئے تھے میں بھی حاضر تھا، نگاہ ان کے رخ روشن پر پڑی، عقوبت کچھ ایسی دل میں اتر گئی کہ انہیں بار بار دیکھتا تھا، اسی دوران میں حضرت قبلہ کے ایک خادم کی ہمراہی میں میرے برابر سے گزرے اور زبان سے فرمایا "ہمیں ایسے آدمی پسند نہیں" آواز کا کان میں پڑنا تھا، کہ کاروبار چھوڑ چھاڑ کر حال سے بے حال ہو گیا، کسی جگہ ٹھہرنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہاں حضرت قبلہ رہنے نہیں دیتے۔ مارا مارا پھرتا ہوں، کبھی لائل پور میں آتا ہوں، کبھی لاہور جاتا ہوں کسی جگہ چین نہیں۔ سچ ہے۔ ع

چاہنے والے تیرے نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں!

حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ ابتداً میں سید نور الحسن شاہ صاحب مدظلہ العالی کی بھی یہی کیفیت تھی، حضرت قبلہ ان کے قیام پر خفا ہوتے تھے اور وہ دیار محبوب کو چھوڑنا نہ چاہتے تھے جب احباب ان سے حضرت قبلہ کی خفگی کا ذکر کرتے تو فرماتے "یہاں ان کی خفگی کو تم کیا جانو؟"

Marfat.com

سچ ہے معشوق کی رمز عاشق ہی کچھ جانتے ہیں! اور یہ نعمت ہر ایک کو میسّر کہاں، ع

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

عاشق و معشوق کے اس انکار و اقرار میں آخر کیا بھید مضمر ہے حضرت مولانا رومؒ ایک جگہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ دراصل معشوق کا یہ انکار بھی ایک طرح کا اقرار ہی ہوتا ہے، کیونکہ کوئی عاشق اس وقت تک معشوق کا طالب نہیں ہوتا جب تک معشوق اس کا خواہاں نہ ہو، جب تمہارے دل میں دوست کی محبت موجود ہے تو سمجھ لو کہ اس کے دل میں بھی دوستی ہے، کیا تم نے کبھی ایک ہاتھ سے تالی بجتی دیکھی ہے!

اولیائے کرام چونکہ نورِ حق سبحانہ وتعالیٰ کے مظہر ہیں اس لئے ان پر فریفتگی عین حق تعالیٰ پر فریفتگی ہے۔ حضرت مولاناؒ اور ایک جگہ فرماتے ہیں جب ولی اللہ کا عاشق انہیں دیکھتا ہے تو ان پر آگ کا گمان کرتا ہے، حالانکہ وہ نور ہوتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر تشریف لے گئے تو تجلی باری تعالیٰ کو انہوں نے بھی پہلے نار ہی سمجھا تھا کسی بشر میں نوری صفات کا پایا جانا اسے عام بشریت میں شمار نہیں کرتا، کیونکہ اس کی ہستی دوسرے لوگوں سے بسبب نور بالاتر ہوتی ہے، وہ تو نو

الٰہیہ کا مجسم پیکر ہے، البتہ ولی اللہ کا وجود باوجود انوارِ پاک کے شعلہ کی شکل رکھتا ہے، جو عاشق کے دل کو جلا ڈالتا ہے، کیونکہ وہ اس کی تاب نہیں لا سکتا، اور جوں جوں اس آگ کے قریب ہوتا ہے معشوق سے رابطہ بڑھاتا ہے یہ شعلے نور میں تبدیل ہو جاتے ہیں، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قریب آئے تو طور پر جو شعلہ بھڑکتا تھا اُسے نور پایا۔

حضرت مولانا ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب عشق دل کے دروازے سے داخل ہوتا ہے تو عقل اپنا بوریہ بستر باندھ لیتی ہے یہی وجہ ہے کہ عاشق کو بھوک پیاس رنج و راحت ہنسی اور خوشی، ناراضی اور رضامندی غرض کسی بات کا ہوش نہیں ہوتا عشق دو نوں جہانوں سے بیگانہ ہے اور اس میں دیوانگیاں ہی دیوانگیاں ہیں۔ مگر یہ عاشق اس دیوانے سے ہزار درجہ بہتر ہے جو متاعِ دنیا پہ مرتا ہے۔

ان کی یہ عاشقی بھی بے معنی نہیں ہوتی، حضور سرکارِ دو جہاں و محبوبِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ جب تم کوئی دروازہ کھٹکھٹاؤ گے تو آخر اس دروازے سے کوئی تو سر نکلے گا جو تمہیں اندر آنے کی دعوت دے گا۔ پس یہ لوگ جب کسی کوچے میں بیٹھ جاتے ہیں تو کسی کا مونہہ دیکھ ہی لیتے ہیں، دیکھ لیجئے پہلے کنوئیں میں سے مٹی ہی نکالی پڑتی ہے تب آدمی خالص پانی تک پہنچتا ہے، یہ جو عاشق حقیقی ہیں اور اولیائے

کرام میں معبود حقیقی کا نور دیکھتے ہیں یہ بھی ایک رو رمز حق سے واصل ہو جاتے ہیں ان کی دیوانگی اور معشوقیت تو ایک بہانہ ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کو پانے کا ــــ خوش نصیب ہیں وہ عشاق جو حق سبحانہ و تعالیٰ کی تلاش میں اولیائے کرام کے رخِ روشن پہ فریفتہ ہو کر ان کی زلفوں کے اسیر ہوتے ہیں۔

چشمہ فیض

صوفی محمد ابراہیم قصوری لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حافظ کریم بخش صاحب ساکن کھیم کرن حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کچھ الہی سبیل کیجئے کہ مجھے خدا مل جائے، فرمایا "ہمیں تو اللہ اللہ ہی کرنا آتا ہے تم بھی یہی کرو" صوفی صاحب کا بیان ہے کہ پھر تو حافظ صاحب موصوف کی یہ حالت ہو گئی کہ ہر وقت سکر میں رہتے اور دیوانوں کی طرح پھرتے، ایک مرتبہ شرقپور شریف آ رہے تھے کہ راستے میں چند ہندو ملے، ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی، حافظ صاحب کو دیکھ کر بولی "یہ تو کوئی بھگوان معلوم ہوتے ہیں"۔

حافظ صاحب حضرت قبلہ کے روبرو حاضر ہوئے تو بولے "جو مجھے دیا ہے اسے واپس لے لیجئے۔ چین نہیں لینے دیتا" کہتے ہیں اس روز کے بعد حافظ صاحب کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی۔ صوفی صاحب موصوف فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ قصور میں تشریف فرما تھے کہ حضرت غلام نبی للّٰہ شریف کے خلیفہ حضرت شیر محمد کھوسوی آ گئے بڑے نیک مرد تھے، حضرت قبلہ نے توجہ فرمائی حاضرین مجلس بے اختیار زمین پر لوٹنے لگے، خلیفہ صاحب نے جب یہ کیفیت دیکھی تو حضرت قبلہ کے روبرو دوزانو بیٹھ گئے۔

حاجی علی محمد صاحب سکنہ میر محمد علاقہ قصور ایک مرتبہ قصور تشریف لے گئے، خوبیٔ قسمت سے حضرت قبلہ بھی تشریف رکھتے تھے، حاجی صاحب حضرت قبلہ سے ملے اور صوفی محمد ابراہیم صاحب سے بولے کہ آج قصور میں داخل ہوتے ہی فیض آنے لگا، سوچتا تھا کہ کیا ماجرا ہے، حضرت قبلہ ملے تو یہ عقدہ کھلا کہ یہ سب حضرت قبلہ کے طفیل تھا۔

ایک مرتبہ ایک سکھ حاضر خدمت ہوا اور حضرت قبلہ کے سامنے خاموشی سے دوزانو بیٹھ گیا، حضرت قبلہ نے بھی اس کی طرف توجہ فرمائی اور خاموش بیٹھے رہے، گھنٹہ بھر کے بعد وہ سکھ بولا "دھن مہاراج میرا دو تین سال کا کام کر دیا، اب مجھے کوئی حاجت نہیں رہی"۔

اس کے جانے کے بعد ایک اور سکھ حاضر ہوا اور خدمت عالیہ میں چپ چاپ بیٹھا رہا، جب جانے لگا تو بولا "مہاراج میری عمر درست کر دی آپ نے مجھے کسی دوسری جگہ جانے کی ضرورت نہیں رہی"۔[۱]

[۱] گرو نانک صاحب بھی فقیر منش تھے اور بزرگوں سے محبت رکھتے تھے، سکھوں میں توحیدی توجہ

سبحان اللہ! کیا مسلمان کیا سکھ سبھی اس چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے تھے۔

حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ توجہ کے لئے ضروری نہیں کہ مرید شیخ کے روبرو ہو، خواہ طالب کہیں ہو شیخ کی توجہ ہوا کو چیرتی ہوئی اس تک پہنچ جاتی ہے، سبحان اللہ توجہ پاک میں بھی کیا تاثیر ہے۔

مستری کرم دین مرحوم شرق پور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عرس کے موقعہ پر حضرت قبلہؒ مکان شریف پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص روبرو ہوا، دیکھ کر فرمایا ہمیں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اس شخص کو کلمہ کی تلقین کرو، کہتے ہوئے انگلی سے اشارہ کیا وہ شخص زمین پر لوٹنے لگا۔ جب ہوش میں آیا تو حضرت قبلہ نے پھر وہی الفاظ دہرائے اور انگلی سے اشارہ فرمایا اور وہ شخص پھر لوٹنے لگا دوسری بار جب ہوش میں آیا تو یہی واقعہ پھر اس پر گزرا اور حضرت نے فرمایا بولے، اب کہ ہمیں کلمہ سکھلانے کا ارشاد ہوا ہے۔ نیز انگلی سے اشارہ فرمایا اور وہ شخص لوٹنے لگا، جب ہوش میں آیا تو اس کی حالت اچھی ہوگئی تھی، قلب بھی جاری ہوگیا۔

حافظ غلام حسین قصوری بیان کرتے ہیں کہ جب میری شادی ہوئی تو میں نے لگے روز عشا کی نماز نہ پڑھی تھی، اور ویسے ہی سو گیا

Marfat.com

کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قبلہ تشریف لائے ہیں اور خفا ہو کر فرما رہے ہیں کہ تو نے شادی کرتے ہی نماز چھوڑ دی اور ایک طمانچہ بھی دیا کہ میں چارپائی سے نیچے جا پڑا۔ گھر کے لوگ جاگتے تھے۔ حیران ہوئے کہ کیا ہو گیا ہے۔ میں فوراً زمین سے اٹھا اور مسجد کی طرف دوڑ گیا۔

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ مسجد میں جا کر کچھ کر لو۔ اور خیال یہ کرنا کہ تم میرے سامنے ہو۔ نیز فرمایا کہ حضرت صاحب کا مزار چھوڑ کر آنے کی کیا ضرورت تھی۔ میرا خیال تو وہاں بھی تمہاری طرف رہتا ہے۔ اور تمہیں اپنے ہی پاس سمجھتا ہوں تم بھی مجھے اپنے پاس سمجھا کرو۔ قُرب و بعد سے کچھ فرق نہیں ہوتا دل قریب ہونے چاہئیں۔ پھر تو قریب ہونے میں بھی وہ لطف نہیں رہتا جو دُوری سے حاصل ہوتا ہے۔ سبحان اللہ! دُور ہو یا نزدیک طالب کو فیض پہنچ رہا ہے۔

کسی فرقہ سے ہو کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو حضرت قبلہ کے فیضان کی خوشبوئیں اُسے بھی مست و بیخود بنا دیتی تھیں اور یہ مستی و بیخودی گھڑی دو گھڑی کی نہ ہوتی تھی بلکہ حضرت قبلہ کی نگاہ کیمیا صفت اور توجہ پاک جس پر پڑ گئی وہ زندگی بھر اس کیف کو نہ بھول سکا اور بیشتر تو یہ دل لے کر دنیا سے رخصت ہو گئے کہ یہ نعمت و عنایت کاش انہیں اور ایک بار میسر ہوتی! ع

کوئی میرے دل سے پوچھے تیرے تیرِ نیم کش کو

Marfat.com

تلقین وارشاد

ذکر

حق سبحانہ و تعالے ارشاد فرماتے ہیں کہ بکثرت میرا ذکر کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور کہیں حکم صادر فرماتے ہیں کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرتا ہوں

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ پاک کا ذکر جہاد صدقات او سب سے افضل ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بہتر کوئی عمل نہ ہے، جس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ زبان سے ذکر کیا جائے اور دوسرا ط ذکر قلبی ہے، صوفیاء کرام کے ہاں لئے ہیں۔ قلب کو کبھی اپنی مرضی نہیں چھوڑنا چاہیے ورنہ اس میں وسوسے اور طرح طرح کے لغو خیا گھر کر لیتے ہیں قلب۔ چونکہ ہر نیکی اور بدی کا "محرک" ہے اس لئے اگر

Marfat.com

ذکر کا عادی ہو گا تو وسوسے اور بُرے خیالات جگہ نہیں پائیں گے اور یہ ذکر کچھ اس طرح میخ کی طرح دل میں رچا بچا ہونا چاہیئے کہ اکھاڑے سے بھی نہ نکلے۔ مطلب یہ کہ دل کو ہر حال میں ذکر میں مشغول رکھے اور اس دائمی ذکر سے پھر وہ مقام حاصل کرے جسے فنا کہتے ہیں یعنی ذاکر کچھ ذکر حق میں اس طرح محو ہو جائے کہ نہ قلب کی طرف اس کی توجہ رہے اور نہ جانب ذکر التفات اور نہ اُسے اپنی ہی سُدھ ہو۔ سوائے ھُو کے کچھ نہ رہے۔

اجتہاد

حضرت قبلہ جملہ اشغال نقشبندیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور ولایت کے اس بلند مقام پر تھے جو "انسان" کے ارتقاء کا آخری مقام ہے۔ حضرت قبلہ اکثر طالبان کو لطائف شش گانہ اور سلطان الذکر کی منزلوں پر بآسانی پہنچا دیتے اور سلوک کی ابتدائی اور منتہی مدارج بسہولت طے کرا دیتے، مگر بیشتر طالبان کو بوجہ کمزوری طبیعت و کمی استعداد ان اشغال مروجہ سے ہٹ کر سلوک کی منزلیں ایسے سہل اذکار اور آسان طریقوں سے طے کراتے کہ طالب حق کو پتہ بھی نہ چلتا اور جسمانی تکلیف بھی نہ اٹھانی پڑتی، اور منزل بھی طے ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے کیا شان عطا کی تھی حضرت قبلہ کو، کہ اس ضمن میں بلا شبہ

Marfat.com

مجتہد کا درجہ رکھتے تھے۔ طالب حق کی بیماری کی صحیح تشخیص فرماتے بہت سادہ اور سہل نسخہ تجویز فرماتے اور رعایت شریعت سے بھی ذرہ بر نہ ہٹتے۔ جیسے کسی کی طبیعت اور مزاج کو پاتے ویسا ہی ارشاد فرماتے چھوٹے بچوں کو بالکل ذکر کی تلقین نہ فرماتے۔ بوڑھے اور سن رسیدہ لوگوں کو بھی بہت مختصر ذکر بتاتے۔ البتہ جوان آدمیوں پر حضرت قبلہ زیادہ توجہ فرماتے۔ اور حتی المقدور ان سے خوب کام لیتے۔

ارشادات

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب لکھتے ہیں کہ نو وارد کو کبھی تو حـ قبلہ بسم اللہ شریف پڑھنے کے لئے فرماتے کہ ہر کام کے پہلے اسے پڑھ لیا کرو۔ کبھی سوتے ہوئے گیارہ بار یا کم و بیش کوئی ایک صفاتی نا پڑھنے کو کہتے۔ بلکہ اُسی کے نام سے صفاتی اسم نکال لیتے اور طالب ورد کی تلقین فرماتے۔ بعض کو سوتے ہوئے کلمہ شریف کی تکرار کا حکم اکثر کو ہر نماز کے بعد گیارہ بار قل شریف (سورہ اخلاص) پڑھنے فرماتے، پھر آہستہ آہستہ اُسے اسم ذات (اللہ) کی تلقین فرما ہاں سمجھدار اور باہمت کو پہلی ہی بار اسم ذات پڑھنے کو فرماتے۔

اگرچہ ذکر بالجہر (بلند آواز سے) کے مخالف نہ تھے تاہم ذکر جی ہی جی میں) کی تاکید کرتے، بلکہ اخفائے راز کے خوف سے تس

تک کو ناپسند فرماتے، البتہ طالب کو درود شریف پڑھنے کے لئے اس کا استعمال جائز تھا وہ بھی پوشیدہ کپڑے کے اندر۔

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب اپنی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ بموجب ارشاد بوقت ذکر "ھُو" کی ضرب لگانے سے دل کو سخت تکلیف ہوتی تھی، حضرت قبلہ سے ذکر کیا، ارشاد فرمایا صرف "اللہ ھُو" مختصر ضرب کافی ہے، سبحان اللہ! ان کی تکلیف رفع ہو گئی۔

ایک مرتبہ انہیں فرمایا، "آنحضرت تو تصورِ پیر کا حکم دیتے ہیں، لیکن میں تو اسم ذات اللہ کا تصور ہی کافی سمجھتا ہوں" حضرت قبلہ انگلیوں کو سامنے لا کر اسم ذات کا عمدہ تصور جماتے کہ انگوٹھے کی انگلی شہادت کے ساتھ ملا کر انگلی سے حلقہ بناتے گویا لام سے ہ کا پیوند لگاتے سبحان اللہ کیا نقشہ کھینچتے تھے!

ایک دفعہ انہیں فرمایا کہ درود شریف پڑھتے ہوئے اگر اسم ذات کا تصور دل میں ہو تو عجیب لطف آتا ہے۔

اکثر درود شریف خضری "صلی اللہ علی حبیبہٖ محمد و آلہ و اصحابہ وسلم" پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ کسی کو پانچ صد بار بعد نماز تہجد یا عشا یا اس سے کم تعداد بتلاتے، بعض صاحبان کو دو دو اور تین تین ہزار بار پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔ درود شریف ہمیشہ باوضو

Marfat.com

اور باادب پڑھنے کی تاکید فرماتے۔

الحمد شریف، تین سے کر ایک سو ایک بار پڑھنے کو فرماتے، سورۃ الم نشرح، پڑھنے کی عموماً خواص کو ہدایت فرماتے، اور اذکار فتیحہ کی تلقین بھی خواص کو فرماتے؛

حضرت قبلہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اوراد فتیحہ کے تمام اذکار اور دعائیں نہایت صحیح اور ماثورہ طریقہ سے مروی ہیں اور ان کے پڑھنے میں بڑی برکتیں ہیں۔

ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی نے حضرت قبلہ سے دریافت فرمایا کہ ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ یا رسول اللہ کہنا ناجائز ہے؟ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن حاضر ناظر ہیں "سبحان اللہ کیا بتہ کی بات فرمائی ہے۔ سچ ہے ع

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے!

فرمایا کہ ہم نے تو کلام ربانی بھی حضور ہی کی زبان مبارک سے سنا ہے، اور حدیث شریف بھی حضور کی زبان پاک سے ہے۔"

فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ فرشتوں کو دور سے سننے اور پہنچنے کی طاقت دے سکتا ہے، تو کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک دور سے نہیں سن سکتے یا حضور وہاں نہیں پہنچ سکتے۔

Marfat.com

اکثر حضرات کو حضرت قبلہ سورۃ توبہ کی دو آخری آیات اور سورہ حشر کی تین آخری آیات بھی پڑھنے کو فرماتے۔ طالبین کو نماز تہجد کی بھی تاکید فرماتے۔

اسم ذات

حضرت سید نورالحسن شاہ صاحب کیلیانوالے بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ ایک دوست سائیں اللہ داد کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت قبلہ سایہ کے نیچے تشریف فرما تھے، سائیں صاحب انہیں دیکھتے ہی وجد میں آ گئے، اور ہو ہو کرنے لگے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا بلا ترکیب ذکر بھی مذموم ہے۔ حضرت غوث الاعظم کا ارشاد ہے کہ اسم اعظم اللہ ہے، مگر اس کا اثر تب ہوتا ہے جب پڑھنے والے کے قلب میں سوا اللہ کے اور کچھ نہ ہو۔ فرمایا عارف کا اللہ کہنا ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا کُن کہنا۔ یہ وہ کلمہ ہے جس کا نور عام ہے، اللہ ہر غالب پر غالب ہے اللہ مظہر عجائب ہے، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کی بارگاہ عالی تر ہے، اللہ بندوں کے حال سے مطلع ہے، اللہ دل کا حافظ ہے، اور سرکشوں کو مغلوب کرنے والا ہے۔ اللہ زبردستوں کو توڑنے والا ہے۔ اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ جو اللہ کا ہے وہ اللہ کی حفاظت اور نگہبانی میں ہے۔ جو اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ غیر اللہ کو نہیں دیکھتا

Marfat.com

جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ اللہ کی پناہ میں زندگی بسر کرتا ہے۔ جو اللہ کا مشتاق ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے۔ جو غیر کو چھوڑ دیتا ہے اس کے اوقات اللہ کے ساتھ گذرتے ہیں وہ اللہ ہی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، وہ اسی سے پناہ مانگتا ہے، اور اسی پر بھروسہ کرتا ہے۔

ایک روز فرمایا کہ جسم با شریعت آراستہ ہو، دل با طریقت پیراستہ ہو اور پھر کہا جائے اللہ اور سب کو چھوڑ دیا جائے ـــــــ اس کے سوا اور سب باتیں کھیل ہیں۔

مولوی غلام محمد صاحب گھوٹوی سے ایک مرتبہ فرمایا کہ خداوند کریم کی معیت بندہ سے ذاتی ہے، اور عرش مجید سے صفاتی ہے۔ خداوند کریم نے بندہ کی معیت میں اسم ذاتی فرمایا ہے اور عرش کی معیت میں صفاتی فرماتا ہے۔ فرمایا کہ وہ ذات پاک بے مثل اور بے مانند ہے۔ کوئی چیز اس سے مشابہ نہیں ہو سکتی ہیں۔ کسی جنس یا چیز سے ہم نہیں سکتے، اس پاک ذات کو کسی مخلوق پر قیاس نہیں کر سکتے۔ وہ پاک ذات نزدیک ہے باوجود دوری کے، اور وہ ذات پاک دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ پاک ذات سب چیزوں پر برتری اور بلندی رکھتی ہے وہ ذات پاک لامحدود ہے۔ نہ شمار میں آ سکتی ہے، نہ تقسیم ہو سکتی ہے وہ پاک ذات نہ جزواً ترکیب دی گئی ہے،

Marfat.com

ہر چیز اس کی قدرت اور علم میں ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، زمین و آسمان میں جو چیز ہے سب اس کی پیدا کردہ ہے، سب اس کی مطیع ہے۔ سب کی روزی، پیدائش اور موت اس کے قبضہ میں ہے۔

فرمایا اللہ پاک کلام پاک میں بندوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ خوف کرو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ قرآن پاک کا ایک تہائی حصہ توصرف توحید باری تعالیٰ میں ہے۔

طالبان کو فرماتے کہ کسی جگہ خاموش بیٹھ کر اور دل کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا ورد کرے۔ خاموشی عجیب چیز ہے، مگر بغیر گوشہ نشینی کے حاصل نہیں ہوتی۔ فرمایا خاموشی عبادت کی چابی ہے، خاموشی رحمت الٰہی ہے۔

منشی محمد حسن مرحوم نقوری بیان کرتے ہیں کہ بندہ کو حضرت قبلہ نے اسم ذات تلقین فرمائی۔ اس قدر تاثیر پیدا ہوئی کہ اکثر لکھنے پڑھنے کے کام کاج میں بھی کاغذات پر یہی اسم اعظم لکھا جاتا۔

فرمایا ایک مرتبہ شاہی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے گیا شوق میں آکر زبان سے بے اختیار نکلا "یا اللہ" جواب میں آواز "لبیک یا عبدی" سنی اور یہ جواب کئی مرتبہ سنا۔ سبحان اللہ۔ اللہ پاک خود جواب سے نوازیں اور وہ بھی عبدیک محبت بھرے القاب سے!

Marfat.com

بسم اللہ

حضرت قبلہ ہر شخص کو فرماتے کہ ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھا کرو۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری بسم اللہ کے فیوض کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بسم اللہ میں تین نام فرمائے ہیں۔ پہلا لفظ اللہ، دوسرا رحمٰن اور تیسرا رحیم ایک کام کے حصول پر، ایک بقا پر اور ایک اس کے فائدہ دینے پر دلالت کرتا ہے۔ بسم اللہ پڑھنے سے اس کام پر اللہ تعالیٰ کی مہر لگ جاتی ہے۔ بسم اللہ کی برکت کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے پیغمبر علیہ السلام نے بسم اللہ کے نام سے کشتی کو روانہ کیا، چنانچہ اس کی برکت سے وہ طوفان سے بچ گئی۔

ایک معتقد بزرگ کے متعلق روایت ہے کہ جب ان کا وقت آخر ہوا تو لواحقین سے انہوں نے کہا کہ میرے کفن میں یہ کاغذ کا پرزہ جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رقم ہے رکھ دینا۔ لوگوں نے اس کا مطلب دریافت کیا۔ بولے میں نے سنا ہے کہ ایک فقیر کسی بڑے امیر کے بلند دروازے پر کھڑا سوال کرتا تھا۔ امیر اس کی آواز پر خیرات لے کر آیا، فقیر اس کی معمولی خیرات پر نظر ڈال کر بولا، "اے بڑے امیر یہ تھوڑی خیرات تیرے بلند دروازے کی شان کے خلاف ہے یا تو بلند دروازے کو اس

تھوڑی بخشش کے مطابق بنادے یا دستِ کرم کو دروازے کے مطابق بلند کر دے"۔ امیر اس جواب پر بہت لاجواب ہوا اور فقیر کی جھولی بھر دی۔ بزرگ بولے "اسی طرح بسم اللہ شریف بھی کلام پاک کا بلند دروازہ ہے قیامت کے دن اس بڑے دروازے کو ہاتھ میں لئے ہوئے مالک حقیقی سے بقدر عظمت اس دروازے کی بخشش طلب کروں گا"۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، کے انیس حروف ہیں، عذاب دوزخ کے فرشتے بھی انیس ہیں۔ جو مسلمان اسے پڑھتا ہے وہ گویا دوزخ کے انیس موکلوں کے عذاب سے امن میں رہتا ہے۔

کلمہ طیبہ

حضرت قبلہ اکثر احباب کو کلمہ طیبہ اور نفی اثبات کی تلقین بھی فرماتے تھے۔

احادیث میں منقول ہے کہ حضرت رب العالمین نے یہ کلمہ پاک حضرت موسٰی علیہ السلام کو پڑھنے کا حکم فرمایا تھا، حضرت موسٰی علیہ السلام نے بارگاہ عالی میں گزارش کی تھی کہ اے معبود اس کلمہ کو تو ہر خاص و عام پڑھتے ہیں، ارشاد ہوا، "اے موسٰی یہ کوئی معمولی کلمہ نہیں ہے، اگر ساتوں زمین و آسمان ایک پلڑے میں رکھدئے جائیں اور دوسرے خالی پلڑے میں یہ کلمہ رکھا جائے تو بھی یہ بھاری اور وزنی ہوگا" صوفی

Marfat.com

محمد ابراہیم صاحب قصوری "خزینہ معرفت" میں لکھتے ہیں کہ اس کلمہ پاک کے وزنی ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ چودہ طبقات اور کائنات مانند سایہ ہیں، خالق باری تعالیٰ کا، اور سائے کا وزن نہیں ہوتا، لہذا وجود باری تعالیٰ ہر چیز پہ بھاری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش الٰہی کے سامنے ایک عظیم الشان نور کا ستون ہے۔ جب کوئی دنیا میں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتا ہے یہ نورانی ستون جنبش کھاتا ہے، تب رب العزت اُسے ٹھہرنے کا حکم دیتے ہیں، اور ستون عرض کرتا ہے کہ جب تک کلمہ پاک کے پڑھنے والے کی بخشش نہیں ہوگی میں حرکت میں رہونگا، چنانچہ باری تعالیٰ اس پڑھنے والے کی بخشش کا مژدہ سناتے ہیں اور ستون کی حرکت رک جاتی ہے، باری تعالیٰ کلام پاک میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مثال کلمہ طیبہ کی ایسی ہے جیسے کھجور کا مبارک درخت کہ جس کی جڑ زمین میں ہے اور شاخیں آسمان میں، گویا جب اہل زمیں کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہیں، تو یہ نورانی پیڑ جو مثل ستون کے ہے اور جس کی شاخیں آسمان پر ہیں وہ وجد کرنے لگتا ہے، سبحان اللہ! سبحان اللہ!!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان کا وقت

Marfat.com

رحلت کلمہ طیبہ کا پڑھنا اس کے لئے جنتی ہونے کی علامت ہے،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کو موت کے وقت کچھ گھراہٹ نہ ہوگی، بلکہ وہ قبر سے ذات باری تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوا اٹھے گا جس نے اُس کی ساری تکلیفیں دور کر دیں۔

کہتے ہیں انسان کے جسم میں بارہ اعضا ہیں جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں کلمہ لا الہ الا اللہ کے بھی حرف بارہ ہیں، جس مسلمان نے صدق دل سے اس کلمہ پاک کو پڑھا وہ گناہوں سے پاک ہوا، سبحان اللہ، اس مختصر سے کلمہ میں اللہ پاک نے کیسے کیسے فضائل اور برکات بھر دی ہیں کہ اس کی لذت کو صرف وہی لوگ جانتے ہیں جو لا سے نفی اور الا اللہ سے اثبات کرتے ہیں اور اس لا کی چھری سے کچھ اس طرح ذبح ہوتے ہیں کہ الا اللہ کے ابدی جام حیات آدمیں سے پھر پی بیا میں پہنچ جاتے ہیں،

صوفی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ نے ایک مرتبہ ان سے دریافت فرمایا کہ بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک آدمی آنکھ کے ایک پلک جھپکنے میں لے آیا تھا، اور قرآن پاک میں اس شخص کا جانا ثابت نہیں ہوتا، جو تخت لایا تھا وہ اتنی جلدی

Marfat.com

کس طرح لے آیا، صوفی صاحب نے جواباً عرض کیا کہ اس شخص نے وہاں پہ تخت کی نفی کی اور یہاں اس کا اثبات کیا؟ فرماتے ہیں حضرت قبلہ اس جواب سے بہت محظوظ ہوئے۔

نماز

ایک روز صوفی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ کلمہ شریف کی نفی کتنی ہیں؟ یہ بولے سات یا اس سے زیادہ اور گنتی کرنے لگے، حضرت قبلہ نے فرمایا "حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ خداوند کریم کی بارگاہ میں دو رکعت نماز کام آئی اور نکتے کچھ کام نہ آئے" نماز کی اہمیت کس عمدگی سے بیان فرمائی ہے۔

حضرت نماز پنجگانہ باجماعت کی از حد تاکید فرماتے، فرمایا "نماز سب سے بڑی عبادت ہے۔ مگر بہت توجہ اور غور سے پڑھے جس میں مقصود مخلوق کو دکھاوا نہیں بلکہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت ہونی چاہیئے، اور نماز میں اتنی احتیاط ہو کہ گویا حق سبحانہ و تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ نماز میں عاجزانہ طریقے سے کھڑے ہونے کی ہدایت فرماتے اور پیر سیدھے اور قبلہ کے رخ پہ رکھنے کی تاکید کرتے۔ اکثر لوگ جو اس نعمت سے ناواقف اور محروم ہوتے، حضرت قبلہ ان کے پیر خود سیدھے کرتے۔

Marfat.com

فرماتے کہ کلام پاک میں ادائیگی نماز کی بار بار تاکید آئی ہے، ہمیں بھی ذوق وشوق اور فکر سے اسے ادا کرنا چاہیئے، فرمایا کہ مومنین کے لئے بمنزلہ معراج ہے، فرمایا کہ الحمد شریف کی بڑی برکتیں ہیں، اس لئے ازمیں اس کا پڑھنا ضروری ہے۔ اکثر دوستوں کو آپ اسی مرتبہ یا سے کم یا زیادہ اس کا پڑھنا بطور وظیفہ بھی فرماتے، حضور سرور کائنات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے الحمد کو اپنے اور بندے کے یان تقسیم کیا ہے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے، عرض کیا کہ جب نماز "ایاک نعبد و ایاک نستعین" پر پہنچتا ہوں تو گر پڑتا ہوں اور بے ہوش جاتا ہوں، ہوش میں آتا ہوں تو پھر کھڑا ہوتا ہوں اور پھر اسی طرح ہوش ہو کر گر پڑتا ہوں" عام کہتے ہیں اس طرح نماز جاتی رہتی ہے۔ ان ہوں کہ کیا کروں؟" حضرت قبلہ انہیں گلے سے لگا کر بولے ل نماز تو تمہاری ہی ہے"۔

فرمایا "جب نماز کا وقت ہو جائے اور کان میں آذان کی آواز پڑے اس غفلت نہ کرے اور کسی کام کو نماز سے زیادہ مقدم نہ سمجھے" فرمایا از کو اس طرح سمجھے کہ جیسے کوئی لہراد دست کسی دوست کے پاس ا ہے تو وہ اس کی آمد سے دوسرے کام بھول جاتا ہے۔

Marfat.com

فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز
آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ سبحان اللہ!

فرمایا جب نماز کے واسطے کھڑا ہو تو جی میں یہ خیال کرے کہ بر
جہاں سے دست بدار ہو کر اے مولا تیرے عالی دربار میں کھڑا ہو
یہ سمجھے کہ وہ ایسے شہنشاہ کی حضوری میں ہے جو اس کی ہر جنبش
اشارے کو دیکھ رہا ہے، فرمایا کہ نماز کے تمام ارکان احتیاط او
سے ادا کرنے چاہئیں۔

فرمائے کہ التحیات کو بڑے غور سے پڑھنا چاہیے، کیونکہ
اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں کس نازو ادا کی
ہے اور کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعر
ہے، کہ سب عبادات بدنی اور مالی اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہیں
رب العالمین نے خطاب فرمایا "السلام علیک ایہا النبی ورح
وبرکاتہ" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "السلام علینا
عباد اللہ الصالحین" اس وقت ملائکہ نے کہا اشہد ان لا ال
واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ"۔

فرمایا جب اسے خوب غور اور فکر سے پڑھو گے تو دل میں
نور پیدا ہوگا، اور "الصلوٰۃ معراج المومنین" کی حقیقت کھلے گی

Marfat.com

درود شریف

حضرت قبلہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق
کرام ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے تھے، فرمائے
درود شریف بکثرت پڑھنا چاہئے اور پڑھتے ہوئے یہ خیال ہونا
ہئے کہ اللہ کریم کے حضور میں رسول پاک تشریف فرما ہیں
میں ان کے دربار عالی میں درود شریف کا تحفہ بصد عجز و نیاز
کر رہا ہوں۔

فرمایا کہ درود شریف کا تحفہ اللہ پاک اور فرشتے حضور محبوب
العالمین کو پیش کرتے ہیں، اور اللہ پاک بندوں کو بھی حکم
ے ہیں کہ تم بھی یہ پاکیزہ تحفہ ہمارے محبوب کی بارگاہ میں بصد
م پیش کرتے رہو۔

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک
بی رض نے عرض کیا تھا کہ میں درود شریف کہاں تک پڑھا کروں
و صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکثرت، اصحابی رض اس سوال کو
تے تھے، اور حضور بھی کثرت درود پاک کی تاکید فرماتے تھے۔

فرمایا کہ ہمارے بزرگوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ درود شریف
طفیل حاصل کیا، فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ایک

Marfat.com

مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے، خداوند کریم اس پر دس رحمتیں بھیجتے
نیز اس کے دس گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور دس مدارج
کئے جاتے ہیں۔

فرمایا ایک حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جس قدر کوئی زیا
درود شریف پڑھتا ہے اسی قدر رسالت مآب صلی اللہ علیہ و
کے قریب ہوتا ہے"۔

فرمایا کہ درود شریف پڑھنے والے کے چہرے پر نور آج
مقاصد السالکین کے مصنف لکھتے ہیں کہ درود شریف
طفیل ہواؤں میں مہک اور شہد میں شیرینی اور خوشبو ہے۔ اس
وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور رسالت
صلی اللہ علیہ وسلم محاذ جنگ پر ایک خیمہ میں فروکش تھے۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی ہمراہی میں تھے، جب حضور
دسترخوان چنا گیا تو روکھی روٹی کے بجز دسترخوان پر کوئی چ
اسی اثنا میں شہد کی ایک مکھی حاضرین کے سر پر چکر لگ
لگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہ مکھ
ہے کہ اگر کوئی برتن لے کر میرے ہمراہ ہو تو میں اسے
دے دوں" حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو ہمیشہ حضور کے

Marfat.com

منتظر اور کمربستہ رہتے تھے، جھٹ پیالہ لے کر مکھی کے پیچھے پیچھے چل کھڑے ہوئے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں شہد سے پیالہ بھر لائے مکھی بدستور گھوم رہی تھی، حضور سرکار دوجہاںؐ نے فرمایا کہ اب یہ مجھ سے سوال وجواب کر رہی ہے؟" حاضرین نے عرض کیا "یہ کیسے حضور؟" ارشاد فرمایا "میں نے اس سے کہا ہے کہ شہد میں اتنی مٹھاس کیونکر ہے؟ یہ جواب دیتی ہے کہ جب ہم شہد جمع کرنے کے لئے پھولوں کے گرد چکر کاٹتی اور منڈلاتی ہیں تو ایک مکھی جو ہماری سردار ہوتی ہے۔ وہ درود شریف پڑھتی ہے اور ہم اس کے کیف و سرور میں شہد جمع کرتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ شہد میں بلا کی حلاوت اور خوشبو ہوتی ہے! سبحان اللہ درود شریف کی برکت سے کیا تاثیر پیدا ہوئی کہ شہد میں شیرینی اور فرحت کے علاوہ شفا بھی ہے اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کو اس کے استعمال کا حکم فرماتے تھے اور لوگ شفایاب ہوتے تھے، ایک تو حضور کا حکم شفا اس پر شہد میں درود شریف کی برکت سے شفا! سبحان اللہ! سبحان اللہ!!

حضرت قبلہ اکثر طالبان کو بہر زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف، کا نسخہ تجویز فرماتے اور وہ بحمد اللہ زیارت آنجناب فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتے۔

Marfat.com

صاحب مقاصد السالکین، لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دراصل حق سبحانہ وتعالیٰ کی محبت ہے اور حضورؐ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح پر ہمیشہ درود و صلوٰۃ نہایت عجز اور اخلاص سے پہنچاتا رہے تاکہ حضور فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے فیض یاب ہو اور اللہ تعالیٰ کے فیض و رحمت کے قابل ہو۔

لکھتے ہیں انسان کے لئے وہ گھڑی نہایت خوش آیند ہے جبکہ اس کا ہدیہ سلام اور تسلیمات حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر بہت بہت درود بھیجتا ہوگا۔ سبحان اللہ کیا شان ہے درود شریف کی ___ کہ اس کی برکت سے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری کا فخر نصیب ہوگا۔

ایک یہ حدیث بھی ہے کہ فرمایا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے مجھ پر اور میری آل پر جمعہ کے دن ایک سو بار درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس کے سو برس کے گناہ معاف فرمادئے، بعض بزرگوں نے

Marfat.com

ہے کہ جمعہ مبارک کی رات کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس درود شریف سنتے ہیں، سبحان اللہ!

ایک حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار بار درود شریف پڑھتا ہے وہ تب تک نہیں مرتا جبتک اپنی جگہ بہشت میں نہیں دیکھ لیتا۔

صاحب مقاصد السالکین ایک جگہ لکھتے ہیں کہ مسلمان کے لئے سب سے بڑھ کر سعادت اور بہتر عبادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے، اس لئے کہ بہت درود شریف بھیجنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جو تمام سعادتوں کا ماحصل ہے، غالب آتی ہے اور اس کے ذریعہ انسان خداوند تعالیٰ کی درگاہ عالیہ میں قبولیت پاتا ہے اور درود شریف کی برکت سے اس کے سب گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔

"صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدؐ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم"!

حضرت میاں صاحب قبلہ بسبب محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف بکثرت پڑھتے تھے اور الحمد للہ اس کے فیوض و برکات سے مالا مال تھے۔

Marfat.com

مکاشفات

کشف

اولیائے کرام کا قلب مثل آئینہ جہاں نما ہوتا ہے جس میں دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اپنے اصلی رنگ و روپ میں دکھائی دیتی ہے۔ حضرت میاں صاحب قبلہ کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے فی الحقیقت ایسا ہی آئینہ جہاں نما قلب عطا فرمایا تھا۔ جس میں نور ہی نور تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شکوک اور شبہات سے نکال کر ایسا علم عطا کرتا ہے جس کو اس نے نہیں سیکھا۔ اور ایسی ذہانت عطا کرتا ہے جس کا اس کو وہم گمان بھی نہ تھا۔

Marfat.com

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن ایک پردہ باریک کے پیچھے سے اللہ رب العزت کے نور سے دیکھتا ہے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحلت کے وقت دختر بلند اختر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا کہ میری اہلیہ کے گھر دختر پیدا ہوگی!

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثنائے خطبہ میں فرمایا تھا، "یا ساریۃ الجبل" —— بارہ سو میل دور کا معاملہ نہ صرف حضرت سیدنا پر منکشف ہو گیا بلکہ حضرت ساریہؓ کو خبردار بھی فرمادیا

ایک شخص حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے پاس آیا، راستے میں اس کی نگاہیں ایک عورت پر پڑی تھیں۔ حضرت سیدنا نے دیکھ کر فرمایا "کیا تم نہیں جانتے کہ غیر عورت کو دیکھنا آنکھ کا زنا ہے۔ ایسے شخص کو توبہ کرنی چاہیے" وہ شخص بولا "کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر وحی آنے لگی ہے" حضرت سیدنا نے فرمایا "نہیں یہ تو فراست صادقہ ہے"

حضرت میاں صاحب قبلہ اس فراست کو نہایت سادگی سے بیان فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص ہمارے پاس آتا ہے تو اس کے آنے سے جو خیال ہمارے دل میں آتا ہے وہ "کشف" ہوتا ہے۔

Marfat.com

راقم الحروف کے پیر و مرشد سرہالہ کرانوالے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ ایک دوست کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب شرقپور شریف کے اڈہ پر اترے تو وہاں ایک کار کھڑی تھی اور دونوں دروازوں پر تیوریاں نئی لگی تھیں، ہمراہی دیکھ کر بولے "حضرت صاحب بڑا نیک ہے" انہوں نے خاموش رہنے کی ہدایت فرمائی۔ حضرت قبلہ کی مسجد میں پہنچے تو وہاں ایک لڑکا شملہ دار پگڑی باندھے بیٹھا تھا، وہ پیچھے رہ گئے اور حضرت سے مخاطب ہو کر بولے "اس لڑکے کی پگڑی تو دیکھئے" حضرت نے پھر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اعلیٰ حضرت کی خدمت میں گئے تو وہاں ایک صاحب پہلے سے تشریف رکھتے تھے جو لاہور سے کار پر آئے تھے، حضرت قبلہ نے انہیں اشارے سے فرمایا کہ یہ کار لے کر آئے ہیں۔ آپ بھی ان کے ساتھ چلے جائیے گا۔ فرماتے ہیں تھوڑے وقفے کے بعد حضرت نے خادم کو حکم دیا کہ اندر سے وہ پگڑی اٹھا لاؤ۔ خادم پگڑی لائے تو ہو بہو مسجد میں بیٹھے ہوئے طالب علم کی پگڑی ایسی تھی — یہ دم بخود تھے، جب باہر آئے تو ساتھی سے بولے دیکھو میں نے کہنا تھا کہ حضرت قبلہ کے پاس جا رہے ہیں راستے میں کوئی بات نہ سوچنی چاہیے اور نہ زبان سے نکالنی چاہیے، سبحان اللہ، حضرت قبلہ

Marfat.com

آنے والے کے بشرے سے ہی اس کی دلی کیفیات اور پہلے کہی گئی باتوں کا جائزہ فرما لیتے تھے۔

کشف القبور

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قبلہ سے حکیم احمد علی صاحب قصوری کو بیعت میں لینے کی درخواست کی۔ مگر حضرت قبلہ نے درخواست قبول نہ فرمائی۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے دوبارہ گزارش کی، حضرت قبلہ نے فرمایا "یہ پڑھا لکھا ہے وسوسوں میں گھر جائیگا۔" صوفی صاحب بولے "انہیں کیا علم ہے"؟ حضرت قبلہ خاموش رہے۔ تھوڑے دنوں بعد مکان شریف تشریف لے گئے۔ حکیم صاحب مذکور بھی ہمراہ تھے، ان کا ہاتھ پکڑ کر شہباز توحید حضرت سید حسین شاہ صاحب (المعروف حضرت بھورے والے) کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ وہاں ہم پر یہ کشف ہوا کہ آپ بیعت سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ جو آپ کے پاس آتا ہے وہ ہمارے پاس آتا ہے، چنانچہ حضرت قبلہ نے حکیم صاحب کو وہیں مکان شریف میں ہی بیعت کا شرف بخشا۔

حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم جذب و مستی میں حضرت خواجہ محمد سعید۔ؒ کے مزار شریف پر پہنچے۔ وہاں سے مردوں کی آواز آرہی

Marfat.com

تھی ان سے مخاطب ہو کہ بولے "خوب ابھی تک آپ مردود میں پڑے ہیں - فرماتے ہیں "وہاں سے حضرت سخی شاہ بخاری رح کے مزار شریف پر آئے، اور وجد میں آگئے، جب ہوش میں آئے تو صاحب مزار سے مخاطب ہو کہ بولے "آپ گمانا ہی جانتے ہیں" چاروں طرف سے فیضان کی خوشبوئیں آنے لگیں -

حضرت قبلہ ایک مرتبہ حضرت ایشان[1] رح کے مزار شریف پر حاضر ہوئے - مزار پاک سے آواز آئی کہ حضرت ایشان باہر بیٹھے ہیں - حضرت قبلہ پلٹ کر آئے تو تالاب کے کنارے میرزا مہرجان سجادہ نشین تشریف

---

[1] حضرت ایشان رح کا نام خواجہ خاوند محمود ہے - حضرت بخارا میں پیدا ہوئے تھے، چودہ برس کی عمر میں فتوے دیا کرتے تھے - سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے نوجوانی ہی میں وطن سے نکل کھڑے ہوئے، سمرقند، کابل قندھار سے ہوتے ہوئے کشمیر میں متمکن ہوئے - یہاں حضرت نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا، کشمیر میں شیعہ بکثرت آباد تھے، حاکم بھی شیعہ تھا - حضرت کی صحبت اور فیضان سے لوگ ان کے حلقہ میں شامل ہونے لگے، حاکم کو خطرہ محسوس ہوا اور حضرت کو ایک ماہ کے اندر اندر کشمیر سے نکل جانے کا حکم دیا، ابھی یہ مدت ختم نہ ہوئی تھی کہ اکبر نے کشمیر پر حملہ کر دیا، حاکم کشمیر جان بچا کر بھاگ گیا اور حضرت نے اس معشر سے خلاصی پائی - مگر شیعہ بدستور درپے آزار تھے، اعلانیہ حضرت کے قتل کے منصوبے کرتے اور اس مذمت کے صلہ میں بڑی بڑی

(باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

رکھتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ تلاوت کلام پاک میں جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آتا تو درود شریف پڑھے بغیر آگے نہ پڑھتے اور حضرت قبلہ سے پوچھا کہاں سے آئے ہیں آپ؟ "حضرت نے فرمایا "مکان شریف سے"! اور رہبر صاحب رح کو تبرک بھی پیش کیا، وہ بولے "نصیب امام عالی مقام"! اور آنکھوں سے جیسے خون ٹپکتا تھا۔

(بقیہ صفحہ ۲۹۳) رقمیں بطور انعام تجویز کرتے، مگر حضرت کے تصرف سے ان کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔ آخرکار ایک شیعہ سردار نلوا۔ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ہوئے انتقام کے لئے حضرت کے گھر میں گھس گیا۔ چاہتا تھا کہ وار کرے کہ اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ خادموں نے پکڑ کر کوٹھڑی میں بند کر دیا اور اگلے روز حاکم کے روبرو پیش کیا۔ اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ جہانگیر جو ان دنوں تخت پر جلوہ فگن تھا۔ جب حضرت کے حالات سے آگاہ ہوا تو حضرت کو دہلی بلوا بھیجا۔ جب تشریف لائے تو کمال ادب سے پیش آیا اور اخراجات کے لئے روزینہ مقرر کر دیا۔

کہتے ہیں ایک روز بادشاہ کے ہمراہ سفر پر تھے۔ بلا کی گرمی تھی اور پانی ندارد پیاس کے مارے برا حال تھا، بادشاہ نے حضرت سے دعا کی درخواست کی، حضرت ہاتھ اٹھا کر بولے "یا اللہ بادشاہ تیرے بندے کی دعا سے بارش چاہتا ہے" اسی وقت بادل امڈ آئے اور جل تھل ہو گیا، ادھر بارش تھی کہ برابر ہو رہی تھی بادشاہ نے پھر حضرت سے رجوع کیا، حضرت نے پھر ہاتھ اٹھا دئے اور بارش بند ہو گئی۔

(باقی بر صفحہ ۲۹۵)

Marfat.com

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ ایک صاحب میاں محمد عثمان کو حضرت قبلہ سے ارادت حاصل تھی ایک مرتبہ قصور میں ایک بزرگ کیلیاں شریف سے تشریف لائے، چند معتقدین بھی اُن کے ہمراہ تھے بلند آواز سے ذکر کرتے تھے، اُنہیں خیال ہوا، کہ کاش میں بھی ان کا مرید ہوتا

(بقیہ صفحہ ۲۹۴) اس سفر میں نورجہاں بھی شامل تھی. جب قافلہ کشمیر پہنچا تو [illegible] بادشاہ اور ملکہ کی صحت خراب ہو گئی. بادشاہ نے حضرت سے دعائے صحت کی التجا کی. حضرت نے فرمایا دونوں میں سے ایک آدمی اچھا ہو جائیگا. جس کے لئے چاہو مانگ لو. بادشاہ کو نورجہاں کی زندگی بہت منظور تھی، چنانچہ وہ صحتیاب ہو گئی اور بادشاہ کی حالت اور بگڑ گئی اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد اُس نے رحلت کی. نعش لاہور لائی گئی اور شاہدرہ میں دفن ہوئے. جہانگیر کے بعد شاہجہان تخت پر بیٹھا یہ بھی حضرت کا بہت معتقد تھا. مگر درباریوں میں حضرت کو زچ کرنے کے منصوبے ہونے لگے. ان پر طرح طرح کے سوال کرتے. ایک مرتبہ سماع کا مسئلہ درپیش تھا. مخالفین حضرت کی شان میں گستاخیاں کرتے تھے. یہ پہلے تو برداشت کرتے رہے جب معاملہ حد سے بڑھا تو طبع مبارک میں تغیر پیدا ہوا. ادھر مخالف منہ کے بل زمین پر گرا اور مر گیا لوگوں نے خون بہا کا دعوٰے دائر کیا. بادشاہ حالات سے آگاہ ہوا تو حضرت کو باعزت بری کیا، اور درخواست کی کہ حضرت لاہور تشریف لے جائیں۔

حضرت نو برس لاہور میں لوگوں کو ہدایت دیتے رہے اور ۱۰۵۲ھ ہجری میں انتقال فرمایا اور یہیں دفن ہوئے. حضرت کے مزار شریف واقع بیگم پورہ بر شاہراہ گنج تعمیر ہے مزار شریف سے متصل ایک مسجد بھی ہے جس میں حوض بھی ہے جو آج کل خشک پڑا ہے

Marfat.com

چند یوم کے بعد انہیں حضرت قبلہ کا خط ملا کہ حضرت عبدالخالق[1] کے مزار پر باوضو بیٹھا کرو۔ کچھ دنوں کے بعد اوپر تلے پھر انہیں خطوط موصول ہوئے۔ وہ صوفی صاحب کو ہمراہ لے کر حضرت کے مزار پر حاضر ہوئے، صوفی صاحب مسجد میں رہ گئے اور یہ مزار شریف کے برابر میں بیٹھ گئے، تھوڑی دیر کے بعد جب مزار شریف سے نکلے تو صوفی صاحب کو کھیتاں شریف والوں کی آمد کا واقعہ سنایا اور بتایا کہ مزار شریف کے اندر گیا تو وہاں عجب واقعہ دیکھا، حضرت عبدالخالق صاحبؒ اور حضرت قبلہؒ پلنگ پر تشریف فرما ہیں اور کھیتاں والے بزرگ پائینتی کی طرف دور بیٹھے ہیں، مجھے دیکھ کر حضرت عبدالخالقؒ حضرت قبلہ کی طرف اشارہ کر کے بولے "تم ان کو چھوڑ کر ان کی طرف (دوسری طرف اشارہ تھا) خیال کرتے ہو۔ سبحان اللہ! حضرت قبلہ نے پہلے تو میاں محمد عثمان کے خیال سے آگاہی فرمائی اور پھر ان کے گمان کی تردید کس شان سے فرمائی کہ انہیں سب بزرگوں کی زیارت بھی ہوگئی۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ نے صاحبزادہ حضرت بیربل والوں سے فرمایا کہ

---

[1] حضرت عبدالخالق رح کا مزار شریف قصور کے مضافات میں شمال مغربی رخ پر واقع ہے، حضرت بھی نقشبندی سلسلہ کے بزرگ ہیں حضرت قبلہ میانوی جب وہاں بکثرت تشریف لے جاتے تھے اور ممدوح سے اکتساب فیض کرتے تھے۔

Marfat.com

ہیں یہاں بیٹھا ہوا اجمیر شریف کی سرکار حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا حال دیکھ رہا ہوں. نیز فرمایا کہ وہاں سے مجھے فیض آرہا ہے، سبحان اللہ دلوں کی وائرلیس، کی پرواز تو دیکھئے کہ آناً فاناً ایک ہزار میل دور سے حضرت قبلہ سرکار غریب نواز سے اخذ فیض فرمارہے ہیں :

راقم الحروف کے پیرو مرشد فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ یا خواجہ معین الدین چشتی" بطور ورد پڑھتے تھے. نیز فرمایا کہ حضرت قبلہ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للّٰہ یا معین الدین چشتی رح، یا بہاؤ الدین نقشبند اور بادشاہ مدار رح کا صبح وشام عموماً ورد فرماتے تھے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک روز وہ حضرت قبلہ کے ہمراہ تھے رقصور موری دروازہ سے باہر نکلے تو ان سے فرمایا "حافظ محمد اسحاق نزکی رح کی روح سے فیض آنا شروع ہوگیا ہے، جب حضرت کے مزار شریف پر پہنچے تو حضرت حیرت زدہ ہوکر کھڑے ہوگئے، اور چہرہ مبارک پر طرح طرح کی کیفیات نمایاں تھیں بعد ازاں حضرت قبلہ نے ان سے حضرت ممدوح کا حلیہ شریف بھی بتایا، اور فرمایا کہ حضرت کا چہرہ بہت مبارک ہے، اور مزار شریف بھی بہت بابرکت ہے، فرمایا مزار شریف کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں بلکہ دل کو صاحب مزار سے لگانے کی ضرورت ہے تاکہ فیض حاصل ہو نیز فرمایا کہ ایک

Marfat.com

رات خواب میں انہوں نے ایک لوٹا اور مسواک کسی عورت کے ہاتھ سے دلوائی ہے۔ یہ فرما کر حضرتِ قبلہ حجرۂ اعتکاف میں تشریف لے گئے، وہاں ایک لوٹا اور مسواک پڑا تھا، حضرتِ قبلہ اُٹھا لائے، سبحان اللہ! کیا عمدہ تحفہ تھا، وہ بھی کس طریقہ سے دلوایا۔

حضرت قبلہ اعلیحضرت داتا گنج بخش[۱] رحمتہ اللہ کے عاشق صادق تھے، رات ہو یا دن، دھوپ ہو یا بارش جب طبیعت بیقرار ہوتی حضرت قبلہ

[۱] حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رح ہزار برس پہلے شہر غزنی کے محلہ ہجویر میں پیدا ہوئے تھے، اولیائے متقدمین میں حضرت کا شمار ہے زندگی کا بڑا حصہ سیر و سیاحت میں بسر کیا، ۴۳۱ھ میں مرشد کے حکم سے ہندوستان میں تشریف لائے اور لاہور کو شرف اقامت بخشا۔ جب وہ یہاں وارد ہوئے حضرت حسین زنجانی کا جنازہ اٹھ رہا تھا، حضرت پر مرشد کے حکم کی حقیقت کھل گئی، جس جگہ حضرت کا مزار شریف ہے حضرت نے وہاں مسجد بھی تعمیر کی تھی، موجودہ کشادہ مسجد بھی پہلی مسجد کے نشانات پر کھڑی ہے۔ بعد تعمیر مسجد حضرت نے علمائے لاہور کو دعوت دی، بعض عالموں نے اعتراض کیا کہ مسجد کا رخ ٹیڑھا ہے، حضرت خاموشی سے سنتے رہے، نماز کے وقت امامت کے لئے کھڑے ہوئے تو معترضین کو قبلہ شریف بمشاہدہ خراب میں نظر آیا، لوگ بہت نادم ہوئے اور حضرت سے معذرت چاہی، حضرت نے مسجد میں درس گاہ بھی کھولی تھی، جسے کچھ عرصہ کے بعد ترک کر دیا، فرماتے ہیں شغل معلمی سے

دیکھئے صفحہ ۲۹۹

Marfat.com

نہ تھوڑے سے نکل کھڑے ہوتے۔ اور اعلیحضرت کے مزار پر انوار پر پہنچ کر د
بیٹھے۔ حضرت داتا صاحبؒ کے فیضان کے متعلق حضرت قبلہ کا ارشاد

(بقیہ صفحہ ۲۹۸) میرے دماغ میں حکومت اور بادشاہی کی بو ظاہر ہونے لگی تھی، پس
نے اس کام کو چھوڑ دیا اور پھر کبھی اختیار نہیں کیا۔"

دنیا بھر کے اولیائے کرام میں حضرت کا پایہ بہت بلند ہے۔ ہندوستان اور پاکستان
کے تمام اولیائے کرام حضرت کے مرید ہیں اور انہیں سلطان الاولیاء تسلیم کیا
ہیں۔ یہاں آکر معتکف ہوتے ہیں وہ چلہ کشی کرتے ہیں۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ
سلطان الہند حضرت کے فیضان کے معترف ہیں۔ ممدوح حضرت کے مزار شریف پر چلہ
کے بعد جب یہاں سے چلے تو حضرت کی شان میں فی البدیہ فرمایا کہ

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا — ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

حضرت جامی ایسے عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی حضرت کے پاس
دراز سے چل کر آئے تھے، اور حضرت سے بالمشافہ بات چیت کی تھی، حضرت غوث
جیسے بلند پایہ بزرگ بھی حضرت کے مرید تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رح اور حضرت
مجدد الف ثانی رح ایسے بزرگان عظام بھی حضرت کے فیض یافتہ ہیں۔

کہتے ہیں جن ایام میں حضرت یہاں تشریف لائے تھے، پنجاب کا ہندو نائب
سب سے پہلے حضرت کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا تھا، وہ ہمیشہ کے لئے حضرت
خانقاہ میں داخل ہو گیا۔ چنانچہ موجودہ سجادہ نشین بھی اسی کی اولاد میں سے

(بقیہ صفحہ

Marfat.com

جب ہم حضرت ممدوح کے مزار شریف سے گزرتے ہیں تو ایک لطیف نسبت ہماری طرح آتی ہے، جو وراثت نبوت سے تعلق رکھتی ہے۔ فرماتے کبھی تو یہ نسبت دُور ہی سے آنے لگتی ہے۔

ایک مرتبہ درگاہ شریف سے آواز آئی۔ میں نے کہا جو عنایت فرمائیں میرے ساتھ ہی بھیج دیں۔ چنانچہ اعلیٰحضرت کی نسبت ہمارے ساتھ ساتھ ہی چلی آئی، سبحان اللہ! دینے والے بھی کیسے سخی داتا اور گنج لوٹنے والے بھی کیسے مرد کامل ہیں کہ دُور ہی سے "صدا" لگائی اور جھولی بھر لی۔

ایک مرتبہ حضرت ٹلیے[1] شاہ صاحب کے مزار پر تشریف لے گئے وہاں حضرت کو کچھ اس قسم کی نسبت آئی کہ فرمایا "گو یہ حضرت خواجہ نقشبند رحمہ کا قول ہے کہ مرے ہوئے شیر سے زندہ بلی بہتر ہے مگر یہاں جو کیفیت ہوئی وہ زندوں سے کم نہیں اس وقت مولانا جمال الدین

(بقیہ صفحہ ۲۹۹) حضرت کا ۴۶۵ھ میں وصال ہوئے، حضرت بلند پایہ ولی اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ پایہ ناز مصنف بھی تھے، کشف المحجوب، کشف الاسرار ایسی متعدد لاجواب کتابیں حضرت کی تصنیف کردہ ہیں اور آج بھی ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں اور حضرت کا مزار ہمیشہ سے مرجع خلائق اور مرکز فیوض و انوار سمجھا جاتا ہے

[1] حضرت ٹلیے شاہ صاحب رحمۃ علیہ مجذوب بزرگ تھے، نشاء عنایت کے

Marfat.com

قصوری بھی وہاں تشریف رکھتے تھے اور حضرت قبلہ سے بالمشافہ کوئی شناسائی نہ تھی، ممدوح حضرت قبلہ سے مخاطب ہو کر بولے "کیا آپ میاں صاحب شرقپوری ہیں؟" حضرت نے فرمایا "آپ مولانا جمال الدین صاحب ہیں!" جب وہاں سے چلے تو حضرت مولانا بھی ہمراہ ہو لئے۔ اور حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ کچھ پڑھنے کے لئے بتائیے؟ حضرت قبلہ نے انہیں سورہ حشر کی آخری آیتیں پڑھنے کی اجازت فرمائی اور ان سے بڑے تپاک سے ملے۔

(بقیہ صفحہ ۳۰۰) مرید تھے۔ کچھ پڑھے لکھے نہ تھے مگر ان کی کافیوں سے رجوع بک مشہور معروف ہیں۔ پتہ چلتا ہے کہ حضرت دریا بے حجاب اور فنا فی الذات تھے۔ قوالی بھی سنتے تھے۔ حالت جذب و شکر میں مرشد کے گیت ہیں اس ذوق و شوق سے گایا کرتے تھے۔ کہ زمین کا وہ ٹکڑا جو ان کے قدموں سے چھو چکا ہے اب بھی مہک اٹھتا ہے کہتے ہیں قصور کی مٹی میں خوشبو حضرت کی بدولت ہے۔

حضرت کا مزار شہر کے عین درمیان میں ہے۔ حضرت کے قیام کے دنوں میں یہ جگہ ویرانہ ہوتی تھی۔ لوگوں کے شور و شغب سے گھبرا کر حضرت یہاں آ کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ لوگ وجد ان کے جذب و شکر کی تعریف کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت کا فرمان تھا کہ ایک دن یہاں لوگ میرے ارد گرد مقیم ہوں گے چنانچہ بعد رحلت قصور کی آبادی بڑھتے بڑھتے حضرت کے مزار سے بھی آگے نکل گئی۔ اور حضرت کی پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی

Marfat.com

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا جنابی
متقی بزرگ تھے۔ ان کے پڑوس میں ایک غریب آدمی رہتا تھا۔ اس کے
علاج معالجہ میں اکثر اپنی گرہ سے نان و نفقہ خرچ کرتے رہتے۔ قصبہ چونیاں
سلسلہ عالیہ کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں تھی۔ جب مولانا کا وقت آخر ہوا
صوفی صاحب حکیم احمد علی صاحب قصوری کو لے کر ان کی عیادت کو
گئے، چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر فرمایا "کل مکان اس سے اچھا
ہو جائے گا" ان کے لڑکے بھی وہیں کھڑے تھے۔ بولے "ہاں کل سے آج
ان کی طبیعت بہتر ہے" گویا وہ مولانا کی بات کو ٹھیک نہیں سمجھتے تھے، حالانکہ

ان کے دیکھنے سے جو آجاتی ہے رخ پہ رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

ان کے چلے آنے کے بعد صاحبزادہ سے فرمایا "خدا کا شکر ہے کہ میاں
صاحب شرقپوری اور آغا سکندر شاہ صاحب تشریف لے آئے ہیں"
اور اسی رات واصل باللہ ہو گئے۔

حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت شاہ عبدالرسول کے
مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ وہاں ایک پیرزادہ صاحب تشریف رکھتے تھے،
انہیں دیکھ کر بے معنی گفتگو کرنے لگے۔ حضرت قبلہ نے جی میں سوچا "کاش
یہ شخص نسبت روحی سے آشنا ہوتا تو ہرگز بے کار گفتگو نہ کرتا" اسی وقت

Marfat.com

صاحب مزار سے اس قدر فیض آنے لگا گویا بھری ہوئی مشک کا کسی نے
منہ کھول دیا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ پیراں بخش صاحب کھیم کرن والوں کے ہمراہ
حضرت ممدوح کے مزار پر تشریف رکھتے تھے کہ حضرت قبلہ پر طرح طرح
کی کیفیات وارد ہو رہی تھیں۔ مزار مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا
کاش یہ زندگی میں خلق خدا کو تلقین فرماتے۔ تو سب کو فائدہ پہنچتا

ایک روز حضرت قبلہ ایک میدان میں سے گزر رہے تھے کہ یک
نسبت لطیف طاری ہو گئی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی قبر
سے نسبت آ رہی ہے۔

حضرت قبلہ رحمتہ اللہ پانی پت شریف حضرت غوث علی شاہ صاحب
کے مزار شریف پر بھی حاضر ہوتے۔ وہاں عجیب وغریب واقعات حضرت پر
منکشف ہوتے، ایک مرتبہ میاں کریم بخش عاجز شرقپور والے بھی
حضرت کے ہمراہ تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب وہاں پہنچے تو حضرت قبلہ
سجادہ نشین گل حسن صاحب (جو عمدہ لباس زیب تن کئے اور پاؤں
لٹکائے تخت پر بیٹھے تھے) کے پاؤں دبانے شروع کر دئے۔ ہمیں ان کی
طبیعت میں کیا انکساری پائی تھی، فرمانے تذکرہ غوثیہ میں حضرت شاہ
صاحب نے بڑے بڑے نکتوں کو نہایت عمدگی سے سلجھایا ہے (حضرت

Marfat.com

غوث علی شاہ صاحب پانی پتی بڑے جہاندیدہ بزرگ گزرے ہیں، تمام سلسلوں میں بیعت تھے، گذشتہ صدی کے اولیاء عظام میں شمار ہوتے ہیں، حضرت قبلہ تذکرہ غوثیہ کے مطالعہ کا اکثر احباب کو مشورہ فرماتے۔

فراستِ صادقہ

منشی محمد حسین فیروزپوری کے چچا جو قصور میں رہتے اور راقم الحروف سے بھی مل چکے ہیں، انہوں نے ایک ملاقات کے دوران میں بتایا کہ وہ چند ساتھیوں کے ساتھ (جن میں دو صاحب پہلی مرتبہ حضرت قبلہ کے پاس جا رہے تھے) قصور سے پیدل روانہ ہوئے، راستے میں ایک صاحب نے کہا کہ اگر حضرت میاں صاحب قبلہ نے جاتے ہی ہمیں کوئی ایسی چیز کھلائی جو آج سے پہلے نہیں کھائی ہو گی تو ہم انہیں بزرگ مان لیں گے۔ یہ لوگ جب خدمت عالیہ میں پہنچے تو حضرت قبلہ نے حسب معمول خیریت اور مزاج پرسی کے بعد ایک خادم کو کھانا لانے کا حکم فرمایا، جب یہ لوگ کھانے لگے تو حضرت قبلہ آہستہ سے بولے "فقیروں کا امتحان نہیں لینا چاہیئے" کہتے ہوئے کھیر کی ایک رکابی ان لوگوں کی طرف بڑھائی، یہ کھا رہے تھے اور ساتھ ہی اس کے ذائقہ کی تعریف کر رہے تھے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو

حضرت نے مخاطب ہو کر فرمایا کھیر کیسی تھی بھلا؟

"بہت عمدہ تھی حضور ـــــــ؟"

"کس چیز کی تھی؟"

عرض کیا "کچھ کہہ نہیں سکتے۔ حضور ہی بتا دیں۔"

فرمایا "یہ ہرنی کے دودھ کی تھی" یہ لوگ دم بخود ہو کر حیرت سے ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے۔ سبحان اللہ! انہیں ایسی چیز کھلا دی جو انہوں نے پہلے نہ دیکھی نہ چکھی تھی۔

حضرت قبلہ کا ارشاد ہے کہ کسی کے دل کی بات جاننا کوئی بڑی بات نہیں۔ ہاں اس کے دل کو حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف پھیر دینا البتہ بڑی بات ہے۔ مرشدی سرکار کرماں والے فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب قبلہ کے دربار میں فرشتے دست بستہ منتظر حکم کھڑے رہتے تھے چنانچہ حضرت قبلہ کے فرمان پر ایک ولی اللہ کی بارگاہ میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے متعین کئے گئے ان "اردلیوں" کے لئے آن کی آن میں ہرنی کا دودھ لے آنا کون سی بڑی بات ہے!

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری لکھتے ہیں، کہ ایک مرتبہ دو شخصوں نے ان سے بیان کیا کہ وہ حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہونے کے لئے جب لاہور اڈہ لاری پر آئے تو کوئی موٹر تیار نہ تھی، ان دنوں

Marfat.com

ٹوں کا اڈہ ہیرا منڈی میں تھا، اور اسی ہیرا منڈی میں بازاری
رتوں کی بھی منڈی ہے۔ یہ سیر کرتے ہوئے اس منڈی میں بھی چلے
ئے، باہم ہنسی مذاق ہوتا رہا، جب خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو
ذب سر جھکا کر بیٹھ گئے، حضرت ان کے سر اوپر اٹھا کر پلکوں کو اُلٹ
ٹ کرنے لگے اور غصہ ہو کر فرمایا "راستے میں کیا کیا دیکھتے آئے ہیں اور
یاں کیسے مسکین بنے بیٹھے ہیں گویا کچھ جانتے ہی نہیں" دونوں سینہ
سینہ ہو گئے!

میاں عبداللہ ساکن ہرچوکی کے ہمراہ ایک مرتبہ ایک نوجوان
طالب علم بھی حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہوا، راستے میں مکئی کے ہرے
بھرے کھیت دیکھ کر چھلیوں کے لئے اس کا جی للچانے لگا، جب
بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو ایک رکابی میں اُبلی ہوئی چھلیاں رکھی تھیں،
حضرت قبلہ نے فرمایا "انہیں کھالو"۔ طالب علم مذکور بہت خوش ہوا۔
تھوڑی دیر کے بعد ادھر گلی میں ایک چھابے والے نے کالی کالی جامنوں
کی آواز لگائی ادھر ان صاحب کے جی میں جامن کھانے کی سوجھی،
حضرت قبلہ نے گھر کی کھڑکی سے جامنوں سے بھری ہوئی ایک تھالی
ان کی طرف بڑھادی اور کھانے کا حکم فرمایا، کچھ دیر بعد فرمایا ہر وقت
کھانے ہی کی نہیں سوجھنی چاہیئے بلکہ کچھ اللہ اللہ بھی کرنی چاہیئے۔"

Marfat.com

میاں محمد جعفر علی ساکن علاقہ تعمیوہ ایک مرتبہ چند دوستوں کے ساتھ شرقپور شریف کو چلے، جب چومنگ کے پاس پہنچے تو دن چھپ گیا یہ لوگ باہم باتیں کرنے لگے کہ ان کو اس شخص کے ہاں رہنا چاہیئے جو بڑی خاطر و مدارت کرے۔ چنانچہ اس خیال کو مدنظر رکھ کر وہ ایک رشتہ دار کے ہاں چلے گئے۔ صبح جب خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ نے میاں جعفر علی کو فرمایا کہ خبردار آئندہ ایسے کھانے پینے کا خیال لیکر گھر سے نہ نکلنا۔ گاؤں سے سیدھے میرے پاس آیا کرو۔ اور یہاں سے سیدھے گھر واپس جایا کرو۔ سبحان اللہ! انہیں راستے کے کرتوت سے آگاہ بھی کر دیا اور تنبیہ بھی فرما دی!

امداد

کوئی حاجتمند حضرت قبلہ کے دربار میں حاضر ہوتا تو حضرت پوچھ گچھ کئے بغیر چپکے سے اس کے پلے مطلوبہ رقم باندھ دیتے۔

قاضی ضیاء الدین صاحب لاہوری فرماتے ہیں کہ میں قرضدار تھا اور اسی دوران میں ایک روز حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہوا۔ طبیعت بوجہ قرضہ بہت پریشان تھی۔ جب حضرت قبلہ سے روانہ ہونے لگا تو ارشاد فرمایا "تمہارے ذمہ کچھ قرضہ تو نہیں ہے؟" بولے جی حضور کوئی تین صد کے قریب رقم ہے" فرمایا "خداوند کریم اپنے فضل سے چکتا کر دیگا

Marfat.com

قاضی صاحب کہتے ہیں کہ یہ رقم کچھ اس طرح مجھے ملی اور قرض کی ادائیگی بھی کچھ ایسے ہوئی کہ مجھے بالکل محسوس تک نہ ہوا!

مستری دین محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ وہ اپنے امام مسجد کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، راستے میں واپسی کے لئے سوچا کہ خرچ تو کم ہے، خیر حضرت قبلہ دے دیں گے، نیز طے کیا کہ وہاں ایک رات ٹھہریں گے، دوسرے روز جب واپسی کی اجازت چاہی تو حکم فرمایا "کے روز ٹھہرو گے" یہ بولے "جب تک آپ فرمائیں"

فرمایا "تم لوگ تو ایک رات ٹھہرنے کا ارادہ رکھتے تھے! خیر چلے جاؤ!" زنانخانے سے دریافت کیا تو کھانے میں ابھی دیر تھی۔ انہیں دروازے تک الوداع کہنے کے لئے ہمراہ چلے اور کھانے کے لئے آٹھ آنے بھی عنایت کئے، یہ لوگ ابھی اڈہ موٹر پہ پہنچے ہی تھے۔ کہ حضرت قبلہ نے آدمی کو دو روپے دے کر دوڑایا۔ یہ سمجھے کہ حضرت قبلہ نے ان داموں کی کوئی چیز منگائی ہو گی، مگر قاصد نے بتایا کہ یہ بات نہیں بلکہ یہ رقم حضرت قبلہ نے انہیں بطور کرایہ عطا کی ہے۔

حضرت قبلہ کی یہ لطف و عنایت کچھ ضرورت مندوں تک محدود نہ تھی، بلکہ یہ اکرام و اکرام ان لوگوں پہ بھی ہوتے تھے جو مستغنی تھے، ایک مرتبہ ایک مہند و معمر حاضر خدمت ہوئے۔ اور حضرت قبلہ کے

Marfat.com

نذر گزاری جو حضرت نے لوٹا دی، اور اپنے پاس سے نقدی پیش کی
وہ آداب شاہی سے ناواقف تھے، سمجھے کہ شاید خفا ہیں، اسی لئے
نقدی واپس کی ہے اور الٹا پاس سے دے رہے ہیں، بدستور انکار
کرتے رہے آخر ایک خادم نے انہیں سمجھایا کہ حضرت قبلہ کا عطیہ
قبول کرلو یہ آپ کے لئے باعث برکت ہوگا۔ حضرت قبلہ آپ سے خفا
نہیں ہیں بلکہ خوشی سے دے رہے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب فرماتے ہیں کہ جب وہ بارگاہ
عالیہ میں حاضر ہوئے، اور ہر چند چاہا کہ کچھ ہدیہ کریں مگر حضرت قبلہ
ہر دفعہ انکار فرماتے، بلکہ از راہ محبت جیب خاص سے زاد راہ عنایت
فرماتے! سبحان اللہ! جود و سخا میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

عُقدہ کُشائی

مولانا مفتی محمد غلام جان متوفی اونچی مسجد اللہ ہو بیان کرتے
ہیں کہ میں حضرت قبلہ کی زیارت کے لئے بصد اشتیاق در دولت پر حاضر
ہوا، دستور کے مطابق خادموں نے دیگر حاضرین کے ساتھ مجھے بھی
نیچے والے کمرے میں بٹھا دیا، تھوڑی دیر کے بعد حضرت قبلہ بالائی
منزل سے تشریف لائے اور میرے روبرو بیٹھ گئے۔ چونکہ پہلے کبھی
زیارت کا اتفاق نہ ہوا تھا، میرے ذہن میں حضرت قبلہ کا جو نقشہ تھا

اس سے حضرت بہت مختلف دکھائی دیتے تھے۔ لہٰذا میں نے انہیں حضرت قبلہ کا خادم سمجھا۔ اور یہ ذیل کا دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "آپ کہاں سے آئے ہیں؟" یہ بولے "لاہور سے حاضر ہوا ہوں"۔ فرمایا "کیا کام کرتے ہو؟" عرض کیا "مدرسہ نعمانیہ میں پڑھاتا ہوں" فرمایا "مولویوں کا فقیروں کے پاس آنے سے مطلب؟"

یہ بولے "انہیں بھلا فقراء سے کیا عداوت ہو سکتی ہے"۔

فرمایا۔ عداوت نہیں مگر عالم کو یہاں آنے کی ضرورت کیا پڑی ہے"۔ پھر فرمایا "مولوی غلام مرشد صاحب کیسے ہیں؟"

یہ بولے "وہ بھی آپ ایسے ہیں" (مطلب یہ کہ وہ بھی فقراء کے منکر ہیں)

فرمایا "اور مولوی احمد علی صاحب؟"

یہ بولے "وہ بھی فقراء کو نہیں مانتے!"

حضرت قبلہ بولے "آپ تو خفا ہو گئے!"

یہ بولے "آپ کی باتیں ہی ایسی ہیں"۔

حضرت نے فرمایا۔ "آپ کو کیا کام ہے؟"

یہ بولے "حضرت میاں صاحب قبلہ سے ملنا ہے"

حضرت قبلہ انہیں چھوڑ کر دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہو گئے۔

Marfat.com

برابر سے ایک آدمی نے مولانا صاحب کو اشارہ سے بتایا کہ حضرت قبلہ آپ ہی ہیں۔ یہ سناٹے میں رہ گئے۔ ترکی بہ ترکی سوال و جواب پر بہت نادم ہوئے، پشیمان تھے کہ کس کام کو آئے تھے اور کیا کر بیٹھے، تمام آدمیوں سے مل کر جب حضرت قبلہ واپس جانے لگے تو بہ احتراماً اٹھے لوگوں نے اشارہ سے کہا کہ خدارا اب اپسلنہ کیجئے۔ حضرت قبلہ کو یہ احترام پسند نہیں بلکہ الٹا خفا ہوتے ہیں، یہ خاموشی سے بیٹھ گئے۔ خود کردہ را علاج نیست!

چند لمحے گزرے تھے کہ حضرت قبلہ کشف المحجوب، کی جلد ہاتھ میں لئے نیچے تشریف لا رہے تھے، انہیں دیکھ کر بولے "چار جگہ نشانیاں رکھ دی ہیں دیکھ لیں" فرما کر اوپر چلے گئے۔

یہ کتاب کھول کر پڑھنے لگے، پہلی نشانی کو دیکھا تو لکھا تھا "قرآن پاک کی تلاوت بلاناغہ کرنی چاہیئے"۔

دوسری نشانی پر درج تھا "برادری میں کسی سے مخالفت پیدا نہ کرو، اگلی نشانی پر لکھا تھا "فقراء کی صحبت کو غنیمت جانو" چوتھی نشانی پر درج تھا "حتے المقدور علماء کی خدمت کرو" یہ جوں جوں پڑھتے تھے حیران ہو رہے تھے کیونکہ دراصل یہ انہی کے چار سوالوں کے جوابات تھے جو ان کے ذہن میں تھے اور حضرت قبلہ سے

Marfat.com

دریافت کرنا چاہتے تھے۔ سوچتے ہوئے ہاتھ کاندھے پر پڑے دیکھا تو تولیہ غائب تھا، ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ دل نے رہنمائی کی کہ ہو نہ ہو حضرت قبلہ ہی لے گئے ہیں، اس قبولیت پہ خوش ہو رہے تھے جو بظاہر کمتر مگر اب بہت بڑی نظر آرہی تھی، اس سوچ میں تھے کہ حضرت دوبارہ نیچے تشریف لے آئے ہاتھ میں انہی کا تولیہ تھا۔ ان کے کاندھے پر ڈالتے ہوئے بولے "دیکھ لی کتاب"؟ یہ عاجزی سے بولے "جی حضور اور تسلی بھی ہوگئی"۔

حضرت قبلہ کے اوپر جانے کے بعد تولیہ کے بارے میں پھر سوچنے لگے کہ حضرت قبلہ لے گئے پھر واپس کر دے گئے، اس میں کیا حکمت تھی، کاندھے سے کھینچ کر جائزہ جو لیا تو ایک طرف کو لگی تھی کھول کر دیکھا تو اس میں ایک روپیہ برائے کرایہ واپسی بندھا تھا۔ حضرت قبلہ کے متعلق جیسا سنتے تھے اس سے کہیں بڑھ کر انہیں پایا۔

میاں محمد جعفر علی صاحب سکول ماسٹر لدھے کی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ گاؤں سے چلا تو دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ اس مرتبہ حضرت قبلہ سے فلاں مسئلہ دریافت کروں گا چنانچہ وہ دو روز خدمت عالیہ میں رہے مگر مسئلے کے متعلق عرض کرنا بھول گئے تیسرے روز جب جانے لگے تو حضرتِ قبلہ نے خود ہی ان سے کہا "وہ کیا پوچھنا چاہتے تھے تم"؟

Marfat.com

حضرت قبلہ کا اشارہ پا کر بھی یاد نہ آیا، کچھ دنوں کے بعد جب یہ دوسری بار حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ بیٹھک میں تشریف رکھتے تھے اور کسی دوسرے آدمی کو نماز جمعہ کے مسائل بتا رہے تھے۔ دراصل یہ بھی جمعہ ہی کے متعلق کچھ باتیں دریافت کرنا چاہتے تھے، کہتے ہیں حضرت قبلہ کے فرمودہ کے بعد ان کی بھی تسلی ہو گئی۔

برادر محترم ماسٹر محمد احسان صاحب فرماتے ہیں کہ آج سے تیس سال پہلے وہ حافظ عبدالرزاق اور ایک ہندو دوست کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، راستے میں تینوں سوچتے تھے کہ بوقت حاضری وہ حضرت قبلہ سے دریافت کیا کریں گے، ماسٹر صاحب ایک اعتقادی مسئلہ میں الجھے ہوئے تھے، ان کے ہندو دوست سوچتے تھے، کہ ماس کھانا چاہیئے کہ نہیں؟

پہلی ملاقات تھی، جب حضرت قبلہ بالاخانے سے تشریف لائے تو حاضرین کو شرف ملاقات بخشتے ہوئے جب ان کے پاس پہنچے تو بہ وجہ رقیق القلبی زبان سے کچھ کہنے کے بجائے آنکھوں سے نیر بہانے لگے، زبان کھولے سے نہ کھلتی تھی، آخر حضرت قبلہ نے پہل کی اور فرمایا "تفسیر حقانی پڑھا کرو" نیز فرمایا کیا مل ہی جائے گی"؟ جواب بھی خود ہی ارشاد فرمایا" کہیں نہ کہیں سے ہاتھ لگ جائے گی" بات یہ تھی کہ ان دنوں تفسیر

Marfat.com

حقانی کی جلدیں بازار میں ناپید تھیں، ماسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ اس کی تلاش میں انہیں واقعی دشواری ہوئی مگر بالآخر مل گئی اور اس کے مطالعہ سے عقائد کے متعلق جملہ مسائل بھی حل ہو گئے۔ اسی طرح ہندو دوست کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ نے انہیں منو سمرتی کے مطالعہ کو ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اس میں گوشت خوری کے بارے میں درج تھا، ان کا عقدہ بھی حل ہو گیا۔ سبحان اللہ اپنے مذہب پر تو حضرت قبلہ کو عبور تھا ہی۔ ہندو دھرم سے متعلقہ مسئلہ پر ارشاد گرامی سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے خاص بندوں اور "دوستوں" کے سینے بڑے سے بڑے مشکل سے مشکل، اور متعلقہ یا غیر متعلقہ مسائل کے لئے کھول دیتا ہے، اور سائل کے لب ہلانے کے بغیر ہی جملہ حقائق ان پر واضح کر دیتا ہے تاکہ غیر کے روبرو انہیں خفت نہ ہو۔

برادر مکرم شیخ ناظر حسین صاحب خادم خاص سرکار کرمانوالے فرماتے ہیں کہ حضرت پیر و مرشد کے ایما پر وہ جب پہلی مرتبہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جی میں سوچتے تھے کہ سب کے روبرو چونکہ بات چیت سے شرم سی محسوس ہوتی ہے اس لئے اگر حضرت ممدوح تنہائی میں ملاقات فرمائیں تو خوب ہو، چنانچہ جب وہاں پہنچے تو حضرت قبلہ مسجد میں جماعت کرا رہے تھے، بعد نماز اپنی جگہ سے اٹھ کر صف

Marfat.com

میں سے ایک نمازی کے پاس بیٹھ گئے۔ چند لمحوں کے بعد ان کے پاس تشریف لائے، اور ہاتھ پکڑ کر انہیں مسجد کے اندر لے گئے، دریافت فرمایا "کیسے آئے ہو" انہوں نے حضرت پیرو مرشد کا نام لیا، فرمایا "انہوں نے میرے پاس کیوں بھیجا؟" یہ بولے "یہ حضور ہی کچھ بہتر سمجھ سکتے ہیں!" پھر ضروری بات چیت کے بعد فرمایا کے روز کی چھٹی پر آئے ہو؟ یہ بولے "تین روز کی" فرمایا "کل جمعہ مبارک ہے اور جمعہ کو سفر کرنا منع ہے صبح سویرے چلے جانا، ہاں میں پھر نہیں ملوں گا نیز حضرت قبلہ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا "تمہارا چہرہ اچھا معلوم ہوتا ہے" تین مرتبہ اس عنایت سے نوازا اور ہاتھ ملا کر تشریف لے گئے! برادرم شیخ صاحب اس کرم نوازی پر اب تک مسرور ہیں کہ حضرت قبلہ نے خواہش کے مطابق ان سے تنہائی میں ملاقات فرمائی۔

بحکم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت قبلہ چونکہ فریضۂ ہدایت خلق پر متعین تھے، موجودہ انگریزی طرز رہائش و زیبائش کو سخت ناپسند فرماتے تھے اور لوگوں کو ٹوکتے تھے، انگریز کی حکومت تھی، حضرت قبلہ کی اس تبلیغ اور ہدایت پر غلامانہ ذہنیت کے لوگوں نے یہ خبر حکمرانوں کے کانوں تک پہنچادی، ادھر چوری چھپواں جاسوسی کا انتظام ہو گیا، ایک مرتبہ ایک شخص دو ماہ تک حضرت کے ہاں

Marfat.com

پڑا رہا، حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس سے کہا خواہ تم یہاں سال بھر تک رہو۔ کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ کلمہ طیبہ کو ہم چھوڑنے سے رہے، فرماتے ہیں اس "راز افشائی" کے بعد وہ چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک اور آدمی آیا، حضرت قبلہ نے فرمایا "تم تھانیدار ہو یا حوالدار؟" وہ شرمندہ ہوکہ بولا "جی حوالدار ہوں کیا کریں ملازمت ہو ٹھہری، جیسا حکم ملتا ہے ماننا پڑتا ہے۔" غرض کورا شاہی عیسائی حکومت جب بھی اس قسم کے جاسوس حضرت کے پاس متعین کرتی، الٹا حضرت قبلہ اس کی جاسوسی فرماتے اور وہ نادم ہوکر واپس چلے جاتے۔

سلبِ امراض

حضرت قبلہ کے خادم دین محمد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ میاں صاحب حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب کے ہمراہ مکان شریف تشریف لے گئے، وہاں کچھ لوگ ایک شخص کو زنجیروں میں جکڑا ہوا حضرت قبلہ کے پاس لائے۔ حضرت قبلہ اُس وقت کمرے میں تشریف فرما تھے، کسی خادم کو آنے والوں کے متعلق اطلاع کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی، چنانچہ یہ ترکیب کی گئی کہ بیمار کی چارپائی کمرے کے دروازے کے سامنے دیوار کے ساتھ لگادی۔ تھوڑی دیر بعد جب حضرت قبلہ باہر نکلے تو دیکھ کر فرمایا "اسے چارپائی سے کیوں جکڑ رکھا

Marfat.com

ہے"۔ حضرت کا یوں فرمانا تھا کہ اس شخص کی وحشت جاتی رہی، اور بولا "ہاں مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ کھول دو۔ جب" اسے کھولا گیا تو وہ چارپائی سر پہ رکھ کر چلا گیا!

میاں عبداللہ علاقہ تحصیل چونیاں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے بائیں ہاتھ کی انگلی ٹوٹ گئی، چھ سات مہینے علاج معالجہ کرایا، مگر کچھ افاقہ نہ ہوا انگلی سوکھ کر ٹیڑھی ہو گئی۔ حضرت قبلہ کے پاس جب حاضر ہوئے تو ازراہ کرم نوازی خود ہی وجہ تکلیف دریافت فرمائی۔ جب یہ کہہ چکے تو انگلی کو دست مبارک میں لے کر سیدھا کر دیا، سبحان اللہ!

ایک شخص محمد عثمان خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر معروض ہوئے کہ ان کی ناف کے نیچے شدت کا درد ہے۔ حضرت نے سُن کر بلند آواز سے فرمایا کہ مجھے ایسا درد کبھی نہیں ہوا، پھر دوسرے کو کیوں ہو، اتنے میں یہ صاحب بول اُٹھے کہ حضور میرا درد جاتا رہا ہے، اور اب بھلا چنگا ہوں۔

حکیم محمد علی صاحب ساکن بلو کی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مریض مخبوط الحواس کو اس کے وارث حضرت کے دولت خانے پہ چھوڑ کر چلے گئے، حضرت قبلہ نیچے تشریف لائے تو اس کے درد کے بارے میں پوچھ گچھ فرمائی۔ جواب نہ پا کر اسے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا۔ چند یوم پاس رکھا اور وہ تندرست ہو کر چلا گیا۔

Marfat.com

ڈاکٹر ستار آوار تھر فیوز حیوانات کی ڈسپنسری میں کام کرتے تھے، انہوں نے بتایا کہ شاہدرہ میں اُن کے ایک مریض کو میعادی بخار تھا انہوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں گزارش کی، حضرت ممدوح نے توجہ فرمائی اور مریض شاہدرہ میں تندرست ہو گیا ــــــ جب مریض نے ڈاکٹر صاحب سے اس فی الفور شفایابی کا ذکر کیا تو انہوں نے حضرت قبلہ کی نگاہ کیمیا اثر کا ذکر کیا اور بولے کہ انہوں نے تو ہمارے طبی اصولوں کو بھی بدل دیا۔

قاضی ضیاء الدین صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں کہ وہ چند ہمراہیوں کے ساتھ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، راستے میں اُنہیں سخت بخار ہو گیا، وہاں پہنچے تو بعد ادائیگی وظیفہ نماز مسجد میں لیٹ گئے۔ عشا کے وقت قدم بوسی کا اشتیاق غالب ہوا۔ مگر بخار کے ہاتھوں لاچار تھے اتنے میں ایک خادم نے حاضری کا مژدہ دیا، یہ جھٹ اٹھ بیٹھے اور حاضرِ خدمت ہوئے تو بخار کا نام تک نہ تھا۔

ہدایت

حضرت قبلہ اکثر معتقدین کو بذریعہ کشف بھی ہدایت فرماتے تھے ایک مرتبہ جمعہ کے روز منبر پر کھڑے وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک ایک شخص پر نظر پڑی بدورانِ تقریر ہی میں فرمانے لگے۔ مجھے سکھ بننا نہیں آتا،

Marfat.com

دو ایک بار جو یہ فقرہ دُہرایا تو شخص مذکور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ حضرت قبلہ سیدھے سادے انداز میں اس قدر موثر تقریر فرماتے تھے کہ حاضرین بے اختیار رو دیتے تھے، مگر اس شخص کے رونے میں نہ جانے کیا بات تھی، کہ حاضرین ادھر متوجہ ہو گئے اور بعد نماز بعض لوگوں نے اُس سے سبب گریہ وزاری دریافت کیا۔ وہ گلوگیر آواز سے بولا کہ اس وقت دراصل حضرت قبلہ کا اشارہ میری طرف تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ میری ایک سکھ عورت سے آشنائی تھی، وقتاً بوقت وہ مجھے جب ملاقات کے لئے اپنے گھر پر بلاتی تو اس کا سکھ شوہر وہاں موجود ہوتا اور میں اسے دیکھ کر بدنامی کے خوف سے پلٹ آتا، حالانکہ عورت کہتی کہ اس کا شوہر باہر گیا ہے حقیقت بھی یہی تھی کہ وہ پردیس گیا ہوا تھا مگر جب ملاقات کے ارادے سے عورت کے پاس جاتا مجھے اس کا خاوند دکھائی دیتا۔ روتے ہوئے بولا اب پتہ چلا ہے کہ اس روپ میں حضرت قبلہ ہوتے تھے۔

اسی طرح ایک درویش کا قصہ ہے۔ حضرت قبلہ نے اُسے دینی تعلیم کے لئے لاہور مسجد بائی لاڈو میں بھجوایا۔ اس کے کھانے کا انتظام جس گھر میں تھا۔ وہاں ایک نوجوان عورت تھی جس کا خاوند حمید نامی فوج میں ملازم باہر رہتا تھا۔ درویش نے اس عورت سے مراسم پیدا کرنے چاہے مگر جب بھی ایسا سوچتا اسے حمید دکھائی دیتا

ایک لمبا تگڑا جوان، بیڈ رکم چلا آتا۔ ایک روز حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور طبیعت کی پریشانی اور معاملات میں رکاوٹ کی شکایت کی، حضرتِ قبلہ نے فرمایا "یہ سب درست مگر ہر روز جمعہ کون بنے گا تمہارے لئے" درویش پر گھڑوں پانی پڑ گیا اور آئندہ کے لئے تائب ہو گیا۔

حضرت قبلہ اکثر فرماتے کہ یہاں لوگ میرا امتحان لینے کے لئے آتے ہیں کہ دیکھا ہیں اُن کے دل کی باتیں بتاتا ہوں یا نہیں۔ اور کہتے ہیں مجھے یہ باتیں سکھلاتا کون ہے؟ فرماتے اور کون سکھائے گا ہمیں یہ سب اللہ تعالیٰ بتا دیتے ہیں ۔"

سبحان اللہ! جب اللہ تعالیٰ بتانے والے ہوں اور حضرت قبلہ سیکھنے والے ہوں پھر ان سے کوئی چیز مخفی رہ سکتی ہے۔

ع یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں!

Marfat.com

تصرفات

تصرف کے لغوی معنی پھیر پھیر کے ہیں، حق سبحانہ و تعالیٰ کے ارشاد و اذن کے مطابق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اولیأ کرام شریعت مطہرہ کی حدود میں رہتے ہوئے کائنات اور مخلوق خدا تعالیٰ میں جو تبدیلی رونما کرتے ہیں صوفیاء کرام کی اصطلاح میں اُسے تصرف کہتے ہیں، اور یہ درحقیقت کرامت ہی کا ایک جزو ہے نفسی، حالی، وجدانی، انتقالی اور ہیئاتی تصرف کی یہ چند بڑی قسمیں ہیں، نفسی فطری حالت کے بدل جانے کو کہتے ہیں، حالی جس سے حال بدل جائے۔ وجدانی جس سے جذب و سکر طاری ہو جائے۔ انتقالی جس سے اپنی کیفیات دوسرے پر واضح کی جائیں، اور ہیئاتی جس سے وضع قطع بدل جائے، تصرفات کا ظہور قوت ارادی پر منحصر

Marfat.com

ہے، جس قدر قوت ارادی کسی ولی اللہ میں زیادہ ہو گی اسی قدر وہ تصرفات کثیرہ کا مالک ہو گا۔

حضرت قبلہ میاں صاحب رح تصرفات پر بفضلہ تعالیٰ پورا تصرف رکھتے تھے اور بڑی قوت ارادی کے مالک تھے، شہرت سے دُور بھاگتے تھے اور اس کے باوجود حضرت قبلہ نے تصرفات کی جو نظیر پیش کی ہے اس سے بلا مبالغہ اولیاٗ متقدمین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اور جن سے حضرت قبلہ کی بلند مقامی کا پتہ چلتا ہے۔

زیارت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت قبلہ کے رگ و ریشہ میں حضور فخر کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، اور اُن کے سچے خادموں میں سے تھے۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت قبلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی مقام میں ہر وقت حاضر رہتے ہیں اور جو مشتاق دیدار بہر زیارت جاتا ہے، اسے جھٹ اٹھا کر زیارت سرکار دو جہاں سے بہرہ ور فرما دیتے ہیں۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری تحریر فرماتے ہیں کہ حاجی نواب خانصاحب ساکن علاقہ قصور جو اہل حدیث مشرب تھے،

Marfat.com

بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بےحد خواہش تھی کہ حضور سرکارِ دو جہاں کی زیارت ہو جائے۔ مولوی عزیز الدین صاحب امام مسجد موضع ستو کی (قصور) نے مجھے ترغیب دی کہ حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہو کر عرض گزاروں۔ چنانچہ ان کے ساتھ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معروض ہوا۔ حضرت قبلہ نے میرے زانو کو دبا کر فرمایا کہ نماز عشا کے بعد چار سو بار درود شریف خضری (صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم) پڑھا کیجئے اور کسی سے بات چیت کئے بغیر سو جایا کریں انشاء اللہ زیارت حضور فخرِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو نگے مولوی عزیز الدین صاحب کا بیان ہے کہ اس مبارک عمل کو ابھی آٹھ ہی روز گزرے تھے کہ ایک روز بعد نماز تہجد مصلی ہی پر بیٹھے بیٹھے انہیں اونگھ آ گئی۔ اور کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت قبلہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔ یہ حضرت قبلہ سے بولے کیا وہ پہلے بھی کبھی یہاں تشریف لائے ہیں؟ حضرت قبلہ نے انگلی سے خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا۔ اسی اثنا میں وہاں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی معہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لے آئے۔ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور پُر نور سراپا نور ہیں اور اُن کی زیارت سے ایک خاص کیفیت حاصل ہو رہی ہے۔ انھوں نے چاہا

Marfat.com

کہ وہاں سے آبِ زمزم بطور تبرک لے چلیں مگر حضرت قبلہ نے خاموش رہنے کی ہدایت فرمائی۔ انہوں نے دیکھا کہ تھوڑی دیر کے بعد وہ سب مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں اور روضۂ اقدس صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے ہیں۔ بعدازاں انہوں نے حضرت قبلہ سے چند کھجوریں تبرکاً ہمراہ لینے کی التجا کی۔ حضرت قبلہ نے اس مرتبہ بھی اُنہیں خاموش رہنے کی ہدایت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ مجھ سے سمندر کے راستے سفر نہ ہو سکے گا۔ حضرت قبلہ نے اُنہیں آنکھیں بند کرنے کو کہا اور فرمایا کہ میرے پیروں پر اپنے پیر رکھ دو۔ یہ آنکھیں کھولتے ہیں تو خود کو لاہور میں پاتے ہیں۔ اور وہاں سے گاڑی پر سوار ہو کر راجہ جنگ جا رہے ہیں۔ پھر ان کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو تسبیح ہاتھ میں لئے وہیں مصلّے پر بیٹھے تھے۔ سجدہ شکر بجالائے۔ مولوی صاحب مذکور کا کہنا ہے کہ اس شرف حد رشک کے حصول کے لئے انہوں نے متعدد علماء سے رجوع کیا۔ بعض نے چلہ کشی کی تلقین کی۔ مولوی عبدالجبار اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور دیگر حضرات نے اوراد و وظائف بھی بتائے مگر ان کا مقصد حل نہ ہوا۔ آخر یہ عقدہ حضرت قبلہ ہی کے مبارک ہاتھوں سے کھلا کہ عالم شہود اور عالم ربانی میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ مولوی صاحب زندہ نہیں ہیں

حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ منورہ کی سعادت سے بھی مستفیض ہوئے، انہوں نے جو مقاماتِ مقدسہ اور مکاناتِ عالیہ خواب میں دیکھے تھے ہو بہو وہی تھے۔ جن کی وہ خواب میں زیارت فرما چکے تھے۔ سبحان اللہ!

حضرت قبلہ کبھی "عاشقِ دیدار" کو ذرہ برابر بھی انتظار کی زحمت نہ اٹھانے دیتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک اور صاحب حاضرِ خدمت ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک کے لئے ملتجی ہوئے۔ حضرتِ قبلہ نے جو ان کے پیمانہ شوق کو چھلکتے ہوئے پایا تو انہیں جھٹ ٹھنڈے پانی کا پیالہ پیش کیا، نوش کرنے کے لئے لبوں کا پیالے سے چھُونا تھا کہ ان کی آنکھیں فرطِ حیرت اور فرطِ مسرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں، ہونٹ کنارے سے جم گئے، شفاف پانی میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے اس وقت وہ پیالہ جام جہاں نما سے بازی لے گیا تھا۔ چند لمحوں کے بعد حضرت قبلہ نے ہاتھ بڑھا کر مجنونِ شوق سے کاسہ لے لیا، وہ صاحب جو دم بخود اور ایک ٹک دیدار یوسفِ دو جہاں سے سیراب ہو رہے تھے اور اس قدر محو تھے کہ جب پیالہ ان کے ہونٹوں سے جدا ہوا تو کافی دیر انہیں پتہ بھی نہ چلا، آخر

Marfat.com

دوسری بار کی ہوس لے کر پُرنم آنکھوں سے وہاں سے چلے گئے۔
اور کبھی طیبہ اور بطحیٰ والے کے ساتھ ساتھ اس کی پاک نگری کی زیارت بھی کرا دیتے تھے۔

صوفی عبدالرحمٰن صاحب تاجر کتب اوکاڑہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ فتح محمد اچھرہ والوں کے جہلم پہ تشریف لے گئے، وہاں ایک ضعیفہ نے جب حضرت قبلہ کی آمد کا حال سُنا تو خدمت عالیہ میں حاضر ہوئی، پہلے تو حضرت قبلہ نے اس کی طرف التفات نہ فرمایا لیکن جب اس نے یہ بتایا کہ وہ حافظ صاحب مرحوم کی خادمہ ہے اور انہیں پنکھا جھلتی تھی تو حضرت قبلہ نے فرمایا،
"مائی تو پھر کیا کہنا چاہتی ہو مجھ سے؟"
مائی بولی "دُعا فرمائیں مدینہ منورہ کی زیارت کرنا چاہتی ہوں"
حضرت قبلہ مسرور ہو کر بولے "کیا کرو گی وہاں جا کر؟" مائی شوق بھری آواز سے بولی "دیکھوں گی؟"
فرمایا "اچھا درود شریف کے بعد آنکھیں بند کرکے سمجھ لیا کرو کہ تم وہیں ہو۔"
مائی کے جو ونور شوق سے بیتاب ہو رہی تھی۔ حضرت قبلہ کے فرمان پر جھٹ آنکھیں بند کر لیں۔ مدینہ پاک نگاہوں کے سامنے

Marfat.com

تھا، وہ دیوانہ وار چلا اٹھی "خدا کی قسم مدینہ پاک میری آنکھوں کے سامنے ہے"۔ حضرت شہرت کے خوف سے یہ کہتے ہوئے بھاگ کر اندر چلے گئے کہ لوگ کسی کا پردہ نہیں رہنے دیتے!

ع میں صدقے اُن آنکھوں کے جس نے جلوہ جو یوں بے حجاب دیکھا

بزرگان عظام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سے سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زمان والئی لواری شریف (جیسا کہ ان کے ذکر پاک میں تحریر کر چکا ہوں) ایک روز مراقبہ میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک دیہاتی راہ گیر نے حضرت ممدوح سے "وڈیرہ محمد" نامی گاؤں کا پتہ دریافت کیا، حضرت اُس وقت چونکہ حضوری میں تھے۔ سامنے کے رُخ انگلی سے اشارہ فرما کر بولے "وہ ہے ——!"

دیہاتی نے اُدھر دیکھا —— تو شاندار عمارتیں جھلک رہی تھیں۔ سناٹے میں رہ گیا اور عرض کی حضرت یہ تو کوئی شہر ہے یہاں مسجدیں اور مینار ہیں۔ وہ گاؤں تو بالکل چھوٹا سا ہے"۔

حضرت ممدوح نے فرمایا "میاں تم نے ہم سے جس گاؤں کا پتہ پوچھا ہے وہ تو یہی ہے۔ ہم دنیا میں ایک ہی "وڈیرہ محمد" کو جانتے ہیں جن کا یہ گاؤں ہے — کسی دوسرے سے واقف نہیں

دیہاتی بے سمجھ اور نادان تھا نہ اصلی وڈیرہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

کو اور نہ ان کے حُسنِ پاک کو سمجھ سکا حالانکہ دعوت عام تھی مگر یہ تو دل والوں کے سودے ہیں جو درِ محبوب کی ایک جھلک پہ جان کی بازی لگانے پہ تیار ہیں۔

مذکورہ بالا چند واقعات تو حضرت قبلہ کی حیات مبارکہ کے ہیں، راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت قبلہ اب بھی تشنۂ دیدار عشاق کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک سے مشرف فرما دیتے ہیں۔

ناچیز کے ایک دوست جنہیں حضرت قبلہ سے بہت محبت ہے اور بچپن میں حضرت قبلہ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھے ہوئے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے عالم رویا میں یہ عجیب واقعہ دیکھا کہ ان کی قبر کھل گئی ہے اور اس میں سے خوشبو کی لپیٹیں نکل رہی ہیں، تھوڑی دیر کے بعد چند آدمیوں نے انہیں بھی قبر سے باہر نکالا کہ بالکل نوعمر معلوم ہوتے ہیں۔ اور باہر نکلتے ہی یہ نوعمر لڑکوں کی طرح اُچھلتے کودتے حضرت قبلہ کی طرف دوڑتے ہیں جو حضور سید الاولین والآخرین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور میں صف پہ دو زانو بیٹھے ہیں اور حضور شہنشاہ دو جہاںؐ ایک بلند چبوترے پر مرصع لباس زیب تن کئے تخت پر نہایت شان و شوکت سے تشریف فرما ہیں یہ حضرت قبلہ کے قریب پہنچ کر محبت

اور شوخی سے دونوں ہاتھ ان کی گردن مبارک کے گرد حمائل کر کے قبلہ ممدوح کے کاندھے پر سوار ہو جاتے ہیں اور حضرت قبلہ نہایت شفقت سے انہیں پشت مبارک سے اتار کر برابر میں بیٹھنے کا اشارہ فرماتے ہیں۔ ادھر ان کی نگاہیں حضور فخر دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور پر پڑتی ہیں، حضورؐ زیرِ لب مسکراتے ہوئے انہیں دیکھتے ہیں اور حضرت قبلہ کو اشارے سے متوجہ کرتے ہوئے کہتے ہیں "وہ رہے حضورؐ" حضرت قبلہ فرماتے ہیں "چپ یہاں شوخی نہ کرو۔ اور خاموشی سے بیٹھ جاؤ" اسی اثنا میں ان کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ سبحان اللہ! کیسا سہانا اور روح پرور منظر تھا!

دعا کا اثر

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ ایک مرتبہ قصور تشریف لائے۔ گرمی کے دن تھے۔ اور بارش نہیں ہوتی تھی لوگوں نے نماز استسقا بھی پڑھی مگر بارش کے آثار ناپید تھے، صوفی صاحب نے حضرت قبلہ سے بارش کے لئے دعا کی درخواست فرمائی۔ حضرت قبلہ مسجد میں تشریف فرما تھے، منبر سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے، جیسے دعا فرما رہے تھے، چہرے مبارک کی رنگت متغیر تھی اور بے قراری کے آثار نمایاں نظر آتے تھے۔ حضرت قبلہ کو کھڑے ہوئے

Marfat.com

تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ مشرق کی طرف سے ابر اٹھا، اور جب یہ مسجد سے حضرت عبدالخالق صاحب رح کے آستانہ کی طرف جانے کے لئے باہر نکلے تو بارش شروع ہو گئی، راستے میں اس قدر پانی ہو گیا کہ واپسی پر انہیں پل پر سے گذرنا پڑا۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نواب دین زمیندار نے حضرت سے دُعا کی خواہش کی کہ فصل اچھی نکل آئے۔ حضرت کے لنگر میں بارہ من گیہوں دوں گا، حضرت نے فرمایا لوگ بھی عجیب احمق ہیں دعائیں بھی رشوت دیتے ہیں" پانی کا گھڑا پاس رکھا تھا، اٹھا کر زمیندار کے دے مارا، وہ چلا گیا اور ملنا چھوڑ دیا، لیکن جب فصل تیار ہوئی تو سب سے زیادہ نکلی۔

ایک صاحب قوم کے ہندو حاضر خدمت ہوئے تنگدستی کی شکایت کی اور دعا کے طالب ہوئے، حضرت قبلہ نے دعا فرمائی اور لکڑی کا کام کرنے کو کہا۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں پندرہ سو کا فائدہ ہوا، اور حضرت قبلہ سے پھر ملنے کے لئے حاضر ہوئے اتفاق سے ممدوح قصور تشریف لائے ہوئے تھے، یہ وہاں پہنچے اور قدم بوس ہوئے، چند یوم کے بعد شرقپور شریف میں گئے، مگر حضرت قبلہ نے انہیں بار بار آنے سے منع فرما دیا۔

Marfat.com

میاں احمد دین شاہ پور والے بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ ایک مرتبہ شاہ پور تشریف لائے، ان دنوں شاہ پور کے اکثر کھیتوں میں چوہے بہت تھے، جس سے فصل تباہ ہو رہی تھی، انہوں نے حضرت قبلہ سے التجا کی، حضرت قبلہ نے فرمایا "تمہارے کھیت کہاں ہیں" یہ انہیں کھیتوں پہلے آئے، حضرت قبلہ کھیت میں ایک طرف سے داخل ہو کر دوسری طرف سے نکل گئے ——— اس روز کے بعد ان کے کھیت چوہوں کی ایذا سے محفوظ ہو گئے، حالانکہ دوسرا کے کھیتوں میں بدستور موجود تھے۔

میاں عبدالحق صاحب کمپونڈر ساکن چونیاں بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے دانت میں شدت کا درد تھا، ہسپتال کے تھے، متعدد دوائیں استعمال کی گئیں مگر افاقہ نہ ہوا، بلکہ چہرہ بھی متورم ہو گیا، انہی دنوں حضرت قبلہ کے خادم میاں چراغ الدین صاحب، اور مولوی عبدالعزیز صاحب سکول ماسٹر مزنگ لاہور معہ چند احباب کے ان کے پاس گئے، انہوں نے اپنی تکلیف کا اظہار کیا، یہ لوگ بولے کہ حضرت قبلہ سے رجوع کرو اور سو جاؤ، اللہ پاک ان کی دُعا اور توجہ سے شفا بخش دیں گے، چنانچہ جب وہ لیٹے تو باوجود تکلیف اور درد، نیند آ گئی، کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ

Marfat.com

تشریف فرما ہیں اور انہیں گود میں لے کر متورم جبڑے کو ہاتھ سے سہارا دئیے ہیں۔ جب آنکھ کھلی تو درد بیچ مچ غائب تھا اور یہ جب گہری نیند سوئے بھی تھے، کچھ دنوں کے بعد جب یہ شرقپورہ شریف حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ذرا سا دانت میں درد ہی کیوں نہ ہو ہزاروں علاج کیجئے مگر جب تک خداوند کریم کا فضل شامل حال نہ ہو آفاقہ محال ہے۔ پھر انسان کس بات پر غرور کرتا ہے! ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے!

میاں اللہ دتہ ولد میاں محمود یا فندہ قصور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ کے ساتھ جا رہا تھا، عرض کیا "عرصہ ہوا ایک لڑکی ہوئی ہے، اس کے بعد کوئی اولاد نہیں ہوتی" سن کر خاموش ہو گئے، جب گھر آئے تو کاغذ کا چھوٹا سا ٹکڑا لپیٹ کر دیا "اسے اپنی بیوی کے گلے میں باندھ دینا"۔ میاں اللہ دتا کہتے ہیں کہ خداوند کریم نے اس کے گھر دو لڑکے اور دو لڑکیاں عنایت فرمائیں۔

ایک نگاہِ مردِ مومن

حضرت قبلہ رح کے برادرِ خورد میاں غلام اللہ صاحب مدظلہ العالی ابتداء میں بعد حصول تعلیم ملازمت اور کبھی حکمت کی طرف

Marfat.com

مائل تھے۔ مگر حضرت قبلہ انہیں بھی رشد و ہدایت کے میدان کا شہسوار
بنانا چاہتے تھے، اور یہ تھے کہ دام میں نہ آتے تھے، آخر خود ہی ایک روز
حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ مجھ پہ توجہ فرماتے تو آج مجھے بھی کوئی
"چھوٹے میاں" کے نام سے یاد کرتا، حضرت قبلہ نے سنا اور خاموش
رہے۔ ایک دن جمعہ کے روز انہیں بلوایا، ان پہ توجہ کی نظر جو ڈالی
تو وجد طاری ہوگیا۔ اس روز بیخودی میں یہ نماز جمعہ بھی نہ پڑھ سکے
جب نماز ہو چکی تو حضرت قبلہ حجرے میں تشریف لے گئے، تھوڑی
دیر کے بعد چھوٹے میاں صاحب بھی گرتے پڑتے حضرت قبلہ کے
پاس پہنچ گئے، اور بیخودی کے عالم میں بولے "بھائی جان آپ
خدا ہیں اور مجھے بھی خدا بنا دیا ہے" حضرت قبلہ سن کر خفا ہوئے
اور فرمایا دوسرے کمرے میں چل کر بیٹھو میں بھی وہیں آتا ہوں
یہ باہر کے کمرے میں آکر بیٹھ گئے، حضرت قبلہ بھی تشریف لے
آئے اور نظر بھر کر جو انہیں دیکھا تو پہلی بیخودی جاتی رہی
بیساختہ بول اٹھے کہ آپ نے تو میرا ہاتھ سیدنا حضرت بابا گوھر
اکبرؒ کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔"
اس روز کے بعد چھوٹے میاں صاحب کو (جو بعد رحلت
حضرت قبلہؒ ثانی صاحب کے نام سے پکارے جاتے ہیں) عبادت

Marfat.com

ریاضت میں بہت حظ محسوس ہونے لگا۔

راقم الحروف کے پیر و مرشد سرکار گرمانوالے جو حضرت قبلہ کی بیعت قبول کرنے سے پہلے بھی واصل اجل تھے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت تھے اور بچپن ہی سے ذکر حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف مائل تھے، سید قربان علی شاہ جو حضرت پیر و مرشد کے خادم خاص ہیں فرماتے ہیں کہ جب ممدوح پہلے پہل حضرت قبلہ کے پاس گئے تو ایک شخص چاولوں کا تھال لے کر حاضر ہوا، حضرت قبلہ نے قبول فرمایا اور حضرت ممدوح کے روبرو رکھوا دیا اور ارشاد فرمایا "شاہ صاحب انہیں پانی سے دھو ڈالیں"! حضرت نے بموجب ارشاد تعمیل کی ارشاد فرمایا "اسی طرح میں نے بھی آپ کی گذشتہ کمزوریاں اور آلائشیں دھو ڈالی ہیں، یہ چاول خود کھائیں۔ اور لوگوں کو بھی کھلائیں" گویا پہلی ہی نظر میں حضرت پیر و مرشد کو حضرت قبلہ نے ولی کامل بنا دیا تھا۔ سبحان اللہ!

حضرت مولانا سید ابراہیم شاہ صاحب بخاری جو فاضل دیوبند تھے اور حضرت قبلہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے سے پہلے متعدد بزرگوں سے مل چکے تھے مگر طبیعت کہیں سیر نہ ہوتی تھی اور دل میں طرح طرح کے خدشات تھے، جب حضرت قبلہ کے روبرو

Marfat.com

تشریف لائے تو یک نگاہ سے تمام شکوک رفع ہو گئے بلکہ خود بھی تیر نگاہ کے گھائل ہو گئے اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گئے۔

جناب حکیم محمد اسحاق صاحب سکنہ مزنگ لاہور فرماتے ہیں کہ اگرچہ ان بزرگوں کا حضرت قبلہ سے روحانی تعلق تھا مگر یہ نوجوانی میں بسبب لاابالی حضرت قبلہ کے پاس جانے سے گریز کرتے تھے، لیکن ایک روز ان کے چچا چوہنگ کے راستے سے انہیں پیدل شرقپور شریف لے گئے ـــــــ بزرگوار تو مکان شریف کی طرف چلے گئے اور یہ حضرت قبلہ کی طرف تھے جو برابر کی مسجد میں تشریف رکھتے تھے، اور انہیں وہیں بلوا بھیجا تھا، جوتا نکال کر دالان میں داخل ہونا چاہتے تھے کہ حضرت قبلہ نے آگے بڑھ کر ان کا جوتا اٹھا لیا، حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ میں سناٹے میں رہ گیا۔ رگوں میں چلتا ہوا خون رک گیا تھا اور فرطِ ندامت سے پسینے چھوٹ گئے تھے، حضرت قبلہ نے بیٹھنے کو اشارہ فرمایا اور زبان مبارک سے یہ شعر پڑھا۔

ع در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

حکیم صاحب گردن ڈالے حضرت قبلہ کے روبرو دو زانو بیٹھے تھے

Marfat.com

تھوڑی دیر پہلے وہ کیا تھے اور اب کیا ہیں سوچ رہے تھے!

حضرت پیر د مرشد سرکار کرمانوالے ایک روز اولیائے کرام کے ایک منکر سے فرما رہے تھے کہ حضرت میاں صاحب قبلہ رح کی بیٹھک کے دروازے پر "یا شیخ عبدالقادر جیلانی رح" لکھا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ اہل حدیث میں سے ایک شخص حضرت قبلہ رح کی شہرہ سن کر خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ ان سے مل کر بہت خوش ہوا مگر جب دروازے پر نظر پڑی تو جی میں بولا یہ ٹھیک نہیں ہے۔ حضرت قبلہ اس کے خدشے سے آگاہ ہو کر نیچے تشریف لائے اور بلند آواز سے پڑھنے لگے "یا شیخ عبدالقادر جیلانی رح" حضرت قبلہ کا یوں فرمانا تھا کہ حضرت غوث الاعظم تشریف لے آئے اور اس شخص پر وجد طاری ہو گیا۔ ناک اور منہ سے غلاظت بہنے لگی کچھ دیر کے بعد جب ہوش سنبھلا، غلاظت وغیرہ صاف کی تو حاضرین مجلس نے وارفتگی کا سبب دریافت کیا شخص مذکور نے انہیں حضرت غوث الاعظم کی آمد کا حال سنایا نیز بتایا کہ غوث الاعظم نے اسے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کا عقیدہ درست ہو، اور وہ ہمیں پکارے تو ہم وہاں پہنچ جاتے ہیں — مگر پکارنے والا کوئی شبیر محمد تو ہو! (مطلب یہ کہ بھلا پھر ہم وہاں کیوں نہ

Marfat.com

پہنچیں گے، سبحان اللہ کس خوبی سے ایک بدعقیدہ رکھنے والے کی اصلاح فرمائی ہے!

منشی نظام الدین چٹھی رساں حضرت قبلہ کے پاس ڈاک لیکر آیا۔ آپ نے فرمایا "نماز پڑھا کرو" وہ بولا "کیا پڑھوں، دل کہیں جسم کہیں" حضرت قبلہ نے فرمایا "تیسرے کلمہ کی ایک تسبیح ہر روز پڑھ لیا کرو"۔ منشی صاحب کہتے ہیں کہ وہ پہلے ہی روز جب نماز عشا کے لئے کھڑے ہوئے تو کچھ ایسے محو ہوئے کہ صبح ہو گئی —— اور پھر ایسے کھوگئے کہ افسروں نے انہیں دیوانہ قرار دے دیا۔ مگر حضرت قبلہ نے پوسٹ ماسٹر صاحبان سے سفارش فرمائی تو کام پر بحال رہے اور اب یہ کیفیت تھی کہ جبتک سرکاری کام کرتے دماغ صحیح کام کرتا بعد ازاں وہی جذب و شکر اور کیف و مستی! کچھ عرصہ کے بعد شرقپور شریف سے تبدیل ہوکر باغبانپورہ میں چلے آئے، ایک مرتبہ حضرت قبلہ صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری کے ہمراہ ان کے ہاں تشریف لے گئے، کھانا بھی وہیں تناول فرمایا۔ اور چلتی دفعہ ایک سیب انہیں عنایت کیا، معلوم ہوا ان کے گھر اولاد نہیں ہے، اس سیب کے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک فرزند عطا کیا۔ سبحان اللہ! یہ کرم نوازیاں اللہ اللہ!

Marfat.com

ستعانت

حاجی شیخ مولوی فضل الٰہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک
رتبہ وہ رمضان المبارک میں حضرت قبلہ کے ساتھ سرہند شریف گئے
حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد میں نماز تراویح
دا کی لیکن قاری صاحب اتنے خوش الحان نہ تھے کہ نمازیوں کو حظ
تا، جب بارہ رکعت نماز ہو چکی تو سب نمازی بیہوش ہو گئے اور
صبح کے وقت ہوش میں آئے، حضرت قبلہ نے شیخ صاحب سے فرمایا
ات نماز تراویح میں لطف نہیں آ رہا تھا، میں نے سوچا کہ مسجد
تو حضرت مجدد صاحبؒ کی اور نماز میں لطف نہ آئے — فرمایا
اس خیال کا آنا تھا کہ حضرت ممدوح نور کی مشک بھر کر لے آئے
اور تمام نمازیوں پر چھڑک دی کہ سب لوگ بیہوش ہو گئے" سبحان اللہ!
حضرت مجدد الف ثانی اس سلسلہ عالیہ کے بادشاہ ہیں. حضرت قبلہ
جو حضرت ممدوح کے جاری کردہ سلسلہ کو چار چاند لگانے والے
تھے، اُن کے گمان کا بھلا کیونکر ساتھ نہ دیتے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری میاں محمد سکنہ ہر چہ کی علاقہ
چونیاں کی زبانی تحریر کرتے ہیں کہ انہوں نے مولوی یار محمد صاحبؒ
کے ملنے والوں میں سے ایک صاحب میاں غلام نبی صاحب

Marfat.com

سنا ہے کہ وہ اور میاں عبدالغفور رحمان پوری ایک سا تھ حج بیت اللہ شریف پر گئے، مگر جانے سے پہلے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنا عندیہ بیان کیا اور حضرت قبلہ کو بھی چلنے کی دعوت دی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "آپ چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو میں بھی پہنچ جاؤں گا"۔ یہ صاحبان تشریف لے گئے، جب میدان عرفات میں داخل ہوئے۔ تو فجر کی نماز میں اپنے درمیان حضرت قبلہ کو کھڑے پایا، جب اور نماز ہو چکی تو انہیں موجود نہ پایا"۔ واپسی پر شرقپور شریف میں حاضر خدمت ہوئے۔ اور حضرت قبلہ کے اکثر احباب سے ان کے حج شریف پر جانے کا ذکر کیا احباب حیران ہو کر کہا کہ وہ تو یہیں تشریف فرما تھے اور حسب معمول جمعہ بھی خود پڑھاتے رہے۔ حالانکہ یہ حلفیہ بیان دیتے تھے کہ انہوں نے حضرت قبلہ کو میدان عرفات میں دیکھا ہے! سبحان اللہ کے بندے کہاں نہیں پہنچ سکتے، تقریر یا مباحثہ یا تماشہ اگر ٹی وی میں سے بیک وقت دوسری جگہ پر سنا یا دیکھا جا سکتا ہے تو اللہ جو ہر چیز پر قادر ہیں اپنے بندوں کو یہ قوت بھی عطا کر سکتے ہیں کہ وہ حقیقی یا مثالی صورت میں جہاں چاہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔

Marfat.com

میاں قادر بخش صاحب للیانی والوں کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ساون بھادوں میں اُن کا ارادہ شرقپور میں جانے کا ہوا، میاں میراں بخش بھی تیار ہو گئے، اور شاہپور کے راستے سے چل دئے، دریا میں کشتی پڑتی تھی، سہولت سے پار اُتر گئے۔ دریا سے تھوڑے فاصلے پہ نالہ ڈیک بہتا ہے۔ دریا چڑھاؤ پہ تھا، جس کے سبب نالے میں بھی کافی پانی تھا انہیں تیرنا نہ آتا تھا۔ لوٹنے کا ارادہ کیا کہ جب پانی اترے گا، آجائیں گے۔ مگر جب وہاں سے چلے تو کچھ فاصلے پر دُور سے ایک شخص ان کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا، جب قریب آیا تو اشارہ کر کے بولا آؤ شرقپور جانے والو، نالے کے اس رُخ پہ پانی کم ہے اُدھر سے گذر جاؤ" یہ اس امداد غیبی پہ نالے سے بہ آسانی پار اُتر گئے" وہ شخص بھی ہمراہ تھا، بولا" ایک نالہ آگے ہے، چلو میں تمہیں وہاں سے بھی پار اتار دوں ——— یہ بہت خوش ہوئے اور وہ نالہ بھی عبور کر لیا، بعد ازاں وہ شخص شرقپور شریف کا راستہ بتا کر چلا گیا عصر کے قریب آبادی میں داخل ہوئے، میاں میراں بخش کو بھوک ستانے لگی، ان سے بولے آؤ کچھ کھا پی لیں" چنانچہ بازار سے کھانا کھا کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بیٹھک میں تشریف رکھتے تھے،

Marfat.com

ان لوگوں کو دیکھ کر فرمایا "کیوں ہم لائے کہ نہ لائے" اٹھ کر زنان خانے میں تشریف لے گئے اور کھانا لے کر آئے، بولے "بازار سے کھانے کی کیا ضرورت تھی؟"

ایک شخص نے ذکر کیا کہ میں حضرت قبلہ کی زیارت سے مشرف ہو کر گھر واپس جانا چاہتا تھا مگر آفتاب غروب ہو رہا تھا، اور سفر لمبا تھا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا وقت تنگ ہے، ہاں اگر جانا ہی ہے تو فلاں اسم پڑھتے ہوئے جانا، خدا تعالیٰ کے دست مبارک میں سب کچھ ہے وہ پہنچا دے گا" اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے وہ سفر اس سرعت سے طے کیا، کہ کوئی تیز رو سواری بھی اتنی جلد نہیں کر سکتی۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ کے ساتھ دیپال پور مولوی فضل حق صاحب تحصیلدار کے مکان پر پہنچے اور جس کمرے میں حضرت قبلہ ٹھہرے تھے اس کے برابر میں ان کا کمرہ تھا۔ جہاں ایک صاحب اور میاں فتح محمد بھی ٹھہرے ہوئے تھے، صوفی صاحب بیان کرتے تھے کہ انہوں نے جیب کے روپوں کو شمار کیا تو چار تھے، اگلے روز دیکھا تو پانچ نکلے انہوں نے میاں فتح محمد صاحب سے دریافت کیا کہ شاید

انہوں نے جیب میں نہ ڈال دئے ہوں یا کسی دوسرے نے ایسا کیا ہو، مگر انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی، تب صوفی صاحب نے یہ معاملہ حضرتِ قبلہ کے روبرو پیش کیا، حضرت متبسم ہو کر بولے "ہاں ایسا بھی ہو جاتا ہے" مگر اگلے روز تعداد نہ بڑھی۔

حافظ عباس علی صاحب امام مسجد قصوری بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں حضرت قبلہ سے استدعا کی کہ حضرت میرے گھر آٹھ نو سال کا لڑکا ہے، اس کے بعد اولاد نہیں ہوئی، ابھی اتنا ہی امام صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کے دو نوں ہاتھوں میں ایک ایک مرغی کا انڈہ ہے۔ جس کے بعد ان کی آنکھ کھل گئی۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد دو جوڑواں لڑکے پیدا ہوئے اور بڑے ہو کر بفضلِ خدا دونوں حافظِ قرآن ہوئے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ شروع شروع میں حضرتِ قبلہ انہیں رخصت کرنے کے لئے تھوڑا فاصلہ ہمراہ تشریف لاتے تھے (اور یہ عادت شریف ہر ملنے والے سے تھی) ایک روز انہیں جانے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا میں آج ہمراہ نہیں جاؤں گا کہتے ہوئے حضرت قبلہ نے رُخِ مبارک رائیونڈ کی طرف پھیر لیا انہوں نے بھی اسی راستے سے جانا تھا، صوفی صاحب

Marfat.com

کہتے ہیں کہ وہ دوسرے دوستوں کی معیت میں راولپنڈی صرف تین گھنٹے میں پہنچ گئے۔ اور یہ لمبی مسافت طے کرنے کے باوجود تھکن نام کو نہ تھی۔ ہر شخص اپنی پنڈلیوں کو دیکھتا اور حیرت کا اظہار کرتا تھا۔

حکیم محمد اسحاق صاحب مرنگ والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ سے رخصت ہوئے تو ممدوح نے انہیں چھنگ کے راستے واپسی کا حکم دیا۔ نیز فرمایا کہ آپ کو ذخیرے سے آگے ٹرک یا تانگہ مل جائے گا۔ حکیم صاحب جب ذخیرے میں داخل ہوئے تو سامنے ایک بہت بڑا بھیڑیا کھڑا تھا۔ یہ ڈر گئے۔ خوف سے پاؤں ڈگمگا رہے تھے تو حضرت قبلہ کی طرف رجوع کیا۔ جب یہ قریب پہنچے تو بھیڑیا خودبخود ایک طرف کو چلا گیا۔

خفگی

راقم الحروف کے والد بزرگوار بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۲۱ء میں دیوان صاحب مالک موضع پھگلہ کی اہلیہ سے ہماری اہلیہ کی بعض معمولی باتوں پر تُو تُو میں میں ہو گئی۔ دیوان صاحب کی اہلیہ کو مالکن ہونے کا گھمنڈ تھا۔ اس نے دیوان صاحب سے کہہ کر والد صاحب کو ملازمت سے علیحدہ کرا دیا، چنانچہ یہ سامان لے کر شریف ڈیوڑی میں آگئے

Marfat.com

اور حضرت قبلہ کی خدمت میں واقعہ گوش گذار کیا۔ ممدوح نے سن کر فرمایا "اچھا کوئی بات نہیں۔ تم صبر سے نتیجہ کا انتظار کرو، تمہارے گھر میں سے ان کی اہلیہ کو جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے۔ یہاں کوئی اور کام کرو۔ انشاء اللہ ان کو خود تمہاری ضرورت پڑے گی" قبلہ ام والد صاحب حضرت ممدوح سے اس موضع کی شکایت کرنے میں حق بجانب تھے کیونکہ انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اس بنجر علاقے کو زرخیز اور بارونق بنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ بلکہ ایک وقت تھا کہ مذکورہ مالک وہاں کے لوگ مالک تسلیم کرنے سے ہی انکار کرتے تھے وہ زمین پر قبض ہونے نہ دیتے تھے، حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت میاں صاحب قبلہؒ کی توجہ پاک کا یہ نتیجہ تھا کہ مالک موضع کو بغیر کسی دشواری کے قبضہ مل گیا، اور راقم الحروف کے والد صاحب نے اتنی بڑی جاگیر نہیں دلوا دی، اور شب و روز کی محنت سے اس گمنام جگہ پہ اسکول، ڈاکخانہ اور ریلوے اسٹیشن بنوا دیئے۔

چنانچہ حضرت قبلہ کی ہدایت کے مطابق والد صاحب نے شرقپور میں عمارتی لکڑی کا کاروبار شروع کیا، جس میں انہیں

Marfat.com

خصا شائع ہوا، اور دوسری طرف یہ کیفیت تھی کہ ان کا قائم مقام مینیجری کا کام نہ چلا سکا۔ متعلقہ سرکاری حکام بھی دو ہی سال میں اس سے گھبرا گئے ـــــ گاؤں والے تنگ نالاں تھے جاگیر کی آمدنی بھی گھٹتے گھٹتے ایک تہائی رہ گئی، یہ تو کاروباری عالم تھا۔ ادھر دیوان صاحب کی اہلیہ کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ جس کا علاج نہ ڈاکٹروں کے پاس تھا اور نہ ہی حکیم سمجھ پائے۔ آخر یہ تشخیص کی گئی کہ رانی صاحبہ کو بھوت پریت چمٹ گئے ہیں، بس پھر کیا تھا پنڈتوں اور نقلی روحانی علاج کرنے والوں کی بن آئی، روپیہ پانی کی طرح بہہ گیا، لاہور کے مشہور اخبار عام میں جو ان دنوں کشمیری پنڈتوں کا ترجمان تھا، بھوتوں کے چرچے ہونے لگے اور دیوان صاحب کی اہلیہ کا واقعہ خاص طور پر شائع کیا گیا۔ دیوان صاحب کی کاروباری اور گھریلو صورت حالات جب یوں بگڑی تو آخرکار قبلہ والد صاحب کو الٰہ آباد (جائے رہائش) پر بلوا اور پھر لاہور آکر والد صاحب کو سابق ملازمت پر بحال کر دیا بعد ازاں اسی روحانی علاج سے رانی صاحبہ کو بھی صحت ہونے لگ اور دو ڈھائی برس کی مریضہ چند یوم میں صحت یاب ہو گئی اخبا عام میں بھوتوں کی نقل مکانی اور رانی صاحبہ کی شفا یابی کے

Marfat.com

واقعات پھر شائع کئے گئے —— حالانکہ یہ بھوت، حضرت قبلہ ہی کے چھوڑے ہوئے تھے اور بطور یاداشت رانی صاحبہ پر مسلط کر دیئے گئے تھے، جب حالات اعتدال پر آ گئے تو بھوت بھی بھاگ گئے، تاہم بازاری قسم کے روحانی "معالجوں" کا اخبار میں پراپیگنڈا ضرور ہو گیا۔

والدِ بزرگوار سے حضرت قبلہؒ کی محبت کی جہاں یہ کیفیت تھی وہاں احکام شریعت کی بجا آوری میں کوتاہی اور سستی پر تنبیہہ بھی فرماتے تھے بلکہ ان کے پریم نگر (جائے ملازمت) سے غیر معمولی مصروفیت پر اکثر انہیں فرماتے لا الہ الا اللہ پریم نگر رسول اللہ!

فرماتے ہیں ایک مرتبہ ایک بڑی کمزوری پر ان کو پکڑ کر لٹا دیا اور گردن پر انگوٹھا رکھ دیا، اور سخت خفا ہوئے، اور جب یہ تائب ہوئے تو چھوڑا۔

والدِ بزرگوار حضرت قبلہ کی جانب ثانی پر خفگی کا ایک اور چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک ملنے والوں کی ایک جگہ لڑکی بیاہی تھی، سسرال والوں سے ان بن ہو گئی، انہوں نے لڑکی کو اس کے میکے بھیج دیا۔ والد صاحب کو خبر ہوئی تو یہ حضرت

Marfat.com

قبلہ سے معروض ہوئے اُنہوں نے لڑکی کے سُسر سے بنفسِ نفیس
مل کر درستیٔ حالات کا وعدہ فرمایا، چنانچہ ایک روز حضرت قبلہ
ان کی ہمراہی میں شخص مذکور سے ملے اور اسے سمجھایا، مگر وہ
بادلِ نخواستہ اس چیز پر رضامند ہوا کہ یہ لڑکی کو خود چھوڑ جائیں
چنانچہ لڑکی ان کے گھر چلی گئی مگر چند ہی روز میں پھر انہوں نے
لڑکی کو گھر سے نکال دیا، والدِ زرگار نے حضرت قبلہ کو حالات
سے آگاہ کیا۔ ممدوح جوں جوں سنتے تھے چہرہ کا رنگ متغیر ہو رہا
تھا، فرمایا "خیر کیا ہوا؟" خدا کی قدرت تھوڑے ہی دنوں بعد
لڑکی کا خاوند بیمار ہو گیا اور بیماری نے اس قدر طول پکڑا کہ اُسے
'تپ دق' ہو گئی، والدین نے ہر چند علاج معالجہ کیا مگر کوئی
افاقہ نہ ہوا، آخر کار وہ فوت ہو گیا۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری تحریر کرتے ہیں کہ ایک
مرتبہ وہ حضرت قبلہ کے ساتھ لاہور میں بازار شاہ عالمی سے گذر
رہے تھے حضرت قبلہ کے ہاتھ میں عصا تھا جب شاہ عالمی کے
چوک میں آئے تو حضرت قبلہ رُک گئے چہرہ مبارک کا رنگ
متغیر ہو گیا۔ بازار پر نظر ڈالتے ہوئے عصا پر زور دے کر فرمایا
"یہ مکان کب فنا ہوں گے" یہ فقرہ تین مرتبہ بلند آواز سے دہرایا

Marfat.com

صوفی صاحب ڈر گئے کہ حضرت قبلہ کے اس فرمان سے یہاں کوئی جھگڑا نہ ہو جائے، کیونکہ سارے کا سارا چوک ہندو دکانداروں سے اٹا ہوا تھا، یہ حضرت قبلہ کو وہاں سے لے گئے بات آئی گئی ہو گئی، کوئی مزاحمت نہ ہوئی۔ مگر اس فرمان کے تقریباً تیس بتیس ۳۲ سال کے بعد جب یہ ناچیز اس واقعہ کو شامل کتاب ہذا کر رہا ہے اس سے بھی چار سال پیچھے یہ جگہ گذشتہ فرقہ وارانہ فسادات میں مرکز بنی ہوئی تھی اور پورے چوک کے مکانات دور تک جل کر زمین کے ساتھ مل گئے تھے۔ اور آج بھی یہ جگہ غیر آباد ہے، یہاں نئی سڑکیں بن رہی ہیں اور نئے مکان تعمیر ہو رہے ہیں، ایک اللہ کے بندے نے آج سے بہت پہلے اس جگہ کی "صفائی" کے متعلق توضیح کر دی تھی، سچ ہے! اللہ کے بندوں سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی اللہ پاک ان پر حال اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کھول دیتا ہے! سبحان اللہ! سبحان اللہ!!

فہمائش

اور کبھی کبھی اس خفگی، میں محبت کی جھلک بھی امنڈ آتی تھی، صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ

Marfat.com

حضرت قبلہ قصور میں تشریف فرما تھے، ایک صاحب چوہدری نبی بخش سکنہ تہ تارن پکے شرابی تھے، ہر وقت پئے رہتے۔ قصور میں حضرت قبلہ کے پاس آئے اور شراب خوری سے تائب ہونے کی خواہش ظاہر کی اس وقت حضرت قبلہ کے ایک اور خادم بھی وہاں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے بھی ان کی سفارش کی، حضرت قبلہ نے نبی بخش کے کاندھے پر ہاتھ مبارک رکھا اور دو مرتبہ فرمایا "تو پی لیا کر ——— تو پی لیا کر ———"

چوہدری نبی بخش کا بیان ہے کہ حضرت قبلہ کے ان الفاظ کا ان پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ شراب پینا تو درکنار اس کے نام ہی سے سخت نفرت ہو گئی اور جی متلانے لگتا۔

شیخ حاجی فضل الٰہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ لاہور میں مقیم تھے اور یہ بھی ہمراہی میں تھے۔ ایک روز حضرت قبلہ حسب معمول دربار حضرت داتا گنج بخش تشریف لے گئے۔ فاتحہ خوانی سے جب فارغ ہوئے تو نگاہ مبارک حضرت غوث علی شاہ صاحب قادری پر پڑی جو وہیں آستانہ عالیہ پر مراقبہ میں بیٹھے تھے، حضرت قبلہ ان کے برابر سے گذرے اور فرمایا "ایک توجہ تو داتا صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف ہے ایک مراقبہ کا

Marfat.com

کی طرف ہے۔ اور ایک دنیا کی جانب ہوئی تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف کون سی ہوئی؟" حضرت قبلہ یہ کہہ کر چلے آئے، غوث علی شاہ بھی ان کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے، راستے میں لاہوری گیٹ کے پاس باغ میں ایک مزار شریف ہے وہاں قوالی ہو رہی تھی حضرت قبلہ وہاں ٹھہر گئے، تھوڑی دیر بعد غوث علی شاہ قادری بھی وہاں آئے اور رک گئے۔ جوں ہی وہ کھڑے ہوئے بجتے ہوئے ساز خاموش ہو گئے، غوث علی شاہ صاحب آگے کو چل دئے۔ چند ہی قدم چلے تھے کہ قوالی کی صدا کانوں میں پڑنے لگی۔ لوٹ کر آئے اور ہجوم میں کھڑے ہو گئے۔ ان کے آنے پہ ساز پھر بند ہو گئے۔ یہ چل دئے۔ ساز پھر بجنے لگے۔ چنانچہ یہ دوبارہ پھر لوٹ کر آئے، ساز پھر رک گئے، بولے "عجیب مصیبت ہے" حضرت قبلہ وہاں کھڑے ہی تھے انہیں دیکھ کر بولے "اگر قوالی میرے لئے منع ہے تو حضرت پہلے ہی فرما دیتے ——— دو منزلوں کے رنگ میں بھنگ تو نہ پڑے" حضرت قبلہ نے سنا تو زیر لب مسکرائے، ان کے ہمراہ چوک جھنڈا میں آئے وہاں غلہ منڈی میں چھلنیوں کی پیہم آوازیں آ رہی تھیں۔ مزدور عورتیں غلہ چھان رہی تھیں۔ حضرت قبلہ نے قادری صاحب سے فرمایا کیا یہ سماع نہیں ہے؟ شاہ صاحب

رمز آشنا تھے، بولے "یہ تو دلیل معرفت ہے"۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ حافظ حسین بخش صاحب کے مکان پر لوہاری گیٹ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حاجی شیخ فضل الٰہی فرماتے ہیں کہ ایک روز ان کے ایک دوست آئے اور بتایا کہ شاہ کاکو اسٹیشن کے قریب ایک ملنگ ٹھہرا ہوا ہے۔ اس کے گرد خلقت کا بہت ہجوم رہتا ہے۔ وہاں سے ریلوے سٹیشن چونکہ نزدیک ہے۔ اس لئے جب گاڑی اس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ ہاتھ کے اشارے سے گاڑی رکوا دیتا ہے، چنانچہ اس سے ملنے والے وہاں اتر جاتے ہیں اور جن کو گاڑی میں بیٹھنا ہوتا ہے وہ بیٹھ جاتے ہیں۔ شیخ صاحب نے یہ واقعہ حضرت قبلہ کے گوش گزار کیا۔ سن کر بولے "گاڑی کا روک دینا کچھ تعجب کی بات نہیں ——— مزہ تو جب ہے کہ وہ لوگوں کے رکے ہوئے دل چلا دے۔ چنانچہ جب یہ پیغام اس ملنگ کو دیا گیا تو چیختا چلاتا جنگل کی طرف نکل گیا اور پھر لوٹ کر نہ آیا ———"

تحصیلدار صاحب دیپالپور حضرت قبلہ کے معتقد تھے حجرہ شاہ مقیم کے گدی نشین پیر عارف علیشاہ صاحب اور سید علی شاہ صاحب حضرت قبلہ کے پاس تشریف لائے اور

Marfat.com

تحصیلدار صاحب مذکور کے نام دحن کی عدالت میں ان کا مقدمہ پیش تھا) سفارشی خط کی درخواست کی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "آپ کا منشا ہے کہ بھائی کا حصہ بھی آپ کو مل جائے" یہ اصرار کر رہے تھے بالآخر حضرت قبلہ سے خط لے لیا، جس میں حضرت قبلہ نے تحصیلدار صاحب کو تحریر فرمایا کہ قرآن پاک کی رُو سے ان کا فیصلہ کریں، شاہ صاحب نے جب یہ الفاظ پڑھے تو بہت مایوس ہوئے۔ کیونکہ یہ تحریر ان کے خلاف تھی۔ تاریخ مقررہ پہ جب عدالت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے رقعہ پیش نہ کیا اور نہ اس کا تحصیلدار صاحب سے ذکر ہی کیا۔ تحصیلدار صاحب اُنہیں دیکھ کر بولے "حضرت قبلہ کا خط کہاں ہے؟" انہوں نے اب بھی پس وپیش کی اور خط مبارک پیش نہ کیا، تاہم انہوں نے قُرآن پاک کے حکم کے مطابق فیصلہ سنا دیا جس سے طرفین میں سے کسی کی حق تلفی نہ ہوئی۔

برادرم بابو غلام محمد صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹ ماسٹر جو حضرت قبلہ سے بیعت ہیں، اپنا ذاتی واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملازمت کے دوران میں ان سے متعلقہ ڈاک خانے میں چوری ہو گئی، پولیس نے اور عملہ کے ساتھ انہیں بھی تھانے

Marfat.com

میں بُلا لیا۔ جہاں یہ سب رات بھر رہے۔ یہ روتے تھے اور حضرت قبلہ سے استمداد کی درخواست کرتے تھے، چنانچہ جب وہ گریہ و زاری کی رات گذری اور دن نکلا تو پولیس کا افسر وہاں آیا اور اُن کا نام پکار کر بولا یہ کون صاحب ہیں؟ یہ جب پیش ہوئے تو ان سے کہا کہ آپ جا سکتے ہیں!

ملک محمد حیات صاحب جو شرقپور کے ذی اثر زمیندار تھے ایک مرتبہ انہوں نے چند آدمیوں کے ساتھ مل کر زمیندارہ بنک کی داغ بیل رکھنا چاہی، حضرت قبلہ کو معلوم ہوا تو بلا کر سودی لین دین سے منع فرمایا، مگر ملک صاحب باز نہ آئے اور بنک بن گیا۔ تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ حکومت نے ان پر غبن کا مقدمہ قائم کر دیا ملک صاحب کو سزا بھی ہوئی اور مالی نقصان بھی کافی پہنچا کہتے ہیں اس دوران میں یہ حضرت قبلہ کے پاس پہنچے بھی تھے کہ للّٰہ اس رسوائی سے بچائیے مگر حضرت قبلہ چونکہ انہیں شریعت کی نافرمانی اور عدولی حکم کی سزا اور دوسروں کو عبرت دلانا چاہتے تھے اس معاملہ میں خاموش رہے۔ چنانچہ مذکورہ سزا بھگت کر ملک صاحب بہت سنبھل گئے اور بقیہ زندگی اللہ توبہ میں گذاری۔

Marfat.com

لطف و کرم

مولوی حاجی شیخ فضل الٰہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت قبلہ کسی خادم سے ملنے کے لئے ایک گاؤں میں تشریف لے گئے، وہاں ایک عورت نے جب حضرت قبلہ کی آمد کا حال سُنا تو ملاقات کی خواہشمند ہوئی۔ لوگوں نے بتایا کہ ممدوح عورتوں سے ملاقات نہیں کرتے، اس عورت نے رونا اور چلانا شروع کر دیا۔ حضرت ممدوح کے کان میں آواز پڑی تو ازراہ ترحم طلب کیا، عورت لوگوں نے بتایا کہ اس کا خاوند گذر گیا ہے اور دیور وغیرہ نے اس کی زمین ہتیا لی ہے، حضرت قبلہ نے فرمایا "تم دعوے کرو۔"

وہ بولی "دعوے کر چکی ہوں جو کہ خارج ہو گیا ہے۔"

بولے "اپیل کی ہوتی۔"

یہ بات عورت کی سمجھ میں آگئی، اور بھائی کی معرفت اپیل دائر کر دی، مگر عدالت اپیل کی تاریخ مقرر نہ کرتی تھی، کچھ عرصہ کے بعد حضرت قبلہ کا ادھر دوبارہ گذر ہوا، عورت نے حسب سابق چیخنا چلانا شروع کیا آخر کار حاضر خدمت ہو کر اپیل میں تاخیر کا ذکر کیا، حضرت قبلہ نے فرمایا "مل جائے گی تاریخ بھی ـــــ جس روز جاؤ تو اپنے بھائی سے کہنا کہ مجھ سے مل لے۔"

Marfat.com

چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد تاریخ کی اطلاع آگئی اور یہ مقررہ دن حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ نے ایک پرزہ کاغذ پر کچھ لکھا اور فرمایا اسے پگڑی میں باندھ لو مگر کھول کر نہ دیکھنا ـــــــ یہ لاہور پہنچے اور عدالت میں حاضر ہوئے جج نے معمولی پوچھ گچھ کے بعد فیصلہ سناتے ہوئے مثل پر لکھا کہ یہ زمین ہم نے عورت کے نام منتقل کی! یہ بہن بھائی بہت خوش ہوئے۔ اور مخالفین اپنا سا منہ لے کر رہ گئے، جب عدالت سے باہر نکلے تو بھائی نے حضرت قبلہ کے عنایت کردہ پرزۂ کاغذ کا ذکر کیا، بہن نے کہا "پھر کیوں کھولتے ہو؟" بھائی بولا "اب تو فیصلہ ہو گیا ہے اس کے دیکھنے میں کیا حرج ہے" اس نے پگڑی کے پلو سے رقعہ نکالا اور ایک راہ گیر سے پڑھنے کے لئے کہا، وہ پڑھتے ہوئے بولا "یہ زمین ہم نے عورت کے نام منتقل کی" ـ وہی جج صاحب کے الفاظ درج تھے۔ سبحان اللہ! حضرت قبلہ کا لکھا نوشتہ تقدیر بن گیا تھا ـ

مولوی یار محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ خادم حضرت میاں صاحب قبلہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت قبلہ کے ساتھ مکان شریف گئے واپسی پر جب امرتسر میں آئے تو حضرت

Marfat.com

قبلہ میاں چراغ دین صاحب کی مسجد میں داخل ہوئے اور ان سے فرمایا کہ اس جگہ بیٹھ جاؤ، ہم بازار سے ہو آئیں ــــــ اتفاق سے اسی مسجد میں پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ بھی ٹھہرے ہوئے تھے، یہ ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے، جب حضرت قبلہ واپس آئے، اور انہیں اپنی جگہ پر نہ پایا تو اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگے، آخر یہ شاہ صاحبؒ کے حجرے سے باہر نکل کر آئے، حضرت قبلہ نے انہیں خفگی سے دیکھا اور ان کی نسبت سلب ہو گئی۔ انہوں نے صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری سے تذکرہ کیا وہ حضرت قبلہ کی خدمت میں معروض ہوئے۔ فرمایا کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ میں "شیر محمد" ہوں، جہاں بٹھا کر گیا تھا وہاں سے کیوں اُٹھے؟" صوفی صاحب نے منت سماجت کی، آخر رحم آ گیا، مولوی صاحب موصوف کی نسبت پھر بحال ہو گئی۔

میاں احمد دین صاحب شاہ پور والے بھی حضرت قبلہ کے فیض یافتہ بزرگ تھے، کئی کئی روز کھانے پینے نہ تھے اور طاقت بحال رہتی تھی، ایک مرتبہ دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ مرتبہ تو ابدالوں کا ہے، کسی صاحب نے حضرت قبلہ سے بھی تذکرہ کر دیا، بہت بگڑے اور احمد دین صاحب کی حالت بگڑ گئی پھر

Marfat.com

مسخ ہو گیا، صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری سے ملے اور انہیں حالات سے مطلع کیا۔ انہوں نے حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ ہر چند اُن سے خفا تھے تاہم برابر حاضر ہوتے رہے چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ان کی حالت سدھر گئی۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے بھائی نے مجھے مشورہ دیا کہ چلو لائل پور میں جا کر کوئی کام کریں۔ یہ رضامند بھی ہو گئے۔ مگر رات کو حضرت قبلہ نے منع فرما دیا چنانچہ انہوں ارادہ ملتوی کر دیا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس میں سراسر ان کی بہتری تھی! سبحان اللہ! حضرت قبلہ خواب میں بھی خادموں کا خیال رکھتے تھے۔

برادرم بابو غلام محمد صاحب بیان کرتے ہیں، کہ بسلسلہ ملازمت امرتسر کے قیام کے دوران میں انہیں ایک ایسے شخص سے ملنے کا اتفاق ہوا جو کانپور کے معزز تاجر تھے، انہوں نے حسب ذیل نجی واقعہ ان کے گوش گزار کیا۔

فرماتے ہیں ایک مرتبہ ان کا اکلوتا بیٹا ان سے کہیں بگڑ کر چلا گیا، جگہ جگہ تلاش کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ امرتسر میں مقیم ایک عزیز سے جب اس مصیبت اور پریشانی کا ذکر کیا تو انہوں نے

حضرت میاں صاحب قبلہ کے پاس شرقپور شریف میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا، کہ حضرت ممدوح اس زمانے میں قطب عصر ہیں بہت ممکن ہے کہ اللہ پاک ان کی دُعا سے آپ کو کامیابی دے۔

یہ امرتسر سے چل کر لاہور آئے اور حضرت داتا صاحبؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی، روتے تھے اور دُعا مانگتے تھے، حضرت قبلہ رح بھی خوش قسمتی سے وہیں اُن کے برابر میں تشریف فرما تھے، ان کی گریہ وزاری سے بہت متاثر ہوئے اور فرمایا "کیا بات ہے"؟ انہوں نے رو رو کر حال سُنایا اور کہا کہ شرقپور حضرت قبلہ کی خدمت میں جا رہا ہوں، حضرت ممدوح چونکہ اپنی تعریف اور شہرت کو بہت ناپسند فرماتے تھے، جوش میں آکر بولے "کہ اس کے پاس نہ جانا وہ تو ٹھگ ہے" یہ حیران رہ گئے، تاہم اتنی دُور سے آئے تھے اور ایک عزیز نے ان کی بزرگی کی تعریف بھی کی تھی، سوچا کہ یہاں سے لوٹ کر جانا مُناسب نہیں، بہتر ہے اُن سے مل لینا چاہیئے ممکن ہے یہ شخص اُن کا مخالف ہو، وہ شرقپور پہنچے اور دولت کدہ پر حاضر ہوئے، حضرت قبلہ بھی واپس پہنچ گئے تھے، اُن کی نظر ملی تو فوراً پہچان گئے، اس سے پیشتر کہ ان کی زبان سے کچھ نکلتا، فرمایا "چلے آئے نا ــــ باز نہیں آتے میں

Marfat.com

نے کیا منع نہ کیا تھا!" مصیبت زدہ تھے ہی، رونے پر اُتر آئے اور جب بہت رو چکے تو حضرت قبلہ نے فرمایا کھانا کھا لو" ساتھ ہی خادم کو کھانا لانے کا حکم دیا، کھانا عموماً مٹی کے برتنوں میں چنا جاتا تھا، امیر ہو غریب سب کے روبرو یہی برتن رکھے جاتے تھے، نہ جانے مٹی کے برتنوں میں کیا بات تھی کہ موٹا جھوٹا جیسا بھی ہوتا لوگ پیٹ بھر کے کھاتے اور اس طعام کی برکت سے دلوں سے کدورت صاف ہو جاتی۔ حضرت قبلہ کے حلقہ میں آنے کے بعد یہ پہلا "سبق" ہوتا تھا جس میں سادگی تھی مگر بلا کا فیض اور خیر و برکت سموئی ہوئی تھی کہ لوگ حضرت قبلہ کے گرویدہ ہو جاتے تھے اور بعد طعام حضرت قبلہ کے ارشادات دل کی گہرائیوں میں اُتر جاتے تھے، اور تھوڑی دیر میں اپنے اندر ایک نمایاں تغیر پانے لگتے۔

جب یہ تاجر صاحب کھانا کھا چکے تو نماز ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔ حضرت نے سب کو ادائیگی فریضہ نماز باجماعت کا حکم دیا، ان سے بھی کہا کہ مسجد میں جا کر نماز پڑھ لیں اور بعد فراغت نماز اسی جگہ بیٹھک میں آکر بیٹھ جائیں، ادھر خادم سے فرما دیا کہ نماز کے بعد بیٹھک میں کسی دوسرے کو جانے نہ

Marfat.com

دیا جائے۔

چنانچہ یہ صاحب نماز کے بعد کنڈی کھول کر بیٹھک میں داخل ہوئے دیکھا تو گم شدہ صاحبزادے اندر موجود تھے۔ بیٹا باپ کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا اور باپ بیٹے کے وہاں یوں ایکا ایکی آجانے سے تعجب میں کھڑا تھا۔ بیٹا بولا "باپ ہم کہاں ہیں"۔ باپ نے کہا شرقپور شریف میں ایک ولی اللہ کے دولت کدے پر تم کہاں تھے بیٹا!"

بیٹا "میں کہاں تھا" سوچتے ہوئے بولا کلکتہ میں ایک دکان پر بیٹھا تھا کہ اونگھ آگئی، آنکھیں کھولتا ہوں تو خود کو یہاں پاتا ہوں"

اتنے میں کسی کے اترنے کی آہٹ سنائی دی، دیکھا تو حضرت قبلہ تبسم مسکراتے ہوئے تشریف لا رہے تھے اور زبان پہ یہ کلمات جاری تھے "مل گیا نا بیٹا باپ کو!" باپ قدم بوسی کے لئے لپکا، حضرت قبلہ بولے "دونو اسی وقت چلے جاؤ اور خبردار یہ راز کسی پر افشا نہ کرنا!"

وہ ہزار منتیں کرتے ہیں مگر حضرت قبلہ انہیں شہرت کے خوف سے ایک سیکنڈ وہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے،

Marfat.com

آخر باپ بیٹا حضرت قبلہ کو دعائیں اور رب العزت کا شکریہ
ادا کرتے ہوئے روانہ ہو گئے اور حضرت قبلہ کی حیات مبارکہ میں
انہوں نے یہ راز کسی پہ نہ کھولا۔

ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب حضرتِ قبلہ سے ملاقات
کے لئے آئے، حضرت قبلہ نے انہیں دیکھ کر ایک آیت شریف
پڑھی، مولوی صاحب وجد میں آگئے۔ جب ہوش میں آئے تو
روتے تھے اور کہتے تھے کہ میں تو بزرگوں کو مانتا نہ تھا، اور وہ
واپس چلے گئے۔ دوبارہ آئے تو وہی وجدانی کیفیت طاری تھی
حضرت قبلہ نے انہیں فرمایا "ہمیں تو یہ حال اچھا معلوم نہیں ہے
مولوی صاحب شکر میں رہتے تھے، مگر جب کسی بے نماز کو دیکھتے
تو اسے مار پیٹ کر مسجد میں دھکیل دیتے، ایک روز ایک تھانید
کو لے آئے، لوگ ان کے جنون سے تنگ آ گئے تھے۔ اور چاہتے
کہ انہیں پکڑ کر خوب ماریں مگر جب رو برو آتے تو ڈر کر بھاگ
جاتے، کہتے ہیں انہوں نے ایک بندریا بھی پال رکھی تھی
جسے کندھے پہ لئے پھرتے، آخر حضرت قبلہ نے توجہ فرمائی اور
یہ کیفیت دور ہو گئی، مولوی صاحب اصلی حالت پہ آ گئے۔

بابا حسن دین صاحب سکنہ کھیڑ حضرت قبلہ کے خادمو

Marfat.com

بن سے ہیں، اوائل عمری کا ایک واقعہ بتاتے ہیں کہ حضرت قبلہ کی توجہ سے ان پر جذب وسکر طاری رہتا اور حضرت قبلہ نے انہیں کہہ رکھا تھا کہ مست رہو اور کسی سے بات مت کرو۔ چنانچہ گاؤں میں جب یہ چپ شاہ بنے رہتے تو لوگ انہیں پاگل سمجھنے لگے، ان کے والد بھی ڈرے اور حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حسن دین پر کھونت پریت کا اثر ہے، حضرت قبلہ نے فرمایا "اچھا تو پھر اسے دینا وال گاؤں میں ایک کنگرہ ہے اس کے پاس لے جاؤ وہ کھونت پریت نکالتا ہے۔

بموجب فرمان یہ انہیں وہاں لے کر گئے۔ وہاں شیر نامی کنگرہ جو اس بیماری کا مشہور معالج تھا، ان سے بہت بدسلوکی سے پیش آیا، اور انہیں دھوپ میں بٹھا دیا، حسن دین صاحب کا بیان ہے کہ میں ان دنوں مست ضرور تھا مگر ایسا مجذوب نہ تھا کہ اپنی حالت سے بے خبر رہتا، جب میری طبیعت گرمی اور دھوپ سے گھبرانے لگی اور کنگرہ کو رحم نہ آیا تو اسی دم آندھی آگئی کنگرہ کی جھونپڑی کی چھت اور گھر کا سامان اڑنے لگا، کنگرہ ان کے پاس آیا، یہ بولے کہ جو میں کہوں گا تم کرو گے، کنگرہ بولا "ہاں" اور فوری علاج کرنے کا وعدہ کیا، چنانچہ عشاء کے وقت کنگرہ

Marfat.com

ان کے پاس آیا اور بھوت پریت بھگانے کے منتر پڑھنے لگا، اور چاہا کہ ان کے ہاتھ مروڑے اور جسمانی اذیت دے (کیونکہ ایسے مریضوں کا مار پیٹ سے بھی وہ علاج کرتا تھا) کہ اس کے بچوں نے چیخنا چلانا شروع کر دیا، جیسے انہیں کوئی مارنا چاہتا تھا، پس گنگو نے انہیں اسی وقت چھوڑ دیا اور ہاتھ باندھ کر بولا کہ انہیں یہاں سے لے جاؤ، ان کے روگ کا علاج میرے بس میں نہیں ہے! بلکہ بھی ٹھیک تھی، جو بھوت ان پر سوار تھا، عشاق تو اس کی تمنا کرتے ہیں۔ ع

غنیمت ہے جو برسوں میں کوئی دیوانہ ہو جاؤں!

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک سکھ تھانیدار جو حال ہی میں شرقپور تعینات ہوئے تھے حاضر خدمت ہوئے اور بولے کہ میں آج رات شہر کی گشت کر رہا تھا، جس دروازے پا چوک پر جاتا وہاں حضرت ممدوح موجود ہیں پولیس کے پہرے کی چنداں ضرورت نہیں۔

اس تھانیدار کی نوعیت کا حضرت قبلہ کے ابتدائی ایام کا ایک اور واقعہ ہے ——— حضرت ممدوح بعد نماز عشاء

Marfat.com

مسجد شریف سے ایک درویش کے ہمراہ گھر تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں تھانے دار نے انہیں روکا، حضرت قبلہ تو آگے بڑھ گئے، درویش نے اسے بتایا کہ جانے والے حضرت میاں صاحب قبلہ ہیں! تھانے دار نیا نیا آیا تھا، حضرت قبلہؒ کے مقام سے ناواقف تھا، بدتمیزی سے بولا "ہاں ایسے لوگ ہی ڈاکے ڈالتے ہیں"

خدا کی قدرت اسی رات گاؤں میں تھانے دار کے گھر ڈکیتی کی واردات ہو گئی، لوگ اس کا مال و اسباب لوٹ کر لے گئے، اگلے روز بحالت پریشانی حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت خواہ ہوا، دراصل حضرت قبلہ نے تو اس سے کچھ کہا تھا نہ سنا تھا، جو اسے پیش آیا وہ اس کے اپنے کئے کی سزا تھی، تاہم اس کی منت و سماجت پر حضرت قبلہ نے اسے معاف فرما دیا!

مولانا عبدالرحمن صاحب نواں کوٹ والے جو حضرت قبلہ کے خادموں میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک رشتہ دار پر مخالفین نے اغوا کا جعلی مقدمہ بنا دیا کہ اس شخص نے نہ صرف ایک شادی شدہ عورت کو اغوا کیا ہے بلکہ اس سے شادی کر چکا ہے، چنانچہ عدالت میں اس کے خلاف شہادتیں بھی گذر گئیں

Marfat.com

قاضی نے نکاح پڑھنے کی تصدیق کی نمبردار نے گواہی دی کہ وہ بھی ایک عینی شاہد ہے، عدالت میں جو بھی پیش ہوا شخص مذکور کے خلاف بھگتا۔ مولانا صاحب حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعات سے آگاہ کیا۔ حضرت قبلہ نے ان کی کامیابی کے لئے ہاتھ اٹھائے اور چند منٹ دعا فرماتے رہے جب مقدمہ آخری بار فیصلہ کے لئے عدالت میں پیش ہوا تو فاضل جج نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیا، ملزم بری ہو گیا اور دعوے کرنے والے عدالت کا مونہ دیکھتے رہ گئے۔

ایک شخص مردان علی نامی نیچری خیالات رکھتا تھا، حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اس نے قادیان جانے کی ٹھانی کہ کسی نے حضرت قبلہ کا بھی پتہ بتایا اور خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کی تاکید کی، جب وہ رو برو آیا اور بیعت کی درخواست کی تو حضرت ممدوح نے انکار فرمایا، وہ بولا "آپ قبول نہیں کرتے تو قادیان جاتا ہوں ــــــ" اس کا یوں کہنا تھا کہ کچھ ایسا تصرّف فرمایا کہ اس کے ہوش گم ہو گئے، کافی دیر کے بعد جب حواس بجا ہوئے تو صدق دل سے معتقد ہو گیا کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ ملنے کے لئے اس کے گاؤں میں بھی تشریف

Marfat.com

ے گئے، سبحان اللہ! زہے نصیب!!

...ر و برکت

حضرت قبلہ کو چاہی کاشت سے نجی طور پر بیس بائیس من
...ہ ہاتھ آتا تھا، ان کا معمول تھا کہ اسے "بھڑولے" (غلہ خانہ) میں بھر
...یتے اور اس میں سے نکال کر اپنے مہمانوں کے لئے کام میں لاتے
...ک دن حضرت قبلہ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ بھڑولے میں جب
...جھانک کر دیکھتی ہوں گیہوں ویسے کے ویسے پاتی ہوں، ان
...یں کوئی کمی نہیں ہوتی" حضرت قبلہ بولے" آپ ایسا نہ سوچا
...کریں اور نہ غلے کو دیکھا کریں، اللہ چاہے تو ایسا بھی ہو
جاتا ہے"۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ کے ہاں بیس آدمیوں کا کھانا تیار
ہوا، جب وہ کھا چکے تو اتنے مہمان اور آ گئے، خادموں نے
عرض کیا کہ اب تو کھانا ہو چکا ہے۔ حضرت قبلہ جن کا یہ شیوہ تھا
کہ ہر آنے والے کو کھانا کھلائے بنا جانے نہ دیتے تھے خادموں
سے بولے" بازار سے لے آؤ"!

خادم ابھی دروازے کے اندر ہی تھا کہ آواز دے کر بولے
"اچھا آجاؤ یہی کافی ہے" درویش سمجھا شاید گھر میں سے کچھ اور

Marfat.com

کھانا مل گیا ہوگا، چنانچہ حضرت قبلہ نے پہلے بچے ہوئے کھانے میں سے ہی کھلایا اور سب نے سیر ہو کر کھایا، بلکہ اور چند ایک کے لائق بچ بھی گیا۔

یہ صورت تو حضرت قبلہ کے ہاں عموماً پیش آتی تھی، آنے والے وقت بے وقت آتے، اور پیٹ بھر کر کھاتے تھے، مہمانوں کے پہلے ہاتھ دھلائے جاتے پھر دو دو چار چار کے لئے اکٹھا کھانا نکالا جاتا، لوگوں کا پیٹ بھی بھر جاتا اور کھانے میں برکت بھی ہو جاتی، یہ خصوصیت حضرت قبلہ کے لنگر میں ہمیشہ پائی جاتی تھی۔

حضرت قبلہ کے ایک بہنوئی لاہور میں رہتے تھے، حال پتلا تھا، تنگی و عسرت سے گذر ہوتی تھی انہوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں اطلاع بھجوائی، حضرت ممدوح نے گھر سے کچھ غلہ اور چند روپے ان کے ہاں بھجوا دئے، پھر تو ایسی برکت ہوئی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ کھاتے پیتے لوگوں میں شمار ہونے لگے، اُن کا کنبہ ماشاءاللہ آج بھی خوشحال ہے!

حضرت قبلہ کی یہ عنایت اور جود و سخا کچھ اپنوں ہی تک محدود نہ تھی، جو بھی بارگاہ عالیہ میں معروض ہوتا، حضرت نے

Marfat.com

کی توجہ سے اس کی تنگی دُور ہو جاتی، بلکہ حضرت قبلہ کا یہ لطف و کرم اب تک جاری و ساری ہے۔ اکثر لوگوں سے سُنا گیا ہے کہ بسلسلۂ روزگار یا تنگئی گذراوقات کے لئے جو حاجتمند حضرت قبلہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر ملتجی ہوتا ہے، اللہ پاک حضرت ممدوح کے طفیل ضرورت مند کے لئے غیب سے کچھ ایسے سامان فراہم کر دیتے ہیں کہ اس کی تنگی دُور ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ ان کی رحلت کے بعد بھی اپنے خاص بندوں کے متوسلین کو نوازتے اور مخلوق میں ان کا سربلند رکھتے ہیں۔

جنات پر قابو

ایک مرتبہ میاں فیروز دین صاحب میدان قصوری اپنی ہمشیرہ کو لے کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کی ہمشیرہ آسیب زدہ تھیں، حضرت قبلہ نے لڑکی سے حالات دریافت کئے۔ لڑکی نے بتایا کہ ایک عورت عموماً میرے سامنے آتی ہے اور مجھے طرح طرح کی تکلیفیں دیتی ہے ——" یہ کہتے ہوئے وہ بول اٹھی "دیکھئے وہ آگئی ——" حضرت قبلہ نے فرمایا آگئی ہے تو اس کے سر کے بال پکڑ کر نوچ ڈال ——

Marfat.com

لڑکی اُچھل کر آگے بڑھی اور آنے والی کے سر پر زور سے ہاتھ مارا اور اس کی چوٹی نوچ لی۔ جو سرخ پیلے دھاگوں سے گندھی تھی اور بالوں کا منگ بھورا تھا۔ حضرت قبلہ وہ چوٹی لے کر بیٹھک شریف میں آئے۔ وہاں چند اور آدمی بیٹھے تھے۔ ممدوح نے سب کو وہ چوٹی دکھائی۔ اور لڑکی بھلی چنگی ہو کر گھر واپس چلی گئی۔ عزیزوں نے جب اس واقعہ کی تفصیل اس سے دریافت کی تو وہ بولی کہ جب وہ عورت آئی تو اس کے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی تھے اور حضرت قبلہ سب کو پکڑ پکڑ کر تنور میں ڈال رہے تھے جس کے اندر وہ سب کے سب جل کر بھسم ہو گئے۔

ہم کہتے ہیں یہاں ایک شیطان کی نانی کی تباہی کا کیا ذکر ہے شیاطین تو حضرت قبلہ کی صورت سے بھاگتے تھے۔ جس طرح آعوذ کو شیطان کے شر سے امن کا قلعہ کہا گیا ہے اور لاحول کو تازیانہ قرار دیا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ڈر سے شیطان دور ہی سے بھاگتے تھے۔ اس لئے کہ آنجناب ہر وقت آعوذ کے قلعہ میں رہتے تھے اور لاحول کا کوڑا ہاتھ میں رکھتے تھے۔

حضرت میاں صاحب قبلہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

Marfat.com

معین کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے اتباعِ سنت میں ثابت قدم
تھے، پھر یہ بھوت پریت ایسی پلید مخلوق حضرت قبلہ سے بھلا
ڈر کر کیوں نہ بھاگتی۔

Marfat.com

کرامات

استدلال

ظہورِ کرامات اگرچہ سندِ ولایت نہیں۔ البتہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے یہ خصوصیت ایک انعام ضرور ہے جو عبادت و ریاضت اور کمال اتباعِ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صلہ میں اولیا کرام کو عطا ہوتی ہے۔ ولی اللہ سے کرامت کا اظہار بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے اور اس ظہور کا منشا بھی اللہ کے دین کا استحکام ہے۔ بایں ہمہ اگر کوئی ولی اللہ اس انعام سے بہرہ ور نہیں ہے تو اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ نعوذ باللہ، ولی اللہ نہیں ہیں۔ درحقیقت اتباعِ شریعت بذاتِ خود ایک کرامت ہے، سب سے بڑی کرامت۔ حضرت میاں صاحب قبلہ بحمد اللہ اتباع میں درجہ

Marfat.com

کاملیت رکھتے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقین میں سے تھے۔ ممدوح سے خوارق اور کرامات بھی بکثرت ظہور میں آئیں۔ جن کا مقصد شہرت یا حصول جاہ و جلال تو کیا ہوتا بلکہ مخلصین سختی سے اخفائے راز کی ہدایت فرماتے۔

اولیائے کرام سے جو کرامتیں ظہور میں آتی ہیں کیا وہ کتاب و سنت کی رو سے جائز ہیں؟ فی زمانہ کج فہم لوگ اس قسم کے سوالات کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک میں ظہور کرامات پر استدلال موجود ہے۔

سورۂ آل عمران میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کبھی حضرت زکریا حضرت مریمؑ کے پاس تشریف لاتے تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں موجود پاتے۔ اور جب وہ حضرت مریمؑ سے ان کی موجودگی سے متعلق دریافت فرماتے تو وہ کہتیں "یہ سامان اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے۔"

اسی طرح سورہ النمل میں حضرت سلیمانؑ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ بلقیس (ملکہ سبا) کا تخت اس کے آدمیوں کے آنے سے قبل وہاں پہنچ جائے تو انہوں نے حاضرین مجلس سے خطاب کیا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو بلقیس کے تخت کو فوراً حاضر

Marfat.com

کہہ دے ۔ تو ایک قوی ہیکل جن نے کہا کہ میں آپ کے اجلاس کے برخاست ہونے سے پہلے پہلے لاسکتا ہوں ۔ اس پر آصف نے کہا کہ میں چشم زدن میں لاسکتا ہوں ۔ چنانچہ وہ آنکھ جھپکنے میں تخت کو لے آیا ---

سورہ کہف میں اصحاب کہف سے کتے کا باتیں کرنا اور ان کا تین سو نو برس تک ایک غار میں سوتے رہنا ۔ جبکہ اللہ پاک نے ان کی کروٹیں بدلنے کا انتظام بھی کر رکھا تھا ، اور کتا دہلیز پر دونوں ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا ۔ یہ سب باتیں کرامات نہیں تو اور کیا ہیں !

اسی طرح احادیث خیر الانام میں بھی ایسی روایات موجود ہیں جن سے اللہ کے بندوں سے کرامات کا ظاہر ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ حضرت میاں صاحب قبلہ سے پہلے بھی بیشتر اولیاء عظام سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں ۔ اور ان کے ظہور سے بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں خدا پرستی اور خدا شناسی کے پاکیزہ جذبات کچھ اس طرح بھر دیں کہ لوگ اولیاء کے تابع ہو جائیں اور ان کے فرمان پر چل کر وہ بھی اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کریں ـــــ سبحان اللہ کیا ہی نیک مقصد ہے !

Marfat.com

پل میں صحت

کہتے ہیں ایک شخص کی بھینس کے تھنوں سے بجائے دودھ کے خون آتا تھا ادھر اُدھر کی دوڑ دھوپ سے جب وہ لاچار ہو گیا تو حضرت میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معروض ہوا، حضرت قبلہ نے اپنے دسترخوان سے اُسے ایک روٹی عنایت کی اور فرمایا کہ اسے بھینس کو کھلا دو، خدا کے فضل سے اس کے تھنوں سے دودھ جاری ہو گیا۔

اڑوس پڑوس کے دیہات سے اکثر لوگ جن کی گائیں بھینسیں دودھ نہ دیتی تھیں یا نظر لگ جاتی تو حضرت قبلہ کے پاس آتے حضرت قبلہ کبھی تو جانوروں کے کان میں اذان دینے کا حکم فرماتے یا فرماتے الحمد شریف پڑھ دو یا فرماتے کہ تم اس بھینس یا گائے سے کہدو کہ کیا وجہ ہے ہم تمہیں چارہ اور گھاس ڈالتے ہیں تمہاری خدمت کرتے ہیں مگر تم دودھ نہیں دیتی ہو ـــــ چنانچہ حضرت قبلہ کے ارشاد پر عمل کرنے سے مویشیوں کی تکلیف فوراً رفع ہو جاتیں۔

شاخِ ثمردار

اکثر لاعلاج مریض حضرت کی توجہ اور دعا سے صحت یاب

Marfat.com

ہو جاتے اور بے اولاد صاحب اولاد بن گئے۔

حضرت ثانی صاحب مدظلہ العالی بیان کرتے ہیں کہ شرقپور کے چاہ ٹینچیاں والے پر ایک آم کا پیڑ ہے جسے آم نہیں لگتے تھے۔ حضرت قبلہ میاں اللہ بخش مالک کھیت کے ساتھ جب ادھر سے گزرے تو انہوں نے حضرت قبلہ سے عرض کیا۔ چنانچہ اس سال سے آم مذکور برابر پھل دیتا ہے۔ اور اس کے آم بھی خاصے اچھے ہوتے ہیں۔

حضرت قبلہ کے ایک خادم سنتری کرم دین جن کے اولاد نہیں ہوتی تھی حضرت قبلہ سے فرزند کی خواہش کی۔ فرمایا اللہ دے گا۔ چنانچہ ان کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا کیا۔ جب ذرا بڑا ہوا تو پتہ چلا کہ بچہ خود اندھا اور گونگا ہے۔ حالانکہ بظاہر آنکھیں بھی تھیں ـــــ حضرت قبلہ سے معروض ہوئے کہ بیٹا تو ہوا مگر کسی کام کا نہ دیکھتا ہے اور نہ بولتا ہے۔ حضرت ممدوح خاموش رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک روز قبرستان میں پیڑ کے نیچے بیٹھے تھے (جہاں اب حضرت کا آستانہ پاک ہے) یہ صاحب بھی موقع کو غنیمت سمجھ کر مع فرزند خدمت عالیہ میں پہنچ گئے، معاملہ دوبارہ پیش کیا، حضرت قبلہ نے لڑکے کی

Marfat.com

طرف دیکھا اور فرمایا "کیوں بھائی تو انہیں کیوں ڈرا رہا ہے۔ دیکھتا اور بات کیوں نہیں کرتا ——" زبان مبارک سے ان مسیحا صفت کلمات کا نکلنا تھا کہ لڑکا باتیں کرنے لگا اور دیکھنے بھی، اگرچہ اس کی بینائی قدرے کمزور رہی۔ تاہم حضرت قبلہ کا تیر بے خطا نہ گیا، ممکن ہے یہ صاحب شرقپور میں اب بھی حیات ہوں۔

محمد علی ولد رمضان قوم بہشتی ساکن بھیریا نوالہ نزد شرقپور بیان کرتے ہیں کہ میں بچپنے میں اپنے باپ سے لڑ کر گھر سے بھاگ گیا تھا۔ باپ نے ہر چند تلاش کیا مگر میرا سراغ نہ پا سکا۔ آخر وہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری واپسی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ فرمایا جاؤ اطمینان سے بیٹھو، خدا تعالے کو منظور ہوا تو تمہارا لڑکا گھر چلا آئے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ ان دنوں وہ ایک مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ رات کو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ بیٹا تم اپنے باپ کے پاس گھر کیوں نہیں جاتے ——؟ وہ تین رات متواتر یہ حکم سنتے رہے آخر چوتھے روز علی الصباح گھر چلے آئے۔

Marfat.com

مائلِ کرم

ایک روز ارشاد فرمایا "جو شخص ہماری طرف متوجہ ہوتا ہے ہمارا خیال بھی ادھر چلا جاتا ہے"۔ نیز فرمایا "جب کوئی شخص ہمارے پاس آتا ہے اور اپنی تکلیف ظاہر کرتا ہے تو ہمیں ایک فکر سی دامن گیر ہو جاتی ہے، اور خدا کے فضل و کرم سے اُس کا کام ہو جاتا ہے۔ گو ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا وہ کام کس طرح ہو جاتا ہے؟ سبحان اللہ کس قدر سادگی ہے طبع مبارک میں۔

میاں نور حسن صاحب عطار قصوری بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معروض ہوئے کہ کاروبار میں سولہ سترہ ہزار کا نقصان ہو گیا ہے۔ فرمایا "میں کب چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کا نقصان ہو؟" یہ التفات کرم کے ملتجی ہوئے، فرمایا "اچھا جاؤ تم سے کوئی نہیں پوچھے گا اور نہ بلائے گا"۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری فرماتے ہیں کہ دوست مذکور سے قرض خواہ نے اتنی بڑی رقم کا کبھی تقاضہ نہیں کیا اور کافی عرصہ گذر بھی چکا ہے، مگر طرفین خاموش ہیں۔ اور لگا ہے خوشی میں آ کر حضرت قبلہ احباب اور خادموں ہی کی زبان

Marfat.com

سے اپنی زبان کا کام لے لیتے۔

میاں قادر بخش صاحب ساکن للیانی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا دل حضرت قبلہ سے ملاقات کے لئے بہت بے چین تھا، جب گھر سے چلا تو شرقپور کی طرف قدم نہ اٹھتے تھے، آخر قصور چلا آیا۔ وہاں پہنچا تو حضرت قبلہ کی آمد کا پتہ چلا۔ حاضر خدمت ہوا، دیکھ کر بہت خوش ہوئے، ان ایام میں للیانی میں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی تھی۔ باتوں باتوں میں مجھے فرمایا کہ تُم دعا مانگو اور طاعون وہاں سے دُور نہ ہو۔ میں نے عرض کیا "یہ ناچیز کہاں کا ولی ہے" فرمایا شیر کو اپنی طاقت کی خبر نہیں ہوتی" چنانچہ میاں قادر بخش صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے للیانی پہنچ کر طاعون کی دعا مانگی۔ حضرت قبلہ کے طفیل چند ہی دنوں میں گاؤں سے وبا دور ہو گئی۔

حیاتِ نَو

ایک عورت حضرت کی خادمہ شرقپور کے ایک قریبی گاؤں میں رہتی تھی۔ یہ نیک بخت ہر روز حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوتی اور اندرون خانہ کام کاج میں ہاتھ بٹاتی، ایک مرتبہ اس کا سوتیلا بیٹا بہت بیمار ہو گیا۔ سوکن نے اسے حضرت قبلہ کی

Marfat.com

خدمت میں دعا کے لئے کہا، یہ بیمار کو گود میں اٹھا کر دربدولت پہلے آئی جب حضرتِ ممدوح زنانخانے میں آئے تو بیمار بچے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت قبلہ نے مریض کے رخ سے کپڑا ہٹا کر دیکھا اور بولے "اسے گھر لے جاؤ ابھی ——" مریضہ نے جب بچے کو گود میں لیا تو ٹھنڈا ہو چکا تھا، وہ بہت گھبرائی اور حضرت قبلہ سے معروض ہوئی کہ سوکن تو اسے زندہ نہیں چھوڑے گی یہ تو ...." حضرت قبلہ بولے "ہاں زندہ ہے ابھی جلدی سے گھر لے جاؤ" خادمہ نے دیکھا تو سچ مچ بچہ زندہ تھا وہ خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائی اور جلدی جلدی اسے گھر سوکن کے پاس لے آئی۔ جہاں وہ ایک روز یا دو روز کے بعد فوت ہو گیا۔

حضرت قبلہ کے ایک خادم کا لڑکا سواری سے گر پڑا اور اس کا بازو ٹوٹ گیا۔ بروقت مناسب علاج معالجہ میسر نہ آنے سے ہاتھ اور بازو پر آبلے پڑ گئے جو بعد ازاں زخم بن گئے اور بدبو دینے لگے۔ شرقپور کے ڈاکٹر نے ہاتھ (جو زیادہ خراب تھا) کاٹ ڈالنے کا مشورہ دیا ورنہ پورے بازو کے خراب ہونے کا خطرہ تھا۔ لڑکے کی والدہ حضرت قبلہ کے پاس دوڑی گئی اور حالات سے مطلع کیا۔ ماں مامتا کی ماری روتی اور لڑکے کے ہاتھ اور بازو کی سلامتی

Marfat.com

کی درخواست کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت قبلہ نے ازراہِ کرم نوازی سائل کو تسلی دی۔ اللہ پاک نے علاج معالجہ اور حضرت کی دُعا سے لڑکے کو ہاتھ کی محرومی سے بچا لیا۔ انہی دنوں لڑکے کے والدین لڑکے کو حضرت قبلہ کی خدمت میں لے کر گئے حضرت قبلہ نے اس کمزور ہاتھ کو دستِ مبارک میں لے کر دُعا کی اور خادم کی تسلی و تشفی فرمائی۔ سبحان اللہ! خادموں پہ کیا کیا کرم فرمائیاں ہیں حضرت قبلہ کی!

علاقہ کے بیشتر لوگ جن کے عزیزوں کو پھانسی کی سزا ہو جاتی حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپیل کرتے۔ جن میں سے اکثر حضرت قبلہ کی دُعا سے تختہ دار سے رہائی پا کر زندہ و سلامت چلے آتے اور ان کے عزیز و اقارب کے بیقرار دل قرار پاتے۔

گمراہ تارکِ سنت اور بھولے بھٹکوں کے لئے حضرت کا وجود پاک باعثِ صد رشکِ مسیحا تھا۔ ان کی تعداد ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں بے راہ روں نے حضرت قبلہ کی توجہ اور دُعا سے نیک پارسا اور پاکباز زندگی اختیار کی اور مرتے دم تک اس صراطِ مستقیم پر قائم رہے، اور جن میں سے متعدد زندہ اب بھی موجود ہیں۔ ان کی نورانی صورتیں مشرع وضع قطع، اور موٹے جھوٹے

Marfat.com

مگر صاف ستھرے لباس دیکھ کر وہ یہی سے لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ حضرت قبلہ کے خادم ہیں اور اسی بابرکت پیڑ کے برگ سبز ہیں جن کی دیکھ بھال کے لئے حضرت رب العزت نے بطفیل حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مامور کیا تھا، اور یہ حضرت قبلہ کی تمام کرامات میں سے سب سے بڑی کرامت ہے کہ ان کے دست حق پرست پر ہزاروں نام چار کے مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان اور سینکڑوں ولی بن گئے۔

جانوروں پہ شفقت

حضرت قبلہ کا معمول تھا کہ دسترخوان کے نیچے کچھے ٹکڑے چن رکھتے اور صبح شام کتوں کو ڈالتے۔ جو ان اوقات پر حضرت قبلہ کے دروازے پر قطار باندھے موجود ہوتے، حضرت قبلہ دروازے میں کھڑے ہو کر انہیں باری باری پاس بلاتے اور ٹکڑے دیتے جاتے۔ ان میں اگر کوئی اجنبی کتا آجاتا اور وہ "آداب شاہی" سے ناواقف ہوتا اور غراتا یا ساتھی سے ٹکڑا جھپٹنے کی کوشش کرتا تو حضرت ممدوح وہیں کھڑے کھڑے فرماتے "ادھوں کتا ٹکڑے کو چھوڑ کر قطار میں جا کھڑا ہوتا، اور اپنی باری پہ حصہ لیتا سبحان اللہ جانور بھی حضرت قبلہ کے زیر فرمان تھے!

ایک مرتبہ ایک تازہ بیاہی ہوئی کتیا سے (جو حاملہ تھی اور کئی روز دروازے پر حاضر نہ ہو نا تھی) فرمایا تو کہاں تھی اتنے روز؟ اپنے بچے تو دکھا ہمیں لاکر۔" کتیا چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد بچے اٹھا کر لے آئی۔ حضرت قبلہ نے اسے بہ شفقت کمال فرش پر بٹھایا اور حلوے سے اس کی تواضع کی۔

ایک مرتبہ ایک خادم لنگر کے لئے کچھ غلہ گدھوں پر لاد کر لایا اور حضرت قبلہ کے دروازے پر ڈال دیا۔ اطلاع ملنے پر ارشاد فرمایا کہ یہ سب لے جاؤ ہمیں نہیں چاہئے۔" ادھر تو انکار کی یہ صورت تھی اور ادھر شفقت کا یہ عالم تھا کہ گدھوں کا بوجھ ڈھونا طبع مبارک پر شاق گذر رہا تھا۔ جھٹ باہر تشریف لائے اور گدھوں کی پیٹھ پر تھپکی کرنے لگے اور زبان سے فرماتے تھے "تم نے کتنی تکلیف اٹھائی ہے تم نے میرے لئے۔" اور کبھی فرماتے "بہت تھک گئے ہو گے۔"

میاں گلاب دین صاحب قصوری بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت قبلہ چند دوستوں کے ہمراہ مکان مبارک کی چھت پر تشریف رکھتے تھے چھت پر جانوروں کے لئے جا بجا پانی کے کونڈے، اور دانہ چگا وغیرہ کے لئے پیالے دھرے تھے، اس

Marfat.com

وقت چند فاختائیں دانہ چگ رہی تھیں اور ایک فاختہ قدرے اداس ان سے الگ کھڑی تھی۔ حضرت قبلہ نے اسے بغور دیکھا اور ساتھیوں سے فرمایا "یہ فاختہ کچھ اداس ہے نہ جانے کیوں؟ اچھا بتلاؤ تو بھلا؟"

احباب بولے "حضرت قبلہ ہی فرمائیں ہم کیا عرض کر سکتے ہیں؟"

فرمانے لگے "جس شخص کا گھر اجڑ رہا ہو اسے کھانا پینا کب سوجھتا ہے"۔ احباب جب اس رمز کو نہ سمجھ سکے تو فرمایا "ایک کھیت میں کیکر کا پیڑ ہے۔ اس پیڑ پر ایک گھونسلا ہے جہاں اس فاختہ نے انڈے دے رکھے ہیں۔ مگر کھیت والے نے وہ پیڑ ایک بڑھئی کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ بڑھئی کل صبح وہ پیڑ کاٹ ڈالے گا۔ ہمیں اس بیچاری کی مدد کرنی چاہیئے۔"

حاضرین بولے "یہ کام بھی حضرت ہی کر سکتے ہیں ہم کس لائق ہیں!"

اگلے روز علی الصبح حضرت قبلہ بڑھئی کے مکان پر پہنچے اور دستک دی۔ بڑھئی نے جو ممدوح کو دیکھا تو مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔ بولے "کہاں چلے ہو؟" بڑھئی نے کہا پیڑ کاٹنے جا رہا

Marfat.com

ہوں ایک جگہ"۔

حضرت قبلہ! کتنے کا خریدا ہے تم نے کیکر! ہمیں درکار ہے"
جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر بڑھئی کی طرف بڑھایا،
وہ بولا "حضرت دام رہنے دیں میں پیڑ کاٹ لاتا ہوں، در دولت
پہ ڈال دونگا"۔

حضرت مفت میں لینا نہیں چاہتے تھے، آخر اسے دام
قبول کرنے پر رضامند کر لیا اور ارشاد فرمایا کہ وہ پیڑ کو فی الحال
وہیں کھڑا رہنے دے، اور جب انہیں ضرورت ہو گی وہ اُسے خبر کر
دیں گے"۔

کہتے ہیں حضرت قبلہ نے تین مہینے کے بعد اس پیڑ کو کٹوانے
کا حکم دیا، ظاہر ہے اس عرصہ میں فاختہ کے بچے نکل کر اڑنے
کے لائق ہو گئے ہوں گے!

ع - دُنیا میں کوئی تم سا شفیق نہ مل سکا!

Marfat.com

معمولات

اتباعِ سنّت

حضرت میاں صاحب قبلہؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبِ صادق تھے، اکثر بحالتِ سکر فرمایا کرتے کہ ہم تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہیں اور جب صحو میں ہوتے تو فرماتے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بادشاہ سرکار سرہند شریف فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ فقیر درویشوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اس فقیر نے غلبۂ محبت سے جو فقیر کو عاماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاصل ہے بیان کیا کہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر

Marfat.com

غالب ہوئی ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو بواسطہ حضورؐ کے دوست رکھتا ہوں کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ حضورؐ کا پروردگار ہے۔"

حاضرین یہ کلمات سن کر حیران ہوئے حالانکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ میرا یہ قول بظاہر رابعہ بصری کے قول کے خلاف ہے۔ کیونکہ انہوں نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں کہا تھا کہ محبت حق سبحانہ وتعالیٰ کی مجھ پر اس قدر غالب ہوئی ہے کہ حضورؐ کی محبت کی گنجائش نہیں رہی، یہ قول سکر کی خبر دیتا ہے، حضرت مجدد صاحبؒ کے قول کی بھی یہی صورت ہے، اول الذکر نے قول عین سکر میں کہا تھا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ابتدائے صحو میں، حضرت رابعہ بصری رحہ کا قول مرتبۂ صفات میں ہے اور ان کا بعد از رجوع مرتبہ ذات اور مرتبہ ذات میں اس قسم کی محبت کی گنجائش نہیں ہے، سبحان اللہ دونوں بزرگوں کے اقوال فنافی الذات اور فنا فی الرسول کے مرتبہ کا پتہ دیتے ہیں اور حضرت میاں صاحب قبلہؒ جب سکر میں ہوتے تو ہر دو فنا کے درمیان میں ہوتے اور عالم صحو میں فنا فی الرسول کا مقام تھا ہی اُن کا

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ جب یہ چاہتے ہیں کہ مخلوق اُنہیں جانے اور پہچاننے لگے تو وہ انبیاؑ کو بھیجتے ہیں گو یا نبی کی مثال مخلوق اور

Marfat.com

خالق کے درمیان ایک کڑی کی سی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو حبیب رب العالمین ہیں محبوبِ خدا ہیں برگزیدہ نبی سید البشر اور رحمتہ اللعالمین ہیں عبد و معبود کے رشتہ کو سب انبیأ کرام سے زیادہ مضبوط بنانے والے ہیں۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حق سبحانہ و تعالیٰ بندوں کو خاص طور پر خطاب فرماتے ہیں کہ مجھ سے محبت کرتے ہو تو ان کی اتباع کرو، جو یہ (حضور) کہتے ہیں اسے مضبوطی سے پکڑ لو، ان کی پیروی کرو، اپنے ہر معاملہ میں صاحب لولاک کے فیصلہ کو نہ صرف مقدم جانو بلکہ بلا چون و چرا اور حیل و حجت اسے تسلیم کرو ورنہ تم ہرگز مومن نہیں بن سکتے ——، گویا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و برکات کو جمیع مخلوق پر پورا اختیار حاصل ہے، اُن کی محبت ہم پر لازم ان کا حکم قابل تسلیم اور اتباع فرض ہے کیونکہ اس کے بغیر تکمیل ایمان نہیں ہے اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صؐ پر ایمان نہ لایا وہ کافر ہے (فتح ع۲)

لہذا محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم لازم ملزوم ہے، محبت کا تقاضا ہے کہ اس کا داعی محبوب کے سامنے سر جھکا دے، جیسا کہ کشتگانِ

Marfat.com

خنجرِ تسلیم ہا" میں اشارہ ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تفسیر میں حُبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "جو شخص (مسلمان) یہ نہ سمجھا، کہ حضور ہی میری جان کے مالک ہیں اور یہ نہ سمجھا کہ تمام حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت (حکم و تصرف) نافذ ہے اس نے کسی حال میں حضور کی سنت کی شیرینی نہیں چکھی، کیونکہ حضور اولی بالمومنین ہیں" سبحان اللہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شہنشاہیت کو کس اختصار سے واضح کیا ہے۔

صحابہ کرام رضی تعمیل ارشاد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ کمربستہ رہتے تھے، چنانچہ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسا عمل نہیں چھوڑا جس پہ حضور نے عمل فرمایا ہو، اور اگر میں جان بوجھ کر ایسا کام چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں سنت سے منحرف ہو جاؤں گا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر حضور کو اسے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں کبھی بوسہ نہ دیتا، اور سیدنا نے ایک اور موقع پر فرمایا

Marfat.com

کہ حضورؐ بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھاتے تھے اس لئے میرے لئے بھی آٹا نہ چھانا جایا کرے۔ اور ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ ایک مکان کے گرداونٹنی پھرا رہے تھے، جب اُن سے ایک شخص نے ایسا کرنے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ اس مکان کے گرد اونٹنی پھراتے دیکھا ہے۔ اور یہی حال دوسرے صحابہ کرامؓ کا تھا۔

حدیث شریف: "انسان قیامت کے دن ان لوگوں کے زمرہ میں اٹھے گا جن سے وہ محبت رکھتا تھا" کے متعلق حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ ارشاد ہوا "تم نے کیا تیاری کی ہے؟" بولے کچھ بھی نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں" حضور رحمتہ اللعالمینؐ نے فرمایا "تو اُس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھتا ہے۔"

اور حضورؐ کی فرمانبرداری پر تو حق سبحانہ و تعالیٰ شاہد ہیں فرماتے ہیں "جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبولؐ کی فرمانبرداری کرے پس وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں

کے ساتھ اور یہ اچھے رفیق ہیں ۔"

سبحان اللہ محبان و غلامان صادق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے بلند مراتب اور مدارج کی خوش خبری دی گئی ہے ۔

حالانکہ یہ اللہ کے بندے نہ تو مراتب کے طالب ہوتے ہیں اور نہ مدارج کے خواہاں ۔۔۔ فقط حضورؐ کی خوشنودی چاہتے ہیں سہ

جو کرے تو ایک نظر سے خوش ، وہی ہم کو عیش دوام ہے

اخلاق محمدی

حضرت میاں صاحب قبلہؒ اٹھنے بیٹھنے ، کھانے پینے اور بات چیت میں اخلاق محمدی کا نمونہ تھے ، اور ممدوح پر یہ رنگ کچھ ایسا چڑھا تھا کہ معلوم ہوتا گویا حضرت قبلہ کو سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا فخر حاصل ہے اور حضرت قبلہ براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت یافتہ ہیں چنانچہ حضرت قبلہ بھی صلہ رحمی کرتے ، مقروضوں کا بار اٹھاتے ، غریبوں اور ناداروں کی اعانت کرتے ، مہمانوں کی تواضع فرماتے ، مظلوم کی حمایت کرتے ، مصیبت میں کام آتے ، برائی کے بدلے برائی نہ کرتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے ۔ ذاتی معاملہ کے لئے

Marfat.com

کبھی کسی سے رنجیدہ نہ ہوتے تھے، کبھی کسی سے ناراض نہ ہوتے تھے البتہ دین کے معاملہ میں غصہ میں آتے تھے، جو فریق ثانی کے اظہار ندامت اور آئندہ کے لئے نیک چلنی کے وعدہ کے ساتھ اتر بھی جاتا تھا، اور پہلے سے کہیں بڑھ کر ایسے شخص پر مہربان بھی ہو جاتے تھے، ہر خیال اور ہر طبقہ کے لوگوں سے بلا روک ٹوک ملتے۔

علماء سے ملنے میں خود پہل کرتے۔ اور بعض اوقات اس مقصد کے لئے دُور دراز کا سفر بھی کرتے۔

حکیم محمد اسحاق صاحب مزنگ والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیّد نُور الحسن شاہ صاحب کیلیانوالے ——— حکیم صاحب مذکور اور ایک دوسرے صاحب کی معیّت میں بحکم میاں صاحب قبلہ دیوبند میں مولانا انور علی شاہ صاحب شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ یہ شرقپور سے تشریف لائے ہیں تو بیساختہ فرمایا "وہ جہاں ایک اللہ کا شیر رہتا ہے۔ میری تمنّا ہے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کروں"۔ چنانچہ وہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر بھی ہوئے، اور بوقت روانگی حضرت قبلہ

Marfat.com

ے بیٹھ" پر بغرض حصول فیوض و برکات ہاتھ پھیرنے کی خواہش
رمائی اور خوشی خوشی رخصت ہوئے۔

علمائے ظاہر کی طرح کبھی کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے
کسی کی نازیبا اور نامناسب حرکت پر اسے سب کے سامنے
شرمندہ نہ کرتے، ہم نشینوں میں کبھی امتیازانہ سے نہ بیٹھتے بلکہ
حضرت قبلہ کے زانو ہم نشینوں سے بڑھے ہوئے نہ ہوتے،
کسی کی بات کو قطع نہ کرتے، سب سے باری باری گفتگو فرماتے،
نماز، تسبیح و تہلیل، نوافل، اوراد و وظائف میں وقت کی
پابندی کو ملحوظ رکھتے اور ان کی ادائیگی میں کبھی ناغہ نہ کرتے،
عزیز و اقارب سے ملتے جلتے، اُن کی شادی اور غمی میں شرکت
فرماتے، ملنے والے سے سلام کی خود پہل فرماتے، رخصت کرتے
وقت مصافحہ بھی فرماتے، کسی کو اپنے سامنے جھکنے نہ دیتے،
اپنا کام ہاتھ سے کرتے، حتیٰ کہ جوتے بھی پیر سے اپنے ہاتھ سے
نکالتے اور رکھتے، کوئی بھول کر از راہ خدمت ایسا کرنا یا کرنا
چاہتا تو اُسے بہت خفا ہوتے، لباس بہت سادہ پہنتے، جس
میں شریعت کا از حد لحاظ رکھتے، زمانہ حاضرہ کے پیروں اور سجادہ
نشینوں کے کردار کو دیکھتے تو جی ہی جی میں کڑھتے اور فرماتے کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ بندہ بنائے مگر کسی کو سجادہ نشین نہ بنائے، جب بازار میں نکلتے تو نگاہیں نیچی رکھتے، اور برق رفتاری سے چلتے۔ سادہ خوراک کھاتے تھے مگر دسترخوان پر ملنے والوں کے لئے عمدہ کھانے بھی ہوتے، جس سے معلوم ہوتا کہ کسی "والئے ریاست" کا دسترخوان ہے اور جب خود تناول فرماتے تو لذیذ اور مرغوب سالن میں پانی ملا لیتے تاکہ نفس کی پرورش نہ ہو، تن پروری کے حامی تھے مگر تن آسانی سے دور بھاگتے تھے، معاملہ کے نہایت صاف تھے، لین دین میں پائی پائی کا حساب چکاتے جس کسی کا دینا ہوتا نہ لیت و لعل کرتے اور نہ تاخیر فرماتے، اکثر ایسا ہوتا کہ حضرت قبلہ کو کہیں ہنگامی روپیہ پیسہ کی ضرورت پڑتی تو کسی محب سے رجوع فرماتے اور بقدر ضرورت ادھار طلب کرتے جو واپسی پر ادا کر دیتے، حاجت مند حضرت کے دروازے سے کبھی خالی نہ جاتا تھا مگر بحالت تندرستی و توانائی کسی کا بے ضرورت سوال کرنا گراں گزرتا، اور اسے سوال کرنے سے منع فرماتے اور کام کاج کی طرف توجہ دلاتے، چنانچہ اکثر ایسے لوگوں نے جو حضرت قبلہ سے سوالی ہوتے، ممدوح کی ہدایت پر کسی نے مزدوری یا ملازمت اختیار کر لی، اور کسی کو حضرت قبلہ نے گرہ سے دکان کھلوا دی،

Marfat.com

مانے کسب حلال سے بڑھ کر کوئی روزی نہیں ہے آدمی خواہ
ئی کام کرے مگر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو پیش نظر رکھے
اس کا ہر کام عبادت ہے۔

کساری

ذاتی شہرت اور تعریف کو سخت ناپسند فرماتے۔ ملنے والے
ب یوں کہتے کہ ہم حضرت قبلہ کی زیارت کو آئے ہیں؟ فرماتے میں
رت کے لائق کہاں ہوں، خدا تعالیٰ کا ایک "ناچیز بندہ ہوں" بلکہ
قسم کی باتوں پر خفا ہوتے، بعض اوقات حضرت قبلہ کی آنکھیں
بب خفگی سرخ ہو جاتیں اور ایسے خوشامدی کو مجلس سے باہر
ال دیتے، جب کوئی تعظیم کے لئے اٹھتا تو اس چیز کو بھی ناپسند
تے، ملنے والوں سے اونچی یا بلند جگہ پر بیٹھنے سے احتراز کرتے،
ب ساتھیوں کے ساتھ کہیں جاتے تو ان سے آگے بڑھنے کی
شش نہ کرتے، بلکہ ان کے پیچھے چلنے کی خواہش فرماتے، اکثر
ور معترض اور جاہل بھی حضرت قبلہ کے پاس آتے جن میں ایسا بھی
تا کہ وہ حضرت قبلہ کی باتوں پر برانگیختہ ہو جاتے تو ایسے لوگو
کو بڑے تحمل اور بردباری سے سمجھاتے اور راہ راست پر لاتے۔
والوں میں اگر کوئی مہمان ہوتا اور بیمار ہو جاتا تو اپنے ہاتھ سے اسکی

Marfat.com

تیمارداری کرنے اُس کی غلاظت تک اٹھانے میں عار محسوس نہ کرتے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ لاہور تشریف لائے۔ ایک ملنے والے کے مکان پر ٹھہرنے کا ارادہ فرمایا، وہ صاحب خود مکان پر تشریف نہ رکھتے تھے اور کمرہ جس میں حضرت قبلہ نے قیام فرمانا تھا کوڑا کرکٹ سے اٹا پڑا تھا۔ جھاڑو بھی ندارد تھی، آخر حضرت قبلہ نے اپنی کفش مبارک نکال کر اُس سے کمرہ صاف کیا اور اس کام کے کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کی۔

صوفی صاحب حضرت قبلہ کی انکساری کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ احباب کے ساتھ قصور کے قبرستان میں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بھنگن کوڑا کرکٹ ڈالے اس انتظار میں کھڑی تھی کہ ادھر سے اس کی برادری کا کوئی شخص گذرے تو وہ اُس کی مدد سے ٹوکرا اٹھا کر لے جائے، گود میں بچہ بھی تھا، جوں ہی اس پر حضرت قبلہ کی نظر پڑی، جھٹ آگے بڑھ کر ٹوکرا اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دیا۔ اور ساتھی دیکھتے رہ گئے۔

مولوی چراغ الدین صاحب ساکن برج اٹاری ایک اس سے

Marfat.com

بھی لرزہ خیز واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ کے ہمراہ مکان تشریف لے گئے، وہاں راستے میں پُل پہ ایک کُتّے کی لاش پڑی تھی۔ سڑاند اور بدبُو سے دماغ پھٹا جاتا تھا۔ احباب جو ہمراہ تھے، سب نے ناک پہ کپڑا رکھ لیا تھا لیکن حضرت قبلہ لاش کے پاس بیٹھ گئے اور کچھ دیر نگاہِ عبرت سے دیکھتے رہے فرمایا "چند روز پہلے تُو ہماری طرح چلتا پھرتا تھا، آج تیرا یہ حال ہے ـــــ" اس سے کافی دیر اس قسم کی باتیں کرتے رہے۔ حالانکہ احباب کو قریب جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ نے صوفی صاحب سے فرمایا کہ ایک روز بازار سے گذر رہا تھا کہ ایک کتے نے پاؤں اٹھا دئے، جیسے کہتا ہو مجھے گلے سے لگا لو۔ چنانچہ فرماتے ہیں میں نے اُسے گلے سے لگا لیا ـــــ" اللہ اکبر!

سادگی

حضرت قبلہ کے پاس فتوحات بھی آتی تھیں، مگر سب حاجتمندوں پہ صرف کر دیتے، ساری زندگی میں کوئی کوٹھی یا محل نہیں بنوایا بلکہ تمام عمر نہایت سادہ مکان میں رہے، اس کے متصل مہمانوں کے لئے ایک مکان بنوایا وہ بھی سادہ اور بغیر کھڑکی کے بے مسجد شریف

Marfat.com

جو حضرت قبلہ کے جدامجد نے بنوائی تھی، اسے کشادہ کیا، وہی پا
جو کھٹ بطور یادگار سلف اور تبرکاً استعمال فرمائی، سیمنٹ با چو
کی ٹیپ کرائی، سامانِ آرائش و زیبائش سے ممدوح کو طبعاً نفرت
تھی، انگریزی معاشرت کو اس لئے ناپسند فرماتے تھے کہ اس میں
سادگی مفقود ہے، یہ اسراف بیجا سکھلاتی ہے اور بیحیائی کی مظہر
جدید مصنوعات کا استعمال بھی بہت ہی کم اور اشد ضرورت میں
فرماتے تھے، حتی المقدور ان سے دور بھاگتے۔ فرماتے کہ مشینی کلچر
نے برکت اڑادی ہے اور انگریزی بت والے سکوں نے ہمارے دلو
میں بت بٹھادئے ہیں، فرماتے انگریزی تمدن اور معاشرت نے ہ
کو تباہ کر دیا ہے اور اس کا اثر ہمارے رگ و ریشہ میں سرایت کر
گیا ہے۔ اس نے ہمیں نہ دین کا چھوڑا اور نہ دنیا کا ــــ ہم
نے جب سے اسے اپنایا ہے ہم پر خیر و برکت کے دروازے بند
ہو گئے ہیں، ہماری دعا بارگاہ الٰہی میں نہیں پہنچتی بلکہ اس معاشرت
کی پیدا کردہ مکدر فضا میں گم ہو کر رہ جاتی ہے، فرماتے آج
مسلمان صرف نام کے مسلمان ہیں، بلکہ قول و فعل کے تضاد سے
ہماری کیفیت تو یہ ہے کہ مسلمان کے مسلمان ہیں اور بے ایمان کے
بے ایمان، کلمہ طیبہ محض اوپری زبان سے پڑھتے ہیں ورنہ باطن میں تو

Marfat.com

انگریز کا کلمہ رگ و ریشہ میں سمایا ہوا ہے، فرماتے چھاپے خانوں کی کثرت نے دینی کتب کی قدر و منزلت کو ہمارے دلوں سے محو کر دیا ہے۔

صاف گوئی

حضرت قبلہ لگی لپٹی نہ رکھتے تھے جیسے سادگی پسند تھے ویسے صاف گو بھی تھے۔ حضرت قبلہ کے ابتدائی ایام کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے کسی آدمی پر نکاح کا جھوٹا دعویٰ کر دیا، اور دعوے میں دلیل یہ دی کہ نکاح مذکور حضرت میاں صاحب قبلہ رح نے پڑھا ہے، چنانچہ حضرت قبلہ کو بھی تحصیل دار کے روبرو بلوایا گیا، انگریز کی عملداری تھی۔ تحصیل گھر بھی پاکیزہ سمجھے جاتے تھے، مگر حضرت جوتے سمیت تحصیل میں چلے گئے، سپاہی نے دیکھا تو کہا کہ جوتا باہر اتار کر آیئے۔ حضرت قبلہ بولے کیا یہ مسجد ہے؟ تحصیلدار سپاہی سے بولا "انہیں آنے دو" اور ان سے کہا "سچ بولو گے؟" جواباً فرمایا "تمہاری عدالتوں میں کہیں سچ بولا بھی جاتا ہے" تحصیلدار نے کہا ہم کو یہ الفاظ کہنے ہی پڑتے ہیں" فرمایا "میں نہ مدعی کو جانتا ہوں اور نہ مدعا علیہ کو ــــــ" تحصیلدار سمجھدار آدمی تھا، باتوں سے تاڑ گیا، اور انہیں بڑی عزت سے رخصت کیا۔

Marfat.com

خلافِ شریعت امور پر حضرت قبلہ اچھے اچھے عہدہ داروں کو بھی ٹوکنے سے نہ چوکتے۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ کے پاس لاہور سے دو صاحب حاضر ہوئے، ان میں ایک صاحب تو متشرع تھے۔ ہاں ان کے ساتھی ڈپٹی صاحب ڈاڑھی صفاچٹ مگر بڑی بڑی مونچھیں رکھتے تھے، حضرت قبلہ نے ان سے آنے کا سبب دریافت کیا۔ وہ بولے "سائیں تونکر شاہ صاحب انبالوی کے ملنے والوں میں سے ہیں" حضرت قبلہ جوش میں آ گئے، ڈپٹی صاحب کی مونچھیں پکڑ لیں، قمیص کے کالر بھی کھینچے اور فرمایا "کیا حضرت شاہ صاحب قبلہ کی ایسی صورت تھی" ڈپٹی صاحب کا دل بھر آیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، کتھوڑی دیر کے بعد جب وہ رو دھو چکے تو حضرت قبلہ نے گلے سے لگا لیا۔ حاجی عبد الرحمن صاحبؒ بھی موجود تھے، بولے ڈپٹی صاحب کا باطنی حال اچھا ہے" انہیں چند نصیحتیں بھی فرمائیں ڈپٹی صاحب صدق دل سے حضرت قبلہ کے معتقد ہو گئے، نکری ملازمت میں بھی اللہ پاک نے انہیں بہت عروج دیا۔

حضرت قبلہ کے خالو زاد بھائی سر میاں محمد شفیع مرحوم ایک مرتبہ علامہ ڈاکٹر اقبالؒ کے ہمراہ در دولت پہ حاضر ہوئے، میاں صاحب

Marfat.com

نے ڈاکٹر صاحب کی آمد کے متعلق اطلاع کی، فرمایا میں نہیں جانتا تجھے یا تیرے علامہ کو "سر شفیع" اپنا سا مونہہ لے کر رہ گئے۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم کو جب حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دامنگیر ہوئی تو ان کے کلام میں بھی بلا کا تاثر امنڈ آیا حضرت قبلہ کے متعلق جوں جوں سنتے ملاقات کا اشتیاق بڑھتا گیا آخر سر محمد شفیع مرحوم سے رجوع کیا اور ملاقات کے راستے ڈھونڈنے لگے، ایک آدھ مرتبہ تو حضرت قبلہ نے اجازت نہ دی، یہ جذبہ صادق رکھتے تھے آخر عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان کی رسائی ہو گئی، کہتے ہیں حضرت قبلہ نے ڈاڑھی منڈانے پر انہیں بھی ٹوکا، اور ان کے انگریزی طور طریقوں کی مذمت فرمائی، ڈاکٹر صاحب نفسیات کے ماہر تھے جھٹ حضرت قبلہ سے معروض ہوئے کہ بے شک حضرت کو گناہوں سے نفرت ہونی چاہیئے، مگر گنہگار سے نہیں ——— کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع المذنبین ہیں، ان کا یہ کہنا تھا کہ حضرت قبلہ دھیمے پڑ گئے، جہاں حضور سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سن لیتے، حضرت قبلہ کی حالت غیر ہو جاتی، اور جوش و خروش دجوکہ محض دین

Marfat.com

کے لئے ہوتا تھا) ٹھنڈا پڑ جاتا، ڈاکٹر صاحب مرحوم کی خاطر تواضع کی اور خوشی خوشی رخصت فرمایا۔

ایک دن ملک مہدی زمان خاں ڈپٹی کمشنر گجرات حاضر خدمت ہوا، بولا کہ حضرت قبلہ نے مجھے پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پور سیّداں اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف جانے کا حکم دیا تھا، وہاں گیا تھا مگر حضرت قبلہ ہی کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں، نیز عرض کیا کہ حضرت قبلہ نے مکان شریف جانے کو بھی فرمایا تھا، وہاں جانے سے البتہ دل کو سکون ہوا، ہاں کلام مجید کی تلاوت میں کبھی ناغہ ہو جاتا ہے، حضرت دعا فرمائیں کہ ناغہ نہ ہو" حضرت قبلہ بولے کسی کام کے لئے جب کمشنر آپ کو حکم دیتا ہے تو آپ تعمیل کرتے ہیں یا اُسے دعا کے لئے لکھتے ہیں، افسوس اس وقت تو خود بخود عمل ہو جاتا ہے مگر دینی کام کے لئے دعا کی ضرورت ہے —— دوپہر کے وقت ان کے لئے کھانا چنا گیا، ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھے، جب وہ دستر خوان کی طرف بڑھے تو آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے، حضرت قبلہ بول اٹھے" اس طرح تو شداد، ہامان اور فرعون بیٹھتے تھے، ہم مسلمانوں کو اس طرح بیٹھنا چاہیئے کہ جس طرح ہمیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، حضور فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

میں بندہ ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں، ہمیں بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اور دائیں گھٹنے کو کھڑا رکھ کر کھانے کے لئے بیٹھنا چاہیئے۔ اسلام ادب سکھاتا ہے، افسوس کہ مسلمانوں میں تکبر آ گیا ہے ؎

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی   اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ایک روز ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور تلقین ارشاد کے لئے خواستگار ہوا، حضرت قبلہ نے فرمایا "پہلے کس سلسلہ میں بیعت ہو" وہ بولا "چشتیہ طریقہ میں" فرمایا "وہ طریقہ تو بہت اچھا ہے"۔ "مجھے تو فائدہ نہیں ہوا، میرے پیر بھی فوت ہو گئے ہیں" حضرت قبلہ بولے "وہ فوت نہیں ہوئے تو فوت ہو گیا ہے اور تیرا اعتقاد جاتا رہا ہے ـــــ" اور شخص مذکور سے بہت بگڑے۔

ایک مرتبہ ایک شخص بوتل میں پانی لے کر آیا اور کہا حضرت اس پانی پر دم کر دیں، بیمار کے لئے درکار ہے، فرمایا موت کا کوئی علاج نہیں، آخر مرنا ہے، جب وہ آئے گی کچھ بن نہ پڑے گا، خداوندکریم کی یاد ضروری ہے، اس وقت کو غنیمت جانو اور کچھ کر لو۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔

ایک مرتبہ مکان شریف میں میر لطف اللہ صاحب نے بزرگوں کا

ختم دلوایا، حضرت قبلہ کو بھی بلوا بھیجا، حضرت قبلہ تشریف لے گئے اور فرمایا "ختم شریف سے کیا ہوگا؟ بزرگوں کی روح تو آپ سے ناراض ہے۔ خود غرضی چھوڑ دو، مقدمے بازی نہ کرو۔ آپس میں صلح صفائی سے رہو، یہ ختم سے بہت بہتر ہے۔ نیز فرمایا جب کوئی شخص قانونِ الہیہ کو چھوڑ کر انگریز کی عدالت میں جاتا ہے تو اس کا ایمان نہیں رہتا۔

خدمتِ خلق

حضرت قبلہ حاجتمند اور ضرورت مند کی دامے درمے امداد تو کرتے ہی تھے، حضرت قبلہ لوگوں کی اجتماعی زندگی میں بھی مشوروں سے امداد فرماتے تھے، حضرت قبلہ کے دربار میں اکثر عورتیں اپنے تندمزاج شوہروں کی شکایت کرتیں، یا باپ اپنے بیٹوں کے متعلق گلہ کرتے، تو حضرت قبلہ ایسے لوگوں کو نہایت محبت سے سمجھاتے، کہ بھائی گزارہ کرو، اچھے کے ساتھ تو ہر ایک کی گذر ہو جاتی ہے، مزہ تو جب ہے کہ بُرے کے ساتھ نباہ ہو جائے، عورتوں سے فرماتے تم مرد بن جاؤ اور شوہروں کی خلاف طبیعت باتوں کو برداشت کرو، اکثر دیکھا اور سُنا گیا ہے کہ حضرت کے مشورہ کے خلاف جب کبھی یہ لوگ عمل کرتے

Marfat.com

تو نتیجہ برعکس نکلتا

برادری کے فیصلوں میں اکثر لوگ حضرت قبلہ سے ایک دوسرے کی زیادتیاں بیان کرتے تو حضرت قبلہ فرماتے کہ جناب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی برادری سے کس قدر تکلیفیں پہنچیں، لیکن حضورؐ نے خون تک معاف کر دیے، اور کسی سے بدلہ نہ لیتے، آخر برادری نے حضورؐ کو گھر سے بھی نکال دیا اور انہیں ہجرت کرنی پڑی، لوگ حضورؐ کے اینٹ پتھر مارتے اور طرح طرح کی اذیتیں دیتے مگر انہوں نے کسی سے انتقام نہ لیا، طرفین پر اس گفتگو کا نہایت خوشگوار اثر ہوتا اور باہمی تصفیہ کر لیتے۔ حضرت قبلہ بہت خوش ہوتے۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ مکان شریف میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک زمیندار نے صاحبزادہ حضرت مظہر قیوم رح کی حضرت قبلہ سے شکایت کی کہ وہ مکان بنانا چاہتا ہے مگر صاحبزادہ صاحب منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ زمین ان کی ملکیت ہے، حضرت قبلہ نے صاحبزادہ صاحب سے فرمایا کہ ایک وقت تھا کہ لوگ بزرگوں کو زمینیں دیتے تھے مگر وہ قبول نہ کرتے تھے اور آج یہی لوگ جھگڑے کرتے ہیں حضرت قبلہ کے فرمان پر صلح صفائی

Marfat.com

ہوگئی، طرفین نے لکھا پڑھی بھی کی جس میں حضرت قبلہ کا نام بھی بطور ثالث تحریر کیا گیا مگر جب انہیں یہ معلوم ہوا تو بہت خفا ہوئے اور جب شرق پور شریف چلے آئے تو ان لوگوں میں پھر ان بن ہوگئی، حضرت قبلہ کچھ عرصے کے بعد جب دوبارہ مکان شریف حاضر ہوئے تو حالات سے آگاہ ہوکر رنجیدہ ہوئے اور صاحبزادہ صاحب سے فرمایا "اچھا مقدمہ کرکے دیکھ لو" چنانچہ معاملہ جب عدالت میں گیا تو فیصلہ زمیندار کے حق میں ہوا اور صاحبزادہ صاحب بہت نادم ہوئے۔ حضرت قبلہ لوگوں کو عموماً عدالتوں میں جانے سے روکتے، فرماتے شریعت کے مطابق گھر پہ ہی فیصلہ کرلیا کرو۔

راقم الحروف کے والدِ بزرگوار کہتے ہیں کہ اُن کے ایک دوست نے اپنے لڑکے کی سگائی ایسی جگہ کی جہاں کے حالات اچھے نہ تھے اور وہ گھرانہ بدنام ہوچکا تھا، چنانچہ جب حضرت قبلہ کو معلوم ہوا تو انہیں بُلوا کر بہت ڈانٹا مگر انہوں نے یہ عذر پیش کیا کہ یہ رشتہ ان کی مرضی سے طے نہیں ہوا بلکہ ان کے بڑے بھائی صاحب نے کیا ہے، حضرت قبلہ اُن سے بھی ملے اور معاملہ کی اونچ نیچ سے آگاہ کیا، مگر ان لوگوں نے حضرت قبلہ کے فرمان پر چنداں غور نہ کیا، اور شادی ہوگئی، مگر دو ہی سال میں لڑکا فوت ہوگیا

اور ایک سال کے بعد لڑکی کا بھی انتقال ہو گیا۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ حضرت عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف سے آ رہے تھے کہ سامنے سے ایک صاحب مولوی عبدالرحمٰن جو ایک ٹانگ سے معذور تھے چلے آتے تھے، جب پاس آئے تو حضرت قبلہ نے انہیں اٹھا لیا اور تھوڑی دور لا کر چھوڑ دیا۔

ایک دفعہ شرقپور شریف میں طاعون کی وبا پھیل گئی، پہلا آدمی جو اس عارضہ میں مبتلا ہو کر چل بسا تھا لوگ اس کی میت کو چھوڑ کر بھاگ گئے کہ مبادا یہ موذی مرض انہیں نہ لگ جائے، حضرت قبلہ کو میت کی کس مپرسی کا علم ہوا تو ایک خادم کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے، میت کو اٹھا کر ایک قریبی مسجد کی طرف غسل دینے کے لئے بڑھے، مگر لوگوں نے انہیں کنوئیں کے قریب آنے سے روک دیا، یہ رہٹ کی طرف گئے وہاں بھی یہی صورت پیش آئی، آخر میت کو ایک کھیت میں لٹا کر پانی گھڑوں میں بھر کر لائے، میت کو غسل دیا، اور اس کی تدفین کا انتظام فرمایا۔

راقم الحروف کے مکان کے سامنے ایک صاحب میاں عبداللہ

Marfat.com

نامی رہتے تھے۔ ہاتھ پیر سے مجبور اور اپاہج تھے، حضرت قبلہ کا ذکر سنتے اور جی ہی جی میں خوش ہوتے، جب ان کا شوق عشق کی حد تک پہنچا تو لواحقین سے کہا مجھے حضرت قبلہ کے پاس لے چلو، کئی روز وہ ٹالتے رہے، آخر اس عاشق صادق کی بات ماننا پڑی کہتے ہیں جب وہ انہیں لے کر گلی سے باہر نکلے تو حضرت قبلہ اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے گھر سے نکل رہے تھے، دونو کی گلی میں ملاقات ہوگئی۔ میاں عبداللہ بولتے بھی ہکلا کر تھے، حضرت قبلہ ان کی باتیں سنتے تھے اور فرماتے تھے کہ تو مجھ سے اچھا ہے۔ کاش میں ایسا ہوتا ــــ اور ان سے بڑی محبت کا اظہار فرمایا۔

عبادات

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ نماز، روزہ، ذکر و اوراد و وظائف کو بہت پابندی وقت سے ادا کرتے تھے، نماز فجر کے وقت مسجد میں تشریف لے آتے ابتدائی عمر میں وہاں حضرت قبلہ کے چچا حمید الدین صاحب نماز پڑھایا کرتے تھے وہ کبھی تشریف نہ لائے تو حضرت قبلہ امامت فرماتے بعد نماز درود شریف خضری شماروں پر نمازیوں کے ساتھ مل کر پڑھتے۔

Marfat.com

راقم الحروف کے والد صاحب فرماتے ہیں کہ شماروں پر درود شریف
[پڑ]ھنے کا طریقہ حضرت قبلہ بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
[ج]اری کیا تھا، اور پہلے پہل اسے حضرت قبلہ کی مسجد شریف میں
[را]ئج کیا گیا۔ الحمد للہ کہ وہاں یہ طریقہ اب تک جاری ہے بلکہ
[ح]ضرت قبلہ کے خلفاء کرام جہاں جہاں تشریف رکھتے ہیں اُن کے
[ہا]ں بھی یہ عمل برابر مستعمل ہے۔

دن چڑھے حضرت قبلہ نماز اشراق ادا کرتے اور کبھی کبھار بچوں
[ک]و کلام مجید کا درس بھی دیتے۔ جو لڑکا سبق یاد نہ کرتا یا بھاگ جاتا
[ت]و حضرت قبلہ اس کے ایسی چٹکی بھرتے کہ وہ شرارتیں بھول جاتا۔
اس کے بعد مہمانوں کے لئے گھر سے کھانا اٹھا کر لاتے۔ اپنے
ہاتھ سے دستر خوان پر چنتے۔ ان کے ہاتھ دُھلاتے۔ ایک ایک لقمے
پر بسم اللہ شریف پڑھتے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی تاکید
فرماتے۔ کھانے کے بعد مہمانوں کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے۔
اور بعد طعام خود بھی قیلولہ فرماتے اور دوستوں سے بھی آرام
کرنے کو کہتے۔ فرماتے اگر ہمارا کھانا، لیٹنا اور اٹھنا بیٹھنا شرع
شریف کے مطابق ہے تو یہ بھی ایک طرح کی عبادت ہی ہے۔
ظہر کی نماز اوّل وقت پڑھتے۔ اسی طرح عصر کی نماز بھی

Marfat.com

تاخیر نہ فرماتے، فرض سے پہلے چار رکعت سنت پابندی سے ا
کرتے۔

عموماً ہر نماز کے لئے تازہ وضو فرماتے، وضو میں بات چیت
پسند نہ کرتے۔ ریش مبارک میں خلال کرتے اور کنگھی بھی کرتے
ہر وضو کے ساتھ مسواک بھی فرماتے، مستحب کی بڑی رعایت رکھ
وضو میں زیادہ پانی صرف نہ کرتے، بعد ادائیگی نماز مغرب مسجد
چھت پر تشریف لے جاتے۔ چھ رکعت نماز نفل ادا کرتے، نواف
کے بعد حاضرین صفیں باندھ کر بیٹھ جاتے، اکاسی مرتبہ سورہ
فاتحہ پڑھتے، پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ کی تکرار فرماتے، اسی طرح اِ
کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْن پر تکرار کرتے تیسرا کلمہ بھی آہستہ یا بل
آواز سے پڑھتے، اور سونے سے پہلے کلمہ استغفار اس طرح
ادا کرتے اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ
اِلَیْہِ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ او
یاروں کو بھی یہ پڑھنے کو فرماتے۔ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھ
نہ پہلی رات ہی پڑھ لیتے۔ تہجد کی نماز گھر پر ادا کرتے، نماز جمعہ حنف
طریقہ کے مطابق ادا فرماتے، نماز تراویح بیس ۲۰ رکعت پڑھتے
ہر چہار رکعت کے بعد تسبیح بڑی دلجمعی اور شوق سے پڑھتے، او

Marfat.com

قرآن پاک کا ختم شریف بھی سنتے تھے، خواہ سفر میں ہوں یا گھر پر نماز تراویح بیس سے کم ادا نہ فرماتے، کبھی کبھی رمضان المبارک کے ایام میں لاہور بھی تشریف لے جاتے، اور اکثر آستانۂ حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد میں حافظ فخر الدین صاحب کے پیچھے قرآن پاک سنتے اور سوائے نماز تراویح نوافل کی جماعت کو پسند نہ کرتے۔

جنازے کی نماز میں اکثر شرکت فرماتے، متوفی کے پسماندگان کے پاس برائے تعزیت اور فاتحہ خوانی بھی جاتے، وہاں پہنچ کر سب سے پہلے ہاتھ اوپر اٹھاتے اور زبان مبارک سے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد پڑھتے، پھر سورہ فاتحہ پڑھتے اور متوفی کے لئے دعائے مغفرت فرماتے، اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے آتے، اکثر قبرستان بھی جاتے اور قبور کی زیارت فرماتے، مزارات پر مراقبہ بھی بیٹھتے اور کبھی کھڑے کھڑے دعائے مغفرت فرماتے، کسی قبر کو ہاتھ نہ لگاتے، فرماتے ہاتھ لگانے سے کیا ہوتا ہے، جب تک دل نہ لگے، اکثر ڈبڈبائی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہہ نکلتے، مزارات کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتے، اور واپسی میں اکثر زبان سے اللہ اکبر کے عظمت والے

Marfat.com

الفاظ نکل جاتے، دُعا میں اکثر ذیل کے اشعار پڑھتے ؎

ظاہر و باطن ہو برائے خدا ہا ہو خدا ہے نہ سوائے خدا
دمبدم اس کی رہے جستجو اور نہ کچھ مطلق رہے آرزو

مسجد میں یا گھر پہ حضرت قبلہ جُوتی کا سرا قبلہ کے رُخ رکھتے، اگر کسی شخص کی جوتی اس رُخ پر نہ پڑی ہوتی تو اپنے ہاتھ سے اُسے درست فرماتے، لوٹے کی ٹونٹی بھی ہمیشہ قبلہ رُو رکھتے، اگر کوئی خادم بھول کر ٹونٹی صحیح رخ پر نہ رکھتا تو حضرت قبلہ اس پر خفا ہوتے، "قبلہ" کا بیحد احترام فرماتے۔

روایت ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شہنشاہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ کسی بزرگ کی زیارت کو تشریف لے گئے، جب ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے قبلہ کی طرف تھوک دیا، یہ اسی وقت اُلٹے چلے آئے کہ جو شخص قبلہ کا ادب نہیں کرتا، اس سے ملنے سے فائدہ؟

پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح نے ایک مرتبہ ایک خادم کو لوٹا رکھنے کو فرمایا اس نے ٹونٹی کا رُخ دوسری طرف کر دیا، حضرت کو یہ دیکھ کر بہت رنج ہوا، کہتے ہیں لوٹے کی ٹونٹی خودبخود قبلہ رُو ہو گئی، سُبحان اللہ!

Marfat.com

..رگان عظام بھی رعایت قبلہ کو کس قدر ملحوظ رکھتے تھے۔

حضرت قبلہ میاں صاحب رح اگر سفر پر ہوتے تو پہلے مسجد
..میں تشریف لے جاتے، وہاں دو چار نفل ضرور ادا کرتے، کہتے
..ہیں حضرت قبلہ نے اپنی عمر میں اشراق کی نماز کبھی قضا نہیں کی
..مسجد میں ہوتے یا گھر پر ہمیشہ دوزانو بیٹھتے، برادرم شیخ
..ناظر حسین صاحب کا بیان ہے کہ پیر و مرشد سرکار کرماں والوں
..نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ حضرت قبلہ قیامت کے روز بھی قبر شریف
..سے "دوزانو" اٹھیں گے! سبحان اللہ! اللہ کے ایک بندے نے
..راقم الحروف سے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ حضرت قبلہ جناب رسالتماب
..صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بھی دوزانو بیٹھتے ہیں اور انہوں نے بھی
..واقعہ میں حضرت ممدوح کو دوزانو ہی بیٹھے دیکھا تھا۔

جمعہ کے خطبہ میں اگر کوئی شخص دوزانو نہ بیٹھتا تو حضرت
..اسے تنبیہ فرماتے کہ مومن مسجد میں ایسے آرام پاتا ہے، جیسے
..مچھلی پانی میں اور منافق مسجد کے اندر ایسا تنگ ہوتا ہے
..جیسے پرندہ پنجرے میں۔

جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو دائیں بائیں نمازیوں کے
..پیروں پر نظر ڈالتے، جس شخص کی ایڑیاں ملی ہوتیں اور پنجے ادھر

Marfat.com

اُدھر کھلے ہوتے تو حضرت قبلہ اپنے ہاتھ سے ان کے پیر سیدھے کر دیتے، فرماتے اس طرح پاؤں رکھنے سے انگلیاں قبلہ رُخ نہیں ہوتیں، نیز فرماتے کہ دونو پاؤں کے درمیان چار یا چھ انگل کا فاصلہ ہونا چاہیئے، نماز باجماعت ادا کرنے پر زور دیتے۔

درود شریف بڑے ذوق و شوق سے بکثرت پڑھتے تھے، فرماتے جب درود شریف پڑھا جائے تو یہ خیال ہونا چاہیئے کہ اللہ کریم کی حضوری میں رسول کریمؐ ہیں اور ان کی سرکار میں درود شریف پڑھ رہا ہوں، نماز کے بعد خشوع و خضوع سے اکثر یہ دعائیہ اشعار پڑھتے۔

یاالٰہی تو کریمی و رسول تو کریم	واہ چہ خوبست کہ آئیم میان دو کریم
کرمابہ بخشائے بر حال ما	کہ ہستم اسیرِ کمند ہوا
نگہدار مارا ز راہِ خطا	خطا در گذار و صوابم نما

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دُعا ہے
امت پہ تیری وقت عجب آن پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

Marfat.com

ر و باطن ہو برائے خدا | چاہے خدا سے نہ سوائے خدا
یرے مولا میرے والی ولی | کر عطا مجھ کو بہ طفیل نبیؐ
بینا و ہر اک موئے تن | محو تجلّی رہے روح و بدن
سلمان ہیں بھائی میرے | فضل سے اپنے انہیں یہ زتبہ دے
لد امسلمانم مسلمانی نمیدانم | ولیکن چوں مسلمانم مسلمان دار یا اللہ

اخیر عمر میں عموماً نمازیں مکان شریف سے قریب مسجد میں
رتے، نماز جمعہ کے لئے اپنی مسجد میں تشریف لیجاتے۔

Marfat.com

ذاتیات

لباس

آج اتباع سنت کے کتنے دعویدار ہیں، پھر اُن میں سے کتنے عبادت و ریاضت گفتار و کردار، وضع قطع اور لباس، نشست و برخاست میں اتباع جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ ... کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

حضرت قبلہ کے لباس میں انتہائی سادگی ہوتی تھی۔ ... ٹوپی پر سفید ململ کی پگڑی باندھتے تھے۔ ڈھیلی آستینو... کُرتہ اور تہمد ہوتا تھا، جاڑوں میں بند گلے کی واسکٹ اور بند... گلے کا کوٹ پہنتے تھے۔ چلتے پھرتے عموماً گز بھر کا کالا اور سر... رومال کاندھے پر رکھتے تھے، سردیوں میں چمڑے کے موز...

Marfat.com

بھی استعمال فرماتے تھے، اور سر پر لمبی روئی دار ٹوپی بھی رکھتے تھے، تہمد ٹخنوں سے اونچا باندھتے، سفید لباس کے دل دادہ تھے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ قاری اللہ بخش صاحب حاضر خدمت ہوئے، حضرت قبلہ ہاتھ سے ان کا لمبا کرتہ ناپ کر حاضرین سے بولے "یہ میں نے سلوا کر انہیں بھیجا تھا۔ دیکھو کیسا شرع کے مطابق پورا اترا ہے۔"

عام طور پر گرمی کے موسم میں دو کرتے استعمال کرتے تھے، کوئی سائل آجاتا تو ایک اتار کر اسے دے دیتے بعض اوقات کوئی کھلے سر ہوتا تو اسے آدھی پگڑی پھاڑ کر بندھوا دیتے یا دوسری نئی دلوا دیتے۔ قصوری زرد رنگ پڑے پنجے کی جوتی (بوضع جہلم) استعمال کرتے تھے جس پر کلابتون سے چھوٹا سا پھول کڑھا ہوتا۔ سیاہ جوتے سے سخت نفرت تھی۔

اطوار

ہمیشہ دوزانو بیٹھتے، کھانے کے وقت ایک زانو پر تشریف فرماتے، آنے والے سے السلام علیکم کی خود پہل فرماتے

Marfat.com

راستے میں اینٹ یا پتھر یا کسی پھل کا چھلکا پڑا ہوتا تو اُسے ہاتھ سے ہٹا دیتے، چلتے ہوئے نظر نیچی رکھتے، بازار میں کنجڑہ یا کوئی دوسری چیز فروخت کرنے والا مل جاتا تو اس سے مال خرید لیتے۔ بعض اوقات ناقص چیز بخوشی خرید فرماتے۔ تیز رفتار سے چلتے تھے۔ حضرت قبلہ کی چال ڈھال میں بناوٹ نام کو نہ ہوتی تھی، فخر سے چلنے کبھتے اور نہ آن بان اور اکڑ فوں پسند کرتے۔

برادرم قربان علی شاہ صاحب بزبانی حضرت پیرو مرشد سرکار کرماں والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت قبلہ کے ساتھ مکان شریف تشریف لے گئے۔ آبادی کے پاس پہنچے تو راستے میں چند بچے کھیل رہے تھے۔ جس سے راستہ گرد سے اٹا ہوا تھا۔ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے لڑکوں کو منع کیا تاکہ حضرت قبلہ مٹی اور گرد سے بچ کر نکل سکیں، حضرت قبلہ نے انہیں فرمایا کہ شاہ صاحب یہ سب اسی گرد و غبار کی برکت ہے۔ اللہ اللہ علیجری کے ساتھ ساتھ پیرومرشد کے وطن کی خاک سے بھی کس قدر اُنس تھا حضرت قبلہ کو!

رعایت و ترم کو بہت ملحوظ رکھتے تھے، جب کوئی چیز خریدتے تو دتر کے لحاظ سے لیتے، مہمانوں کے آگے روٹیاں بھی تین تین رکھتے

Marfat.com

کسی خادم کو اپنی جوتی نہ چھونے دیتے، اُگال دان بھی اکثر اپنے ہاتھ سے اٹھاتے، ہر چیز دائیں ہاتھ میں لیتے اور دائیں ہاتھ میں دیتے، البتہ روپیہ پیسہ بائیں ہاتھ سے لیتے اور بائیں ہی میں دیتے۔

حضرت قبلہ کے ہاں بجز صف کوئی مکلف فرش نہ ہوتا تھا، اکثر اپنے لئے سرکی ڈال کر اس پر دوزانو بیٹھ جاتے، کبھی لیٹ بھی جاتے اور اینٹ سر کے نیچے رکھ لیتے۔

وضع داری

حضرت قبلہ عزیز و اقارب اور دوست و احباب سے آزادانہ ملتے جلتے تھے۔ ہاں خلاف شریعت امور کو ناپسند فرماتے اور عزیز و اقارب سے بگڑ کر چلے آتے۔ راقم الحروف کے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ اُن کی شادی کے موقع پر انہیں رواج کے مطابق عمدہ زنانہ کپڑے بنوا کر دیے تھے، حضرت قبلہ احباب کا بہت خیال رکھتے تھے، اکثر ان کے گھروں میں بطور تحفہ کچھ نہ کچھ بھیج دیا کرتے، جو احباب دُور مقامات پر رہتے ان کے ساتھ خط و کتابت بھی فرماتے تھے، خط اپنے ہاتھ سے تحریر فرماتے۔ حضرت قبلہ بہت پاکیزہ خط تھے، راقم الحروف کے والد بزرگوار کے پاس حضرت

Marfat.com

ممدوح کی ایک بیاض جس میں نعتیہ اشعار بہت ہی خوشخط قلم سے رقم ہیں اور ان کے نام متعدد خطوط تبرکاً موجود ہیں۔ ذیل میں حضرت قبلہ کے صرف دو خط جن میں عوام سے خطاب کیا گیا ہے براہ افادہ قارئین کرام درج کرتا ہوں (ان خطوط کا عکس بھی کتاب ہذا میں کسی دوسری جگہ پہ درج ہے)۔ یہ خطوط کسی تبصرے کے محتاج نہیں۔ ہر لفظ مجسم نصیحت اور دُنیا کی بے ثباتی کا مظہر ہے۔ سبحان اللہ

(۱) مضمون خط حضرت قبلہ مرقومہ ۱۶ فروری ۱۹۱۰ء

اللہ حافظ

"جو کام کر رہے ہیں یہی نتیجہ آخرت ہے، یہی کام دنیا یہی بھی کام دین ذرہ ذرہ کا قدر خداوند کریم پیارے مولا کو ہے، کیونکہ شہنشاہ نے خود بید قدرت بنایا ہے۔ ہمارے وجود میں سب کچھ پیدا کیا۔ اور حکم کیا نیکی پر خرچ کرو نہ بدی پر زبان سے فحش نہ بکو، میری یاد بے طمع ہو کر دل جان سے کرو، پھر سب کام تمہارے میرے فضل سے دین ہی ہوں گے۔ سو ہر اک نے دنیا کو مقدم بنا لیا حتیٰ کہ پیری مریدی بھی دنیا ہو گئی، للّٰہ محبت جاتی رہی، بنی آدم اعضائے یک دیگر ند کی بو بھی نہ رہی۔ اللہ بس!

خود غرضی نفس پرستی سب بیری عادات ہمارا وتیرہ ہو گیا۔

یا اللہ ہمیں غریب کو انسانی خصلت دے۔ صورت انسان میں
حیوانی خصلت سے بیزار ہوں مگر پیش نہیں جاتی، کُوچ کُوچ
اللہ بس:

کچھ لکھنا تھا وہ فراموش ہوا خیر۔ یہ سانس غنیمت تھے
مگر غنا نے غفلت میں ڈال دیا۔ اللہ بس!

(۲) خط مبارک مرقومہ ۱۲ر نومبر ۱۹۲۶ء

"خداوند کریم تبارک و تعالیٰ فضل سے انجام بخیر کریں،
سبحان اللہ بندہ عجیب طرح ناشکرا ہے۔ رحمان رحیم نے بوند سے
بیشمار خوبی سے بنایا، بال بال پر بے حد رحمتیں کر کے پالا بھی
ہمیں، آخر موت مقرر کی مگر آدمی کو ذرہ تنبیہ نہیں۔ آج کل
اندھیر ہو گیا ہے۔ مسلمانی در کتاب مسلمان در گور، پیٹ
کے دھندوں میں غرق دنیاوی طرز پہ عزت ہوتی ہے عورت
قبیلہ میں زر دین اللہ کے حق حقوق خرد برد۔ قانون پہ فریب
قرآن عظیم پہ ذرہ عمل نہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں جنگل اور دریاؤں
میں آدمی کے کرتوتوں کے باعث بیماری اور بلائیں پھیل گئی
ہیں۔ رزق فرعونی نے لوگوں کو بے دین کر دیا ہے، ہر ایک

Marfat.com

اپنے اپنے مذہب چھوڑ بیٹھا ہے، آج کل دین کا خیال رکھنا ضروری ہے مگر کہاں! آپ ہی اپنی بیدائش کی طرف خیال کویں، کس کا حق ادا کر رہے ہو، پیری مُریدی آج کی ٹھگی ہے۔ اخلاص سے ضروری خدمت کون کرتا ہے، شکریہ ہے اللہ تعالیٰ کا۔ غریب بیمار ہے لکھنا محال ہے صرف آپ کے واسطے چند حرف سخت تکلیف سے لکھے ہیں۔ آپ یہ جانیں جو مر گیا ہے اللہ بس! اب رزق اور بے دینی ہی خدا ہے، اُس کو پوچھو، حوالہ خدا وند کریم اللہ بس جل شانہٗ

اپنے پرائے ہر دو بھول گئے، اللہ اکبر

نوٹ :۔ دوسرا خط حضرت قبلہ نے بیماری کے ایام میں لکھا ہے اور غالباً والد بزرگوار کے نام آخری خط ہے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ گاڑی سے رہ گئے تو حضرت قبلہ دیگر احباب کے ساتھ دوسرے اسٹیشن پر بڑی بے چینی سے انتظار فرماتے رہے۔

حضرت قبلہ کی حقیقی دو ہمشیرہ تھیں، بڑی کی شادی میاں محمد الدین صاحب پھوپھی زاد بھائی سے کی تھی، کچھ عرصہ کے بعد ہمشیرہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا، حضرت قبلہ نے دوسری بہن بھی

Marfat.com

ان سے بیاہ دیں، وہ بھی گذر گئیں تو محمدؐ الدین صاحب نے تیسری شادی موضع فیض پور میں کر لی، مگر میاں محمد الدین صاحب سے حضرت کے اب بھی پہلے سے تعلقات تھے اور وہ بھی ان کے ہاں آزادی سے آیا جایا کرتے تھے۔

صبر و ضبط

حضرت قبلہ کے ہاں دو صاحبزادے ہوئے جو بچپنے ہی میں یکے بعد دیگرے چل بسے، کہتے ہیں حضرت قبلہ انہیں گود میں لے کر فرماتے تھے کہ اگر تم نے اچھا نہ بننا ہو تو تمہارا مرجانا ہی اچھا ہے ـــــــ حضرت قبلہ نے اپنے ہاتھ سے انہیں غسل دیا اور فرمایا کہ کیسے خوبصورت نکل آئے ہیں، اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

صاحبزادوں سے بڑی ایک صاحبزادی صاحبہ تھیں، جن کا نام حضرت قبلہ نے بکمال عقیدت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے 'غلام فاطمہ' رکھا تھا۔ یہ تقوٰی اور دینداری میں کامل تھیں، حضرت قبلہ کو بھی ان سے بہت محبت تھی۔ بعد شادی صاحبزادی صاحبہ کی سسرال میں بعض خاص وجوہ کی بنا پر بن نہ آئی اور والدِ بزرگوار کے سایہ عاطفت میں چلی آئیں، والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد حضرت قبلہ نے لنگر کا کام

Marfat.com

انہیں سونپ دیا تھا، اس کے علاوہ جو مستورات گھر میں آتیں یہ انہیں مسائل سے آگاہ اور ہدایت کرتیں۔ حضرت قبلہ کی والدہ ماجدہ کے بعد رحلت (در ہجری ۱۳۴۰) یہ تین برس حیات رہیں، اور ۱۳۴۳ھ میں اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ کہتے ہیں جب ان کا وقت آخر ہؤا تو حضرت قبلہ نے ان سے معرفت کی بہت سی باتیں کیں، فرماتے تھے میں اکیلا رہ گیا ہوں اب میری باری ہے۔

حضرت قبلہ کی جب اہلیہ محترمہ کا انتقال ہؤا تو احباب دوسری شادی کے لئے زور دیتے تاکہ فیوض و برکات کا مخزن بصورت نسل آئندہ چلے اور قائم رہے۔ حضرت قبلہ فرماتے اول تو مجھ میں طاقت نہیں رہی، اگر یہ ہو تو بھی ہم روحانی بیٹوں کو نسلی بیٹوں پر ترجیح دیتے ہیں۔

حُلیہ مُبارک

حضرت قبلہ میانہ قد اور نحیف الجُثہ تھے۔ کتابی چہرہ رنگ گندمی تھا، پیشانی چوڑی، بینی بلند، ابرو پیوستہ، ڈاڑھی گھنی جس میں کچھ بال سفید اور باقی سیاہ تھے، اکھرے جسم کے تھے، آنکھیں درمیانہ سیاہی مائل، اکثر سرمہ لگاتے تھے، کیونکہ کثرت گریہ اور بوجہ گریہ زاری بینائی کمزور پڑ گئی

Marfat.com

عکس نمونہ تحریر

حضرت بابا صاحب قبلہ و حضرت میاں صاحب قبلہ

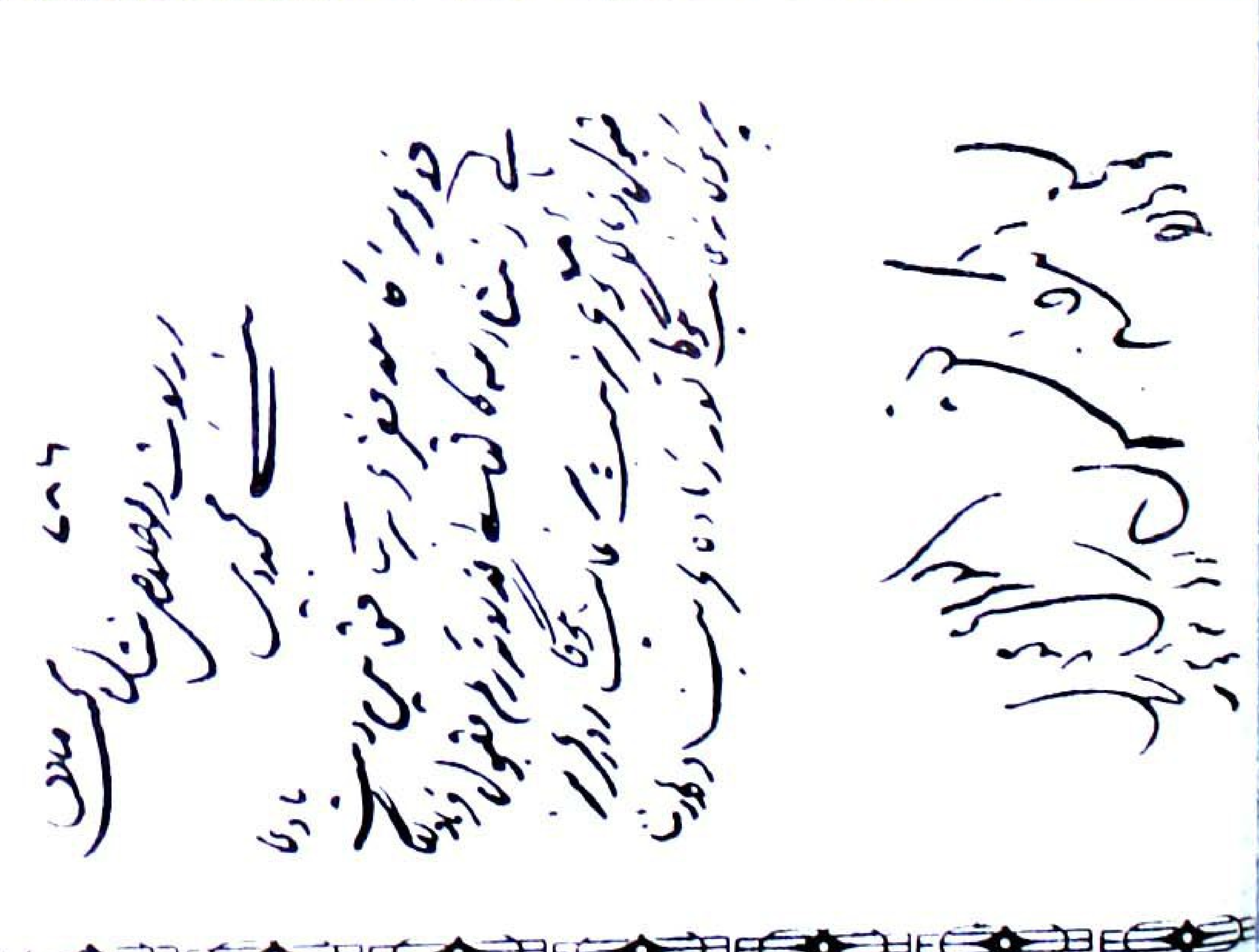

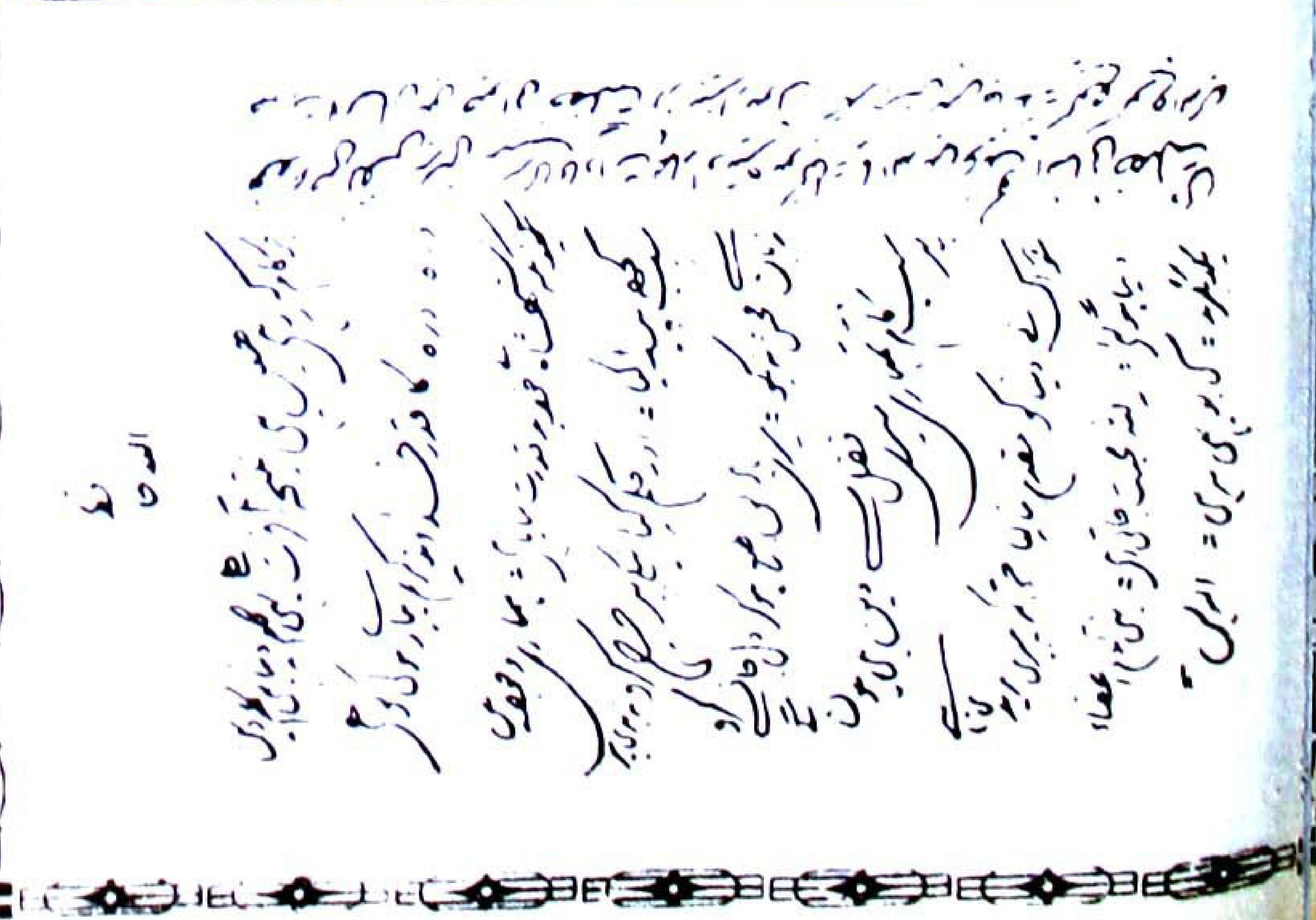

Marfat.com

عکس نمونہ تحریر حضرت میاں صاحب قبلہ

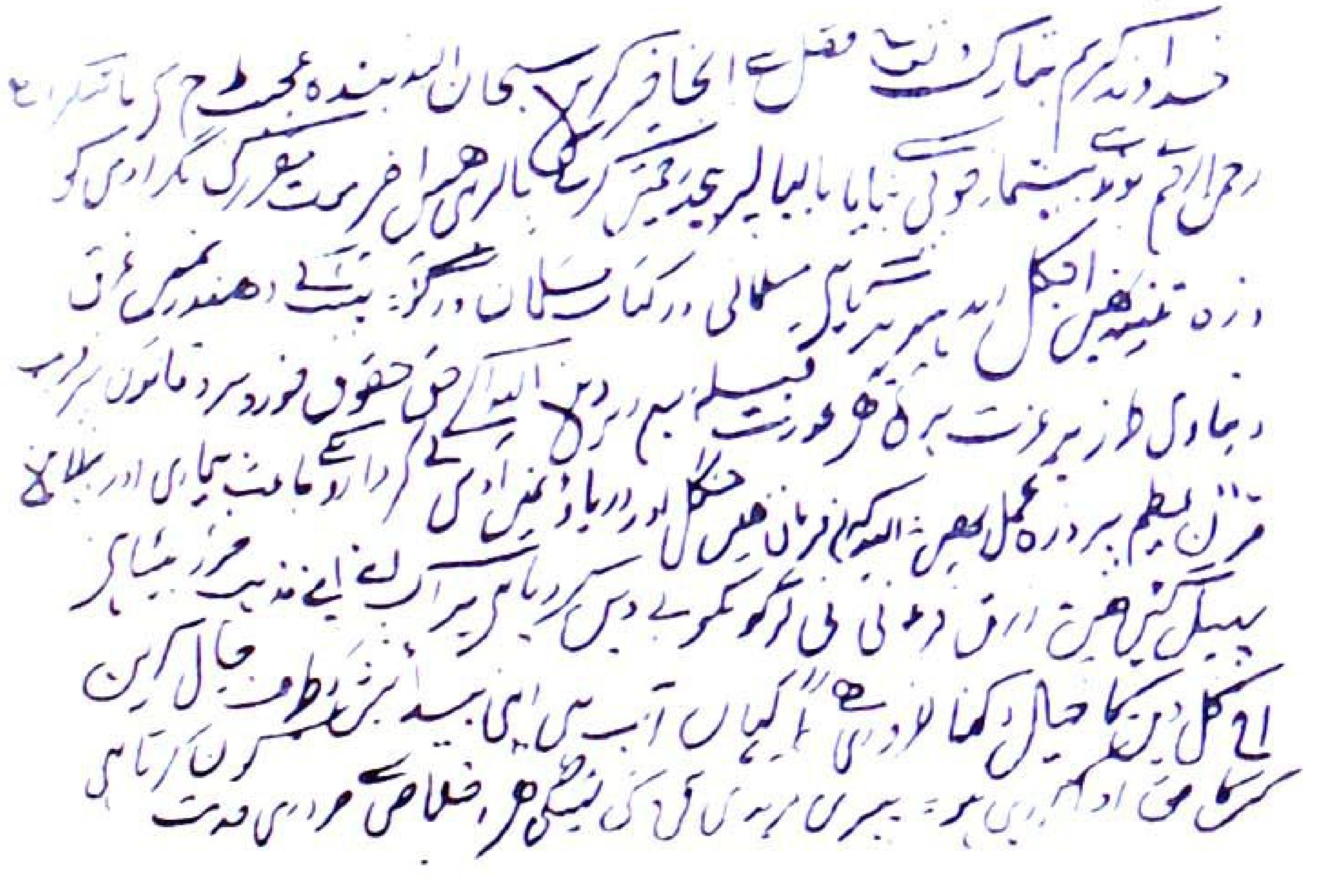

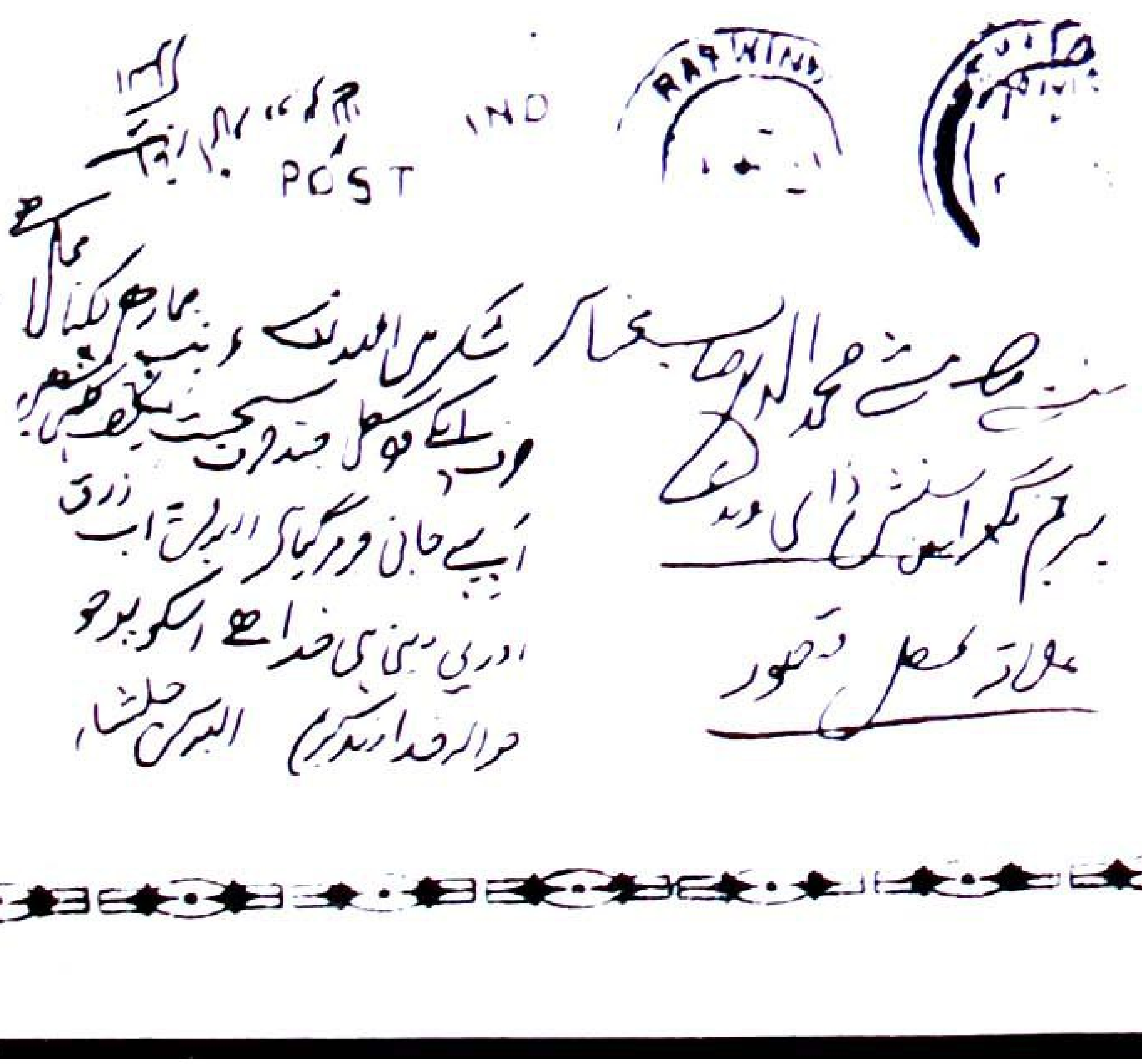

Marfat.com

تھی، کچھ دھند بھی پیدا ہو گئی تھی، عموماً مطالعہ کے وقت چشمہ
لگاتے تھے۔ چہرے پر تفکرات کے اثرات نمایاں رہتے تھے،
بہت کم ہنستے تھے۔

جمعہ کے روز غسل کے بعد صاف ستھرے کپڑے پہنتے اور
خوشبو بھی لگاتے۔ حضرت قبلہ نے پاجامہ صرف ایک مرتبہ پہنا
تھا، طبیعت بلا کی لطیف پائی تھی، ہاتھوں کی انگلیاں ریشم
کی طرح ملائم تھیں، نشی اور مسکر اشیاء کے استعمال سے بہت
پرہیز تھا، نزلی ضرورتوں کی وجہ سے کبھی کبھی نسوار کا استعمال
کرتے تھے۔

اشاعتِ دین

حضرت میاں صاحب قبلہ دولت خانے میں بیٹھ کر یا منبر
پر کھڑے ہو کر مخلوق کو اللہ کی طرف بلاتے اور راہ ہدایت دکھاتے
ہی تھے، دینیات اور تصوف کی بعض نادر و نایاب کتابیں بھی
حضرت قبلہ نے طبع فرما کر تقسیم کیں تاکہ خصوصیت سے
ایسا پڑھا لکھا طبقہ جسے کسی وجہ سے صحبت عالیہ میں بیٹھنے
کا موقعہ نہ ملتا تھا مسائل دین سے آگاہ ہوتا رہے۔

مرآۃ المحققین اعلیحضرت ابو البرکات سید امام علی شاہ صاحب

Marfat.com

قبلہ رحمۃ کی مایۂ ناز فارسی زبان کی تصنیف، جس میں حضرت شہبا
نوحیدہ کے حالات نہایت مؤثر انداز میں قلمبند ہیں حضرت قبلہ نے
اس بلند پایہ تصنیف کو مع اردو ترجمہ نہایت عمدہ کاغذ پر نہا
ذوق وشوق سے زیور طبع سے آراستہ کیا اور اسے شائقین میں مفت
تقسیم کیا، سرورق کے دونوں ورق حضرت قبلہ کی خطاطی اور نقاشی
کا نہایت عمدہ نمونہ ہیں۔

"ذخیرۃ الملوک ترجمہ منہاج الملوک" یہ بھی فارسی تصنیف
ہے مولوی غلام رسول صاحب مدرس نے مرأۃ المحققین کی طرح اسے
بھی اردو زبان کا جامہ پہنایا اور سوا تین سو صفحات کی اس ضخیم کتاب
کو بھی حضرت قبلہ نے شائع فرمایا، مولوی صاحب نے کتاب ہذا کے
شروع میں دو نظمیں درج کی ہیں، جن کے ہر شعر کا پہلا حرف لیا جائے
اور سلسلہ وار ترتیب دی جائے تو حضرت قبلہ کا نام نامی برآمد ہوتا
ہے چونکہ حضرت قبلہ اپنا نام کتاب میں لکھوانا پسند نہ کرتے تھے
مولوی صاحب نے شاعرانہ کمال سے اشعار کے پردے میں اسم گرامی
کو سمو دیا ــــــ

"حکایت الصالحین ترجمہ مجالس المحسنین" آٹھ سو بیاسی ۸۸۲ صفحے
کی یہ بڑی کتاب بھی حضرت قبلہ کے ہاتھوں زیور طبع سے آراستہ

Marfat.com

ہوئی اور احباب میں تقسیم کی گئی۔

"چشمۂ فیض" پنجابی زبان کا یہ مختصر سا رسالہ جو امیر طریقت حضرت بابا صاحب قبلہ کی تصنیف ہے طبع فرما کر تقسیم کیا۔ ان کتابوں کے علاوہ تفسیر، سیرت رسول مقبول ﷺ، اوراد و وظائف، فقہ اور احادیث کی متعدد کتب بازار سے خرید کر طالبان حق میں بانٹتے اور لوگوں کو علمی ذخائر سے مالا مال کرتے۔

اشاعت کتب کے ساتھ ساتھ حضرت قبلہ نے حق سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کے لئے جا بجا متعدد مساجد بھی تعمیر فرمائیں، حضرت قبلہ کی پرانی مسجد جو کشادہ نہ تھی اسے از سر نو کوٹلہ شریف کی مسجد کی طرز پر تعمیر کرایا۔ قاضی ضیاء الدین لاہوری بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت قبلہ کے دربار عالیہ میں تشریف رکھتے تھے کہ حضرت قبلہ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لوگ تعجب کرتے ہیں کہ مسجد اتنی جلدی کیوں کر تیار ہو گئی، قدرے سکوت کے بعد فرمایا "ہم کو یقین ہے کہ مسجد کی عمارت میں ایک اینٹ معمار لگاتے ہوں گے، اور دو اینٹیں فرشتے لگاتے ہوں گے۔" حضرت قبلہ ہی کے فرمودہ سے اس مسجد کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے، مسجد شریف کی تعمیر پر

Marfat.com

پچیس ۲۵ ہزار کی رقم صرف ہوئی۔

شرقپور کے محلہ نبی پورہ میں کوئی مسجد نہ تھی البتہ پرانے وقتوں کے سڑک پر مسجد کے نشانات تھے حضرت قبلہ نے اسی جگہ نئی مسجد تعمیر فرمائی، اور خادم مسجد کے لئے ایک مکان بھی بنوایا۔

ڈوہران والا قبرستان میں (جہاں حضرت قبلہ بھی آسودہ خواب ہیں) ایک عمدہ مسجد تعمیر کرائی۔

محلہ دھولی پورہ میں سڑک کے کنارے ایک مسجد کی بنا رکھی کیونکہ اہل محلہ قریب میں مسجد نہ ہونے سے تکلیف میں تھے۔

امیر طریقت حضرت باباصاحب رح کے مدفن پاک واقعہ کوٹلہ شریف میں ایک بڑی مسجد تعمیر کرائی یہ جن ایام میں زیر تکمیل تھی، گاؤں کے لوگ کہتے تھے کہ نمازی تو یہاں پر ہیں نہیں اس مسجد سے فائدہ ؟ مگر یہ مسجد خاصی آباد ہے؟

نالہ ڈیک کے پل سے ملحقہ چاہ پر بھی ایک مسجد تعمیر فرمائی۔

ابو البرکات سید امام علی شاہ صاحب کے مدفن عالیہ کا کلس ٹیڑھا ہو گیا تھا، حضرت قبلہ نے پندرہ صد کی لاگت سے اسے سیدھا کرایا، نیز مکان شریف میں زائرین کے لئے ایک مکان بھی

Marfat.com

تعمیر کرا دیا۔

زیارتِ قبور

حضرت قبلہ حیات مبارکہ میں بعض مقتدر اولیائے کرام کے مزارات کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے تو عاشق تھے وہاں اکثر حاضر ہوتے اور باطنی فیوض حاصل کرتے، حضرت شاہ محمد غوث رحؒ[1] کے مزار پہ بھی حاضری دیتے، وہاں حضرت

---

(۱) حضرت شاہ محمد غوثؒ حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی اولاد میں سے ہیں، شہر در شہر گھوم پھر کر علمی خزانے حاصل کئے، پشاور سے جب ہندوستان کا رخ کیا تو متعدد شہروں میں اولیائے کرام کے مزارات کی زیارت کی اور لاہور میں تشریف لائے اور حضرت میاں میر صاحب کے مزار پہ شب باش ہوئے، حضرت شاہ محمد غوث بچپن ہی سے ولایت کے اوصاف سے متصف تھے، خواب میں حضرت میاں میر صاحب نے بھی تلقین فرمائی، وہاں سے حضرت داتا گنج بخش رح کے آستانہ عالیہ پہ حاضر ہوئے، حضرت ممدوح نے معاملہ میں فرمایا کہ جو حضرت میاں میر صاحب نے حکم دیا ہے اس پہ عمل کیجئے، حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ قادری سلسلہ سے بیعت تھے اور نقشبندی سلسلہ سے بھی شغف رکھتے تھے کہتے ہیں پہلے پہل ان کی خدمت میں ایک گونگا اور ایک اندھا حاضر ہوئے اور

(باقی بر صفحہ ۴۲۰)

Marfat.com

آغا سکندر شاہ صاحب سے جو حضرت شاہ محمد غوث رہ کی اولاد میں سے تھے بڑی محبت سے ملتے، ایک دو مرتبہ ان کے ساتھ پشاور بھی تشریف لے گئے، اور واپسی پر پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے بھی ملاقات فرمائی۔

(بقیہ صفحہ ۲۲۸) شفا اور دعا کے طالب ہوئے، حضرت نے اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو بینائی آگئی، گونگے سے فرمایا "پڑھ کلمہ طیب" اس کا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا تھا کہ زباں رواں ہو گئی، سبحان اللہ!

کہتے ہیں سکھوں کی حکومت کے آخری ایام تھے راجہ نے ایک انگریز افسر کی ماتحتی میں شہر کی صفائی پر کچھ مزدور مامور کئے، ان لوگوں نے دہلی دروازہ سے ابتداء کی اور تمام درخت کاٹ ڈالے۔ جب حضرت کے مزار پاک پر پہنچے۔ (کیونکہ یہ بھی اکبری اور دہلی دروازہ کے درمیان واقعہ ہے)، تو اسی روز راجہ مر گیا۔ اگلے روز جب مزدوروں نے دوبارہ کام شروع کیا تو راجہ کا بھائی مر گیا حکام تاڑ گئے کہ ہو نہ ہو یہ حادثات بسبب بے حرمتی مزار پاک حضرت ممدوح ظہور میں آرہے ہیں، صفائی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

رسالہ غوثیہ حضرت کی مشہور صوفیانہ تصنیف ہے کہتے ہیں ممدوح "وظیفہ غوثیہ" کے موجد ہیں۔ اس وظیفہ کے پڑھنے سے طالب کا جوڑ جوڑ الگ الگ ہو کر حق سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرتا ہے، آگے اللہ بہتر جانتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت قبلہ حضرت خواجہ باقی باللہ رح کے مزار پاک کی زیارت کے لئے بارہا دہلی بھی تشریف لے گئے اور حضرت مجدد الف ثانی رح کے آستانہ عالیہ پہ بھی سرہند شریف میں حاضر ہوئے۔ حضرت غوث علی شاہ رح کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے پانی پت بھی تشریف لے گئے، کرنال بھی حاضر ہوئے، ملتان میں جا کر حضرت شمس تبریز اور حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین کے مزارات کی زیارت بھی فرمائی، ایک دفعہ بیربل شریف اور للہ شریف بھی گئے، ایک مرتبہ سرزمین سندھ میں حضرت قاضی احمدؒ کے مزار پاک کی زیارت کے لئے گوٹھ قاضی صاحبؒ بھی حاضر ہوئے، بریلی بھی تشریف لے گئے، قصور میں حضرت قبلہ کے خاندانی تعلقات بھی تھے علاوہ ازیں اس خطہ میں حضرت قبلہ بزرگان دین کی قبور پہ بھی حاضر ہوتے اور اخذ فیض فرماتے، شرقپور میں بھی اولیاء اللہ کے مزارات پہ اکثر حاضری دیتے اور باطنی نعمتیں حاصل کرتے۔

Marfat.com

ملفوظات

کلماتِ نفیسیہ

حضرت قبلہ محبت الٰہی اور عشقِ محمدی میں پاؤں سے سر تک ڈوبے ہوئے تھے، زبان مبارک سے جو کلمات فرمانے وہ اکثر ان کے اپنے جذبات کی ترجمانی اور احساسات کا آئینہ ہوتے تھے جن میں تصنّع یا بناوٹ کو مطلق دخل نہ ہوتا تھا، حضرت قبلہ کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالتے جس پر خود عمل پیرا نہ ہوتے، جو خود کرتے تھے وہی دوسروں کو کہتے تھے، ان کے منہ سے نکلے ہوئے بے قیمتی موتی حرزِ جاں بنانے کے قابل ہیں۔

فرمایا دنیا دریا ہے، آخرت کنارہ اور کشتی تقویٰ، اس کے بغیر پار اُترنا محال ہے۔ اسلام کی خوبی یہ ہے کہ مسلمان بیکار باتوں کو

Marfat.com

چھوڑ دے۔ تمام مخلوق ان تین صفات پر ہے۔

(۱) فرشتے عقل رکھتے ہیں۔ مگر خواہش اور غضب نہیں رکھتے۔

(۲) حیوان خواہش اور غضب رکھتے ہیں مگر عقل سے محروم ہیں۔

(۳) انسان خواہش اور غضب اور عقل تینوں رکھتا ہے اگر انسان خواہش اور غضب کو تابع عقل کرے تو فرشتہ کا اعلیٰ درجہ حاصل کرے لیکن عقل کو خواہش اور غضب کے تابع کرنے سے یہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ انسان لذت حیوانی اور خواہشِ نفسانی کی طلب تو کرے مگر بقدر ضرورت وہ بھی ایسی جیسے مصالحہ کی مقدار طعام میں ہوتی ہے۔ زندگی کو بہتر نہ سمجھو جب تک کوئی بہتر کام تم سے نہ ہو۔

کم بخت وہ ہے جس کو آخرت کی فکر نہ ہو اور دنیا کی لذات میں مبتلا ہے، ایسی دولت کو جمع کرو جو ہمراہ جا سکے دنیا کا مال و متاع تو جسم کے ہمراہ ہی رہ جائے گا۔ کسی میت کو دیکھکر تو اپنی موت کو یاد کرو۔ شریر وہ ہے جو کہ شرارت کرے اور غریبوں کو ستائے، جس کو طعام سے سیری ہو جاتی ہے وہ

Marfat.com

ہمیشہ بھوکا رہتا ہے۔ جس کو مال سے تونگری ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ درویش ہے۔ جو لوگوں سے حاجت چاہتا ہے وہ محروم ہے۔ جو اپنے کام میں خدا سے یاری نہیں چاہتا خوار ہوتا ہے، جو آدمی جوانی میں خدا تعالیٰ کے فرمان کو ضائع کرتا ہے خداوند تعالیٰ بڑھاپے میں اس کو خوار کرتے ہیں۔ جو آدمی ایک دن صدق دل سے خدمت کرتا ہے، اس ایک دن کی برکت ساری مخلوق کو پہنچتی ہے۔ پس اس کا کیا حال ہوگا جو ساری عمر خدمت میں رہتا ہے۔

فرمایا چھ آدمی چھ چیزوں کے سبب دوزخ میں جائیں گے۔ (۱) عرب کے لوگ تعصب اور عداوت کی وجہ سے (۲) گاؤں کے رئیس تکبر کی وجہ سے (۳) سوداگر دغابازی کی وجہ سے (۴) عوام جہل کے سبب سے (۵) حاکم ظلم کی وجہ سے (۶) عالم حسد کی وجہ سے، کیونکہ حسد نیکیوں کو جلا دیتا ہے اور حاسد کا کوئی مددگار نہیں۔

ظاہر کی پاکی باطن کی پاکی کے موافق ہو، یعنی جب ہاتھ دھوئے، تو چاہیئے کہ دل کو دنیا کی دوستی سے دھو ڈالے، جب استنجا کرے تو چاہیئے کہ جس طرح ظاہر کی پلیدی سے نجات پائی اسی طرح باطن غیر کی دوستی سے نجات چاہیے، حماقت یہ ہے

Marfat.com

اعتقاد رکھے اور عمل نہ کرے کفر پنہانی یہ ہے کہ خیال کرے کہ
بات ایسے نہیں بلکہ کسی اور وجہ پہ ہو گی۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت علی المرتضٰے اسد اللہ الغالب مطلوب کل
طالب مظہر العجائب والغرائب کرم اللہ وجہہ نے ایسی حکمت آموز
باتیں بیان کیں جن کی طرف کسی کا ذہن نہیں دوڑا۔

جسکی بات میں نرمی ہو گی اس کے دل میں محبت کا ضرور مادہ
ہو گا، جس بندہ نے اپنے نفس کی قدر پہچانی۔ وہ کبھی ہلاک نہ ہوا،
جس سے چاہے مانگ مگر اس بات کا یقین کر لے کہ تو اس کا قیدی
ہو چکا ہے۔ تو جس کو چاہے دے اس کا حاکم و امیر ہو گا تو جس
سے چاہے استغنا اور بے پروائی برت، انجام کار اسی جیسا
ہو جائے گا۔

جس شخص کے ایمان کی بنا ان چار اصولوں پر ہو، اس کا
ایمان محکم اور مضبوط ہو جاتا ہے، مسلمان خالص ہو کر بارگاہِ
صمدانی اور درگاہِ یزدانی کا خاص مقرب ہو جاتا ہے، چار اصول
یہ ہیں۔

(۱) دل کی تصدیق (۲) زبان کا اقرار (۳) تن کا عمل
(۴) سنت کی مطابقت، جو شخص ان چار اصولوں سے محروم

Marfat.com

ہے، وہ کافر ہے، جو زبان سے اقرار کرے دل سے تصدیق نہیں کرتا وہ منافق ہے اور منافق کا حال کافر سے بُرا ہے، جو شخص دل سے تصدیق کرتا ہے اور زبان سے بھی اقرار کرتا ہے۔ مگر عمل نہیں کرتا فاسق ہے اور فاسق قصور کے اندازہ پر دوزخ میں جاوے گا۔ کم سے کم ایک ساعت یا زیادہ سے زیادہ ستر برس۔ جو شخص دل کی تصدیق اور زبانی بھی اقرار کرتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے مگر سنت نبوی کی متابعت میں تغافل برتتا ہے وہ بدعتی ہے اور بدعتی دوزخ کے کُتّے ہوں گے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمانوں کو کفر سے اجتناب کرنے کے بعد چاہیئے کہ اپنی آنکھ، کان، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ، پاؤں، دل اور زبان کو صغیرہ کبیرہ گناہوں سے روکے۔

فرماتے ایک بُری عادت کا چھوڑنا سو برس کی عبادت سے افضل ہے۔

فرمایا اگر ہم میں یہ تین عادتیں ہوں تو خداوند کریم آسانی سے حساب کتاب لیں گے۔ اور جنت میں داخل کریں گے۔

(۱) جو تم کو نہ دے تم اس کو دو اور محروم نہ رکھو (۲) جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کر دو (۳) جو رشتہ دار تم سے قطع کرے

Marfat.com

تم اس سے ملو جلو اور قطع تعلق نہ کرو۔

فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ نام اور قرآن کا صرف نشان باقی رہ جائے گا، مسلمانوں کی مسجدیں آباد ہوں گی، مگر درحقیقت وہ ہدایت سے خالی ہوں گی، اس زمانے کے علماء روئے زمین کے آدمیوں میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے، انہیں کی طرف سے فتنہ و فساد شروع ہوگا، اور انہیں پر ختم ہوگا، نیز حضورؐ نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ پیٹ کے دھندوں میں گرفتار ہوں گے ان کی بڑائی دنیا کی دولت کے لحاظ سے ہوگی، ان کا قبلہ عورتیں ہوں گی، ان کا مطلوب سیم و زر ہوگا، یہ لوگ خدا کے بندوں میں سب سے زیادہ بڑے ہوں گے حالانکہ خداوند کریم کے نزدیک ان کی کچھ وقعت نہ ہوگی، اور یہ وہ زمانہ ہوگا جب لوگ دین کو مٹا دیں گے، اور بدعتیں جاری کریں گے، اس وقت جو کوئی میری سنت پر عمل کرے گا، غریب تنہا رہ جائے گا اور جو بدعت کی پیروی کرے گا، پچاس ساٹھ سے زیادہ اس کے مصاحب بن جائیں گے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا ہمارے بعد کوئی ہم سے افضل ہوگا۔ حضورؐ نے

Marfat.com

فرمایا "ہاں" اصحابہؓ بولے "حضورؐ وہ لوگ کس طرح رہیں سہیں گے؟"

فرمایا "جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اسی طرح سے اُن کے دل گُھلا کریں گے، ان کی زندگی اس طرح ہو گی جیسے سرکہ کے کیڑے سرکہ میں بسر کرتے ہیں، پھر صحابہؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ دین کی حفاظت کس طرح کریں گے، حضورؐ نے فرمایا جس طرح تم انگیٹھی کی حفاظت کرتے ہو، چھوڑ تو بجھ جائے ہاتھ لگاؤ تو جل جائے"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے تیر کی طرح دُبلے ہو جاؤ، تو اللہ تعالیٰ تمہارے یہ اعمال قبول نہ کرے گا، جبتک حرام سے نہ بچو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں حرام ہوتا ہے۔

سہل تستری رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آدمی ایمان کی تہہ کو نہیں پہنچتا جب تک اس میں چار خصلتیں نہ ہوں۔

(۱) فرائض کا ادا کرنا (معہ سنن کے) (۲) حلال کھانا پرہیز

Marfat.com

کے ساتھ (۳) ظاہر و باطن کو منع کی گئی چیزوں سے بچانا (۴) ان باتوں پہ موت تک جما رہنا۔

فرمانے جو آدمی چالیس دن تک مال شبہ کا کھاتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ بقول حضرت ابن مبارک کہ شبہ کا ایک درم واپس پھیر دینا میرے نزدیک ایک سے چھ لاکھ درم تک خیرات کرنے سے بہتر ہے، فرمایا شبہ کے مال سے ایک آدمی لقمہ کھاتا ہے اس سے اس کا دل چمڑے کی طرح بگڑ جاتا ہے اور اصلی حالت پر نہیں آتا۔

واردات

ایک روز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میں اٹاری جا رہا تھا کہ راستے میں آندھی آگئی، بارش اور اولے بھی پڑنے لگے، آندھی چونکہ زوروں پر تھی اس لئے درخت گرنے لگے تھے۔ حضرت قبلہ نے سوچا کہ سڑک سے ایک طرف ہو جائیں، الہام ہوا کہ سڑک پر ہی چلو ـــــــ چنانچہ اولے بھی پڑ رہے تھے اور بارش بھی ہو رہی تھی اور آندھی سے درخت بھی گر رہے تھے مگر یہ نہایت امن سے اٹاری پہنچ گئے۔ لوگوں نے ان کے یوں سلامتی سے پہنچنے پہ تعجب کا اظہار کیا، جب وہاں سے لوٹے تو سڑک پہ بہت

Marfat.com

سے درخت گرے پڑے تھے۔ سبحان اللہ! اللہ پاک اپنے بندوں کو ہر بلا و وبا سے محفوظ و مامون رکھتا ہے۔

ایک روز فرمایا کہ جب حجام ہماری حجامت بناتا ہے تو استرے کے پھیرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ میرے دل پر پھیر رہا ہے، نیز فرمایا جب میں چلتا ہوں تو نیچے سے اوپر تک تمام بدن میں ایک ایسی حرکت پیدا ہوتی ہے کہ تمام دل ہی معلوم ہوتا ہے اور ہر رونگٹے سے اسم ذات ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت نور الحسن شاہ صاحب کیلیانوالے فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر چار مردان خدا کو جو راستہ دیا گیا ہے وہ کسی دوسرے آدمی کو نہیں دیا گیا۔ حضرت اویس قرنی رضؓ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحؒ حضرت ابو الحسن خرقانی رحؒ اور چوتھے نام پر خاموش ہو گئے، چونکہ حضرت قبلہ اپنی تعریف سننا بھی گوارہ نہ فرماتے تھے چہ جائیکہ خود فرماتے!

ایک مرتبہ فرمایا کہ بچپن کے دنوں میں جب میں قصور آتا تھا تو یہاں کے بازاروں اور گلیوں میں ایک برکت دیکھتا تھا، اب یہاں آتا ہوں تو گھٹنے گھٹنے نحوست ہوتی ہے، مگر تین آدمی اس

Marfat.com

نحوست سے بچے ہوئے ہیں، ایک عبدالحق شاہ صاحب کوٹ مردان خاں والے، دوسرے حافظ دولت خاں نواں قلعہ والے اور ایک نام اور لیا۔

ایک روز فرمایا کہ ہم جنگل میں قضاء حاجت کے لئے گئے تو ہم نے فراغت کے بعد جو نظر ڈالی تو بسبب عبرت ہم پہ ایک قسم کی کیفیت طاری ہو گئی۔

ایک دفعہ اپنی مسجد شریف میں جب کہ یہ نئی نئی تعمیر ہوئی تھی تشریف فرما تھے، کہ حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمہ فرمایا "کچھ دیکھا ہے" وہ اِدھر اُدھر نظر ڈال کر بولے "جی نہیں" فرمایا "ابھی دیکھ لو گے"، چند منٹ کے بعد بولے "ہاں دیکھ لیا ہے؟ فرمایا کیا؟"

بولے "یہی کہ حضرت امام علی شاہ صاحبؒ تشریف لائے ہیں" سبحان اللہ!

حضرت ثانی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا تھا دنیا مجھے تھالی کے مانند معلوم ہوتی تھی، ایک بار یہ بھی فرمایا کہ میں شاہی مسجد لاہور میں گیا وہاں ایسا معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ میرے پاس آ گیا ہے اور میں نے اس کا

Marfat.com

طواف کیا ہے!

اشعارِ دلگداز

حضرت قبلہ شاعر نہ تھے، لیکن عالم وجد میں اکثر ایسے اشعار زبان مبارک سے فرماتے جس کا ایک ایک لفظ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبا ہوتا۔ اردو اور فارسی کے مشہور صوفی شعرا کی متعدد نعتیں حضرت قبلہ کو ازبر تھیں ذیل میں چند ایک درج کی جاتی ہیں۔

ہمہ انبیا در پناہ تو اند — مقیم در بارگاہ تو اند
تو مہرِ منیری ہمہ اختر اند — تو سلطانِ ملکی ہمہ چاکر اند

خدا کس کو کہتے تھے کیا جانتے تھے — ترے منہ سے ذکرِ خدا ہے محمدؐ
جسے کہتے ہیں سب کلام الٰہی — وہ تیری زباں سے سُنا ہے محمدؐ
تیرا وصل جنت تیرا ہجر دوزخ — تیری دید، دیدِ خدا ہے محمدؐ

خدا یا بدہ شوقِ ذاتِ رسولؐ — بدردِ محمدؐ مرا کُن قبول
شب و روز در عشق حضرت بدار — ہمہ عمر در وصل احمد گذار
چو بلبل برآں گُل فدائم کنم — چو پروانہ جلوہ نمائم کنم

Marfat.com

حیاتی مماتی ہمہ وقت ما — عطا کن وصال مرا مصطفیٰ

حمد محمود ے کہ در جملہ صور — شد بانوار محمدؐ جلوہ گر
زانکہ از نورش محمدؐ شد عیاں — گشت از نور محمدؐ دو جہاں

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
دل جانم فدایت یا محمدؐ — سر من خاکپایت یا محمدؐ

عرش است کمیں پایہ ز ایوان محمدؐ — جبرئیل امیں خادم دربان محمدؐ
آں ذات خداوندی کہ مخفی و نہاں بود — پیدا و عیاں گشتہ بچشمان محمدؐ

منم خاک سر کوئے محمدؐ — اسیر حلقۂ موئے محمدؐ
نماز عشق ہر دم می‌گزارم — بہ پیش قبلہ روئے محمدؐ
سجود عشق بازاں است ہر دم — بمحراب دو ابروئے محمدؐ
اگر چشمم بہر روئے است مائل — بود روئے دلم سوئے محمدؐ
جہان در خیال لیلۃ القدر — حسن در بند گیسوئے محمدؐ

Marfat.com

صد کتاب و صد ورق در نار کن — جان و دل را جانب دلدار کن

ترک کر دنیا کا غم بیباک ہو — چھوڑ دے اس کی نجاست پاک ہو

خاک ہو جائیگا جب آخر کو تو — خاک کے ہونے سے پہلے خاک ہو

خدایا خودی سے بچا لو مجھے — فقط اپنا بندہ بنا لو مجھے

آگ تھے ابتدائے عشق میں — اب ہوئے خاک انتہا ہے یہ

ہو فنا ذات میں کہ تو نہ رہے — تیری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے

استغرق ڈوب اس میں اے صابر — کہ بجز عائو کے غیر ھو نہ رہے

اور گاہے پنجابی کے عبرت انگیز اشعار پڑھتے ——

دین دنیا دونی تھیں دُنی نہ چلی ساتھ — ہیر کلہاڑا مارنا غافل اپنے ہاتھ

دین دنیا دونی تھیں دُنی نہ چلی ساتھ — دونویں ٹھوک وجا کے چلیا خالی ہاتھ

دنیا کھیتی آخرت سینی خود حضرت فرماوے — جیہا اسو جیہا بیجے کوئی تیہا ہی پھل پاوے

جو کجھ بیجیں سو کجھ جمیں جیہاں دا کمائی — توں کیوں اپنی کھیتی اندر کاہی دب جمائی

Marfat.com

وفات

سفرِ آخرت

حضرت قبلہ کی صحت شروع ہی سے بوجہ زہد و ریاضت اور مجاہدہ بہت کمزور تھی، وصال سے دو تین سال پہلے تو ممدوح بہت ہی دبلے ہو گئے تھے، پانچوں وقت کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھتے تھے، لیکن اب وجہ نقاہت صرف جمعہ کی نماز پڑھاتے، اور رحلت سے چند ماہ پہلے تو نماز جمعہ سے بھی رہ گئے تھے اور اٹھنا بیٹھنا مصیبت ہو گیا تھا، احباب اور خدام پر یہ غیر حاضری بڑی شاق گذرتی جو لوگ آٹھ روز کے بعد اسی بہانے زیارت سے مشرف ہوتے تھے وہ حضرت قبلہ کو منبر پر کھڑے نہ پا کر زار و قطار روتے تھے۔ ایسے حالات میں اطباء نے مشورہ دیا کہ حضرت قبلہ بغرض تبدیلی آب و ہوا کشمیر

Marfat.com

تشریف لے جائیں۔ چنانچہ حضرت قبلہ، حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب، مولوی دین محمد صاحب جیفل پوری، مولوی خدابخش صاحب لاہوری، مولوی سراج الدین صاحب اور مستری کرم دین صاحب کی ہمراہی میں کشمیر تشریف لے گئے۔ انہی ایام میں حضرت قبلہ عموماً فرماتے کہ میری عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک سے زیادہ ہوگئی ہے!

سرینگر پہنچ کر حضرت قبلہ شیخ محمد حسین صاحب المعروف ہری صاحب (ایک نومسلم انگریز) کے ہوٹل میں ٹھہرے، شیخ صاحب موصوف حضرت قبلہ کے خادموں میں سے تھے، سر آنکھوں پر جگہ دی اور ان کی حالت بیماری پر بہت متاثر ہوئے، بلکہ ان پر رقت طاری ہوگئی، مگر چار روز کے بعد حضرت قبلہ کی وہاں طبیعت اکتا گئی اور لاہور سر میاں محمد شفیع صاحب کی کوٹھی پر چلے آئے، لاہور کے ممتاز اور مشہور ڈاکٹر اور اطبا نے (جن میں حکیم سید علی احمد نیر واسطی، حکیم سید ظفر یاب حسین، حکیم علی احمد صاحب حکیم محمد یوسف صاحب، ڈاکٹر محمد یوسف صاحب اور ڈاکٹر حاکم دین صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں) متفقہ طور پر حضرت قبلہ کے عارضہ کی (ٹنپ محرقہ) تشخیص فرمائی

Marfat.com

شاہانہ نسخہ جات تجویز کئے۔ مگر سب بے سود۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حضرت قبلہ پر غشی کے دورے کثرت سے پڑنے، جب افاقہ ہوتا تو قرآن پاک کی تلاوت اور درود شریف کے ورد کے سوا کوئی لفظ زبان مبارک سے نہ نکلتا تھا۔ بلکہ اس حالت میں بھی فریضہ تبلیغ کو نہیں بھولے، حاضرین کو نماز کی شدت سے تاکید فرمائی۔

غروب آفتاب

کچھ دنوں کے بعد حضرت قبلہ سر شفیع مرحوم کی کوٹھی سے واپس شرقپور شریف لے آئے، بوجہ کمزوری حضرت قبلہ کی زبان مبارک لڑکھڑاتی تھی، مگر الحمد شریف اور سورہ اخلاص نہایت صحیح پڑھتے تھے، کہتے ہیں رحلت سے دو ہفتے پہلے حضرت قبلہ اردو میں بات چیت فرمانے لگے تھے، حالانکہ اس سے پہلے حضرت قبلہ کو کسی نے اردو میں بات چیت کرتے نہیں دیکھا تھا، بیہوشی کے عالم میں بھی اردو میں باتیں کرتے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو اشاروں سے ادا کرتے۔

وفات شریف سے چند یوم پہلے برادر خورد حضرت میاں

Marfat.com

غلام اللہ صاحب کو بلایا اور حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب او
بابا عبداللہ صاحب فیروز پوری کے روبرو یہ وصیت فرمائی ۔
" گھبرانا نہیں ۔ مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا ۔ جمعہ
کی نماز خود پڑھانا ۔ باقی نمازیں اور مسجد کا اہتمام میاں محمد ابراہیم
صاحب اور حاجی عبدالرحمٰن صاحب کے سپرد کر دینا ۔ جمعہ کی
نماز کے علاوہ اور بھی وقتاً فوقتاً مسجد میں جا کر نمازیں پڑھانا "
نیز انہیں تلقین و ارشاد کی اجازت بھی مرحمت فرما دی ۔ ان
ایام میں عصا ٹیکتے ہوئے زنان خانے میں بھی گئے اور سب کو
الوداع کہی اور پیار دیا اور فرمایا " اب میں ڈوہراں والے جا
جا رہا ہوں " ۔

دو شنبہ کا روز ۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۷ھ ۲۰ اگست
سنہ ۱۹۲۸ء کو جیسے جیسے دن چڑھتا تھا، حضرت قبلہ پر بار بار
غشی طاری ہوتی تھی، فرمایا کہ آج میں رخصت ہو جاؤں گا ۔
ہچکیاں آنے لگیں ۔ سینہ بہنے لگا ۔ اس عالم میں بھی سورۂ
اخلاص کی تلاوت، سننے والے حضرت کے لبوں کی جنبش سے
سُنتے تھے ۔ آخر رات کے ساڑھے گیارہ بجے حضرت قبلہ کی
پاک قفس عنصری سے پرواز کر کے عالم قدس میں پہنچ گئی، او

Marfat.com

آفتاب روحانی اپنی عمر کے پینسٹھ ۶۵ مرحلے طے کر کے ہمیشہ کے لئے روپوش ہو گیا۔

اندھیرا

جب سورج چھپ جاتا ہے تو تاریکی چھا جاتی ہے گھٹا ٹوپ تاریکی۔ حضرت قبلہ اللہ کو پیارے ہو گئے تھے، احباب چارپائی کے گرد پروانہ وار گر رہے تھے اور اس شمع ہدایت کے گرد زار و قطار رو رہے تھے، کہتے ہیں حضرت قبلہ کے محب صادق میاں فتح اللہ صاحب تو حضرت کی جدائی میں دیوانے ہو گئے تھے، اور انہیں حضرت کی رحلت کا یقین نہیں آتا تھا، حضرت قبلہ کے جنازہ کو برابر پنکھا کر رہے تھے، سخت گرمی اور حبس کے دن تھے، کئی دنوں سے بارش کا پتہ نہ تھا، شرقپور شریف میں مکمل ہڑتال تھی، دُور دُور تک اس "آفتاب ولایت" کی روپوشی کی اطلاع آناً فاناً پہنچ گئی تھی، جہاں قاصد یا تار پہنچ نہ جاتی تھی وہاں روحانی تار نے کام کیا، راقم الحروف کے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ اُس رات انہیں پریم نگر میں چین نہ پڑتا تھا۔ حتیٰ کہ پچھلی شب گھوڑے پر سوار ہو کر شرقپور چلے آئے، جب دریا پر پہنچے تو ملاحوں سے حضرت قبلہ کی رحلت کا

Marfat.com

حال معلوم ہوا۔ ماتھا ٹھنکا، دل تھام کر رہ گئے، بے چینی کا راز کھل گیا۔

حضرتِ قبلہ کی رحلت کا دن شرقپور کی تاریخ میں ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ لوگ کیا مسلم کیا غیر مسلم حضرتِ قبلہ کی جدائی میں روتے اور آہیں بھرتے تھے۔ جنازہ قبرستان کی طرف چلا تو چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تاکہ ہر شخص کو کاندھا دینے کا شرف حاصل ہو سکے، پھر بھی چاروں طرف سے مخلوق اتنی بڑی تعداد میں امنڈ آئی کہ نگاہ جدھر اُٹھتی خلقت کا ایک دریا ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھائی دیتا۔ اُدھر رحمت باری بھی جوش پر تھی آسمان پر بادل گھر آئے تھے، ادھر جنازہ قبرستان کے قریب پہنچا ہی تھا کہ بارانِ رحمت استقبال کے لئے آگے بڑھی، اور موسلادھار مینہ برسنے لگا، تھوڑی دیر پہلے گرمی کی شدت سے انسان، حیوان، چرند اور پرند سب تڑپ رہے تھے، کہ وصل محبوب سے آتش ہجر ٹھنڈی پڑ گئی، اور دیکھتے ہی دیکھتے موسم میں خوشگوار تبدیلی پیدا ہو گئی۔

تدفین

سہ پہر کے وقت کوئی چار بجے حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم

Marfat.com

صاحب رہ نے نماز جنازہ پڑھائی، نماز میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے نماز جنازہ کے بعد لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ جمع ہوتے تھے اور اس معبود حقیقی کے عاشق زار اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہادر شیر کی آخری زیارت سے مشرف ہوتے، کہتے ہیں اس وقت حضرت قبلہ کا چہرہ مبارک کیا تھا کہ حسن و سپیدی میں مصحف کا کوئی ورق تھا —

شام کے قریب قبرستان ڈوہراں والا میں حضرت کو سپرد زمین کیا گیا۔ حضرت قبلہ نے اپنی زندگی میں اس ٹکڑہ کو اپنی قبر کے لئے پسند کیا تھا۔ جیسا کہ میاں فتح اللہ خاں اور صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری سے معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ نے وصیت بھی فرمائی تھی کہ انہیں اس جگہ دفن کیا جائے نیز فرمایا کہ میری قبر کچی بنائی جائے۔

حضرت قبلہ کے جنازہ کو دیکھ کر علامہ حکیم علی احمد صاحب نیر واسطی لاہوری نے ذیل کے اشعار فی البدیہ کہے تھے۔

سوزِ دل

شان و شوکت سے یہ کس دولہا کی آتی ہے برات　　تھرتھراتے ہیں فرشتے کانپتی ہے کائنات

Marfat.com

ہر زبردست اس کی سطوت کے مقابل زیر ہے | یہ کوئی شاید محمدؐ کا بہادر شیر ہے
آج اٹھی ہے یہ کس عاشق کی میت دھوم سے | وصل ہے کس کا خدائے قادر قیوم سے
کس جنید وقت کی میت چلی آتی ہے یہ | قدسیوں کو عصمت و عفت میں شرماتی ہے یہ

لوگ کہتے ہیں ہوا شیر محمدؐ کا وصال | اٹھ گئے گویا ابوذر ہو گئے رخصت بلال
اب یہ شکلیں پھر نہ دکھلائیگی دنیا دیکھ لو | مصطفےؐ کے عاشقوں کی شکل یاد دیکھ لو
ملت مرحوم کے ماتم میں اب رو یگا کون | دامنوں سے داغ ہائے معصیت دھوئیگا کون
اے زمین شرقپور شیر الٰہی کی کچھار | دفن ہوتا ہے تیری مٹی میں شیر کردگار

ہے دعا ابر کرم برسے تجھ پہ بدلی نور کی
ہو ہمیشہ تجھ پہ نور افشاں تجلی طور کی

مزار شریف

حضرت قبلہ کی لحد مبارک ممدوح کے فرمان کے مطابق کچی ہے۔ مگر حضرت قبلہ کے جانثار یہ بھلا کب پسند کرتے تھے کہ حضرت قبلہ معمولی کچی لحد میں آرام فرما ہوں بلکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے دیگر بزرگان عظام کی طرح حضرت قبلہ کے مزار پر بھی بمشورہ حضرت ثانی صاحب مدظلہ العالی ایک شاندار عمارت تعمیر کی گئی۔ عظیم الشان گنبد اور جھالی دار برآمدہ نما محرابیں حضرت قبلہ کی عظیم المرتبت

Marfat.com

شخصیت کا پتہ دیتی ہیں، انہی ایام میں حضرت قبلہ کے مزار شریف سے ذرا دور ایک وسیع آہنی شیڈ بھی تعمیر کیا گیا تاکہ عرس مبارک کے موقعہ پہ زائرین وہاں سایہ تلے بیٹھ سکیں، شیڈ سے ملحقہ ایک ہٹ اور وضو کے لئے ٹونٹیوں کی وسیع قطار کھڑی ہے، عرس شریف کے ایام میں معتقدین کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے لئے سائے اور پانی کا یہ وسیع انتظام بھی ناکافی ہوتا ہے، ان تعمیرات کا سہرا بابا محمد عبداللہ گھڑی ساز فیروز پوری کے سر ہے، جنہوں نے مزار شریف پر آسائش و آرام کے یہ سامان مہیا کر کے نہ صرف بے پایاں ایثار و خلوص کا ثبوت دیا ہے، بلکہ اس عاشق صادق نے اپنی مغفرت کے سامان بھی فراہم کر لئے یہ نیک مرد بھی حضرت قبلہ کے پائین آسودہ خواب ہے۔ ع

کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے!

یوں تو حضرت قبلہؒ تہ خاک پوشیدہ ہیں مگر ان کا مدفن پاک انوار الٰہیہ کا مرکز ہونے کے باعث آج بھی کشف و کرامات کا منبع ہے کہ لوگ ان کی روح سے اخذ فیض کرتے ہیں، اور یہ عنایت حق سبحانہ و تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دلی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔

Marfat.com

اور حضرت قبلہ کا مدفن پاک آج بھی اس صداقت پر شاہد ہے کہ اولیائے کرام کبھی نہیں مرتے بلکہ روحانی اعتبار سے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

جانشین

حضرت قبلہ نے بوقت رحلت کوئی نسلی اولاد نہیں چھوڑی حضرت قبلہ کی صاحبزادی بھی ممدوح کی حیات میں ہی چل بسی تھیں البتہ حضرت قبلہؒ کی دو بہنیں اور ایک بھائی صاحب موجود تھے الحمد للہ کہ حضرت قبلہ کے چھوٹے بھائی حضرت میاں غلام اللہ ملقب "حضرت ثانی صاحب" جنہیں ممدوح نے حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب کیلیانوالے اور بابا محمد عبد اللہ صاحب کی موجودگی میں سندِ خلافت عطا کی تھی اور اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ مشائخیت کے بلند مقام کے لئے بہت اہل ثابت ہوئے۔ حضرت قبلہ کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت میاں غلام اللہ صاحب نے حضرت ممدوح کے مشن کو نہ صرف جاری بحال رکھا ہے بلکہ بزرگان دین کے مزارات پر جو سالانہ اجتماع بہ حصول فیض و برکات و ایصال ثواب منعقد ہوتے ہیں ان کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت قبلہ میاں نصا

کے مزار شریف پر جس سادگی اور حسن انتظام سے یہ سالانہ رسم ادا کی جاتی ہے اس کا تمام تر سہرا حضرت ثانی صاحب کے سر ہے، کیا مجال جو ان ایام میں حدود پاک میں کوئی غیر شرعی فعل وقوع میں آتا ہو بلکہ عرس کے ایام میں یہ اجتماع عبادت و ریاضت واعظ اور پند و نصائح کے اعتبار سے لائق صد رشک ہے۔ اس مبارک موقع پر یہاں لوگ دور دراز سے کھچے چلے آتے ہیں، اور حضرت قبلہ کے مزار پر حاضر ہو کر روحانی نعمتیں لوٹتے ہیں، یہ عرس شریف ہر سال یکم و دو ربیع الاول کو منعقد ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت ثانی صاحب

میاں غلام اللہ مدظلہ العالی

موصوف حضرت شیر ربانی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی ہیں، حضرت قبلہ کو ان سے بہت محبت تھی، ابتداء میں یہ لاہور ننھیال میں تعلیم حاصل کرتے تھے، حضرت قبلہ کو جب ان سے ملاقات کئے کئی روز ہو جاتے تو والدہ ماجدہ سے کہتے کہ آج تو غلام اللہ (صاحب) سے ملنے کو جی چاہتا ہے، چنانچہ اکثر اور بیشتر اوقات ایسا ہوتا کہ ادھر تو حضرت قبلہ لاہور روانہ ہوتے اور اُدھر میاں غلام اللہ صاحب شرقپور کے لئے چل پڑتے، اس طرح دونوں بھائی راستے ہی میں ایک دوسرے

Marfat.com

ے مل جانے، جن ایام میں یہ کریما پڑھا کرتے تھے حضرت
ہ نے اس کتاب پہ بڑے شوق سے حاشیہ آرائی فرمائی اور
ہیں بڑی محبت سے خطاب کیا۔ ان واقعات سے پتہ چلتا ہے
حضرت قبلہ انہیں کس قدر چاہتے تھے۔

جب یہ تعلیم سے فارغ ہوئے تو انہیں حکمت سیکھنے کا
وق ہوا، چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں حکیم محمد اسماعیل کہی
رحوم و مغفور سے جو اُن دنوں شرقپور میں مشہور حکیم تھے،
مدوح نے یہ معزز فن حاصل کیا اور ذاتی مطب کھول لیا۔ کچھ
رصہ کے بعد جب اس سے طبیعت بھر گئی تو شرقپور میونسپل
میٹی کی ملازمت کر لی، مگر یہ بھی راس نہ آئی۔ تو حضرت قبلہ
نے زمین کی دیکھ بھال کا کام ان کے سپرد کیا۔

بیعت

دراصل قبلہ موصوف جس بڑے کام کے لئے انہیں تیار کرنا
چاہتے تھے اور جس بلند مقام پر انہیں دیکھنا چاہتے تھے وہ طب
ور ملازمت سے بہت مختلف تھا، آخر کار حضرت قبلہ نے انہیں
س بڑے مقصد کی طرف راغب کرنا شروع کیا، جو حضرت قبلہ کی
پنی زندگی کا مقصود تھا۔ اور جس سے یہ بوجہ نوعمری اور لاابالی

Marfat.com

گمرہ کرتے تھے، مگر حضرت قبلہ جو بڑے بڑے سرکشوں کو
کرنا جانتے تھے ان کے لئے موصوف پر قابو پانا کوئی بڑ
بات نہ تھی، صرف ایک نگاہ کیمیا صفت درکار تھی۔

کہتے ہیں ایک شب حضرت قبلہ انہیں سخت سردی میں چھت کے
لے گئے اور فرمایا غلام اللہ تجھے بتاؤں میں کون ہوں؟ ثانی صاحب خام
تھے، حضرت قبلہ نے پھر یہی بات دوہرائی، یہ اب بھی خاموش تھے
لیکن ایک روز ثانی صاحب نے حضرت قبلہ کے اس عجیب
غریب، مگر پُر حکمت سوال کو یوں حل کیا کہ حضرت قبلہ کی خدمت
میں حاضر ہو کر معروض ہوئے "اگر آپ مجھ پر توجہ کرتے تو میں
کوئی کہتا کہ یہ چھوٹے میاں ہیں" حضرت قبلہ اس روز خام
رہے۔ اور جمعہ مبارک کے دن طلب کیا۔ ایک توحید کی نظر
ڈالی، ثانی صاحب پر وجد طاری ہو گیا کہ اس روز نماز جمعہ
ادا نہ کر سکے، جب نماز ہو چکی تو حضرت قبلہ حجرے میں تشریف
لے گئے۔ یہ بھی پیچھے پیچھے چلے۔ اور عالم بیخودی میں بول اُٹھے
"آپ تو خدا ہیں اور مجھے بھی خدا بنا دیا ہے" حضرت قبلہ
تو بہت خفا ہوئے۔ اور فرمایا "دوسرے کمرے میں جا کر بیٹھو
وہیں آتا ہوں" چنانچہ حضرت قبلہ بھی وہاں تشریف لے گئے

Marfat.com

اور انہیں خصوصی توجہ سے نوازا جس سے ان کی طبیعت سنبھل گئی اور بولے "واہ واہ آپ نے تو ہمارا ہاتھ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ میں دے دیا" اس روز کے بعد انہیں بھی ذکر و فکر میں لذت محسوس ہونے لگی۔

عطائے خلافت

حضرت قبلہ بسترِ علالت پر دراز تھے، کوچ کی تیاریاں تھیں، کہ ثانی صاحب کو یاد فرمایا، یہ حاضر ہوئے، حضرت سید نور الحسن اور بابا عبد اللہ صاحب فیروز پوری بھی تشریف رکھتے تھے، ثانی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا "گھبرانا نہیں، مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا، جمعہ کی نماز خود پڑھانا اور باقی نمازیں اور مسجد کا اہتمام میاں ابراہیم صاحب اور حاجی عبد الرحمٰن صاحب کے سپرد کر دینا، جمعہ کی نماز کے علاوہ وقتاً فوقتاً اور نمازیں بھی پڑھانا اور جو آئے اُسے اللہ اللہ بتا دیا کرنا" نیز فرمایا "ان شاء اللہ تمہیں کسی بات کی کمی نہیں رہے گی"۔

حضرت قبلہ کی رحلت کے بعد حضرت ثانی صاحب کے ہاتھ پر لوگ بیعت ہونے لگے، حضرت قبلہ رح کا فرمان انہوں نے حرف بحرف پورا کر دکھایا اور بحمد اللہ کہ آج موصوف کے ہاں

Marfat.com

کسی بات کی کمی نہیں، حضرت قبلہ ؒ کے سالانہ عرس پر لنگر کے وسیع انتظامات کے علاوہ ہر روز ان کے دستر خوان پر درجنوں آدمی کھانا کھاتے ہیں۔

کچھ عرصہ سے ممدوح نے "جامعہ حضرت میاں صاحب قبلہ" کے نام سے شرقپور شریف میں ایک درس گاہ کی بنا ڈالی ہے، جس کی شاندار عمارت پر ہزاروں روپے صرف ہوئے ہیں جہاں دُور دراز سے طلبا آکر حدیث فقہ اور دیگر دینی علوم حاصل کرتے ہیں اور یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر پاکستان بھر میں اس نور کی روشنی پھیلاتے ہیں، جس کی مظہر حضرت قبلہ ؒ کی ذات بابرکت تھی۔ اس درس گاہ کا سارا خرچ حضرت ثانی صاحب گرہ سے ادا کرتے ہیں۔ ہر سال حضرت بابا صاحب ؒ کے مزار پاک پر حاضر ہو کر وہاں حضرت قبلہ ؒ کی طرح عرس شریف کا اہتمام بھی فرماتے ہیں۔

ظہور نسبت

حضرت ثانی صاحب لمبے قد کے مرنجاں مرنج بزرگ ہیں، پچاس پچپن کے لگ بھگ عمر ہے، موصوف شرع شریف کے پابند ہیں نماز جمعہ خود پڑھاتے ہیں۔ دن کا بیشتر حصہ مسجد شریف میں گذارتے

Marfat.com

دروہیں نئے آنے والوں کو تلقین ارشاد بھی فرماتے ہیں ——— فی زمانہ
جب کہ فرقہ اہلِ سنت والجماعت کے گرد اغیار گھیرا ڈالے ہوئے
ہیں۔ دینِ حقا کی سلامتی کے لئے حضرت موصوف کا وجود بسا
غنیمت ہے، جن کی صحبت سے حضرت قبلہ کی یاد تازہ ہو جاتی
ہے، لوگ ان کے فیضان کے مداح ہیں، ذیل میں صرف چند ایک
واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت قبلہؒ کی رحلت کے بعد میاں چراغ دین سکنہ نزد
للیانی شرقپور شریف آتے اور حضرت قبلہ کے مزار کی زیارت کے
بعد لوٹ جاتے، ایک مرتبہ ثانی صاحب مدظلہ العالی للیانی تشریف
لے گئے۔ رات کو میاں چراغدین صاحب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت
قبلہ تشریف لائے ہیں اور انہیں فرما رہے ہیں کہ آج میرے بھائی
للیانی میں آئے ہوئے ہیں۔ تم شرقپور شریف جاتے ہو مگر اُن سے
نہیں مل کر آتے ——— یہ دو روپے لو اور میری طرف سے
انہیں دے دو، بلکہ اپنی طرف سے بھی انہیں کچھ دے دینا۔
صبح میاں چراغ دین موصوف کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے
یہ واقعہ سنایا اور نذر پیش کی!

مولوی عبدالرحمٰن صاحب گھڑی ساز جو حضرت قبلہؒ کے

Marfat.com

ملنے والے ہیں، ستر روپے ماہوار پر گھڑی سازی پر ملازم تھے ایک دفعہ ثانی صاحب کے پاس آئے، مالی پریشانی کی شکایت کی اور یہ مشورہ طلب کیا کہ وہ اپنا علیحدہ کاروبار کریں یا ملازمت پر بحال رہیں، حضرت ثانی صاحب نے فرمایا "ملازمت ہی کئے جاؤ۔" انہوں نے دوبارہ پوچھا، تب بھی یہی جواب دیا، مولوی صاحب کو ثانی صاحب کا یہ جواب کچھ پسند نہ آیا۔ اور خفا ہو کر چلے گئے۔ انہوں نے ملازمت چھوڑ کر گھڑی سازی کی دکان کھول لی، مگر تھوڑے ہی عرصہ میں رہی سہی مالی حالت بھی بگڑ گئی، یہ بہت گھبرائے، حضرت قبلہ سے رجوع کیا، حضرت ممدوح نے خواب میں ظاہر ہو کر فرمایا "جاؤ ثانی صاحب سے معافی مانگو، اور اُن کے مشورے پر عمل کرو" یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، معذرت چاہی، انہوں نے فرمایا "وہی ملازمت کر لو" یہ بولے "وہ اب ملازم نہیں رکھتے" فرمایا "نہیں جاؤ رکھ لیں گے" چنانچہ پہلے ہی مالکان نے اُنہیں بخوشی ملازم رکھ لیا۔

بابا حسن دین صاحب سکنہ کھیڑ جو حضرت قبلہ کے ملنے والے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ نے حیاتِ مبارکہ میں انہیں شادی کرنے کا حکم دیا تھا، مگر بوجہ عبادت و ریاضت یہ کافی

Marfat.com

ہی رہے، آخر حضرت ممدوح کا حکم یاد آیا، ادھر عمر کافی ہو چکی
، جہاں سے رشتہ طلب کرتے، لوگ ان کی عمر کا سوال پیش
تے، آخر کار یہ حضرت ثانی صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر
ے اور شادی سے محرومی کا اظہار کیا۔ ثانی صاحب سن کر بولے
س پہ قابو پالو شادی کا سوال ہی جاتا رہے گا۔" انہوں نے
اقصہ سُنایا کہ حضرت قبلہ کا حکم ہے، ثانی صاحب بولے تو اچھا
ود شریف حضری اتنی بار پڑھا کرو، اللہ پاک کوئی راستہ نکال
ں گے، بابا صاحب کہتے ہیں کہ ان کے فرمودہ پر عمل کرنے
ے چند ہی دنوں میں اللہ پاک نے ان کے لئے شادی کی صورت
یدا کر دی، کہ اب وہ بحمداللہ دو بچیوں کے باپ ہیں۔

شرقپور میں ملک یسین صاحب کی اہلیہ جو عرس شریف کے موقع
پر لنگر کی تیاری میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیتی ہیں، ایک مرتبہ
بوجہ علالتِ ساس حضرت ثانی صاحب سے معذرت خواہ ہوئیں
نیز بتایا کہ مریضہ بسترِ مرگ پر پڑی ہے۔ اس کے بچنے کی کوئی اُمید
نہیں شاید آج دم توڑ دے، ثانی صاحب نے فرمایا "بی بی کوئی
فکر کی ایسی بات نہیں، تم لنگر کا کام اُسی انہماک سے کرو۔"
غلام یسین صاحب کا بیان ہے کہ بڑھیا جو شدید بیمار تھی

Marfat.com

جینڈے اور زندہ رہی اور اُس نے عرس شریف کے گذر جانے
بعد انتقال کیا۔ اللہ پاک حضرت ثانی صاحب کو عمر خضر
کریں تاکہ مے خانۂ محمدیہ کے یہ ساقی بادہ کوثر سے تشنہ لبو
کی پیاس بجھاتے رہیں۔

حضرت ثانی صاحب کے دونو صاحبزادے میاں غلام
صاحب و میاں جمیل احمد صاحب بھی ماشاء اللہ متشرع
اور بہت نیک ہیں اور دین کے کاموں میں پیش پیش ہیں اللہ
ان ہر دو صاحبزادگان کو طویل عمر عطا فرمائیں۔

حضرت حاجی عبدالرحمٰن صاحبؒ

حضرت حاجی عبدالرحمٰن صاحب جنہیں حضرت قبلہؒ نے
مسجد کی خدمت پر مامور فرمایا تھا، ٹلوانوالہ نزد قصور کے ر
والے تھے، سید عبدالحق شاہ صاحب قصوری کے شاگرد رشید
ایک مرتبہ حضرت قبلہؒ قصور تشریف لائے اور بڑی مسجد میں
فرمایا، حاجی صاحبؒ حضرت قبلہ کے نادیدہ عاشق تھے، جب
حال سُنا تو ایک صاحب الہ دین آہنگر کے ہمراہ مسجد میں
والا میں حاضر ہوئے اور درخواست برائے ادخال طریقہ گذ
دی، حضرت قبلہ نے صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری سے فرما

Marfat.com

جب آپ شرقپور تشریف لائیں تو انہیں بھی ہمراہ لیتے آئیں، چنانچہ وہ حاجی صاحب کو لے کر حاضر ہوئے، حضرت قبلہ نے ذکر قلبی اور درود شریف کی اجازت مرحمت فرمائی، تھوڑے ہی دنوں میں ان پر جذب وسکر کی کیفیت طاری ہوگئی، پھر تو حاجی صاحب موصوف جلد جلد حاضر خدمت ہونے لگے، جب اس طرح بھی طبیعت سیر نہ ہوتی تو ترک وطن کر کے دیار محبوب میں آ کر بس گئے اور حضرت قبلہ کی مسجد میں رہنے لگے، حضرت قبلہ بھی ان پر بہت مہربان تھے، اکثر مہمانوں کی دیکھ بھال اور خدمت کا شرف بھی انہیں حاصل تھا، حضرت قبلہ کی صحبت اور فیضان سے معرفت کے عجیب رموز و نکات ان پر آشکار ہوتے، حضرت قبلہ کے سچے رمز آشنا اور مزاج شناس تھے، خاموش طبیعت، حلیم الطبع اور مستقل مزاج تھے۔

کہتے ہیں حضرت قبلہ کی خدمت میں ملازمت سے پہلے پانچ چھ سال سرزمین یثرب میں آوارہ دشت محبت رہے، مگر انہیں مداوائے محبت میسر ہوا تو شرق پور شریف میں جو حق سبحانہ وتعالیٰ کے پرستار اور عاشق صادق جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی آماجگاہ تھا، جن کی قرابت سے ان کے سینہ بے کینہ سے

Marfat.com

بھی بوئے کباب آتی تھی، بقول صاحبزادہ حضرت محمد عمر بیربل شریف کہ بہ بظاہر تو چپ نظر آتے تھے لیکن اندر ہی اندر محبت کی ہنڈیا جوش کھا رہی تھی، اور اس درد سے نڈھال نظر آتے تھے مگر اس درد کی بدولت ہی انہیں حضرت میاں صاحب قبلہؒ کے ہاں درجۂ صدیقیت حاصل تھا۔

حضرت قبلہؒ کے وصال کے بعد بھی موصوف کئی برس مسجد شریف میں مقیم رہے مگر عدمہ جدائی محبوب سے ہمیشہ کھوئے کھوئے سے رہتے تھے۔ چند ہی سال میں خود بھی صاحب فراش ہو گئے، راقم الحروف نے انہیں آنکھوں سے دیکھا ہے دونو پیروں پر ورم اور چلنے پھرنے سے مجبور، نماز کے وقت مُونڈھے پر بیٹھ کر بمشکل جماعت میں شریک ہوتے تھے۔ جب بہت ہی لاچار ہو گئے تو حضرت قبلہ ثانی صاحب نے انہیں وطن بھجوا دیا، جہاں تھوڑے دن حیات رہے۔ آخر محبوب سے جا ملے، داڑھی مونچھ سے محروم تھے، مگر بعد رحلت اکثر لوگوں نے حضرت قبلہ کے جلو میں انہیں باریش دیکھا ہے۔ سبحان اللہ!

قاری محمد ابراہیم صاحب

یہ بھی حضرت قبلہؒ کے محرم راز اور خادم خاص تھے حضرت

Marfat.com

بلہ کی محبت میں ترک وطن کر کے یہیں ٹک گئے تھے، پنجوقتی نماز
د مسجد میں بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم ان کے سپرد تھی خوش الحان
ناری تھے، شرقپور شریف کے متعدد لڑکوں نے ان سے قرآن
پاک حفظ کیا، عشق الٰہی میں یہ کیفیت تھی کہ اکثر جنون ہو جاتا
تھا، حضرت قبلہ ان کی فصد کھلواتے تب کہیں آفاقہ ہوتا تھا،
بعض وقت ادائیگی نماز بھی دشوار ہوتی تھی، حضرت قبلہ کے عجیب
عاشق تھے، طبیعت میں بلا کی جفاکشی تھی، فصل کے دنوں میں
کھیتوں میں تشریف لے جاتے اور کٹائی بلا معاوضہ کرتے، مسجد
کی خدمت بھی انجام دیتے، حضرت قبلہ کی رحلت کے بعد گو کئی
برس زندہ رہے مگر صدمہ جدائی کی تاب نہ لا سکے اور اکثر مریض
رہتے آخر فراقِ یار میں گھل گھل کر دنیا سے رخصت ہو گئے، بچپن
میں راقم الحروف کو بھی کچھ دن حضرت قاری صاحب سے پڑھنے
کا اتفاق ہوا ہے، بچوں کو محبت سے پڑھاتے تھے، مگر جب سبق
یاد نہ ہوتا تو ان کی خبر بھی لیتے تھے، الحمد للہ آج بھی شرقپور شریف
میں سینکڑوں حافظ موصوف کی یادگار موجود ہیں۔

Marfat.com

خُلفائے کرام

مخزنِ کرم حضرت سیّد محمّد اسمٰعیل شاہ صاحب سرکار کرمانوالے

پیکرِ نور حضرت سیّد نورالحسن شاہ صاحب کیلیانوالے

فاضلِ اجل حضرت صاحبزادہ حافظ محمّد عمر صاحب بیربل والے

مظہرِ انوار حضرت صاحبزادہ مظہر قیوّم صاحب مکان شریف والے

ابرِ رحمت حضرت میاں رحمت علی صاحب گھنگ والے

الحاج حافظ حضرت سیّد محمّد ابراہیم شاہ صاحب بخاری سہول والے

Marfat.com

گزارش

ابوالبرکات حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک مُرید با اخلاص نے حضرت ممدوح کی شان میں ایک قصیدہ پیش کیا تھا، حضرت قبلہ رہ نے سُن کر فرمایا کہ میری قصیدہ خوانی سے یہ کہیں بہتر ہے کہ تم خود میں وہ اوصاف اور خصائل پیدا کرو کہ لوگ تمہیں دیکھ کر کہیں کہ یہ فلاں شخص سے بیعت ہے، ورنہ میری تعریف سے فائدہ!

حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض معتقد خلفائے کرام کے مختصر حالات بھی حضرت قبلہ کی سوانح حیات کے ساتھ محض اس لئے شامل کئے جا رہے ہیں کہ لوگ ان شاگردانِ رشید کے حالات سے آگاہ ہو کر حضرت قبلہ شیر ربانی رح کے اعلٰے

Marfat.com

مقام اور مرتبۂ بلند کا اندازہ لگا سکیں کہ حضرت قبلہ نے حیاتِ مبارکہ میں بے شمار مخلوق کو راہِ راست پر لانے کے علاوہ اپنے پیچھے کاملین کی ایسی جماعت بھی چھوڑی ہے جو آج بحمد اللہ رشد و ہدایت کی مسند پر متمکن ہے اور بھولے بھٹکوں کی راہنمائی کر رہی ہے۔

یہاں یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذی جاہ حضرات مجھ ایسے ناچیز کی تعریف و توصیف سے بالاتر ہیں اور شہرت اور نمود کو ناپسند فرماتے ہیں۔ عاجز نے یہ چند صفحات بھی ڈرتے ڈرتے اور نہایت اختصار سے حصولِ برکت کے لئے قلمبند کئے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کو منظور ہوا اور عمر نے وفا کی تو ان کی سیرت پاک پر آئندہ کبھی مفصل عرض کر دوں گا۔

(مصنف)

Marfat.com

مخزنِ کرم

حضرت محمد اسمٰعیل شاہ صاحب مدظلہ العالی

پیر و مرشد حضرت سرکار کرمانوالے موضع کرموں والے تحصیل فیروزپور کے رہنے والے ہیں، والد بزرگوار کا اسم گرامی سید سید علی شاہ صاحب تھا جو حضرت پیر و مرشد کے بچپنے ہی میں داغ مفارقت دے گئے تھے، حضرت ممدوح کو شروع ہی سے علم دین حاصل کرنے کا بہت شوق تھا چنانچہ اس شوق کی تکمیل کے لئے حضرت ممدوح دہلی اور سہارن پور کے دینی اداروں میں کافی عرصہ مقیم رہے اور علمی دولت سے مالا مال ہوئے، جب وطن لوٹ کر آئے تو دولت علم سے کماحقہٗ مستفید ہونے کے لئے فیروزپور کے مشہور صوفی بزرگ مولوی شرف الدین صاحب

Marfat.com

چشتی رح کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔

کہتے ہیں اس بیعت سے حضرت ممدوح کو حق سبحانہ وتعالے کی محبت اس قدر دامن گیر ہوئی کہ اکثر آوا کمہاراں پر بیٹھے رہتے اور شادی خانہ آبادی پر عزیز واقارب کے مجبور کرنے پر بمشکل تمام رضامند ہوئے۔

حضرت ممدوح کے خادم خاص برادرم شیخ ناظر حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ علاقہ زیرہ کے ایک سید صاحب تھے، انہوں نے ایک مرتبہ موگا میں شیخ صاحب کو بتایا کہ ہمارے بزرگ کپور شریف کی طرف اشارہ کر کے بتایا کرتے تھے کہ ادھر ایک ولی اللہ پیدا ہوں گے۔ یہ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ موضع کھوٹیاں سردار میں جا کر اللہ اللہ کیا کرتے ــــ عمر کے ساتھ ساتھ یہ ذوق بھی پروان چڑھتا گیا، آخر علم کی ضیا نے اس پاکیزہ شوق کو اور نکھار دیا۔ حضرت شیخ الشیوخ عالم بابا فرید الدین گنج شکر رح کے عاشق صادق ہیں، ایک مرتبہ عرس کے موقع پر بیمار ہو گئے، چلنے پھرنے کی ہمت نہ رہی، تو عین عرس کے موقع پر ایک اونٹنی سوار آئے اور انہیں ہمراہ لے گئے۔

ایک مرتبہ حضرت ... عاشق الٰہی حضرت بوعلی قلندر

Marfat.com

پانی پتی کے آستانہ پر بھی حاضر ہوئے، وہاں ریلوے اسٹیشن ہی سے ایک مست حضرت ممدوح کے ہمراہ ہو گیا جب واپس ہوئے تو خرچ ختم ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس مست نے جیسے وقت خرچ لائق سونے کا ایک ٹکڑہ بھی حضرت کو دیا، حضرت عاشق الٰہی بو علی قلندر رح کے آستانہ عالیہ پر اکثر مستوں کا پہرہ رہتا ہے، پانچ سات ہر وقت چوکھٹے پر پڑے رہتے ہیں، سبحان اللہ جب حضرت پیر و مرشد موصوف کے آستانہ پہنچے تو انہوں نے ازراہ شفقت استقبال کے لئے ایک مست کی ڈیوٹی لگادی ورنہ یہ لوگ تو عالم جذب میں چپ سادھے ہوئے وہاں پہرہ دیتے رہتے ہیں، گویا حضرت ممدوح وہاں گئے نہیں تھے بلکہ بلوائے گئے تھے۔

خلافت

بعد انتقال پیر و مرشد مولوی شرف الدینؒ حضرت ممدوح کھوئے کھوئے سے رہتے تھے کہ فاضلکا میں ایک صاحب صوفی جنوں شاہ صاحب ایک روز انہیں دیکھ کر بولے "آپ کا حصہ شرق پور شریف میں ہے" اشارہ پا کر حضرت ممدوح شرقپور شریف پہنچے اور حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر

ہوئے، حضرت قبلہ نے فرمایا "آپ کچھ پڑھے لکھے بھی ہیں" بولے "کچھ ہوں تو سہی مگر سمجھ نہیں ہے۔"

حضرت قبلہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ سمجھ بھی دے دیں گے" اور انہیں خصوصی توجہ سے نوازا۔

کہتے ہیں اس روز ان کی موجودگی میں حضرت قبلہ کے پاس ایک شخص چاولوں کا ایک تھال لے کر حاضر ہوا، حضرت نے قبول فرمایا وہ ممدوح کے آگے رکھ کر بولے "شاہ صاحب انہیں پانی سے دھو ڈالئے" جب یہ دھو چکے تو فرمایا "میں نے آپ کی تمام گذشتہ کمزوریاں دھو ڈالی ہیں، یہ چاول کھا لیجئے اور آگے کھلاتے رہئے گا یا پہلی ہی ملاقات پر حضرت قبلہ نے ان کی بلند استعداد کے پیش نظر انہیں خلافت سے مشرف فرما دیا تھا۔

شروع میں جو ضرورت مند ان کے پاس آتا یہ انہیں تعویذ دھاگہ بھی دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت قبلہ نے فرمایا "شاہ صاحب رزق کیا تعویذ دھاگے میں ہے" انہوں نے تعویذ دھاگہ چھوڑ کر طب شروع کی، کیونکہ طب میں بھی ممدوح کو شغف حاصل تھا، جب حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا "شاہ صاحب رزق کیا طب میں ہے" انہوں نے یہ کام

Marfat.com

بھی چھوڑ دیا اور ہمہ تن اللہ اللہ میں لگ گئے، دراصل حضرت قبلہ کا یہی مقصود تھا۔ یہ حضرت قبلہ کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ جب شرقپور کی سرزمین میں قدم رکھتے تو پاسِ ادب سے خاموشی اختیار کر لیتے، فرماتے ہیں اس خاموشی نے بڑا کام کیا ہے ـــ چپ چاپ حضرت قبلہ کے روبرو دوزانو بیٹھے رہتے، برسوں کے عقدے چند لمحوں میں حل ہو جاتے۔ فرماتے ہیں "جب ان کے روبرو ہوتا تھا تو حاضرین میں سے ہر ایک کے حالات منکشف ہو جاتے تھے، اور گاہے حضرت قبلہ مجھے لے کر کہیں سے کہیں پہنچ جاتے تھے ـــ" سبحان اللہ! شیخ کی نظر کرم ہو تو ایسی ہو۔

فرماتے ہیں "ایک مرتبہ میں نے انہیں خط میں زبدۃ العارفین اور قدوۃ السالکین کے رواجی القاب لکھ دیے تھے، حضرت قبلہ بہت خفا ہوئے، کیونکہ وہ شہرت کو سخت ناپسند فرماتے تھے، دراصل شہرت کی انہیں ضرورت بھی نہ تھی، حق سبحانہ وتعالیٰ نے بہ طفیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ولایت میں انہیں وہ بلند مقام عطا کیا تھا کہ شہرت کو خود ان کی ضرورت تھی، فرماتے جس طرح حضرت قبلہ ہدایت فرماتے میں اس پر عمل کرتا تھا" حضرت قبلہ سے ارادت و محبت کا یہ عالم تھا کہ جب حاضر خدمت ہوتے تو روپیہ پیسہ جو پاس

Marfat.com

ہوتا پوٹلیا میں باندھ لیتے اور حضرت قبلہ کی خدمت میں پیش کر دیتے، عموماً فیروزپور سے رائے ونڈ تک ریل گاڑی میں سفر کرتے، اور رائے ونڈ سے پیدل شرقپور شریف پہنچ جاتے

فرماتے ایک مرتبہ میری طبیعت کو بڑی گھبراہٹ تھی، چیک سے ریلوے اسٹیشن پہ آیا اور وہاں سے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، معلوم ہوا آج حضرت قبلہ کی والدہ ماجدہ رحلت فرما گئی ہیں حضرت قبلہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا "ہاں اگر اتنا بھی معلوم نہ ہو سکے تو اللہ اللہ سے فائدہ!"

قصور اور فیروزپور کے اکثر لوگ جو حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے، انہیں فرماتے میرے پاس کیوں آتے ہو، کرمانوالے سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کے پاس چلے جایا کرو۔"

ایک مرتبہ فرمایا "حضرت قبلہ حُقّہ پینے والوں کو میرے پاس زیادہ بھیجا کرتے تھے۔ فرماتے کہ انہیں حُقّہ چھڑوانے کی اچھی ترکیب آتی ہے، یہ کہتے ہیں کہ اصل چابی تو حضرت قبلہ ہی کے ہاتھ میں ہوتی تھی، میرے پاس تو لوگوں کو یونہی بھیج دیتے تھے۔"

فرماتے ہیں "حضرت قبلہ مجھے مکان شریف اور سرہند شریف بھی لے گئے تھے ـــــ فرمایا" کہ سرہند شریف میں فیضان اس طرح

Marfat.com

منا ہے جیسے دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہو۔

نقل مکانی

حضرت پیرو مرشد کی عمر شریف ساٹھ کے قریب ہے، بہت ہی حلیم الطبع اور بُرد بار ہیں۔ انتہائی خفگی میں بھی طبع مبارک میں کبھی تیزی کے آثار نہیں پائے گئے، سادگی پسند ہیں عنان صبر کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

تقسیمِ ملک کے بعد ممدوح کچھ عرصہ پاکپتن شریف میں مقیم رہے آج کل اوکاڑہ کے پاس پکے چک میں اقامت پذیر ہیں حضرت ممدوح کے قیام سے اب یہ چک حضرت کرماں والے کے نام سے منسوب ہوتا ہے۔ اسی نام سے یہاں ریلوے اسٹیشن بھی قائم ہوگیا ہے اور ڈاکخانہ بھی جاری ہے۔

فرماتے ہیں "حضرت میاں صاحب قبلہ ان کے پہلے گاؤں کو بھی کرموں والے کے بجائے کرماں والہ فرمایا کرتے تھے، چنانچہ موجودہ چک کے نام کی تبدیلی کی بھی یہی وجہ ہے، کہ یہ نام حضرت قبلہ رح کا پسندیدہ ہے۔ یہاں بھی حضرت ممدوح کے پاس سبھی طرح کے لوگ آتے ہیں، اور باطنی فیض حاصل کرتے ہیں، ممدوح شریعت کے بے حد پابند ہیں، زبان پر اکثر یہ الفاظ ہوتے ہیں کہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان ہے ـــــ گویا حضور پرنور صاحب لو۔ ک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت اور جاہ و جلال کو یہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، کیوں نہ ہو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اتباع کرنے والے ہیں۔

تبلیغِ دین

حضرت ممدوح کی صحبت پاک اور مجلس میں یہ خاص بات ہے کہ وہاں دین حقّا اور شریعت مطہرہ کے بجز کوئی بات چیت نہیں ہوتی، سائل بیعت کے لئے حاضرِ خدمت ہو، زیارت کے لئے آئے یا کسی جسمانی عارضے کے لئے چل کر آئے ان سب سے ممدوح دین ہی کی باتیں کرتے ہیں، بیماروں کو عموماً شہد، گلقند، مکھن یا کھوی کا استعمال بتاتے ہیں، وہ بھی ہر نماز کے بعد اکثر بیماروں کو صرف نماز کی تاکید فرماتے ہیں اور بعض کو کہ ڈاڑھی رکھ لو، کٹانی یا منڈانی چھوڑ دو، اللہ پاک صحت دے دیں گے، چنانچہ حضرت ممدوح کے ان "مجوزہ نسخوں" کے استعمال سے عموماً مریض صحت یاب ہو جاتے ہیں، در اصل ممدوح کی توجہ آنے والے کے روحانی عوارض پر ہوتی ہے، جس کے علاج پر موصوف

Marfat.com

بہت زور دیتے ہیں اور جب مریضوں کی روحانی تکلیفیں دُور ہو جاتی ہیں تو جسمانی بیماریوں کا بھی دفعیہ ہو جاتا ہے، اکثر بے روزگاروں اور معاشی دشواریوں میں مبتلا لوگوں کو بھی نماز اور ذکر و فکر کی طرف ہی راغب کرتے ہیں، اور ان بیماریوں کے لئے بھی یہی نسخہ کارگر سمجھتے ہیں۔

فرماتے ہیں" دل کی بیماریوں (روحانی امراض) میں مبتلا ہونے کے بعد انسان کے اندر ایک بغاوت، سرکشی، فرائض سے غفلت اور گناہوں کے لئے رغبت پیدا ہوتی ہے، اور وہ ایک ایسے کھڈے میں جا پڑتا ہے جو اسے عبدیت سے دُور پھینک دیتا ہے۔ ان آفات کے دُور کرنے اور ان سے گلوخلاصی پانے کی ایک ہی صورت ہے کہ انسان حق سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو، کیونکہ یہ امراض بھی غفلت ہی سے پیدا ہوتے ہیں، یاد رکھئے عبادت سے قلب میں ایک نور پیدا ہوتا ہے وہ جُوں جُوں بڑھتا ہے قلب سے تاریکیاں دُور ہوتی جاتی ہیں اور بیماریوں میں افاقہ ہوتا جاتا ہے، حتیٰ کہ انسان کی تمام تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں"۔

فرماتے ہیں" ذکر صرف حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کرنا چاہیئے، جسے اللہ تعالیٰ مل جاتے ہیں اُسے دین و دُنیٰ کی

Marfat.com

سب چیزیں مل جاتی ہیں۔"

فرماتے ہیں حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے اس وقت تک انس پیدا نہیں ہوتا جب تک اُن کاموں سے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غفلت دلانے اور روکنے والے ہیں چھٹکارا نہ ہو۔" فرمایا "ایسی عبادت اور ذکر و فکر بھی مفید ثابت نہیں ہوتے جب تک آدمی نیک چلن اور امر و نہی پر کاربند نہ ہو۔" فرمایا "اکل حلال کے بغیر عبادت میں حظ اور لطف محسوس نہیں ہوتا، لقمہ حلال کے بغیر کوئی عبادت کارگر نہیں ہوتی" گویا حضرت قبلہ کی صحبت پاک اور مجلس ایک ایسی روحانی یونیورسٹی ہے جہاں تھوڑی سی دیر کے قیام سے "مریض" پر نہ صرف اس کی بیماریاں آشکارا ہوتی ہیں بلکہ ان کا مداوا بھی مل جاتا ہے۔ بحمداللہ حضرت ممدوح کی پر برکت صحبتیں مولانا روم رح کے بقول سہ

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کا مصداق ثابت ہو رہی ہیں۔ سبحان اللہ!

ان بابرکت مجالس کے علاوہ حضرت ممدوح جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہو کر مجمع کثیر کو جس میں لاہور اوکاڑہ اور منٹگمری تک سے لوگ آکر شامل ہوتے ہیں، دین حقّا کی طرف

Marfat.com

[فر]ماتے اور شریعت مطہرہ پہ چلنے کی دعوت عام دیتے ہیں، اللہ [ت]عالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

[ت]لقین وارشاد

حضرت میاں صاحب قبلہ رح کی طرح ممدوح بھی اسم [ذ]ات اور درود شریف کی تلاوت پہ زور دیتے ہیں، فرماتے ہیں [ا]ن دو وظائف سے بڑا کوئی وظیفہ نہیں۔ فرماتے ہیں اسم ذات کا [ذ]کر اس طرح ہونا چاہیئے کہ ذاکر کے بجز کسی دوسرے کو علم [ن]ہ ہو سکے، دھیان دل پہ لگا ہو اور دل "اللہ" کے ذکر میں مصروف ہو، فرمایا یہ ذکر چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، اور کام کاج میں ہر وقت ہو سکتا ہے، فرمایا کہ قلب کی تاریکی اور ظلمت کو دور کرنے کے لئے درود شریف سے بہتر کوئی عمل نہیں، ممدوح درود شریف عموماً نہجد یا عشاء کے بعد کم از کم پانچ سو بار پڑھنے کو فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے کرنے سے انسان کا ظاہر و باطن چمک اٹھتا ہے، حقیقت بھی یہی ہے کہ ان دو اذکار سے بڑھ کر کوئی تیسرا عمل نہیں۔ اسم ذات کو سلطان الاذکار کہا گیا ہے، نیز حق سبحانہ و تعالیٰ نے بندوں کو یہی حکم دیا ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

Marfat.com

اور درود شریف کی یہ شان ہے کہ اللہ پاک اور اس کے فرشتے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہیں گویا یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا عمل ہے اور جو "وظیفہ" حق سبحانہٗ تعالیٰ کا معمول ہو، اس کی فضیلت آدمی بھلا کیا بیان کر سکتا ہے۔

ان اذکار کے علاوہ پانچوں وقتی نماز کی پابندی اور باجماعت ادائیگی کی بہت تاکید فرماتے ہیں، نماز تہجد بھی بارہ رکعت ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک پیر صاحب حاضرِ خدمت ہو کر بولے "مجھے غصہ زیادہ آتا ہے" فرمایا اگر نفس کے لئے آتا ہے تو برا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو اچھا ہے" وہ بولے "کوشش کے باوجود انسان بدی سے باز نہیں رہتا" فرمایا "اللہ اللہ کرتا رہے اور نیکی کی طرف راغب رہے، اللہ تعالیٰ خود ہی ایک روز نیکی کو غالب کر دیں گے" بولے "حضرت توجہ فرمائیں کہ میں نیکی کی طرف راغب ہو جاؤں" فرمایا "نیکوں کی صحبت رکھئے اللہ پاک نیک کر دے گا" بولے یہ جو کہتے ہیں کہ ع

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

اس کی اصلیت کیا ہے؟" فرمایا "ایک مرتبہ جلال پور کے پیر

Marfat.com

صاحب جیدر شاہ صاحب کے پاس تشریف رکھتے تھے کہ کسی نے
ان سے بھی سوال دریافت کیا تھا، انھوں نے یہ جواب دیا تھا کہ
ہے گُلِ ہے ——"

مولوی عنایت اللہ صاحب خادم حضرت ممدوح بیان کرتے
ہیں کہ ایک روز ان کی موجودگی میں حضرت موصوف سے کسی
نے دریافت کیا کہ یہ مسئلہ "ہمہ اوست کیا چیز ہے"؟ فرمایا "ہاں بعض
لوگ اللہ ہی کو مانتے ہیں اور بعض کہتے ہیں جو ہیں رسول اللہؐ ہی
ہیں —— مگر اللہ اللہ ہے اور حضورؐ حضورؐ ہیں، دونوں کو ایک
ہی سمجھنا ٹھیک نہیں" سبحان اللہ! کیا شافی و کافی جواب عنایت
فرمایا ہے۔

کشف و تصرفات

حضرت ممدوح کے کشف کا یہ عالم ہے کہ جوں ہی کوئی شخص
حضرت موصوف کے روبرو مجلس پاک میں آکر بیٹھتا ہے، ممدوح
سر سے پاؤں تک اس کا جائزہ فرما لیتے ہیں، اور حضرت قبلہ کا یہ
خداداد جوہر کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں بلکہ مجلس پاک میں محض چند
منٹ بیٹھنے سے نئے سے نیا آدمی بھی یہ چیز آنکھوں سے دیکھ اور
کانوں سے سن لیتا ہے، مریض یا حاجتمند جن کا ہر وقت تانتا سا

Marfat.com

لگا رہتا ہے۔ جب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور بوجہ موجودگی حاضرین بعض باتیں صیغۂ راز میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور سب کے روبرو بیان کرنے سے گھبراتے ہیں، حضرت ممدوح وہ خود بخود ان پر ظاہر کر دیتے ہیں، بلکہ بعض اوقات تو اُن سے وہ باتیں اُگلوائی جاتی ہیں۔

راقم الحروف کی موجودگی میں ایک شخص حاضر خدمت ہو کر معروض ہُوا کہ اس کا بیل چوری چلا گیا ہے۔ فرمایا "تم نے بھی چوری کی ہو گی یہ اس کی سزا ہے" وہ بولا "نہیں حضور" فرمایا "یاد کرو" بولا اچھی طرح یاد ہے" ارشاد کیا "بچپن میں ایک مرتبہ" وہ کچھ سوچ کر بولا جی ہاں میں بھول گیا تھا ——

اسی طرح ایک مریض سے دریافت فرمایا تم نے کبھی شراب پی ہو گی ایک آدھ مرتبہ ہی —— وہ بولا "ہرگز نہیں" حاضرین میں سے ایک سے فرمایا اُس شخص سے معلوم کرو میں صحیح کہتا ہوں۔ آخر کار وہ شخص مان گیا کہ ہاں ایک مرتبہ تھوڑی سی اس نے پی تھی۔

ایک شخص ملاقات کے لئے حاضر ہُوا۔ فرمایا "کیسے آئے ہو، کہاں سے آئے ہو" اس نے اتہ پتہ بتایا۔ فرمایا "کام بھی بتاؤ" بولا "کچھ نہیں" فرمایا "اچھا تو باہر بیٹھو جا کر یا چلے جاؤ"۔ وہ شخص اٹھ

Marfat.com

کر چلا گیا، ممدوح نے سب کے روبرو ایک صاحب سے مخاطب ہو کر کہا "یہ عورت کے چکر میں ہے اور میرے پاس تعویذ دھاگے کے لئے آیا ہے، اس سے جا کر دریافت کرو" وہ شخص گیا اور تھوڑی دیر کے بعد لوٹ آیا کہ حضرت وہ تو انکاری ہے، فرمایا پھر جا کر معلوم کرو" چنانچہ اس نے حضرت کے فرمودہ کی تائید کی، فرمایا اس سے کہہ دو میں اس کام کے لئے یہاں نہیں بیٹھا ہوں" اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں جو ہر روز مجلس پاک میں حاضر ہونے سے مشاہدہ میں آتے ہیں! سبحان اللہ! اللہ پاک فرماتے ہیں، مومن کی فراست سے ڈرو یہ میری آنکھ سے دیکھتا ہے حضرت ممدوح کو اللہ تعالیٰ نے بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بحرمت حضرت میاں صاحب قبلہ نگاہ حق بیں و حق آگاہ عطا فرمائی ہے، جس سے ممدوح اکثر تالیف القلوب کا کام بھی لیتے رہیں۔

مولا عبدالحق صاحب خطیب جامع مسجد حضرت بابا صاحبؒ پاک پٹن شریف فاضل دیو بند ہیں، شروع میں اولیائے کرام کے متعلق ان کے خیالات کچھ اچھے نہ تھے، ایک مرتبہ یوں ہی حضرت ممدوح کی خدمت میں موضع کرموں شریف پہنچ گئے اور مختصر

Marfat.com

ملاقات کے بعد اجازت لے کر واپس چلے گئے، حضرت ممدوح نے ایک خط انہیں لکھا، کہتے ہیں اس خط کو مولانا صاحب کا دیکھنا تھا کہ ان کی حالت غیر ہوگئی۔ پھر کیا تھا خط لئے ہوئے ممدوح کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ادھر خادمان کو ہدایت تھی کہ ان کے پاس اُنہیں نہ جانے دیا جائے چنانچہ یہ تین روز وہاں پڑے رہے روتے تھے اور آہیں بھرتے تھے آخر خدمت اقدس میں اجازت ہوئی، تین یوم کی گریہ وزاری سے اُن کے پہلے تمام خیالات دُھل چکے تھے، پہلے کیا تھے اور اب کیا ہیں حضرت ممدوح نے توجہ خصوصی سے نوازا اور آج اسی توجہ پاک کے طفیل وہ حضرت ممدوح کے مقبولوں میں شمار ہوتے ہیں۔

برادرم قربان علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ابتداء میں وہ آیت پاک اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ پر غور کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو تھے کہ یا باری تعالیٰ مجھ پر اس آیت کی وضاحت ہو جائے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک شب عالم خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک قبر کھلی ہے اور اس میں ایک بزرگ آنکھیں بند کئے چت لیٹے ہوئے ہیں۔ یہ پہلے تو سمجھے کہ شاید بے حس و حرکت پڑے ہیں کہ انہوں نے آنکھیں کھول کر ان کی

Marfat.com

جانب دیکھا ــــــــ اور ان کی آنکھ کھل گئی، چنانچہ اس واقعہ کے کافی عرصہ کے بعد جب لوگوں نے انہیں کرموں شریف میں حضرت موصوف کا اتہ پتہ دیا تو یہ حاضر خدمت ہوئے ، ممدوح حجرہ شریف میں چت لیٹے ہوئے تھے، اور شکل و صورت بھی بالکل ان "قبر" والے بزرگوں سے ملتی جلتی تھی، جب یہ پاس گئے تو ممدوح کرم ان کی طرف دیکھا بھی بالکل اسی طرح اور فرمایا "کیوں بھائی میں وہی ہوں نا" یہ جی ہی جی میں خدا کا شکر بجا لائے۔

اگرچہ حضرت ممدوح بھی اظہار کرامات و تصرفات سے گریز کرتے ہیں، اور انہیں پسند نہیں کرتے، تاہم حضرت ممدوح سے بہ بکثرت ظہور میں آتی ہیں ذیل میں صرف چند ایک درج کی جاتی ہیں۔

برادم قربان علی شاہ صاحب خادم خاص حضرت ممدوح بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نجمن آباد (بہاول پور) کا ایک آدمی جو حضرت موصوف کا خادم تھا کہیں قتل کے مقدمہ میں ماخوذ ہو گیا۔ اور عدالت نے اسے سزائے موت دے دی، جب اس سے دریافت کیا گیا کہ بتاؤ "تمہاری کوئی آخری خواہش ہے" وہ بولا "جی ہاں، میں اپنے مرشد جو کرموں والے (نزد فیروزپور) رہتے ہیں ملنا

چاہتا ہوں،" عدالت نے ملزم کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے گارد کی نگرانی میں حضرت موصوف کی خدمت میں بھیج دیا، سپاہی اُسے پابجولاں لے کر جب ممدوح کے گاؤں میں داخل ہوئے اور دولت کدہ کے قریب رُک کر خدمت والا میں اطلاع کی تو ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ سپاہیوں سے کہہ دو کہ ملزم کی ہتھکڑی اور بیڑیاں اتار دیں، یہ جگہ ملزم کو پابجولاں لانے کی نہیں ہے۔"

سپاہیوں نے عذر کیا کہ اس طرح تو ملزم بھاگ جائے گا، ارشاد فرمایا "ہم ذمہ دار ہیں" چنانچہ اس کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں اتار لی گئیں، سپاہی اسے لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ ملزم بے اختیار حضرت ممدوح کے قدموں پر گر پڑا، اور روتے ہوئے بولا "سرکار میں گنہگار ہوں مجھے ایک ہفتہ بعد بارہ بجے دن کو پھانسی ہو گی۔"

حضرت ممدوح نے فرمایا "اللہ فضل کر دے گا"—— اور سپاہیوں سے فرمایا "اسے لے جاؤ —— بیڑیاں وغیرہ اسے باہر لے جا کر پہنانا۔" چنانچہ وہ لوگ واپس چلے آئے۔

تاریخ مقررہ پر ملزم کو تختۂ دار پر لا کر کھڑا کر دیا گیا۔ بارہ بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے، مجسٹریٹ اور دوسرا عملہ پانچ منٹ

Marfat.com

گذرنے کا منتظر تھا کہ ملزم نے کنٹوپ کی تاریکی میں ایک روشنی دیکھی جس میں حضرت موصوف کا چہرہ چمک رہا تھا، اور گھڑی کی طرف اشارہ فرمایا۔ انھوں نے دیکھا کہ سوئی ایکا ایکی بارہ بج کر پانچ منٹ پر پہنچ گئی ہے۔ مجسٹریٹ بولا "ملزم کو تختے سے اُتار دیا جائے وقت گزر چکا ہے ــــــ" اس کی خوشی کا کچھ ٹھکانہ نہ تھا، دیوانہ وار حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا "اللہ پاک نے تمہیں رہائی دلائی ہے" یہ رہائی کو ممدوح کی کرامت سے تعبیر کرتا تھا اور حضرت ممدوح اسے اللہ کی عنایت فرماتے تھے اور ایسا کہنے سے اسے منع فرماتے تھے مگر وہ دیوانہ وار دیار پاک کی دیواریں چومتا اور یہی کہہ رہا تھا کہ حضرت ممدوح نے مجھے پھانسی سے بچالیا ہے۔ سبحان اللہ!

کاش اسی شفقت اور عنایت سے حضرت ممدوح ہم گنہگاروں کو قیامت کے روز بھی اُس بڑی "پھانسی" سے نجات دلادیں!

برادرم قربان علی شاہ صاحب ایک نجی واقعہ بیان کرتے ہیں کہ گذشتہ فسادات میں ان کا بھتیجا سکھوں کے پاس موضع ننگل پٹیالہ میں رہ گیا ان کے بھائی نے شاہ صاحب کو لکھا کہ آپ بھتیجا

Marfat.com

کی واپسی کے لئے دعا فرما دیں، انہوں نے جواباً تحریر کیا کہ وہ فلاں پتہ پر حضرت قبلہ پیرو مرشد کو بدیں مضمون ایک تحریر بھیج دیں، اللہ نے چاہا تو کام بن جائے گا۔ چنانچہ ان کے بھائی صاحب نے ایک عریضہ حضرت ممدوح کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب وہ حضرت ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ممدوح نے خود ہی دریافت فرمایا کہ تمہارا کوئی بھائی ہے" یہ بولے "ہاں ایک بڑا بھائی ہے" فرمایا اس نے ہمیں لکھا ہے کہ اس کا لڑکا سکھوں کے پاس رہ گیا ہے۔ وہ گھبرائے نہیں، انشاء اللہ لڑکا گھر آجائے گا" چنانچہ شاہ صاحب واپس لوٹ کر آئے تو انہیں بھائی نے لڑکے کی واپسی کی اطلاع دی ——— کہ وہ (شاہ صاحب کے بھائی) سو رہے تھے کہ علی الصبح انہوں نے دیکھا کہ مکان کا دروازہ کھلا ہے اور لڑکا اندر داخل ہوا ہے اس کی بانہہ کسی نے تھامی ہوئی ہے مگر وہ شخص دروازے سے باہر ہے اور نظر نہیں پڑتا ——— یہ جھٹ اٹھ بیٹھے لڑکے کو گلے سے لگایا۔ لڑکے نے بتایا کہ آج ایک بابا، اسے علی الصبح جوہڑ کے کنارے پر ملا تھا جبکہ وہ سکھوں کے مویشی لئے باہر کھیتوں پر جا رہا تھا ——— ان بابا صاحب نے پوچھا "کیا ماں باپ سے ملنا چاہو گے؟" لڑکے نے کہا "جی ہاں" بابا صاحب نے لڑکے کی بانہہ

پکڑی اور گھر پہنچا دیا ــــــ جب اس سے بابا صاحب کا حلیہ دریافت کیا گیا تو وہ حضرت ممدوح ہی کا تھا، سبحان اللہ!

ایک صاحب نے بتایا (جو اس واقعہ کے لئے اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے)، کہ ان کی مالی حالت بہت کمزور تھی اور معاش کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور انہیں اللہ اللہ کا بہت شوق تھا۔ معاش کے لئے وقت نکالتے بھی کیونکہ آخر حضرت موصوف نے انہیں فرمایا سورہ یٰسین شریف ہر روز صبح پڑھا کرو اور کم از کم دو میل چلا کرو، یعنی تلاوت کرتے جاؤ اور چلتے جاؤ والی بات تھی، چنانچہ جب انہوں نے اس فرمودہ پر عمل شروع کیا تو انہیں ہر روز دو روپے رستے میں پڑے ملنے لگے جو ان کی ضرورت لائق کافی تھے ایک روز انہوں نے سوچا کہ شاید کوئی صاحب ہر روز ان کے آنے سے پہلے یہاں دو روپے رکھ جاتے ہیں، پس اگلے روز انہیں ایک روپیہ ایک جگہ سے ملا اور دوسرا کہیں اور رستے ملا۔

ان صاحب کا بیان ہے کہ ان کا ایک بے تکلف ہمسایہ تھا اس نے جو ان کی یہ آسودگی دیکھی تو ان کے سر ہو گئے آخر ایک روز انہوں نے بھی مروت میں آکر یہ بھید ظاہر کر دیا۔ اب یہ دوسرے روز جاتے ہیں تو ایک پیسہ بھی نہیں ملتا اور یہ دو میل کیا چار میل

Marfat.com

گھوم آئے، کچھ دنوں کے بعد حضرت ممدوح کے پاس گئے، ممدوح
انہیں دیکھ کر بولے "لوگ بڑے ظالم ہیں بھید معلوم کر ہی لیتے ہیں
نیز فرمایا "اچھا اللہ پاک کوئی اور صورت بنا دیں گے۔"

حضرت قبلہ کے خادم بابو فضل کریم کے صاحبزادے محمد سعید
فیروز پور چھاؤنی میں فوج کے محکمہ میں کلرک تھے ان کے ایک لو
ساتھی محمد حسین بھی وہیں کام کرتے تھے، فوجیوں کو تنخواہ کی تقسیم
اور رقم کے اندراج کا کام ان کے سپرد تھا، فوجی ملازمت میں عمو
سپاہیوں اور ملازموں کی تنخواہیں گھروں پر ان کے لواحقین کو بھ
جاتی ہیں۔ ملازموں کو چونکہ کھانا کپڑا وہیں سے مل جاتا ہے ا
لئے انہیں خرچ کی چنداں ضرورت بھی نہیں ہوتی، یہ صاحب
تنخواہ تو گھر بھجواتے اور خود ایک دوسرے ملازم کے نام سے
عراق میں متعین تھا، رقم برآمد کر لیتے، یہ سلسلہ کوئی سال بھر تک
چلتا رہا، آخر جب حساب کی پڑتال ہوئی تو چوری پکڑی گئی، یہ صاح
بہت گھبرائے، محکمے نے رقم کے اندراج کی کتاب سپاہی متعلق
دستخطوں کی تصدیق کے لئے بذریعہ ہوائی ڈاک ارسال کر دی،
محمد سعید اسے لے کر حضرت موصوف کے پاس کرنوں والے حا
ہوئے اور سارا واقعہ ممدوح کے گوش گزار کیا۔ ممدوح نے فر

Marfat.com

آئندہ ایسا نہ کرنا ——" وہ بولے "بہت بہتر اب توبہ کرتا ہوں"
فرمایا "اچھا تو اب بچاؤ کی کیا صورت ہو سکتی ہے" انہیں خاموش پا
کر خود ہی فرمایا "اگر وہ کتاب گم ہو جائے تو کام بن سکتا ہے"
وہ خوش ہو کر بولے "جی حضور" موصوف نے مسکرا کر فرمایا "اچھا
سمجھ لو وہ گم ہو گئی ——" ان کا بیان ہے کہ فی الواقع وہ رجسٹر
گم ہو گیا، حالانکہ ڈاک سے بذریعہ رجسٹرڈ پیکٹ بھیجا گیا تھا اور پھر
سرکاری ڈاک اور سرکاری محکمہ ہی بھیجنے اور لے جانے والا تھا ——
حضرت موصوف کا فرمان اٹل ہو گیا —— سبحان اللہ!

راقم الحروف کہتا ہے کہ اللہ کے بندے جو بات بھی زبان سے نکالتے
ہیں وہ سب اٹل ہوتا ہے، کیونکہ وہ نہ ہونے والی بات زبان سے
ہی نہیں نکالتے اور جب کہہ دیتے ہیں تو وہ بحکم ربی "ہو" جاتا ہے۔

حضرت موصوف کے ایک اور خادم بیان کرتے ہیں کہ وہ
ایک مرتبہ موصوف کی خدمت میں جا رہے تھے، گاڑی میں بڑی
بھیڑ تھی یہ جگہ چاہتے تھے۔ آخر ایک شخص کے پاس انہوں نے
بیٹھنے کی کوشش کی تو اس نے ان کے طمانچہ جڑ دیا —— خادم
نے فی الفور حضرت قبلہ سے رجوع کیا کیونکہ انہی کی خدمت میں
حاضری کے لئے تو جا بھی رہے تھے اگلے اسٹیشن پر اس شخص نے

Marfat.com

اترنا تھا۔ جب گاڑی رکی تو نیچے اترا اور پلیٹ فارم پر گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا جیسے کسی دوسرے شخص کے آنے کا منتظر تھا۔ گاڑی نے حرکت کی وہ پائدان سے ٹکرا کر گرا اور درد سے بلبلا اٹھا کیونکہ اس چوٹ سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی، اب ان کی سنئے جب حضرت ممدوح کے پاس حاضر ہوئے تو فرمایا "ظالم نے تجھے بڑے زور کا طمانچہ مارا تھا کہ مجھے بھی تکلیف ہوئی تھی ——— کیا وہ جان سے مر گیا یا زندہ ہے؟ یہ بولے "ہے تو زندہ البتہ ٹانگ ٹوٹ گئی ہے" فرمایا "لوگ بڑے ظالم ہیں" سبحان اللہ! کیا بر وقت امداد فرمائی کہ ظالم کو بھی کئے کی سزا مل گئی۔

برادرم قربان علی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ گذشتہ فسادات میں ان کے اٹھارہ آدمی شہید ہو گئے اور یہ تنہا آدمی تھے جو ظالموں کے ہاتھوں سے بچ نکلے تھے مگر اس حادثہ کا اثر کچھ اس طرح دماغ پر تھا کہ یہ بالکل پاگل سے معلوم دیتے تھے۔ دل چاہتا تھا کہ مقتل کی طرف لوٹ جائیں اور ختم ہو جائیں کہ حضرت ممدوح نظر آئے یہ بول اٹھے کہ حضور مارے گئے۔ ممدوح نے انہیں قافلے کے ساتھ جانے کا اشارہ کیا ——— چنانچہ

Marfat.com

کستان چلے آئے اور گوجرانوالہ میں آکر ٹھہرے دھیان حضرت ممدوح کی طرف تھا کہ جانیں کہاں تشریف رکھتے ہیں کہ ایک روز خواب میں ممدوح تشریف لائے اور فرمایا "میں پاکپتن شریف میں رہتا ہوں" وہ اگلے روز گاڑی میں بیٹھ گئے، جب خدمت اقدس میں گئے تو مسکرا کر فرمایا "میں نے تمہیں پہچان لیا ہے تم نے بھی کیا پہچانا ہے" شاہ صاحب بھی ممدوح کی عنایت پر مسکرا دئے، فرماتے ہیں حضرت ممدوح کو دیکھ کر میں سب دکھ بھول گیا۔

سائیں نور محمد بٹالوی جو حضرت قبلہ کے عاشقوں میں سے ہیں اور جن کا ذکر حضرت قبلہ کے حالات میں درج ہے، فرماتے ہیں کہ بعد رحلت حضرت میاں صاحب قبلہ کے یہ حضرت ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جی ہی جی میں بولے تعریف تو بہت ہی سنتا ہوں مگر یہ میرے حضرت قبلہ ایسے نہیں ہیں؟ حضرت موصوف نور باطن سے ان کے ظن سے آگاہ ہوئے اور فرمایا "ہاں میں ویسا تو نہیں ہوں، البتہ بٹھایا ہوا انہی کا ہوں" سائیں صاحب چونک پڑے۔ اور اس واقعہ کے بعد خدمت اقدس میں جلد جلد حاضر ہونے لگے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک روز ممدوح نے از حد کرم فرمایا انہیں حضرت قبلہ کی زیارت ہوئی۔ حضرت قبلہ نور ہی نور تھے۔

Marfat.com

اس زیارت سے ان پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی —— انہی دنوں
حضرت ممدوح پاکپتن شریف عرس پر تشریف لے گئے، یہ بھی ہمراہ
جانے پر مصر تھے، اور وہ روکتے تھے۔ آخر یہ لوگوں سے لڑتے جھگڑتے
پاکپتن شریف پہنچ گئے۔ حضرت ممدوح انہیں دیکھ کر بولے کیا
بیا تم نے یہاں آ کر؟" یہ چپ تھے۔ دراصل یہ بے بس تھے اور
بے اختیاری میں چلے بھی آئے تھے۔ پھر بھی عدول حکمی سے ان
کی وہ کیفیت جاتی رہی، اب انہیں بے قراری لاحق ہو گئی کچھ
دنوں کے بعد یہ جموں کی طرف چلے گئے اور اکثر چپ رہتے طبیعت
کو جب وہاں بھی چین نہ پڑا تو سیالکوٹ کی طرف لوٹے اور وہاں
ایک گاؤں کے پاس آم کے پیڑ تلے ڈیرہ ڈال دیا، سر اور پاؤں
سے ننگے۔ خالی ایک کمبل اوڑھے رہتے تھے اور توجہ حضرت موصوف
کی طرف تھی، اسی میں مست تھے، ان کا بیان ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ
نے ان پر بڑا فضل کیا، جو زبان سے نکالتے ہو جاتا، جو چاہتے
مل جاتا۔ گاؤں والے اور ارد گرد کے لوگ ان کے گرویدہ ہو گئے
آخر حضرت موصوف کے بازو پر چوٹ لگنے کی اطلاع جب انہیں
ملی تو وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ممدوح کی خدمت میں
گئے، حضرت کے خدام نے جب ان کا قلندرانہ بھیس دیکھ

Marfat.com

بہت معترض ہوئے اور لگے نکتہ چینی کرنے آخر یہ ممدوح سے متوجہ ہوئے، حضرت پیر و مرشد نے فرمایا یہ خادم بھی درست کہتے ہیں اور سائیں تم بھی ٹھیک کہتے ہو، یہ سب شریعت کے چکر میں ہیں اور تم طریقت کے پھندے میں ہو! سائیں صاحب اسی بھیس میں بوسول رہے، آج کل پھر شریعت پر کاربند ہیں، حالانکہ اُن کا کہنا ہے کہ وہ دن اِن دنوں سے اچھے تھے، آگے اللہ بہتر جانتے ہیں۔

حضرت قبلہ رح کی طرح حضرت ممدوح کو بھی اکثر احباب نے حج بیت اللہ کے موقعہ پر کعبۃ اللہ میں اور مدینہ پاک میں روضۂ اقدس پر دیکھا ہے: بلکہ ۲۵ صفر ۱۳۶۲ھ کو عبدالمحسن محمد حسین سندھی معلم نے مکہ مکرمہ سے ان کی خدمت میں یوں مضمون خط بھی لکھا جس میں ان سے استدعا بھی کی گئی ہے کہ امید ہے حضرت والا امسال کی طرح دوبارہ بھی وہاں تشریف لے جائیں گے، اسی سال حضرت موصوف کے ایک خادم بابو عبدالحمید کے والد حج کے لئے تشریف لے گئے تھے، انہوں نے بھی موصوف کو وہاں جماعت میں کھڑے دیکھا — سبحان اللہ!

Marfat.com

مسجد نُورہ

حضرت ممدوح فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب قبلہ کا ارشاد تھا کہ آپ کے ہاتھوں اللہ پاک ایک مسجد آباد کرائیں گے، چنانچہ حضرت قبلہ کی رحلت کو دس بارہ سال ہو چکے تھے کہ حضرت ممدوح ایک روز مغل پورہ ریلوے اسٹیشن کے پاس (نزد بستی کمہاراں، جہاں مال گاڑیاں کھڑی رہتی ہیں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک پرانی مسجد افتاد زمانہ سے زمین میں دب گئی تھی۔ اور لوگ اس جگہ پر گدھے باندھتے تھے، حضرت ممدوح نے نور باطن سے دیکھا کہ حضرت قبلہ رحمۃ نے جس مسجد کے آباد کرنے کا اشارہ فرمایا تھا وہ یہی مسجد ہے، چنانچہ حضرت ممدوح نے کھدوا کر اسے باہر نکلوایا اور جگہ کی صفائی کرادی اور ایک درویش مولوی چراغ دین نامی کو وہاں بٹھا دیا، یہ جگہ محکمہ ریلوے کے تصرف میں تھی، جب اُنھوں نے مسجد میں لوگوں کی آمد و رفت دیکھی تو بطور حد بندی مسجد کے گرد آہنی سلاخیں لگا دیں، گویا مسجد کی عمارت کو محدود کر کے آنے جانے کا راستہ بند کر دیا، مولوی صاحب حضرت ممدوح کے پاس پہنچے، فرمایا "تم فکر نہ کرو چپ چاپ وہیں بیٹھے رہو" چنانچہ اسی رات ریلوے کا افسر جو انگریز تھا اور جس کے حکم سے حد بندی اور ناکہ بندی کی گئی تھی کے ہاں عجیب واردات ہوئی۔ رات کو

Marfat.com

جب وہ لوگ سوئے تو چار پائی سے گر گر پڑتے، آخر جوں توں رات کٹی، صبح سویرے وہ مولوی صاحب کے پاس بھاگا چلا آیا کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ یہاں جو "بادری" رہتے ہیں وہ بڑے بزرگ ہیں اس نے آہنی سلاخیں اکھاڑنے کا حکم دے دیا، اب مسجد کے لئے راستہ صاف تھا، حضرت موصوف کے حکم سے یہاں دبے ہوئے دو تین کنوئیں بھی صاف کئے گئے۔ فرمایا کہ یہ مسجد بڑی بابرکت ہے یہاں حضرت خواجہ باقی باللہ رح اور حضرت مجدد الف ثانیؒ ایسے بزرگانِ عظام اور سائیں توکل شاہ انبالوی رح ایسے درویش کامل اللہ اللہ کرتے رہے ہیں، اور ان کے انوار اور فیوض و برکات ہنوز وہاں پائے جاتے ہیں ایک بڑے کنوئیں کے متعلق فرمایا کہ اس کا پانی ہر مرض کے لئے شفا کا حکم رکھتا ہے، فرمایا کہ یہ جگہ شہر سے دُور تنہائی میں یاد اللہ کے لئے بہت عمدہ ہے، راقم الحروف کے ایک عزیز جنہیں گذشتہ معراج شریف کی رات کو وہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ بتلاتے ہیں کہ اس مبارک رات فی الحقیقت وہاں نُور کی بارش ہوتی تھی اور پیڑوں پر نور کی بجلیاں کوندتی ہوئی صاف نظر آتی تھیں، سبحان اللہ کیا بابرکت مسجد ہے۔

مولوی چراغ دین صاحب کا انتقال ہو چکا ہے اور آج کل وہاں

Marfat.com

حضرت موصوف کی طرف سے قربان علی شاہ صاحب متعین ہیں یہاں لوگ نمازیں پڑھتے ہیں، اور بچے قرآن پاک کی تعلیم پاتے ہیں دن بھر رونق رہتی ہے۔ ہر طرف سبزہ اور پھول جھوم رہے ہیں، نہایت اطمینان اور سکون کی جگہ ہے۔

اولاد

حضرت ممدوح مدظلہ العالی کو اللہ پاک نے دو فرزند سید محمد علی شاہ صاحب اور سید عثمان علی شاہ صاحب عطا کئے ہیں، الحمد للہ کہ دونو نیک، مشرع اور جوان ہیں، جن سے آثار بزرگی ابھی سے نمایاں ہیں، امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر حضرت موصوف کی طرح بزرگان عظام کی صف میں شامل ہوں گے۔

اللہ پاک حضرت ممدوح کو مع صاحبزادگان کرام طویل عمر عطا فرمائے تاکہ مجھ ایسے گنہگار ان سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہدایت پا سکیں!

Marfat.com

پیکرِ نُور

حضرت سیّد نُورالحسن شاہ صاحب مدظلہ العالی

حضرت سید نورالحسن شاہ صاحب کیلیانوالہ شریف والے بچپن کے لگ بھگ ہیں، حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمانے سے پہلے شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے، نوجوان تھے اور محرم کے ایام میں شرقپور شریف میں آکر بلند آواز اور سوز سے مرثیے پڑھا کرتے تھے، حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے کان میں آپ کی آواز پڑی تو احباب سے فرمایا "یہ آواز تو بڑی اچھی ہے کس کی ہے؟" چنانچہ یہ بازار سے گزر رہے تھے کہ احباب نے بتایا "وہ یہ صاحب ہیں" آپ کے چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں تھیں، جب آمنا سامنا ہوا تو آں

Marfat.com

کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر فرمایا "تمہارا نام کیا ہے"؟ یہ بولے "نورالحسن" حضرت قبلہ نے فرمایا "ہم تمہیں نورالحسن بنا دیں"؟ یہ خاموش تھے، حضرت قبلہ کا اشارہ نہ سمجھ سکے اور گھر تشریف لے گئے۔

مگر حضرت قبلہؒ نے ہاتھ گریبان میں ڈال دیا تھا، انہیں چین کیونکر آسکتا تھا، کچھ دنوں کے بعد حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ایسے حاضر ہوئے کہ کئی سال در دولت پر پڑے رہے، حضرت قبلہ خدّام سے فرماتے کہ انہیں کہو گھر چلے جائیں، مگر یہ تھے کہ درِ محبوب، سے جُدا ہونا پسند نہ کرتے تھے، عجیب عاشقانہ رمز تھی۔

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب مدظلہ العالی ممدوح کے انہی ایام کے متعلق ایک واقع بیان فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ کے حکم کے بموجب حضرت حاجی عبدالرحمٰن صاحب و دیگر احباب حضرت شاہ صاحب سے جانے کے لئے اصرار کرتے تھے، مگر یہ جانے کا نام نہ لیتے تھے، بلکہ اُلٹا ان لوگوں سے کہتے "میں چلا گیا تو حضرت قبلہ آپ لوگوں پر ہی ناراض ہوں گے، آپ سب کو کیا معلوم کہ حضرت ممدوح کس زبان سے اور کس دل سے مجھے جانے کو فرما رہے ہیں آپ لوگ میرے معاملہ میں دخل نہ دیں"۔

Marfat.com

یہ بھی ٹھیک کہتے تھے محبّ کی رمز کو کچھ محبوب ہی خوب جانتا ہے، یہ شرف سعادت کو حضرت قبلہ کے حکم سے مقدم جانتے تھے، سوزِ عشق سے جل کر کباب ہو چکے تھے اور حالت یہ تھی کہ ع

دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست!

بہت کہنے سننے سے برسوں کے بعد گئے بھی تو پھر لوٹ آئے حضرت قبلہ کے دیدار کے بغیر کہیں چین نہ تھا، حضرت قبلہ رح کے خلفا میں حضرتِ ممدوح سے زیادہ کوئی دوسرا محبّ حضرت میاں صاحب رح کی صحبت میں اتنے دنوں نہیں رہا، یہ شرف حضرت موصوف ہی کو حاصل تھا کہ سفر و حضر میں بھی عموماً ممدوح کی رفاقت میں رہتے تھے، حضرت قبلہ کے آخری سفر (کشمیر) میں بھی موصوف ان کی ہمراہی میں تھے ——— اگرچہ رحلت سے کچھ عرصہ پہلے انہیں حضرت قبلہ نے وطن بھیج دیا تھا، شاید اس لئے کہ یہ عاشقِ صادق تابِ جدائی نہ لا سکتے تھے۔

حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین رح کی طرح کہ ان کے محب صادق اور عاشق بے دام حضرت امیر خسرو رح ممدوح کی علالت کے دوران میں دہلی سے باہر تشریف رکھتے تھے اور جب لوٹ کر آئے تو حضرت محبوب الٰہی محب ازل کے پاس پہنچ چکے تھے

Marfat.com

حضرت امیر صاحب رح نے دولت کدے میں قدم رکھا تھا کہ جدائی محبوب کی منحوس سناؤنی کان میں پڑی، وہیں یہ کہہ کہ گر پڑے کہ ؎

گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈالے کیس   چل خسرو گھر اپنے سانجھ بھی چوندیس

حضرت میاں صاحب کی رحلت کی خبر جب انہیں ملی تو کہتے ہیں کہ ان کی حالت بھی غیر ہوگئی تھی آفتاب ولایت "موت کے بادلوں میں چھپ گیا تھا، چکور کو قرار کیوں کر ہوتا! حضرت موصوف فرماتے ہیں کہ بعد وصال حضرت قبلہ رح ایک روز عالم واقعہ میں تشریف لائے یہ فرط محبت سے بولے حضور اب کہاں تشریف رکھتے ہیں؟"

حضرت قبلہ نے متبسم ہو کر فرمایا کیلیا نوالے میں"

جہاں محبوب کا تصور ہے وہیں محبوب ہے ــــــ اسی محبت کے طفیل حضرت قبلہ موصوف پر نہ صرف مہربان تھے بلکہ از راہ عنایت ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے بعد اگر کسی کا میرے دیکھنے کو جی چاہے تو وہ (حضرت) نور الحسن شاہ صاحب کو دیکھ لے۔ گویا حضرت قبلہ نے یوں فرما کر یک جان دو قالب کے مقولے پر مہر تصدیق ثابت کر دی تھی۔ چنانچہ حضرت قبلہ کے عشاق ممدوح کو دیکھتے ہیں اور دیدار یار سے لطف اندوز ہوتے ہیں، حضرت ممدوح گذشتہ کئی سال

سے بیمار ہیں، اللہ پاک انہیں صحت بخشیں تاکہ حضرت میاں صاحب کے "نعم البدل" اور عشاق کی زیارت گاہ ہمیشہ قائم رہے۔

فیضانِ نسبت

مولوی حبیب اللہ صاحب خوشنویس جو حضرت ممدوح کی خدمت میں کچھ عرصہ رہ چکے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ حضرت ممدوح کو اللہ پاک نے وہ نگہ زود اثر عطا فرمائی ہے کہ جس شخص پر پڑتی ہے وہ بیہوش ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ ایک نوجوان نے حضرت ممدوح سے دریافت فرمایا کہ "جذب و سکر" کیا ہوتا ہے حضرت ممدوح نے ایک نظر اسے دیکھا۔ لوگ نماز کے لئے وضو کر رہے تھے اور وہ لوٹنی کے آگے گم سم بیٹھا تھا، یہاں تک کہ لوگوں نے اسے اٹھایا۔

یہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ممدوح جب ولایت کی بیش بہا نعمت سے مالا مال ہو کر وطن لوٹے تو ان کے عزیز و اقارب جو کہ شیعہ تھے حضرت ممدوح کا مذاق اڑاتے اور طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے اور حضرت ممدوح انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتے، بلکہ حضرت موصوف اقربا کی مخالفت اب تک گوارہ فرما رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ممدوح کے ایک اور خادم سید طالب حسین ساکن کالا شادیاں نزد حضرت کیلیانوالہ شریف بیان کرتے ہیں، کہ کوئی بیس سال کی بات ہے کہ ایک صاحب محمد رفیق ذیلدار سکنہ پاڑیاں والی ضلع گجرات نے کسی خانگی معاملہ سے غصہ میں آکر اپنے حقیقی چچا کے گولی مار دی، اور وہ مرگیا، انہوں نے اقبال جرم کرلیا اور روپوش ہوگئے، پانچ سال کے بعد حضرت ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے، حالات سے مطلع کیا نیز عرض کیا کہ سرکار حکم دیں تو عدالت میں پیش ہو جاؤں؟ حضرت ممدوح نے فرمایا "ہاں پیش ہو جاؤ" چنانچہ یہ عدالت میں حاضر ہوئے، مقدمہ چلا اور یہ بری ہو گئے! مگر مقتول کے لڑکے نے اپیل کر دی، مقدمہ دوبارہ چلا اور انہیں سزائے موت اور چودہ سال کی قید بھی ہوگئی، انہوں نے ہائی کورٹ میں اپیل کی، سیشن جج بولا "اپیل سے کیا فائدہ ہوگا، میرا فیصلہ بدل نہیں سکتا۔"

انہوں نے حضرت ممدوح کی خدمت میں بدیں حالات عریضہ گزارا، حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا "کہ میرے اللہ کے ہاتھ میں تمہاری جان ہے تم کچھ فکر نہ کرو"، چنانچہ انہوں نے ہائی کورٹ میں اپیل کی، اللہ پاک نے بطفیل حضرت موصوف

Marfat.com

نہیں صاف بری کر دیا، سیشن جج بولا "اس شخص کو ضرور کسی بزرگ نے دعا دی ہے" چچا زاد بھائی پھر بوکھلا گیا اور انتقام کی ٹھان لی، چنانچہ ایک روز اس نے ان کے گولی مار دی، گولی دل پہ لگی، بچاؤ کی صورت کم تھی، یہ بیہوش پڑے تھے، خون کافی بہہ گیا تھا اور گولی نکالنے کی کوشش میں تھے کہ ناگاہ محمد رفیق صاحب نے دیکھا کہ حضرت ممدوح تشریف لائے ہیں اور اس کے مجروح سینے پر ہاتھ مبارک پھیر رہے ہیں، کہتے ہیں اسی وقت ڈاکٹر گولی نکالنے میں کامیاب ہو گئے اور یہ بچ گئے ____ آخر کچھ دنوں کے بعد دونوں فریقین میں صلح صفائی ہو گئی۔

انہی صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ باری گاؤں کے ایک صاحب سید رشید احمد اور ان کے ساتھی مقدمہ قتل میں ماخوذ ہو گئے، اور حضرت موصوف سے رجوع کیا، حضرت ممدوح کی دُعا سے بری ہو گئے۔

اسی طرح ایک صاحب مرزا جعفر بیگ سابق تھانیدار پولیس ساکن مسلم ٹاؤن لاہور پر ان کی ملازمت کے دوران میں حکومت نے ان کے خلاف ایک دو نہیں اکٹھے پچیس ۲۵ مقدمات چلائے مگر اللہ پاک نے حضرت ممدوح کی دعا کے طفیل انہیں بری

Marfat.com

کر دیا، آج کل یہ صاحب زمینداری کرتے ہیں اور بہت آسو
ہیں!

حضرت ممدوح حضرت میاں صاحب قبلہ کے نقشِ قد
پر چلتے ہیں، طالبان کو باری باری بلاتے ہیں اور توجہ سے نوازت
ہیں، کہتے ہیں ممدوح کی طبیعت میں جلال بہت ہے، تارکِ
سنت پر حضرت قبلہ رح کی طرح بہت خفا ہوتے ہیں اور ان کی خ
خبر لیتے ہیں، حالانکہ ان کی یہ خفگی محض الحب للہ اور البغض ا
کے مصداق ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں بھی دو صاحبزادے عطا کئے
سید باقر علی شاہ صاحب اور سید جعفر علی شاہ صاحب
ماشاءاللہ متشرع اور نیک ہیں، خداوند کریم انہیں طویل عمر عطا کرے

فاضلِ اجلّ

حضرت صاحبزادہ محمد عُمَر صاحب مدظلہ العالی

صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربل شریف والے چھیاسٹھ برس کے ہیں، ان کے جدِ امجد، حضرت غلام مرتضےٰ صاحب رحمت اللہ علیہ بیربل شریف والے بڑے ولی اللہ ہوئے ہیں موصوف کے والد بزرگوار بھی مردِ مومن تھے، گویا ممدوح کے خاندان پہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے، جب یہ پیدا ہوئے تھے تو ایک صاحب مولوی نورالدین صاحبؒ جو ان کے جدِ امجدؒ کے خادم تھے ایک قطعہ کہا تھا ؎ محمد عمر محبوب سعادت ہے بحق منظور، تاریخ ولادت (۱۳۰۲ھ) ہے، انہوں نے بچپن ہی میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا، شرح ملا جامی بھی پڑھی تھی، بعد

Marfat.com

ازاں لاہور اورینٹیل کالج میں داخل ہوئے اور مولوی فاضل کی سن
حاصل کی، حضرت میاں صاحبؒ کی ملاقات سے پہلے باوجودیک
خاندان ولایت سے تعلق رکھتے تھے مگر بوجہ جدید خیالات اولیا
کرام سے کچھ برگشتہ سے رہتے تھے۔

حضرت قبلہ رح کی شان میں انہوں نے ایک کتاب "انقلاب
حقیقت" تصنیف فرمائی ہے اس میں یہ اپنے حالات کو قبل ا
ملاقات حضرت قبلہ رح یوں بیان فرماتے ہیں کہ بچپن سے ہی
تکلیف اور مصائب اٹھانے کا خوگر ہو گیا تھا، حضرت دادا صا
کے گذرنے کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر والدہ صاحبہ نے دامن
محبت سمیٹ لیا، پھر دو سال نہ گذرنے پائے تھے کہ چھوٹے بھا
زبیر صاحب بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ دو سال اور گذرے تھے
برادر اکبر محمد معصوم صاحب جو کہ عالم جیّد حافظ، محدث اور حکیم تھے
چل بسے، گویا بازوئے ہمت ٹوٹ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد والدہ دوست
(ان کی اہلیہ) نے وداع کیا۔ ازاں بعد تیسرے سال کے اندر سا
مہر و محبت حضرت قبلہ والد صاحب رح بھی رحلت فرما گئے۔
در پے صدمات سے طبیعت علیل ہو گئی، اور علالت نے جسما
کمزوری کی صورت اختیار کر لی، انہی ایام میں حضرت میاں صا

Marfat.com

کا شہرہ کانوں میں پڑا، مگر طبیعت نہ مانتی تھی، آخر احباب کی ترغیب سے انہوں نے ملاقات کی ٹھانی، اور در دولت پر حاضر ہوئے، گرمی کے آخری ایام تھے، کوئی عصر سے قبل بارگاہ عالیہ میں ان کی طلبی ہوئی، چٹائی پر دوزانو بیٹھ گئے، حضرت قبلہ نے ان کا پتہ دریافت فرمایا یہ بولے "بیربل سے آیا ہوں"

فرمایا حضرت صاحب سے بھی تعلق ہے" انہوں نے کہا "پوتا ہوں" حضرت قبلہ نے ازراہ محبت انہیں بغل میں لے لیا اور فرمایا "پھر تو بابا ہی کے نور ہو" فرمایا "حضرت جد امجد کو دیکھا تھا؟" بولے "جی ہاں پندرہ سال کا تھا" فرمایا "پھر یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی جو کچھ وہ عمل کرتے تھے، وہ کرنا تھا" یہ گردن جھکائے بیٹھے تھے، فرمایا "ذکر کی تلقین بھی لی تھی؟" یہ بولے "جی نہیں" حضرت ممدوح نے فرمایا "اچھا نیچے ٹھہریئے پھر ملاقات ہوگی" تھوڑی دیر کے بعد حضرت قبلہ نیچے تشریف لائے اور موصوف سے ان کی گھریلو باتیں دریافت فرماتے رہے، اور تیسری ملاقات کے لئے انہیں اوپر بالاخانے میں طلب فرمایا اور انہیں تلقین و ارشاد سے نوازا اور سینہ سے لگا کر بغل گیر بھی ہوئے اور یہ تیسرے روز واپس چلے آئے، بالکل بدل گئے تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب گھر

Marfat.com

آیا تو تیری عجیب حالت تھی، احباب سے بے تعلقی اور خواہشات پر پژمردگی سی چھا گئی تھی، خلوت میں مزہ آتا تھا۔ دنیا فانی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے تھا، سوچتے حضرت قبلہ کس طرح اس سرکش نفس پر چپکے سے بیٹھ گئے حالانکہ یہ تو ایک مکھی سے بھی زیادہ بدکتا تھا اور کسی کو قریب بھی پھٹکنے نہ دیتا تھا۔

اسکے بعد حاضر ہوتے رہے حضرت قبلہ مہربان تھے ہی، فیوض و برکات لوٹتے اور جھولیاں بھر کر چلے جاتے، کہ کچھ عرصہ کے بعد حضرت قبلہ نے انہیں تلقین و ارشاد کی اجازت بھی مرحمت فرما دی۔

جب اور اب

اس دوران میں حضرت موصوف ملازمت چھوڑ کر یاد اللہ میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ ملازمت کے ایام کے متعلق ہی لکھتے ہیں کہ جب کبھی میں نے پیسے جمع کرنے کا ارادہ کیا کہ کفایت شعاری کا انجام بخیر ہے تو ایک کی جگہ دس خرچ کرنے پڑے، اور جب کبھی ملازمت میں ایک سو کے قریب رقم اکٹھی ہوئی۔ تو بیماری آگئی یا کوئی اور مالی نقصان ہوگیا، گویا وہ پہلی زندگی انہیں کسی صورت راس نہ آتی تھی، راس بھی کیونکر آتی، اللہ

Marfat.com

پاک نے ان سے رشد و ہدایت کا اہم اور بلند کام لینا تھا۔

حضرت قبلہ سے وابستگی کے بعد کیا ہوا موصوف اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں "وفات شریف کے عرس کے لئے گوشت کی ضرورت تھی۔ دوسرے گاؤں میں آدمی بھیجا گیا۔ اس نے بتلایا کہ اگلے روز قصاب مویشی لے کر آجائے گا، چنانچہ دوسرے دن وہ آدمی مویشی اور قصابوں کو لے آیا، مگر گوشت کا وہاں ایک اور گاہک بھی تھا اور معلوم ہوا کہ وہ ان سے پہلے اسے پیش دستی دے آیا تھا، چنانچہ اس کا ایک حمائتی آیا اور جانور کھول کر اپنی حویلی میں لے گیا، یہ منہ تکتے رہ گئے، صبر کے سوا کرتے بھی کیا، سوچتے تھے کہ اب کیا کیا جائے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ فلاں جگہ مویشی ذبح کیا گیا ہے آپ گوشت منگا لیں چنانچہ انہوں نے ساڑھے تین روپے میں چار من گوشت خریدا، جو پہلے سودے سے سستا بھی رہا اور اچھا بھی!

حضرت موصوف لمبے قد کے دبلے پتلے عالم اور فاضل بزرگ ہیں۔ اور بیربل شریف کی درگاہ عالیہ کے سجادہ نشین اور حضرت میاں صاحب قبلہ رح کے جانشین ہیں، سرگودھا اور شاہ پور کا علاقہ حضرت ممدوح کے فیضان کا مداح ہے

Marfat.com

آج کل اکثر علیل رہتے ہیں اللہ پاک انہیں عمر خضر عطا فرمائے، تاکہ سلسلہ عالیہ مجددیہ قادریہ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی یہ نورانی شمع تاریک دلوں میں ہمیشہ اجالا کرتی رہے۔

احقر کو حضرت موصوف کے ایک صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کی ولادت کا علم ہے، سُنا ہے بفضلہ تعالیٰ انہیں حضرت ممدوح کے نقش قدم پہ چلنے کا فخر حاصل ہے، اللہ پاک انہیں عمر میں طوالت کے ساتھ درجات میں بھی مزید ترقی عطا فرمائیں ؎

فروغِ حسن دلکش روز افزوں ہو ترقی پہ ہو عاجز کی دُعا ہے

Marfat.com

مظہرِ انوار

حضرت صاحبزادہ مظہرِ قیوم رحمتہ اللہ علیہ

حضرت صاحبزادہ مظہرِ قیوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شہباز توحید سید شاہ حسین رح مکان شریف والوں کی اولاد میں سے تھے، حضرت قبلہ رح کو مکان شریف سے ازحد محبت تھی، اسی وجہ سے حضرت قبلہ صاحبزادہ موصوف سے بھی بہت محبّت فرماتے تھے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری خزینۂ معرفت میں موصوف کی نسبت کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ یہ صوفی صاحب، حضرت قبلہ رح کے پاس تشریف رکھتے تھے کہ صاحبزادہ

Marfat.com

مظہر قیوم صاحب تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ حضرت قبلہ سے میری سفارش کیجئے کہ حضرت قبلہ اس وقت ہمارے خاندان کی نسبت عالیہ کے امین ہیں، مبادا حضرت قبلہ رح اس جہان فانی سے چلے گئے تو یہ نسبت چونکہ اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ حضرت قبلہ یہ مجھے القا کریں۔ چنانچہ صوفی صاحب لکھتے ہیں کہ انہیں حضرت قبلہ رح کے ساتھ بنی پور جانے کا اتفاق ہوا، راستے میں انہوں نے حضرت صاحبزادہ کی درخواست گوش گزار کی، حضرت قبلہ نے سن کر فرمایا میں نے تو یہ نسبت انہیں القا کر چھوڑی ہے۔ صاحبزادہ صاحب کو پتہ نہیں چلتا ہوگا" فرمایا "خواب میں کچھ دیکھتے ہیں یا نہیں؟ وہ خیال کر کے دیکھیں انہیں پتہ چل جائے گا کہ تاثیر ظاہر ہوتی ہے کہ نہیں؟ جب یہ واپس لوٹ کر آئے، تو صاحبزادہ صاحب سے ملے اور انہیں حضرت قبلہ کے ارشاد سے آگاہ کیا، وہ بولے میں کشش خروش کو نہیں چاہتا ہوں وہ خالص نسبت چاہتا ہوں جو ہمارے سلسلہ میں چلی آتی ہے۔"

اس وقت تو یہ بات یہیں تک رہ گئی، کچھ عرصہ کے بعد حضرت قبلہ مکان شریف تشریف لے گئے، صوفی صاحب بھی ہمراہ تھے، حضرت صاحبزادہ صاحب وہاں صوفی صاحب سے

Marfat.com

ملے تو انہوں نے "عطائے نسبت" کے متعلق انہیں پھر آگاہ کیا، اور بولے "آپ کو اگر سوئی بھی درکار ہو گی اور مجاہدہ فرمائیں گے تو آپ پر ظاہر ہو جائے گی۔ آپ کی طبیعت چونکہ ادھر پورے طور پر ملتفت نہیں ہے اس لئے تاثیر ظاہر نہیں ہوتی ہو گی" حضرت صاحبزادہ صاحب یہ سن کر بولے "آپ درست کہتے ہیں" نیز بتایا کہ کچھ دن ہوئے میں حضرت شاہ ابوالخیر صاحب کی خدمت میں دہلی بارہ تیرہ یوم رہا ہوں، وہاں میری طبیعت بہت محظوظ رہی، جب وہاں سے واپس ہوا تو بھی طبیعت اچھی تھی مگر امرتسر پہنچتے ہی طبیعت میں تبدیلی شروع ہو گئی، مکان شریف پہنچا تو بالکل ہی بدل گئی"۔

صوفی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب جب یہ واقع بیان فرما رہے تھے تو ان کے اکثر مُرید بھی وہاں موجود تھے، مگر آپ بہت صاف گوئی سے کام لے رہے تھے کہ انہیں تعجب ہو رہا تھا، آخر وہ ان کے گمان سے آگاہ ہو کر بولے "لوگ بیٹھے ہیں، مجھے اس بات کی پرواہ نہیں" سبحان اللہ کیا ہی صاف گو بزرگ تھے۔

حضرت صاحبزادہ موصوف نے پہلے اپنے والدِ بزرگوار میر بارک اللہ صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی تھی، جب وہ رحلت فرما

گئے تو حضرت میاں صاحب قبلہ کی طرف رجوع کیا اور تجدید بیعت کی، حضرت قبلہؒ نے بھی اُنہیں جس فراخ دلی سے فیوض و انوار سے مالا مال کیا ہے اس کی ایک ہلکی سی جھلک اوپر کے واقعہ سے ظاہر ہے، راقم الحروف کہتا ہے کہ "اظہار نسبت" میں حضرت صاحبزادہ نے کسر نفسی سے کام لیا ہے، کیونکہ جس ہستی کا وجود دو بزرگوں سے فیض یافتہ ہو اس کی صورت تو "مجمع البحرین" کی سی ہونی چاہیئے، اور تھی، سینکڑوں آدمیوں نے حضرت صاحبزادہ موصوف رح سے فیض حاصل کیا ——— حضرت قبلہؒ کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف بھی موصوف رح کو حاصل ہوا ——— اور کسے معلوم تھا کہ حضرت قبلہ کی طرح یہ بھی کچھ عرصہ بعد طالبان کو داغ مفارقت دے جائیں گے، حضرت قبلہ رح کے نامور خلفاء میں سے شاید آپ پہلے خلیفہ ہیں، جنہوں نے بعد رحلت حضرت قبلہ سے ملنے کی "پہل" کی ہے۔

موصوف نہایت سادہ لوح بزرگ تھے، طبیعت میں بہت سادگی تھی۔ بناوٹ اور تصنع سے گریز کرتے تھے حضرت قبلہ رح کی بہت سی خوبیاں موصوف میں پائی جاتی تھیں۔

Marfat.com

تقسیم ملک سے مکان شریف، ایسی متبرک جگہ ہندوستان کے حصہ میں چلی گئی ہے، جس سے حضرت صاحبزادہ صاحب کا خاندان وہاں سے پاکستان چلا آیا ہے، اور ان کے صاحبزادے محفوظ احمد صاحب آج کل موضع بھلیئر رنہ دسا نگلہ ہل، مقیم ہیں۔

Marfat.com

ابرِ رحمت

حضرت میاں رحمت علی صاحب مدظلہ العالی

حضرت میاں رحمت علی صاحب گھنگ شریف نزد کاہنہ کاچھا مقیم ہیں، پچاس سے کم عمر ہے، دبلے پتلے لمبے قد کے بزرگ ہیں کہتے ہیں ابھی چھوٹے سے تھے کہ انہیں حق سبحانہ وتعالیٰ کی محبت دامن گیر ہوئی، اللہ پاک اپنے عاشقوں کے خود محافظ ہیں ——

ایک مرتبہ چوران کے مویشی چرا کر لے گئے، گھنگ کے پاس ایک جنگل تھا، وہ لوگ وہاں تک گئے ہوں گے کہ مویشیوں نے آگے چلنے سے جواب دے دیا، چور ہر چند تشدد کرتے اور اپنے مخصوص حربے استعمال کرتے تھے مگر یہ قدم اٹھانے کا نام نہ لیتے تھے، آخر ان میں سے ایک آدمی کے دل پر بیلوں کی ڈھٹائی کا بہت اثر ہوا، سوچنے

Marfat.com

ہو نہ ہو ان کا مالک ضرور کوئی نیک آدمی ہے، چنانچہ وہ ساتھیوں سے بچھڑ کر حضرت میاں رحمت علی کے گھر پہ آبا یہ مویشیوں کے چوری جانے سے پریشان تھے ہی، چند آدمی ساتھ لئے اور جنگل میں پہنچ گئے۔ چور ان سب کی آہٹ پا کر مویشیوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے، اور یہ مویشیوں کو ہانک کر واپس گھر میں لے آئے۔

میاں صاحب جب ابھی نوعمر ہی تھے کہ کسی اللہ کے بندے کی تلاش میں شرقپور شریف پہنچ گئے، حضرت قبلہ رح کی زمانے میں دھوم تھی، حضرت موصوف بیان کرتے ہیں کہ بوجہ نوعمری انہیں حضرت قبلہ رح کی صحبت پاک میں بیٹھنے کا زیادہ موقع نہیں ملا، البتہ حضرت قبلہ نے جو تلقین فرمائی اسے گرہ سے باندھ لیا۔ فرماتے ہیں کہ جب بارش ہوتی ہے تو اس کی رحمت کا بادل روڑی پر بھی برس جاتا ہے، فرمایا کہ حضرت قبلہ کا ارشاد ہے کہ جب ابرِ رحمت سے بوند گرتی ہے تو سیپ کے منہ میں پڑتی ہے، اگر وہ اسے لیکر نیچے بیٹھ جائے تو اللہ پاک ایک دن اس کا پیٹ موتی جواہرات سے بھر دیتا ہے، اور اگر وہ اس بوند کو لے کر سطح پہ تیرتا اور گھومتا ہے تو کچھ بھی نہیں بنتا ـــــ سبحان اللہ مرشد کے ارشاد پہ کما حقہ،

Marfat.com

عمل پیرا ہونے کی کیا ہی عمدہ مثال بیان فرمائی ہے۔
چنانچہ سیپ کے مصداق حضرت میاں رحمت علی صاح
تھوڑے ہی دنوں میں نورٌ علیٰ نور ہو گئے، اور یہ اسی فیضان مر
کی برکات ہیں کہ آج میاں رحمت علی صاحب کی بزرگی کا ڈنک
بج رہا ہے، لب ولہجہ اور عادات بالکل حضرت میاں صاح
قبلہؒ کی سی ہیں اور طبیعت میں انتہا کی سادگی ہے، تجرد
زندگی گزارتے ہیں۔

بوئے گل

حضرت میاں رحمت علی صاحب کے فیضان کا دُور دُ
تک شہرہ ہے، ایک مرتبہ ایک سبزی فروش نے برا
محترم ماسٹر محمد احسان صاحب کو بتایا کہ حضرت میاں صاح
عموماً موضع گھنگ شریف ہی میں نماز جمعہ پڑھاتے ہیں
ایک مرتبہ اس سبزی فروش نے دوسری جگہ نماز جمع
کی، دیکھا کہ حضرت میاں رحمت علی صاحب بھی اس
برابر نماز ادا کر رہے ہیں، بعد نماز جب یہ ان کے گاؤں
آیا تو لوگوں سے دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا میاں صاح
نے تو نماز آج یہاں پڑھائی ہے! یہ خبر میاں صاحب مذک

Marfat.com

کے کان میں بھی پڑ گئی تو اس سے بولے کہ اگر تم نے مجھے کہیں دیکھا ہے تو اس طرح مشہور کرنے کی کیا ضرورت ہے" سبحان اللہ اخفائے راز کی کتنی فکر ہے!

حضرت میاں رحمت علی کے خادم بہادر علی نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میاں صاحب کے بعض خادم انہیں ایک مریضہ کے علاج کے سلسلہ میں لائل پور کے نواحی علاقہ میں لے گئے۔ یہ بھی ان کے ہمراہ تھے، آدمی بہت متموّل تھے، ڈاکٹر کے گھر سے ہو رہے تھے چنانچہ جب یہ وہاں پہنچے تو ڈاکٹر پٹی کر رہا تھا، مریضہ سوکھ کر کانٹا ہو گئی تھی، جب میاں صاحب نے مریضہ کو دیکھا تو کڑوا تیل طلب کیا اس پر دم کر کے فرمایا کہ خالی یہ زخم پر لگا دیا کرو اور انہیں کھانے کے لئے پراٹھا دیا کرو۔ مریضہ بیحد کمزور دُبلی پتلی برسوں کی بیمار تھی، کہتے ہیں وہ آٹھ ہی روز میں اٹھ کر بیٹھ گئی اور کچھ دنوں کے بعد لائل پور سے موضع گھنگ میں حاضر خدمت ہوئی!

ایک دفعہ راقم الحروف کی گاڑی میں موضع جھیڈو کے ایک شخص محمد نامی سے ملاقات ہوئی، باتوں باتوں میں اس نے بتایا کہ وہ بھی بہت نامی چور تھا، حضرت میاں صاحب سے

Marfat.com

بیعت بھی تھا، مگر عمل نہ کرنے سے فیض سے محروم تھا اور چوری کا ارتکاب کرتا، حضرت میاں صاحب سنتے تو منع فرماتے اور اطلاع بھجواتے کہ اس شخص سے کہو کہ باز آجائے۔ شروع شروع ایک مہینے کے بعد یہ پیغام بھجواتے؛ پھر دو مہینے کے بعد پیغام بھیجے اور پھر تین مہینوں کے بعد یاد فرمانے لگے، آخر یہ حاضر ہوا، فرما اب تو باز آجاؤ، بہت کچھ کر چکے ہو، بہت کچھ دیکھ چکے ہو، یہ عمر یہ موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا، وہ بولا اس قدر مروت اور شفقت سے سمجھانے کے باوجود وہ باز نہ آیا، آخر لائل پور میں ایک مقدمہ میں ماخوذ ہوا ضمانت پر آیا تو حاضر خدمت ہوا، اور آئندہ کے لئے نیک چلنی کا وعدہ کیا" فرمایا اچھا اللہ تعالیٰ رہائی کی کوئی صورت بنا دیں گے" اس کا بیان ہے کہ اللہ پاک نے اس پر بڑا فضل کیا اور وہ سزا سے بچ گیا، اس واقعہ کے بعد وہ بظاہر چوری سے رک گیا، مگر ہیرا پھیری اب بھی جاری تھی ایک مرتبہ اس نے چوری کے مال کی ایک گھوڑی خرید لی، جب بات نکلی تو مال اس کے ہاں برآمد ہو گیا، اور اس پر پھر مقدمہ بن گیا۔ یہ واقعہ فرقہ وارانہ فساد سے کچھ دنوں ذرا پہلے کا ہے۔ مقدمے کی تاریخ نے طول پکڑ لیا، یہ میاں صاحب کے سامنے گڑگڑایا، اور سچے دل سے تائب

Marfat.com

ونے کا وعدہ کرتا، فرمایا "اللہ پاک تمہیں اس مصیبت سے بھی
نجات دیں گے" چنانچہ جب یہ پیشی کے دن عدالت میں حاضر
ہوا تو مقدمے کا فیصلہ ہو جانے کے باوجود کسی سپاہی نے
یا مجسٹریٹ نے اسے کچھ نہ کہا، آخر یہ خود گاؤں کو چلا آیا، اس کے
بعد اب تک اسے کسی نے اس مقدمہ میں طلب نہیں کیا۔ وہ
کہتا ہے کہ اب دو سال سے وہ چوری چکاری بالکل نہیں کرتا،
اس نے ڈاڑھی بھی رکھ لی ہے۔ البتہ تھانے میں اس کا نام
دس نمبر یں اب بھی درج ہے، اس نے بتایا کہ ابھی ابھی ایک
تھانیدار لاہور سے تبدیل ہو کر آیا ہے اس نے علاقہ کے دیگر
دس نمبریوں کے ساتھ اسے بھی طلب کیا، اور اس سے بولا "محمد
تم نے یہ ڈاڑھی کیسے رکھی ہے"؟ یہ بولا "میاں صاحب (حضرت
رحمت علی صاحب) سے بیعت ہوں اور اب میں نے چوری
چکاری بالکل چھوڑ دی ہے" بولا کہ اس کے جواب سے
تھانیدار مذکور بہت متاثر ہوا، اور اس کا خیال ہے
کہ جب کبھی کوئی بڑا افسر تھانے میں آیا اور دس نمبریوں کی
طلبی ہوئی تو وہ اس کا نام اس بدنام لسٹ سے بھی کاٹ دیگا"
راقم الحروف سن کر بولا بیشک حضرت میاں رحمت علی

Marfat.com

صاحب کا نام بھی چونکہ تمہارے نام کے ساتھ رجسٹر میں درج ہو گیا ہے، اس لیے اللہ پاک اس نیک اور پاک نام کے صدقہ میں تمہیں اس گروہ میں نہیں رہنے دے گا" اور اب کہتا ہوں کہ کچھ تعجب نہیں کہ اس نام کی برکت سے صرف یہ ایک نام کیا دوسرے نام بھی اس فہرست سے خارج ہو جائیں اور نیکوکاروں کی فہرست میں لکھے جائیں!

اللہ پاک میاں رحمت علی صاحب کی عمر میں برکت دیں تاکہ وہ مجھ ایسے گنہگاروں کی زیادہ سے زیادہ دستگیری اور اصلاح فرما سکیں!

Marfat.com

الحاج وحافظ

حضرت مولانا سید محمد ابراہیم صاحب مدظلہ العالی

حضرت قبلہ مولانا سید محمد ابراہیم شاہ صاحب بخاری سہول شریف نزد ریلوے اسٹیشن کالا خطائی مقیم ہیں۔ آپ نے قرآن پاک حفظ فرمانے کے بعد ابتدائی تعلیم انجمن نعمانیہ لاہور میں حاصل کی، اس کے بعد دیوبند تشریف لے گئے، اور مولانا سید محمد انور علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح سے دورہ حدیث شریف پڑھا۔ اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد وطن موضع کھوکھر، تشریف لے آئے، اور کسی مردِ خدا کی تلاش شروع کر دی۔ اگرچہ آپ کے آباؤ اجداد حضرت خواجہ عبد الخالق جہانگیلی رحمتہ اللہ علیہ کے

Marfat.com

عقیدت مندوں میں سے تھے اور حضرت پیر جی محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ اعظم اور حضرت پیر جی محمد یعقوب شاہ صاحب آپکے خلیفہ اصغر تھے۔ لیکن آپ کی طبیعت کہیں نہ جمتی تھی۔ کیونکہ ایسا شخص جس نے ایسی قابل قدر ہستیوں سے تعلیم حاصل کی ہو۔ اس کے لئے مرشد بھی اکمل ہونا چاہیئے۔ چنانچہ آپ کی نظر ایسے مرد خدا کی تلاش میں تھی کہ جو صاحب حال ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب قال بھی ہو۔ اور ایسی نسبت عنقا تھی اور آپ کی سیری کہیں نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ کئی بزرگان دین کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد حضرت قبلہ شیخ المشائخ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ کے پہنچتے ہی حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خاص توجہ سے سرفراز فرمایا۔ اور ایک ہی نگاہ سے ان کے تمام شکوک و شبہات دُور کر دئے۔ چنانچہ آپ خوش و خرم گھر تشریف لائے اور ما بعد اکثر و بیشتر حضرت قبلہ میانصاحب رح کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے رہے۔ اور حقائق و معارف سے مستفید و متمتع ہوتے رہے۔ آخر ایک دن آپ نے فرمایا۔ کہ شاہ صاحب آپ گھر پر ہی لوگوں کو وظیفہ بتلا دیا کرو۔ آپ نے عرض کی حضرت بندہ اس قابل نہیں ہے۔ تو حضرت صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ تم بتلا دیا کرو

اللہ تعالیٰ فضل و کرم کرے گا۔ چنانچہ آپ نے ایک رومال عطا فرمایا۔ جو ابھی تک بڑے احترام کے ساتھ آپ کے پاس محفوظ ہے۔

چنانچہ اس روز کے بعد موصوف لوگوں کو اپنے ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے مستفیض و متمتع فرماتے ہیں۔ نیز آپ ہر سال ماہ پھاگن میں ایک عظیم الشان عرس کرواتے ہیں۔ جس میں بڑے بڑے علمائے کرام اور نعت خوانان شیریں بیان کے علاوہ بڑے بڑے بزرگان دین بھی تشریف لاتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ سال خوش قسمتی سے حضرت شیخ المشائخ قبلہ ثانی صاحب سجادہ نشین حضرت قبلہ میاں صاحبؒ بھی تشریف فرما ہوئے اور مخلوق خدا کو فیض روحانی سے مستفید فرمایا۔

لباس: حضرت قبلہ مولانا شاہ صاحب بخاری سادہ مزاج اور اکثر دیسی کھدر زیب تن فرماتے ہیں اور سر پر ٹوپی اور پگڑی پہنتے ہیں اور ہر امر میں حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور اکثر وقت اذکار و وظائف میں گزارتے ہیں اور حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کے صدقہ میں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب کے طفیل آپ کا سایہ تا دیر قائم رکھے تاکہ خلق خدا صحیح معنوں میں آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہو سکے راقم الحروف ان کے صاحبزادہ میر محمد شاہ صاحب سے ملا ہے، ماشاء اللہ متشرع اور نیک جوان ہیں، خدا تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے!

Marfat.com

شجرہ دعائیہ

از امیر طریقت حضرت بابا ابرالدین رحمۃ اللہ علیہ

اے خدا مجھ پہ عطا کر بطفیلِ مصطفےٰ ﷺ　　واسطے صدیق اکبرؓ ہے وہ صادق بے ر

واسطے سلمانؓ فارسؓ قاسمؓ و جعفرؓ ولی　　باطفیل بایزید بو الحسنؓ اور بو علی

واسطے ہمدان یوسفؒ عبد الخالقؒ غجدوان　　خواجہ عارفؒ یو گر محمودؒ کی خاطر جہانا ر

واسطے خواجہ علیؒ رامیتنی کے اے خدا　　خواجہ بابا سماسیؒ میر آل مصطفےٰ

واسطے خواجہ بہاؤ الدینؒ کے مشکلکشا　　حضرت یعقوب چرخیؒ کے لئے ہے التج

واسطے خواجہ عبید اللہ کے ہے میری عرض　　خواجہ محمد زاہدؒ کی خاطر خدایا العرض

واسطے درویشؒ میری عرض ہے دربار گاہ　　خواجہ امکنگیؒ کی خاطر میرے پر کر نگا

واسطے خواجہ محمد باقی باللہؒ با صفا　　خواجہ احمد مجددؒ الف ثانی با خدا

خواجہ معصومؒ حضرت الف ثانیؒ کے پسر　　خواجہ عبد الاحدؒ کی خاطر خدایا لطف کر

Marfat.com

طے سعیدؒ کی خاطر حنفیؒ پارسا — واسطے شیخ محمدؒ خواجہ زکیؒ باخدا

طے خواجہ محمد حاجی احمدؒ کر نظر — باطفیل شاہ حسینؒ نظر رحمت فضل کر

طے ان قطب عالم پیر پیراں دستگیر — خواجہ حضرت امام علیؒ شاہ روشن ضمیر

طے ان پیر صادق علیشاہ خلف امام — ماسوا اللہ حب دل سے دور ہو میرے تمام

طے ان خواجگان نقشبندان خدا — پر امیر الدینؒ نظر کر فضل سے ہر دم عطا

ہے امیر الدین فدا سب عاشقان اللہ پر
عشق اپنی ذات کا کرنا عنایت اس پر

Marfat.com

شجرہ منظومہ

از علامہ حکیم سیّد علی احمد نیّر واسطی

بخش دے یارب مجھے اپنی سخا کا واسطہ — رحم فرما شافع روز جزا کا واسط

صدق دے یارب مجھے صدیقؓ اکبر کے لئے — فقر دے سلمانؓ محبوب پیمبرؐ کے

حضرت قاسمؒ کا صدقہ میری بگڑی کو بنا — حضرت جعفرؒ کا صدقہ دے مرے دکو ن

رکھ مجھے با عافیت بہر جناب بایزیدؒ — بوالحسنؒ کا واسطہ دے مجھکو نصرت کی

بوعلیؒ کا واسطہ کر دے مری مشکل کو حل — دے مجھے علم طریقت اور توفیق ع

بہر یوسفؒ قید غم سے دہر میں آزاد کر — عبدالخالقؒ کیلئے عقبیٰ میں دلکو شا

حضرت عارفؒ کے صدقے میں مجھے عرفان دے — حضرت محمودؒ کا صدقہ مجھے ایمان د

واسطہ خواجہ علیؒ کا فقر درویشانہ دے — واسطہ بابا سماسیؒ کا دل دیوانہ

Marfat.com

…دا بہر جناب شیر حق میر کلاںؒ
حرص دنیا کو مرے تو جا نہ دل سے نکال

…مجھے صبر و رضا صدقہ بہاؤ الدینؒ کا
کر مجھے صحت عطا صدقہ علاؤ الدینؒ کا

…رے دلکو سکوں یعقوبؒ چرخی کے طفیل
حضرت احرارؒ کے صدقے میں دھو دے دل کا میل

…ت زاہدؒ کے صدقے میں مجھے زاہد بنا
حضرت درویشؒ کے صدقے میں دے فقر و غنا

…بہ املنگیؒ کا صدقہ داغ عصیاں کو مٹا
حضرت باقیؒ کا صدقہ دے بقا بعد الفنا

…احمدؒ کیلئے غیروں کی منت سے بچا
صرف اپنا ہی مجھے محتاج رکھ اے کبریا

…ولدے دل کی کلی بہر سعیدؒ نامدار
تا کہ میرے گلشن امید میں آئے بہار

…رت معصومؒ کا صدقہ دکھا کوئے رسولؐ
بس یہی ہے جیتے جی اپنا تبک ہوئے گیسوئے رسول

…سطہ عبدالاحدؒ کا مالک ارض و سما
کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطا

…خدا بہر جناب خواجہ حنفیؒ پارسا
وقت آخر نزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا

…سطہ حضرت زکیؒ کا اپنی الفت کر عطا
بخش دے شیخ محمدؒ کے لئے میری خطا

…سطہ خواجہ زماںؒ کا دے مجھے ذوق فنا
بہر احمدؒ قبر میں ہو نور احمدؐ کی ضیا

…ے خدا بہر جناب خواجہ حاجی شہ حسینؒ
دے مرے بے چین دل کو دین اور دنیا میں چین

…شر میں ہو جب ترے دربار میں میرا قیام
ہاتھ میں ہو میرے دامان نبیؐ بہر امامؒ

…حضرت میر صادقؒ صاحب صدق و صفا
سرخرو رکھ دو جہاں میں مجھکو اے میرے خدا

…سطہ یارب تجھے خواجہ امیر الدینؒ کا
دے مجھے حلم و حیا زہد و تقا صبر و غنا

…سطہ آخر میں دیتا ہوں تجھے اُس نام کا
جو ہمیشہ تیری محبوبی کے گن گاتا رہا

Marfat.com

عشق میں جسکے دل حسرت زدہ دیوانہ ہے — شرقپور اب جسکے بلعث نور کا کاشانہ

اے خدا کیا نام پیارا ہے تیرے محبوب کا — حضرت شیر محمدؒ صاحب جود و سخا

قطب دوراں شیخ عالم ہادی راہ صفا — نائب شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلیٰ

اے خدا صدقہ میاں صاحب کے نام پاک کا — حشر میں ہم عاصیوں کو ظل رحمت میں جگہ

اے خدا صدقے میں ان ناموں کے دلکو شاد کر

کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

شجرہ دُعائیہ

از جناب نصرت صدیقی

رہین رحمت پروردگار ہوتا ہوں
میں اُس کے فضل کا امیدوار ہوتا ہوں
رقم ہے نام نبی قلب کے نگینے میں
یہ آرزو ہے کہ جا بسوں مدینے میں
ہزار جان سے میں یارِ غار کے صدقے
ابوبکرؓ سے شہ جاں نثار کے صدقے
فدائے خواجہ سلمان فارسیؓ ہوں میں
یہ فخر بھی مجھے حاصل ہے قاسمیؒ ہوں میں

Marfat.com

امام جعفرؒ عالی وقار کے قرباں
ہوا ہے جلوہ نما بایزیدؒ کا عرفاں
جناب صاحب اکرام ابوالحسنؒ خواجہ
کہ سلسلہ کے ہیں وہ دلکشا چمن خواجہ
بو علیؒ کے کرم سے دماغ ہے روشن
جناب یوسفِ ہمدانؒ سے دل بنا گلشن
میں عبد خالقؒ عالی نسب کا ہوں شاکر
جناب عارفؒ کامل کا بھی میں ہوں ذاکر
سوائے مولا نہیں ہوں میں غیر کا طالب
کہ خواجہ ابوالخیرؒ سے ہوں خیر کا طالب
ہے پیشوائے غریباں علے رامتنیؒ
سماسی باباؒ تہہ فیض و مکیؒ مدنی
امیرِ سلسلہ خواجہؒ بہا والدینؒ
خطاب جن کا ہے مشہور نقشبند حسین
مقیم دل میں ہیں خواجہ علاوالدین عطارؒ
معین خواجہ یعقوب چرخی سالارؒ
جناب خواجہ عبید اللہ سید الاحرارؒ

Marfat.com

جنابِ زاہدؒ و درویشؒ و قافلہ سالار
محمد امکنگی کہ صاحب دل ہیں
رضا و صبر و غنا میں وہ فردِ کامل ہیں
دلِ حزیں نہ ہو کیونکہ ہو نہ سے آگاہ
کہ پیشوا ہیں میرے خواجہ بقا باللہؒ
میں بندہ حق کا ہوں اور اُمتی محمدؐ کا
فدائی کیوں نہ بنوں حضرتِ مجددؒ کا
جنہوں نے دہر میں توحید حق کو پھیلایا
مٹا کے کفر کو وحدت کا ڈنکا بجوایا
بنام نامِ محمدؐ ہیں خواجۂ معصومؒ
جنابِ خواجہ عبدالاحدؒ کی بھی ہے دھوم
حنیفؒ و شیخ محمدؒ ہیں اور خواجہ زکیؒ
ریاضتوں کے جہاں میں ہے جن کی دھوم مچی
جنابِ خواجہ محمد زمانؒ ہیں عالی مقام
جنابِ قاضی احمدؒ کا فیض و لطف ہے عام
جنابِ خواجہ شاہ حسینؒ پیر کبیر
نہیں امام علی کی جہاں میں کوئی نظیر

Marfat.com

جناب خواجہ صادق علی شہ والا!
بزرگ کامل و اکمل امیر دیں باباؒ
وہ یعنی دین متین کے مجددِ اعظم
رہا ہے آپ کے ہاتھوں میں دین کا پرچم
وہ کون قافلہ سالار شیرِ ربانی
جناب شیر محمدؒ حبیب یزدانی
جو شرق پور میں فیض و کرم کا دریا ہے
جہاں سے رولتا موتی ہر ایک منگتا ہے
جناب صاحب اکرام حضرت ثانی
معین آپ کا ہردم ہے فضل ربانی
زہے نصیب خداداد شیرِ ربانیؒ
کہ ان کے بھائی غلام اللہ بھی ہیں حقانی
خوشا کہ مرشدِ کامل جناب اسمٰعیل
کہ سر پہ آپ کے رہتا ہے ظلِّ ربِّ جلیل
بزرگ دیں جو کہ سرکار کے ماننے والے ہیں
حضور خانۂ سادات کے اُجالے ہیں
وجود آپ کا دنیا میں فیض کا مخزن

Marfat.com

نگاہ باعثِ ردِ بلاو و رنج محن
جناب سیّد والا حضور نور الحسن
جہاں بھر میں ہے نام آپ کا روشن
نظر نواز کہ محمدؐ عمر کہ حامیٔ دین
ہیں خاندان ولایت کے آپ مہر مبیں
طریق دیں میں رحمت علی بھی ہیں کامل
بزرگ دیں ہیں وہ صاحبِ نگاہ و صاحبِ دل
الٰہی جملہ بزرگان دین کا لے کر نام
دعائے خیر میں کرتا ہوں بہر امن عام
الٰہی در پہ تیرے صدق دل سے ہے یہ دعا
رہے نہ بند کوئی کام تیرے بندوں کا
جو سر پہ بار مصیبت ہے دور ہو جائے
ے ظہور کا حاصل سرور ہو جائے
نواز مجھ کو بھی مسکین بے نوا ہوں میں
کہ جان و دل سے ثنا خوانِ اولیا ہوں میں
الٰہی صدقہ میں کل اولیائے امت کے
مجھے چھپا لے تو دامن میں ــــ اپنی رحمت کے

Marfat.com

شمار سے بھی فزوں تر میری خطائیں ہیں
مگر حساب سے بالا تیری عطائیں ہیں
تیرے کرم سے میرے دل کا غنچہ کھل جائے
مجھے بھی گوہرِ مقصود آج مل جائے
امینِ شرفِ پوری پر بھی ہو تری رحمت
کہ اس کے دل میں بزرگانِ دین کی ہے الفت
قبول در پہ تیرے ہوں دعائیں نصرت کی
معاف کیجئے الٰہی خطائیں نصرت کی
ثنا و حمد کی توفیق دے اسے مولا
نبیؐ کی شان میں کہتا رہے یہ صلِ علےٰ
قبول اس کا درود و سلام ہو جائے
رواں زبان پہ محمدؐ کا نام ہو جائے

Marfat.com

اختتامیہ

از جناب شمس مینائی

شمس

دیکھو کس قدر مرغوب ہے
یہ کتاب اولیائے نقشبند
سر بسر ہیں تذکرے سادات کے
قدر جن کی ہے زمانے میں بلند
جو امین شرقپوری ہیں تمام
اس صحیفے کے (۱۹۵۲) ہیں وہ شیرازہ بند
اولیاء کا شجرہ بھی اس میں ہے درج

Marfat.com

ہیں وہ اسمائے گرامی دل پسند
نصرت صدیقی نے حسب مقام
کر دئے ہیں ایک ہی رشتہ میں بند
بارگاہ حق میں ہے اپنی دعا
ہوں مسلماں عام اس سے بہرہ مند

ثنا کیلئے اہل اللہ ہر حال عاجز حبیب اللہ خوشنویس کنٹری ملک ہیرا
فلمنگ روڈ لاہور

Marfat.com

آپ کے لئے!

آپ کی خواتین کے لئے!!

اور آپ کے بچوں کے لئے!!!

اسلامی تہذیب و تمدن کا علمبردار

ماہنامہ حقیقتِ اسلام لاہور

ایڈیٹر محمد امین شرقپوری

جس میں ہر ماہ بصیرت افروز مقالے نہایت آسان زبان میں کتاب و سنت کی روشنی میں پیش کئے جاتے ہیں نیز بزرگانِ دین کے پاکیزہ حالات بھی شائع ہوتے ہیں۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود زرِ سالانہ صرف تین روپے

فی کاپی چار آنے

المشتہر: منیجر رسالہ حقیقتِ اسلام لاہور

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

4 6
Supetar
Pipeline
1631
1004
APPROX
ALIGN
OTOK BRA
Pipeline
KARST
VIDOVA GORA
1645
2559
H V A R S K I K
STARIGRADSKI ZALJEV
HVAR/24/s
98
384
1224
var
Fl
Tunnel
2057
N A L
2 3
ŠCEDR
ŠCEDRO
368
FIWR
K O R Č U L A N

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

تذکرہ

582/2

اولیائے نقشبند

المعروف سیرت پاک

شیر ربانی

شیخ یزدانی مجددِ عصر قطب زمانہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری

مؤلف

ناچیز حقیر محمد امین شرقپوری

پیش کردہ:

کمترین عبدالوحید خاں ولد محمد حسین خاں

Marfat.com